تلاشِ حق

مصنفہ

بابو رام چرن لال صاحب - کلرک دفتر پوسٹماسٹر جنرل

ممالک متحدہ آگرہ و اودھ لکھنؤ

دوسری بار

باہتمام کیسر داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

۳۰ ۱۹ع

فہرست مضامین

دیباچہ

موجودات عالم مین آدمی جسے قدرت نے انسانیت کا خلعت زیب تن فرمایا ہی جسے
کل مخلوقات پر شرف و امتیاز بخشا ہی اور عقل کا گران بہا جوہر اُسکا طرۂ دستار بنایا ہی
اور قوت متصرفہ اُسکے دماغ مین ودیعت فرمائی ہی جب طفولیت کے میدان کی منزلین
طی کر کے شاہراہ فہم و تمیز تک پہونچتا ہی اور عالم کے عجائب و غرائب اور زمین و آسمان
کے حیرت انگیز کارخانون پر نظر ڈالتا ہی اور اپنے اور اپنے امثال مین بیشمار صنائع کا
مشاہدہ کرتا ہی تو فطرتًا اُسکا دل گواہی دینے لگتا ہی کہ دنیا کا یہ عجائب خانہ خود بخود موجود
نہین ہوگیا بلکہ اسکا کوئی موجد ضرور ہی اور وہ موجد ماہر کامل اور صانع بیمثال ہی
اور اس گواہی مین اُسے ہر ذرہ زمین اور ہر قطرہ باران اور ہر ستارہ آسمان بلکہ
ہر جز و کل اُسکے بے نظیر وجود پر شاہد صدق بنکر اپنا ہم خیال اور ہم آواز نظر آنے لگتا ہی
اسی کے ساتھ ایک تعجب خیز منظر اُسکے سامنے یہ بھی آتا ہی کہ ہر پست و بلند کے
حرکات و سکنات تو ایک نظام وجودی کے پابند ہین مگر جو اشرف المخلوقات ہی اور
عقل و تمیز کے زیور سے آراستہ ہی اُسکے افراد بالکل مختلف الخیال اور مختلف الافعال ہین
وہ کسی کو ایسے اعمال کا پابند دیکھتا ہی جو ہر عاقل کی نظر مین قابل مدح اور لائق تحسین
و آفرین ہین۔ اور کسی کو ایسے افعال مین مبتلا دیکھتا ہی کہ نظر عقل مین قابل نفرت و نفرین
اور ہر ذی ہوش کے نزدیک لائق مذمت ہین اور اُسی کے ساتھ اُن مین دین و مذہب
کا عظیم الشان اختلاف نظر آتا ہی عبادت و پرستش کے طریقے مختلف۔ عبادتگاہین
جدا جدا دیکھتا ہی لہذا یقینی طور پر فیصلہ کر لیتا ہی کہ یہ سب کے سب حق نہین ہو سکتے
کیونکہ بعض مذاہب اور فرقون کی رو سے اگر یہ سب لوگ اسی حالت مین اپنی زندگی

کی منزلیں طے کر کے اور حیات کی طویل یا حقیر مدت پوری کر کے فنا کے سیلاب میں گم ہو گئے
اور عدم کے تاریک پردہ میں مخفی و مستور ہو گئے اور بعد الموت کے آثار سب کے لیے
یکسان پیش آئے یعنی خدا پرست اور صنم پرست نیک اعمال اور بد اعمال میں کوئی فرق نہ ہوا
تو یقیناً یہ سمجھا جائیگا کہ جس مدبر نے یہ تماشا گاہ مرتب کیا ہی وہ عدل و حکمت کے وصف
جلیل سے محروم اور قدرت و صنعت کے لوازم سے بے بہرہ ہی مگر فوراً ہی اُسکا
دل بول اُٹھے گا کہ نہیں نہیں موجد عالم ضرور عالم۔ حکیم و صانع۔ قادر۔ قدیم ہی اور
جب روشن و مضبوط دلیلیں اُسکے سامنے بے طلب حاضر ہو جائینگی تو وہ ضرور یقین
کرلے گا کہ اس زندگی کے بعد سزا و جزا کا ہونا ضروری ہی۔ یہ بحث ہم ترک کرتے ہین کہ سزا و
جزا کس مقام۔ کس صورت سے اور کس نوعیت سے ملیگی۔ مگر اتنا ضرور کہتے
ہین کہ سزا و جزا کا یقین حاصل ہو جانے کے بعد ہر ذی ہوش کا فریضۃ ہونا چاہیے
کہ وہ اپنے تمام اشغال و اعمال پر سزا و جزا کی فکر و اندیشہ کو مقدم قرار دے۔
نا مبارک ہین وہ لوگ جو ما بعد الموت کی فکر سے غافل ہو کر چند روزہ دنیاوی زندگی
کے نشہ مین سرشار رہا کرتے ہین ایسی غفلت سخت غلطی اور ناقابل عفو جہالت ہی۔
غرضکہ احتیاط عاقبت اندیشی اور انجام بینی اسکی مقتضی ہی کہ اس زندگی مین ایسے کام
کیے جائین جن سے عمدہ اور اعلیٰ جزا کا استحقاق پیدا ہو اور ایسے کامون سے اجتناب
کیا جائے جسکا نتیجہ عقوبت و سزا ہو۔

سزا و جزا کا خیال پیدا ہوتے ہی با فہم و ذی ہوش شخص کے دل مین بلا اختیار
خوف و دہشت کے آثار پیدا ہو جائینگے اور بند بند کانپنے لگے گا خواب و خور
حرام ہو جائیگا۔ اور اُسکے نزدیک ایسے رہنما کی تلاش واجب و لازم ہو جائیگی
جو نیک اعمال کی فہرست اور خالق عالم کی رضامندی کی راہین دکھا سکتا ہو۔
اور برے افعال کی تفصیلات اور خالق کے خلاف مرضی راستے بھی بتا سکتا ہو

اور ہر طرح پر قابل اعتماد ہو۔ اس تلاش مین یہ ضروری ہی کہ اُسے متعدد رہنا ملین گے
جنمین ہر ایک کا دعویٰ یہی ہوگا کہ بالخصوص وہی نجات کی منزل تک پہونچا دینے
کے لیے مخصوص ہی۔ یہ دیکھکر اُس شخص کو ایک نئی حیرت پیدا ہوگی اور پریشان
ہو جائیگا کہ اب کیا کرنا چاہیے اور سچے و جھوٹے مین کس طرح تمیز کی جائے۔
ساتھ ہی یہ بھی فکر پیدا ہو جائیگی کہ سچے اور جھوٹے کھرے اور کھوٹے کی تمیز کے
لیے ایک مقیاس تحقیق یا خالص کسوٹی پیدا کرنی چاہیے۔ جو نمایان طور پر فیصلہ کر سکے
اور یہ بتا سکے کہ یہ حق ہی اور وہ باطل ہی۔ ایسی میزان یا معیار یا مقیاس تمام عالم
مین اگر اُسے کوئی ملیگی تو وہ صرف "عقل" ہوگی جسکے فیصلہ کو ہر ملت و مذہب والا
آدمی تسلیم کرے گا۔ اور جسے عذر ہوگا وہ خارج از عقل سمجھا جاوے گا۔ لہذا
اُس شخص کو لازم ہوگا کہ عقل کو سریر حکومت پر بٹھا کر جتنے رہنمائی کے مدعی ہون
اُنکے اصول ہدایت دریافت کرکے عقل کے سامنے پیش کرے اور جو فیصلہ
عقل کی طرف سے صادر ہو اسپر کاربند ہو جائے اس اہتمام کے بعد وہ لوگ
تو شاید فرمان عقل کو تسلیم نہ کرین جو خواہش نفس کے شکنجہ مین گرفتار اور اسلاف کی
ناجائز تقلید مین مبتلا ہین لیکن منصف مزاج اور نیک کردار لوگ ضرور بالضرور سر
اطاعت خم کر دینگے۔ یہی سبب ہی کہ زبانی تو ہر شخص اور ہر گروہ یہی کہتا نظر آتا ہی کہ
اُسکے اصول عقل کے مطابق ہین لیکن محکمہ عقل مین فیصلہ کرانے سے پس و پیش
کرتا ہی۔

سزا و جزا کا خیال رکھکر کام کرنے والا انسان عموماً دو کام کرتا ہی۔ وہ یا
تو روشنضمیر اصحاب کی خدمت مین حاضر ہو کر فیض روحانی حاصل کرتا رہتا ہی۔
یا مطالعہ کتب مین مصروف رہکر خدا کی عبادت کیا کرتا ہی مگر یہ عام طور پر دیکھا
دیکھا جاتا ہی کہ بغیر مرشد کامل کتب مختلفہ کا مطالعہ متلاشی حق کے خیالات

کو متزلزل کردیتا ہی اور وہ حق بات کی تلاش مین سرگردان نظر آنے لگتا ہی چنانچہ
اگر ایسا شخص اصول متذکرہ بالا کی پابندی کر کے عقل سے کام لے تو بہت جلد
حصول مقصد مین کامیاب ہو سکتا ہی۔

راقم الحروف کو بھی ان ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مذہب کی تحقیق و تدقیق
مین مختلف مذاہب کی کتابین پڑھنے کا اتفاق ہوا اور یہ دیکھنے مین آیا کہ کم و بیش
ہر کتاب مین کسی خاص عقیدہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے دیگر عقائد پر حرف گیری
کی گئی ہی۔ ہندو مذہب کی بھی مختلف کتب مثلاً رامائن۔ بھگت مال۔ سریمد بھاگوت
جوگ بسشٹ۔ مختلف پران و اُپنشد و شاستر۔ سوامی وویکانند۔ وسوامی
رام تیرتھ جی مہاراج کی تصانیف نے ایک نئے چکر مین ڈالدیا۔ اور حصول
مقصد کی مختلف راہین دیکھکر سوچنے لگا کہ کونسی راہ قابل قبول سمجھنی چاہیے
اور کس راہ پر چلنا چاہیے۔ ایک فریق "کرم" کو افضل بتاتا ہی۔ دوسرا "یوگ"
کو۔ کوئی "بھگتی" کو بہترین طریقہ حصول مکتی بتلاتا ہی۔ اور کسی کا یہ قول ہی کہ
صرف "گیان" ہی سبب نجات ہو سکتا ہی۔ برسون کی محنت و تحقیقات کے بعد
جس کتاب نے جملہ شکوک رفع کردیے وہ شریمد بھاگوت گیتا تھی۔ اس
مقدس کتاب مین اُس شاہراہ مستقیم کا ذکر ہی جو اپنے رہروون کو سیدھی نجات کی
منزل تک پہونچا دیتی ہی۔ اسمین ایسے پاک اور سچے مذہب کا بیان کیا گیا ہی
جو ابتدائے آفرینش سے آجتک ہمیشہ حق مذہب ہونے کا سزاوار رہا ہی۔ یہی
وہ کتاب ہی جسکے اصولون پر ہزارون بار عقل سلیم نے عقلیت کلی فتوی دیا ہی۔ یہی
وہ آفتاب عالمتاب ہی جسکی نور باشعاعون نے عقائد کے عالم ظلمات کو مطلع
انوار بنا دیا ہی۔ یہی وہ ابر رحمت ہی جسنے اپنی حیات بخش بارش سے افسردہ
و پژمردہ زراعتون کو سیراب کر کے سرسبزی و شادابی کا خلعت پہنا دیا ہی۔

یہی وہ دریائے ذخار ہی جسنے اپنی فیض رسانی سے نورانیت و روحانیت کے جواہر شاہوار سے عالم کو مالامال کر دیا ہی غرضکہ یہ وہ لاجواب کتاب ہی جسکی تعریف نہین کیجا سکتی۔ اسکے بیشمار تراجم مختلف زبانون مین موجود ہین اور ابھی تک لوگون کی سیری نہین ہوئی ہی۔ ہر شخص کی خواہش ہی کہ وہ اپنی جدا تفسیر لکھے چشم بینا اور گوش شنوا رکھنے والے ناظرین کے سامنے اسکی تفسیر ایک نئے طریقہ سے پیش کرنا مجھ ایسے بے بضاعت اور کم علم شخص کے لیے محض ناممکن ہی۔ مگر بمصداق ع

کار دنیا کسے تمام نہ کرد

کچھ خامہ فرسائی کی ہمت ہوئی۔

کتاب ہذا یعنی تلاش حق شریمد بھگوت گیتا کی تفسیر تو نہین کہی جا سکتی مگر اتنا ضرور ہی کہ اسی مقدس کتاب کے اصول پر لکھی گئی ہی۔ اسمین کرم۔ یوگ۔ بھگتی۔ اور گیان کا علیحدہ علیحدہ بیان کر کے آخر مین یہ سمجھانیکی کوشش کی گئی ہی کہ کونسی راہ کسکو اختیار کرنی چاہیے کیونکہ کوئی شخص ایک ساتھ دو یا دو سے زیادہ راستون پر نہین چل سکتا۔ البتہ اپنے میلان طبع کے موافق ایک ایسا راستہ اختیار کر سکتا ہی جسکو وہ سمجھتا ہی کہ آسانی سے طے ہو سکتا ہی۔

مین نے اپنے ذاتی خیالات کی مضبوطی کے لیے مستند کتابون سے چند اصول اخذ کر کے لکھ رکھے تھے انکو جب احباب نے سنا اور پڑھا تو بہت پسند کیا۔ اور کہا کہ اگر یہی اصول کتاب کی صورت مین پبلک کے سامنے پیش کیے جائین تو نہایت کارآمد ثابت ہونگے۔ مین نے اپنی ملازمت کے فرائض و اسقام جسمانی کی وجہ سے انکار کیا۔ انکا اصرار روز بروز بڑھتا رہا۔ آخر مین مجبور ہو کر اس فرض کی ادائیگی کے لیے آمادہ ہوا۔ اسوقت یہ بھی محسوس کیا کہ سادہ نصیحت سے ہر ایک کا دل محفوظ نہین ہوتا اور بالعموم عوام کو نفرت ہوتی ہی لہذا خشک مذہبی مضامین کو ناول

یا قصہ کی شکل مین پیش کرنا مناسب سمجھا تا کہ لوگ بآسانی و برغبت پڑھین۔ مین نے جب سے
اسے لکھنا شروع کیا فضل خداوندی شامل حال رہا اور ایسے ایسے بلند پایہ
بزرگان دین کی شرف زیارت وحصول نصیحت بزرگانہ کا موقع ملا کہ اسکا لطف
دل ہی جانتا ہی۔

خدا سے میری دعا ہی کہ یہ ناچیز تصنیف متلاشیان حق کے لیے مفید ثابت ہو
اور ساتھ ہی ساتھ خواب غفلت مین سونے والون اور اپنی حالت سے بے خبر
رہنے والون کو جگانے اور مذہبی حس پیدا کرنے مین معاون ہو۔

اس کتاب کے شروع مین "مفید معلومات" کا ایک بیش بہا خزانہ ہی۔
وہ چھ حصون یعنی کتب۔ کرم۔ یوگ۔ بھگتی۔ گیان۔ اور متفرقات مین منقسم ہی
وہ اصطلاحات جو مذہبی کتب مین بالعموم استعمال کیجاتی ہین اس مین درج ہین۔
امید ہی کہ ناظرین اُن سے فائدہ اُٹھائین گے۔

شیدایان روحانیت اور تشنگان حقانیت سے بکمال ادب گذارش ہی
کہ اس کتاب کو انشاپردازی یا مضمون نگاری کی نظر سے نہ ملاحظہ کرین بلکہ نفس
مضمون پر غور کرین اور جس جگہ زباندانی کے خلاف معلوم ہو اُسکو ازراہ عنایت
وکرم معاف فرمائین کیونکہ جا بجا ہندی اور سنسکرت زبان کے الفاظ۔ محاورے
اور اصطلاحات کا استعمال بضرورت اور بدرجہ مجبوری کیا گیا ہی جس سے اُردو
زبان کی لطافت مین فرق آگیا ہی۔ البتہ اُسکی خامیون اور اُن کے متعلق ضروری
تجاویز سے براہ کرم آگاہ فرمادین تا کہ طبع ثانی کے وقت اُنپر غور کیا جا سکے۔

خیر اندیش
رام چرن لال
لکھنؤ محلہ نرہی ٢٠۔ اگست ١٩٢٦ء

مفید معلومات

کتب

وید - تعداد مین یہ چار ہین - رگ وید - یجر وید - سام وید اتھروؔ وید -

نوٹ ویدون کی ایک ہزار ایک سو ستائیس شاکھائین ہین اور چھ انگ ہین

۱ - سکشا - (علم قرائت) یعنی اکشر کا ٹھکانا - اسمین پانینی کی تصانیف مستند ہین -

۲ - کلپ - (سنسکارون کا ہدایت نامہ) یعنی ویدی بنانا اسکے متعلق کتاب بابو دکلپ ہے

۳ - دیا کرن (صرف نحو) یعنی بید کا پریوجن - اسکے متعلق کتب اشٹا ادھیائی مہابھاشیہ - دھاتو پاٹھ - اُن آدی گن - پراتی بدک اور گن پاٹھ ہین

۴ - نرکت (لغت) یعنی بید کا ارتھ سمجھنا - اسکے متعلق کتاب نگھنٹو ہے -

۵ - چھند (عروض) یعنی پنگل - اسکے متعلق پنگل اچاریہ کی تصنیف سوتر بھاشیہ ہے

۶ - جوتش (ہیئت و ہندسہ) یعنے وقت کا حساب - اسکے متعلق کتب دیکھا گنت اور بیج گنت ہین -

اُپ وید - یہ بھی چار ہین -

۱ - رگ وید سے آیورؔ وید (علم طب) اسکے متعلق کتب چرک اور سشرت ہین -

۲ - یجر وید سے دھنر وید (جنگ وانتظام سلطنت)

۳ - سام وید سے گاندھر وید (علم موسیقی)

۴ - اتھرو وید سے ارتھ وید - اسکو واستو بھی کہتے ہین (علم صنعت و ہنر) اسکے متعلق کتب وشوکرما - توشٹری ہین -

شاستر۔ ان کو اُپ انگ اور درشن بھی کہتے ہیں۔ انکی تعداد چھہ ہے۔

نام شاستر	نام مصنف	اُپر کسنے بھاشیہ لکھا ہے	اسمین کسی مضمون کا خاص طور سے ذکر ہے
۱۔ نیائے ...	گوتم منی ...	واتسائن رشی ...	گولال سم کرتا ...
۲۔ ویشیشک ...	کنادمنی ...	گوتم منی ...	پدارتھ ...
۳ یوگ ...	پتنجلی رشی ...	ویاس منی ...	جیوا ایشور سنجوگ ...
۴ سانکھیہ ...	کپل دیو ...	بھاگری منی ...	پرکرت اور پرش ...
۵ میمانسا ...	جیمنی جی ...	ویاس منی ...	کرم ...
۶ ویدانت ...	ویاس منی ...	بودھائن رشی ...	برمھ ...

اُپ نشد۔ انکو برہمن بھی کہتے ہیں۔ ان کی تعداد ایک ہزار بتائی جاتی ہے یہ ہزار اُپ نشد آجکل نہیں ملتے۔ ڈھائی سو یا ڈھائی سو سے کچھ زیادہ دستیاب ہو سکتے ہیں۔ ان مین سے ایکسو آٹھ زیادہ مشہور ہین اور اُن مین سے بھی دس سب سے زیادہ مشہور اور قدیم مانے جاتے ہین اُنکے نام یہ ہین۔

ل اسکو پورب میمانسا بھی کہتے ہین۔ اسکا ابتدائی نام ترُیتری دھرم یعنی تینون ویدونکا دھرم ہے
له اسکو اُتر میمانسا بھی کہتے ہین۔

(۱) کین (۲) ایش (۳) منڈک (۴) مانڈوکیہ (۵) ایترے (۶) تیتر ے (۷) پرشن (۸) کٹھ (۹) چھانڈوگیہ (۱۰) برہد ارنیک -

پوران - یہ اٹھارہ ہین - بھاگوت پوران - شیو پوران یا لنگ پوران - پدم پوران - گرڑ پوران - نارد پوران - برہمانڈ پوران - باراہ پوران - دایو پوران - سورج پوران - کورم پوران - گنیش پوران - اسکند پوران - بشن پوران - اگن پوران - نرسنگھ پوران - متس پوران - مارکنڈے پوران - ادپوران - انکے علاوہ اندر پوران - بھیمن پوران - ناردیہ پوران - برمھ پوران - برمھ دیورت پوران - برہد بشن پوران - بھارگو پوران - وغیرہ اور بھی ہین -

گیتا - انکی تعداد اکیاون بتلائی جاتی ہے - چند کے نام یہ ہین -

بھگوت گیتا - اسٹابکر گیتا - اودھوت گیتا - کپل گیتا - رام گیتا - ارجن گیتا - پانڈو گیتا - ہنومان گیتا - گنیش گیتا - اُتر گیتا - دیوی گیتا - برمھ گیتا - بھکشو گیتا - جم گیتا - شیو گیتا - بیاس گیتا - سوت گیتا - سورج گیتا - گورو گیتا - شنبھو گیتا - دھیش گیتا - شکتی گیتا - وشنو گیتا - سنیاس گیتا - بیادھ گیتا - منکیہ گیتا - ایشور گیتا - پنگل گیتا - اشٹناک گیتا - بودھ گیتا - بچکھو گیتا - ہاریت گیتا - برتر گیتا - پراشر گیتا - ہنس گیتا - انو گیتا - برہمن گیتا وغیرہ

رامائن یہ بھی کئی ایک بتلائی جاتی ہین اور دستیاب ہوتی ہین - چند کے نام یہ ہین -

بالمیک رامائن - تلسی کرت رامائن - ادھیاتم رامائن - اگست رامائن - آنند رامائن

لہ یہ دو ہین - ایک اسکند پوران مین اور دوسرا جگ بسشٹ مین -

سلہ یہ تین ہین - ایک بشن پوران مین - دوسرا اگن پوران ہین اور تیسرا نرسنگھ پوران مین -

سلہ یہ انو گیتا کا ایک جزو ہے -

[لہ] اتر رامائن کپل رامائن گنیشور رامائن گرڈ رامائن گوتم رامائن چمپو رامائن جمدگن رامائن دھرم رامائن
نارو رامائن ۔ پلست رامائن ۔ اتر رامائن ۔ ادبھت رامائن بشسٹ رامائن ۔
برھمہ رامائن ۔ برنچ رامائن ۔ بھردواج رامائن ۔ بھرت رامائن ۔ مہا رامائن جیشور
رامائن ۔ منو رامائن ۔ پنگل رامائن ۔ یاگ ولکیہ رامائن ۔ للت رامائن ۔ شویت کیت
رامائن ۔ اسکندر رامائن ۔ سنند رامائن ۔ سمنتر رامائن ۔ ستیکشن رامائن ۔ سو بھر
رامائن ۔ ہنوست رامائن ۔ وشوامتر رامائن ۔ ببھیکن رامائن ۔ برت رامائن ۔
شیو رامائن ۔ جیمن رامائن ۔ کردیخ رامائن جٹایو رامائن ۔ سوبیج رامائن
سگریو رامائن ۔ بھشنڈ رامائن ۔ دہیہ رامائن ۔ لومش رامائن ۔ بال رامائن ۔ اگن
دیش رامائن وغیرہ ۔

لہ اسکا دوسرا نام "جوگ بسشٹ" ہے مصنفہ والمیکی جی ۱۲

کرم

بلحاظ زمانہ (ماضی۔ حال۔ اور مستقبل) کرم تین قسم کا ہوتا ہی (۱) سنچت (۲) پراربدھ۔ اور (۳) کریامان (یا آگامی)

کرم دو طرح سے کیے جاتے ہین۔ (۱) یگیارتھ۔ اور (۲) پرشارتھ۔

یگیارتھ۔ یہ بذاتہ پھل نہین دیتے۔ یعنی باعث بند و گرفتاری نہین ہوتے۔ محض یگیہ کے لیے کیے جاتے ہین۔

جیسا کہ میانسا شاستر کا قول ہی کہ ہر کام کسی نہ کسی یگیہ کے لیے ہی کیا جاتا ہی۔

پرشارتھ۔ یہ انسان کو فائدہ پہونچانے والے ہوتے ہین۔ اسوجہ سے باعث گرفتاری ہین۔

انسان اپنی زندگی مین چار طرح سے کرم کرسکتا ہی (۱) نت (۲) نیمت۔ (۳) کامیہ (۴) نکھد۔

(۱) نت:۔ وہ کام جنکا روزمرہ کرنا ضروری ہی۔ مثلاً نہانا اور سندھیا کرنا وغیرہ۔ ان کے کرنے سے کوئی خاص پھل یا سدھ نہین ملتی۔ مگر انکا نہ کرنا اچھا نہین ہی۔

(۲) نیمت۔ وہ کام جو کسی نمت یعنی غرض کے لیے کیے جائیں۔ جیسے نمت عذاب! دور کرنے کے لیے یا پرایشچت وغیرہ کے لیے ... اگر وہ کام جسکے لیے ہم ایسا کرتے ہین پہلے نہ ہوگیا ہو تو نیمت کام کرنے کی ضرورت نہین۔

(۳) کامیہ:۔ وہ کام جو کسی خاص غرض کو مدنظر رکھکر اسکے پورا کرنے کے لیے شاستر کے احکام کے موافق کیے جاتے ہین۔ جیسے بارش کے لیے یا اولاد کے لیے خاص یگیہ کرنا۔

(۴) نکھد۔ وہ کام جو قابل ترک ہین مثلاً جوا کھیلنا۔ چوری کرنا وغیرہ۔

کریا - یہ چار قسم کی ہوتی ہین (۱) شردھا (۲) تپسیا (۳) سیوا (۴) بھگتی - انکے پھل علی الترتیب یہ ہین (۱) دھرم (۲) ارتھ (۳) کام (۴) موکش -

آشرم یہ چار ہین - (۱) برہمچریہ - (۲) گرہست (۳) بان پرست (۴) سنیاس -

---

یوگ

یوگ کی آٹھ قسمین ہین (۱) یم (۲) نیم (۳) آسن (۴) پرانایام (۵) پرتیاہار (۶) دھیان (۷) دھارنا (۸) سمادھی۔

یم[1] - یہ دس باتین ملکر ہوتا ہی۔ اہنسا۔ ستیہ۔ آستیہ۔ برہمچریہ۔ چھما۔ دھرتی دیا۔ آرجو۔ ہت آہار۔ شوچ۔

نیم[2] اس مین بھی دس باتین شامل ہین۔ تپ۔ سنتوکھ۔ آستکیہ۔ دان۔ ایشور پوجن۔ سدھانت واکیہ شرون۔ ہری۔ متی۔ جپ۔ ہوتم۔

آسن یہ چوراسی قسم کے ہوتے ہین۔ پدم آسن۔ سکھ آسن۔ سنگھ آسن میور آسن وغیرہ۔

پرانایام اسکی آٹھ قسمین ہین۔ سورج بھیدی۔ رد جاتی۔ بھستر۔ سیتلی۔ شیت کاری کنول۔ بھرامری۔ مورچھا۔

پریتاہار۔ دھیان۔ دھارنا۔ اور سمادھی ملکر کئی قسمین نہین ہین۔

سیدھیان۔ یہ آٹھ ہین۔ آتما۔ مہا۔ گرما۔ لگھما۔ پراپت۔ پراکامیہ۔ ایشتو۔ وشتو۔

برتی چت کی پانچ برتیان ہین۔ (۱) پرمان (۲) بپریہ (۳) بکلپ (۴) ندرا (۵) سمرتی۔

ناڑی جسم مین ۷۲۰۰۰ ناڑیان ہین۔ ان مین ۲۴ بڑی ہین۔ اور ان ۲۴ مین بھی

---

[1] بعض کتابون مین "یم" پانچ ہی بتلائے گئے ہین انکے نام یہ ہین (۱) اہنسا (۲) ستیہ (۳) آستیہ (۴) برہمچریہ (۵) اپری گرہ۔

[2] بعض کتابون مین "نیم" بھی پانچ ہی بتلائے گئے ہین انکے نام یہ ہین (۱) شوچ (۲) سنتوش (۳) تپ (۴) سوادھیائے (۵) ایشور پرندھان۔

دس خاص اور بڑی ہین۔ (۱) انگلا (۲) پنگلا۔ (۳) سشمنا۔ (۴) گندھاری (۵) ہستھ جیہو۔ (۶) پوشن۔ (۷) یشونی۔ (۸) المبک۔ (۹) کہولی (۱۰) شنکھنی۔

پون۔ ان کی تعداد دس ہی (۱) پران۔ (۲) اپان (۳) سمان (۴) اودان (۵) بیان (۶) ناگ دایو (۷) کورم (۸) دیودت (۹) سرکل۔ (۱۰) دھننجے۔

چکر۔ ان کی تعداد سات ہی۔ (۱) مول ادھار چکر (۲) لنگ چکر (۳) نابھی چکر (۴) ہردے چکر (۵) کنٹھ چکر (۶) اگیا چکر (۷) برمھ رندھر۔

بچن۔ یہ چار قسم کے ہوتے ہین۔ (۱) پراد اکاش کی طرح (۲) پشینت (برمھ رندھر مین رہتی ہی) (۳) مدھما بھوون کے بیچ مین ہی۔ اس سے سوہم شبد نکلتا ہی) (۴) بیکھری (زبان مین رہتی ہی)۔

بھگتی

بھگوان یہ مرکب ہے دو لفظون سے۔ بھگ اور وان سے
ایشوریہ۔ دھرم۔ یش۔ سمپت۔ گیان اور ویراگ۔ ان چھ باتون کو بھگ
کہتے ہین اور وان کے معنی ہین والا۔ چنانچہ بھگوان کے معنی ہین ان صفات والا
بھگتی نو قسم کی ہے۔

(۱) شردن -	اسی مین راجہ پرچھیت کو فوقیت حاصل ہے	(۶) بندن	اسیمین اکرور جی کو فوقیت حاصل ہے
(۲) کیرتن	” شکدیو جی ”	” (۷) آتم نویدن	” راجہ بلی ” ”
(۳) سمرن	” پرہلاد ”	” (۸) داستو	” ہنومان جی ” ”
(۴) چرن سیوا	” لکشمی جی ”	” (۹) سکھیہ	” ارجن ” ”
(۵) ارچن -	” راجہ پرتھو ”	”	

نیم دھرم۔ ان کو یم اور نیم بھی کہتے ہین مگر یہ یوگ والے یم اور نیم سے مختلف ہین
ان کی تشریح حسب ذیل ہے۔

یم یہ چار ہین۔ (۱) ست (۲) دھرتی (۳) چھما (۴) الوبھ۔

نیم۔ یہ بھی چار ہین (۱) اجیا (۲) ادھین (۳) دان (۴) تپ۔

اپاسنا کی دو قسمین ہین (۱) آہنگرہ (کل دنیا کو اپنی ذات کی نگاہ سے دیکھنا)
(۲) پرتیک (سب کو ایشور روپ دیکھنا)

مایا۔ اسکے سات پردے ہین (۱) پرتھوی۔ (۲) جل (۳) وایو (۴) اگنی (۵)
اکاش (۶) اہنکار اور (۷) پردھان۔

گیان

اوستھا یہ چار ہوتی ہین (۱) جاگرت (۲) سپن (۳) سشپتی (۴) تریا۔
ان چارون کے سوامی علی الترتیب یہ ہین (۱) بشو (۲) تیجس (۳) پراگیہ (۴) برہم۔
شریر یہ تین ہین (۱) ستھول (۲) سوکشم۔ اور (۳) کارن۔
سدّھیان: جسطرح یوگ مین آٹھ سدھیان ہین اور وہ قدرت وطاقت بخشنے والی ہین اسی طرح سانکھیہ مین بھی آٹھ سدھیان ہین مگر یہ عقلی ورزشین ہین اور ان مین بدھی کو لطف آیا کرتا ہے۔ وہ یہ ہین۔
(۱) استدلال۔ (۲) گورو کی تعلیم (۳) مطالعہ۔ (۴) دکھون کے دور کرنے کا طریق سہ گونہ۔ (۷) ہم خیال دوستون سے گفتگو اور بحث ومباحثہ۔ (۸) زر
(۴)(۵)(۶)
خرچ کرکے اہل علم سے تحصیل کمال کرنا۔
گُن۔ یہ تین ہین (۱) ست۔ (۲) رج۔ (۳) تم۔
سانکھیہ تتو سانکھیہ شاستر کے پچیس ۲۵ تتو یہ ہین۔

نام	تعداد	قسم
پُرش	ایک	یہ نہ پرکرت ہے نہ بکرت یعنی نہ علت نہ معلول
پرکرت	ایک	مول پرکرت یعنی علت (یا پردھان یا آویکت)
بدھی یا مہان یا مہت	ایک	} ۷ پرکرت بکرت یعنی علت بھی اور معلول بھی۔
اہنکار	ایک	
تنماترا	پانچ	

نام	تعداد		قسم
من	ایک	(۱۶)	بکار یعنی معلول
گیان اندریان	پانچ		یا
کرم اندریان	پانچ		بکرت
مہابھوت	پانچ		

تتو ان کو مہابھوت یا بشیش بھی کہتے ہین۔ یہ پانچ ہین۔ (۱) پرتھوی (۲) جل (۳) اگن (۴) وایو (۵) اکاش

اندری یہ دش ہین۔ پانچ گیان اندری اور پانچ کرم اندری ان کے علاوہ انتہکرن جو چار چیزون کی گانٹھ ہی سب کی تفصیل یہ ہے۔

گیان اندریان۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ ذائقہ۔ لمس۔

کرم اندریان۔ ہاتھ۔ پانون۔ لنگ۔ گدا۔ زبان۔

انتہکرن۔ من۔ چت۔ بدھ۔ اہنکار۔

نوٹ۔ سانکھیہ شاستر مین صرف تین چیزین یعنی۔ من بدھ۔ اور آہنکار۔ مانے جاتے ہین

کوش۔ انکی تعداد پانچ ہین۔

(۱) ان مئے کوش (۲) پران مئے کوش۔ (۳) منو مئے کوش (۴) بگیان مئے کوش (۵) آنند مئے کوش۔

متفرقات

مکتی - یہ پانچ قسم کی ہوتی ہے - (۱) سالوک (۲) سارو پ (۳) سائج (۴) سارشٹ (۵) سایپ -

جون چوراسی لاکھ ہین تفصیل یہ ہے نو لاکھ آبی تیس لاکھ استھاور (درخت وغیرہ) گیارہ لاکھ کیڑے مکوڑے - دش لاکھ پرند - بیس لاکھ چوپایے چار لاکھ انسان

جگ : چار ہین - (۱) ست جگ (۲) ترتیا (۳) دواپر (۴) کلجگ -

نوٹ - اسکے متعلق مفصل حالات جاننے کے لیے ذیل مین لکھی ہوئی "وقت کی تقسیم اور دنیا کی عمر" دیکھو -

مخلوق - چار قسم کی ہے -

اُدبھج	سویدج	انڈج	پنڈج
جو زمین پھوڑ کر پیدا ہون جیسے درخت وغیرہ	جو پسینے سے پیدا ہون جیسے جون وغیرہ	جو انڈے سے پیدا ہون جیسے پرند سانپ وغیرہ	جو پنڈ یعنی جسم کے ساتھ پیدا ہون جیسے انسان حیوان وغیرہ

موسم - چھ ہوتے ہین -

(۱) بسنت (چیت بیساکھ)	(۴) شرد (کنوار کاتک)
(۲) گرشم (جیٹھ اساڑھ)	(۵) ہمنت (اگھن - پوس -)
(۳) پاوس ساون بھادون	(۶) ششر (ماگھ - پھاگن)

سپت رشی - کشیپ - اتر - بششٹ - وشوامتر - بھردواج - جمدگن - گوتم

راھم یہ تین ہین (۱) پرسرام - (۲) بلرام (۳) رام چندر -

لوک یہ چودہ ہین - سات نیچے کے اور سات اوپر کے -

نیچے کے سات لوک یہ ہین - اتل - بتل - ستل - تلاتل - مہاتل - رساتل - پاتال

اوپر کے سات لوک یہ ہین - بھو - بھور - سوہ - مہہ - جن - تپ - ست -
ہر ایک لوک کے گرد سات کُرے ہوتے ہین - جنکو "پردھی" کہتے ہین -
انکے نام یہ ہین
(۱) پہلا آب یا سمندر ہی -
(۲) اُسکے اوپر تر سر نیو سے بھری ہوئی ہوا کا کرہ ہی -
(۳) اُس سے اوپر بادلون کی وایو (ابر) کا ہی -
(۴) آب باران کا
(۵) ایک دوسری قسم کی ہوا کا -
(۶) نہایت لطیف ہوا جسکو دھننجے کہتے ہین اُسکا کُرہ -
(۷) سب جگہ محیط سوترآتما (بجلی) کا ساتوان کرہ ہی -

دیپ = یہ سات ہین - جمبو دیپ - شاک دیپ - کش دیپ - کرونچ دیپ شالملی دیپ - گومید دیپ - اور پشکر دیپ -

پربت = یہ بھی سات ہین - میرو - مندراچل - کیلاش - ہماچل - نکھد - گندھ مادن - رہتاچل -

نچھتر = سات ہین - سورج - چندرمان - بدھ برہسپت - شکر - سنیچر - راہو -

جم لوک کے راستہ مین حسب ذیل نگر پڑتے ہین -

(۱) سومیہ نگر - (۲) سوری پُر - (۳) گندھرب پور -
(۴) دُکھ پور - (۵) ناناکرند پور - (۶) سیت پور -
(۷) رَودر پور - (۸) پیو برشش پور - (۹) شیتاڈھیہ پور -
(۱۰) بھو بھیت پور -

جم پوری مین چار دروازے ہین۔
۱- اُتر رُخ - یہ دروازہ برہمہ بیتاؤن کا ہی
۲- پچھم رُخ - " " پُن آتما پرانیون "
۳- پورب رُخ - " " بھگت شرومن لوگون " "
۴- دکھن رُخ - " " پاپ آتماؤن - " "

وقت کی تقسیم اور دنیا کی عمر

سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس کا "ست جگ" ہوتا ہی۔
بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس کا "تریتا جگ" ہوتا ہی
آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار برس کا "دواپر جگ" ہوتا ہی۔
چار لاکھ بتیس ہزار برس کا "کلجگ" ہوتا ہی۔

ان چارون جگون کو ملا کر ایک "چوکڑی" ہوتی ہی- اور اسمین تینتالیس لاکھ بتیس ہزار برس ہوتے ہین- اس چوکڑی کو "مہاجگ" بھی کہتے ہین- ایسے مہاجگ جب ایک ایک کرکے ہزار بار ہو جاتے ہین تب برہما کا ایک دن پورا ہوتا ہی اور اتنے ہی عرصہ یعنی ایک ہزار "مہاجگ" کی رات ہوتی ہی- برہما کے ایک دن اور رات کو (رات اور دن دونون ملا کر) "کلپ" کہتے ہین۔

ایسے تیس کلپ ہون تو انکا ایک مہینہ اور ویسے بارہ مہینون کا ایک سال ہوتا ہی اور ایسے سو برس کی اُنکی عمر مقرر کی گئی ہی- اسمین پچاس پچاس سال کے دو حصے کیے گئے ہین جنکو "پراردھ" کہتے ہین- پہلا پراردھ ختم ہو چکا آجکل دوسرا پراردھ چل رہا ہی- اسمین یہ پہلا سال اور پہلا مہینہ ہی- برہما کے ایکدن مین یعنی صبح سے شام تک سورگ مین ایک ایک کرکے چودہ اندر راسن پر بیٹھتے ہین - اور اسی طرح پرتھوی پر چودہ منو ہو جاتے ہین - ایک منو سے دوسرے منو کے ہونے تک جو وقت گذرتا ہی اسکو منونتر کہتے ہین - آجکل

برہما کا جو دن چل رہا ہی اُسمین چھہ اندر اور چھہ منو ہو چکے ہین - آجکل ساتوین منو کا منونتر چل رہا ہی اور سورگ مین بھی ساتوان اندر ہی جسکا نام پورندر ہی اُسکی حکومت کا نصف زمانہ ختم ہو چکا ہی - اُسکے بعد راجہ بلی اندر ہونگے بلی کے بعد ادبھت - اُسکے بعد شمبھو انکے بعد بید ھرت - پھر رت دھاما اور انکے بعد دیوس پت وغیرہ مہاتما اندر آسن پر بیٹھین گے - پر لے اور مہا پر لے - ایک ہزار مہا جگ کے دن کے بعد جب برہما یوگ ندرا یعنے سمادھی مین رہتے ہین اسوقت دنیا کی جو حالت ہوتی ہی اسکو مہاتما لوگ پر لے کے نام سے پکارتے ہین اس پر لے مین اس دنیا سے لیکر اندر لوک تک کی مخلوق پانی مین ڈوب جاتی ہی - اور تمام رات اسی حالت مین رہتی ہی -

مہا پر لے اسوقت ہوتی ہی جب برہما کی زندگی ختم ہو جاتی ہی اسوقت اندر لوک سے اوپر کے لوک بھی مٹ جاتے ہین اور سب چیزین پانی مین ملجاتی ہین - پانی آگ مین ملجاتا ہی - آگ ہوا مین اور ہوا اکاش مین ملجاتی ہی - اور آخر مین مہا بھوت شونیہ آکاش رہ جاتا ہی -

پہلا باب

شام کا وقت ہی- آفتاب عالمتاب تمام جہان کی خاک چھانتا ہوا دن بھر کا تھکا ماندہ اپنا نورانی چہرہ گوشۂ مغرب مین چھپایا چاہتا ہی اور ہو بہو اُس چلبلے شوخ مزاج معشوق کے اُترے ہوے چہرہ کا نمونہ بن گیا ہی جو پہلے مجمع عشاق مین بیٹھکر اُن کی طنزیہ باتون اور انگشت نمائیون سے مارے شرم وحیا کے زمین مین گڑا جاتا ہو اور پھر اس خوف سے کہ کہین دامن عصمت مین بدنامی کا دھبہ نہ لگے زرد پڑ گیا ہو- آفتاب کی سنہری کرنین مایوسانہ انداز سے دنیا کی گود مین مچل مچل کر اپنا آخری جلوہ دکھا رہی ہین- کلیان کسی غنچہ دہن معشوق کی طرح گردن جھکائے آفتاب کی بیباک کرنون کو ترچھی نگاہ سے دیکھتی جاتی ہین-

شہر فیض آباد کے چوک مین اچھا خاصہ ہجوم ہی جابجا تماشائی کھڑے ہین کہ یکایک ہماری نظر ایک نوجوان شخص پر پڑتی ہی جو پارسی کٹ کا نیچا کوٹ اور مخملی کنارہ کی دھوتی پہنے ہی- سر پر فلٹ کیپ ہی جو بلحاظ انگریزی ساخت قیمتی اور اچھی سمجھی جاتی ہی- اور نئی روشنی والے ہندوستانی جو دوسرون کی ظاہر آمایش کی نقل کرنے پر مٹے ہوئے ہین نہایت شوق سے استعمال کرتے ہین- اسوقت وہ ریلوے اسٹیشن جانیکو تیار ہی چونکہ تھوڑی بہت انگریزی بھی پڑھی ہی اسلیے سگریٹ کا زیادہ شوق ہی- ایک سگریٹ فروش کی دوکان پر جاکر قینچی مارکہ سگریٹ کا ایک بکس خریدکر اور ایک سگریٹ سلگاکر جلدی جلدی قدم اُٹھانا شروع کرتا ہی اور ایک یکہ پر بیٹھکر فوراً اسٹیشن پہونچ جاتا ہی-

گاڑی اب آنے ہی والی ہی۔ پہلی گھنٹی بج چکی ہی۔ مسافر لوگ ٹکٹ لے رہے ہین ٹکٹ گھر کے پاس ایسا مجمع ہی گویا کوئی تماشا ہی جسکے دیکھنے کے لیے ایک کے اوپر ایک گرا پڑتا ہی ہمارے نوجوان نے بھی ایک پلیٹ فارم ٹکٹ لیا اور دو سری سگریٹ سلگا کر پلیٹ فارم پر آگیا۔ اُسکے پہونچتے ہی گاڑی بھی آگئی ابھی ٹھہرنے بھی نہ پائی تھی کہ قلیون نے عجیب بیڈھنگی آواز سے پکارنا شروع کیا "بابو جی قلی" "بابو جی قلی"۔ خوانچہ والون نے بھی دھوم مچادی "تازی مٹھائی گرم پوری" "سگریٹ دیا سلائی پان گلوری" "ریوڑیان خوشبو دار ہین" "کیا سنگترے اور کابلی انار ہین" ان آوازون کو سنتا ہوا وہ ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر کئی بار آیا۔ اسکی متجسس نگاہین کسی کو گاڑی کے اندر ڈھونڈھ رہی ہین۔ لیجیے وہ سامنے کی گاڑی کا دروازہ کھلا اور ایک شخص مسکراتا ہوا گاڑی سے اتر پڑا۔ ہمارا نوجوان بھی دوڑ کر پہونچ گیا اور کہا ؎

ہم تو ملنے سے تمھارے ہو چکے تھے ناامید
شکر ہی اللہ نے صورت دکھائی آپ کی

ناظرین کو اب تبلا دینا ضروری ہی کہ یہ دونون شخص کون ہین۔ یہ نوجوان جو ابھی شہر سے آیا ہی فیض آبادہی کا باشندہ ہی نرنجن داس نام ہی اور چوک مین گھنٹہ گھر کے پاس ہی ایک بڑی دکان پارچہ کا مالک ہی نہایت شوقین آدمی ہی گھر مین بیوی۔ ایک چھوٹی بہن اور بیوہ مان ہی۔ ان کے علاوہ کئی ایک نوکر چاکر ہین

دوسرا شخص جو گاڑی سے اترا ہے وہ بھی فیض آباد ہی کے پاس ایک موضع[1] کا رہنے والا ہے۔ نام سری کانت ہی شہر متھرا میں ملازم ہی۔ چونکہ نرنجن داس کا ننہال متھرا ہی مین ہی اسلیے و نیز اسکول کی شروع

[1] رتن پورہ۔

جماعتون مین ہم مکتب ہونے کی وجہ سے دونون مین بہت دوستی ہو اُسنے اپنے آنے کی اطلاع نرنجن داس کو پہلے ہی سے کردی تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ اسٹیشن پر آیا تھا
ہمارا ہیرو سری کانت ہو اسلیے اُسکے کچھ مزید حالات بتادینے کی ضرورت ہو اسکی عمر تقریباً پچیس سال کی ہو۔ایک شریف خاندان کا لڑکا ہو۔بی۔اے پاس ہو۔ سانولا رنگ میانہ قد ہو آنکھیں بڑی بڑی اور پیشانی کشادہ ہو جس سے اُسکی شرافت اور نجابت کا پورا پورا پتہ چلتا ہو۔شادی ابھی نہین ہوئی ہو۔وہ ایک کفایت شعار اور دیندار شخص ہو وہ بجاے اسکے کہ کسی فضول خرچی کا عادی ہو اپنی تنخواہ سے کچھ نکچھ بچا لیا کرتا ہو اور ایسی ویسی جگہ روپیہ خراب کرنے کے بجاے تیرتھ جاترا کے لیے بنارس۔گیا۔الہ آباد۔اور ہردوار جاکر صرف کرتا ہو تاکہ اسکی روح کو تقویت اور فرحت نصیب ہو۔سادھوؤن کی خدمت مین حاضر ہوکر ان سے نصیحت حاصل کرنا اسکا خاص کام ہو۔ان سب باتون کو کرتے ہوے بھی وہ اپنے گھر کے انتظام سے غافل نہین ہو اُسکے ایک چھوٹا بھائی۔ایک بڑی بہن اور والدہ ہین۔
بہن کی شادی ہوگئی ہو مگر بھائی ہنوز زیر تعلیم ہو۔خوبی قسمت سے اجودھیا جی قریب ہونے کی وجہ سے ہمارے ہیرو کو پہلے بھی اچھا خاصہ موقع مہاتماؤن کی خدمت گذاری کا مل جایا کرتا تھا اور اب بھی جب کبھی وہ گھر آتا ہو تو زیادہ تر اجودھیا ہی مین رہتا ہو۔فقرا کی صحبت سے شروع ہی سے میلان ہو اور ایسے لوگون کے پاس بیٹھنے مین خاص لطف آتا ہو خیر آمدم برسر مطلب۔

دونون نوجوان ایک گاڑی پر سوار ہوکر شہر کو آگئے اور نرنجن داس کے اصرار سے سری کانت اپنے مکان کو نہ جاسکا بلکہ اس ہی کے یہان ٹھہر گیا۔رات کو دونون ایک کمرہ مین بیٹھکر یون گویا ہوئے۔

نرنجن داس آجکل متھراجی مین کیا شغل رہتا ہو۔کچھ دلچسپی کے بھی سامان ہین؟

ناچ گانا بھی ہوتا ہی یا یون ہی بیٹھے رو یا کرتے ہو۔
سِری کانت - ہان دلچسپی کے سامان تو بہت سے ہین
نرنجن داس ۔ سنائیے کیا کیا ہین۔
سری کانت ۔ میرے مکان کے قریب ہی ایک بزرگ جنکا اسم مبارک منشی بہاری لال صاحب ہی رہتے ہین بڑے تجربہ کار جہاندیدہ اور عالی خیال ہین ۔ اسوقت جناب ممدوح کی عمر قریب اسّی سال کی ہی مگر ہر طرح پر تندرست اور قوی ہین مجھ سے اپنے بچون کی طرح محبت کرتے ہین اور مین اکثر بحصول نصیحت بزرگانہ اُنکی خدمت مین حاضر ہوا کرتا ہون اور وہ اپنے تجربات اور بزرگانہ نصیحت سے ممتاز فرمایا کرتے ہین۔
نرنجن داس نے اپنے دلمین کہا کہ واہ واکیا سامان دلچسپی ہی لاحول ولاقوۃ یہان تو ایسی باتون کو دور ہی سے سلام ہی ۔جب ویسی عمر ہوگی تب دیکھا جائیگا ابھی تو ہنسنے کھیلنے اور عیش کرنے کے دن ہین مگر فوراً ہی یہ خیال دلمین آیا کہ اگر مین نے کچھ خلاف مزاج کہدیا تو ناحق انکی دلشکنی ہوگی اسلیئے محض ظاہر داری کے طور پر کہا کہ اُن بزرگ کی کوئی بات مجھے بھی سنائیے۔
سری کانت جناب ممدوح نے ایک دن مجھ سے کہا کہ ابھی تمھارا عالم شباب ہی اسکےلیے چند نصیحتین کرتا ہون یاد رکھنا۔
اول جب آدمی کسی صورت سے روپیہ والا ہوجاتا ہی تو بیجا طمع - بیہودہ تمکنت اور بُری خواہشین اسکا دامن پکڑ لیتی ہین۔ تم ماشاء اللہ جوان ہو کر نوکر ہوگئے ہو اگر خدا نے چاہا تو روپیہ بھی خوب کماؤ گے اسلیے تم خوب ہوشیار رہنا کہین اس جوانی کی دولت کو قزاق نہ لوٹ لین - اگر یہ باغ عالم شباب لٹ گیا تو بڑا نقصان اٹھاؤ گے تم سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے تمھارے خاندان کو

بٹہ لگے اور تم کسی آفت مین پھنس جاؤ اور پشیمانی اُٹھاؤ۔
دوم ہمیشہ خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر کام کرنا ورنہ خطا کھاؤ گے۔

دیکھتا ہی وہ ظاہر و باطن بند رکھنے سے در کے فائدہ کیا	اُس سے پوشیدگی ہو ناممکن جاننے والا غیب کا ہی خدا

سوم حق کو چھوڑ کر ناحق نہ کرنا ورنہ مورد عتاب ربانی ہو گے۔
چہارم۔ دولتمند صاحب اختیار کے سات فرائض ہین۔
(۱) کفایت شعاری (۲) پرہیزگاری (۳) غربا پروری (۴) نیک اہل علم کی صحبت (۵) تعظیم (۶) بردباری (۷) راست بازی۔
جب تم بااختیار روپیہ والے ہو جاؤ تو ان باتون پر عمل کرنا ترقی کر جاؤ گے
نرنجن داس کو یہ باتین کچھ دلچسپ نہ معلوم ہوئین اسلیئے اُکتا کر کہا کہ وہان کبھی ناچ و گانا بھی ہوتا ہی یا نہین۔
سری کانت اکثر حق کے متلاشی وہان آتے ہین۔ گیان دھیان کا چرچا ہوتا ہی کبھی کبھی ستار بھی بجتا ہی بھجن اور دیگر معرفت کی چیزین گائی جاتی ہین۔
نرنجن داس کوئی چیز مجھے بھی سنائیے۔
سری کانت۔ سنیئے۔

غزل

کوہ و صحرا مین تجھے آب روان مین دیکھا	جس طرف آنکھ اُٹھی تجھکو جہان مین دیکھا
رنگ و بوے گل رعنا ہی کبھی بستان مین	اور کبھی بلبل نالان کی فغان مین دیکھا
تو ہی تو ہی کہ جو ہی جان نسیم جان بخش	اور رہی تو ہی جیسے باد خزان مین دیکھا
کبھی قرطاس پہ ہی مصرعہ موزون بنکر	کبھی شاعر کی تجھے طبع روان مین دیکھا
صورت خندہ لب گل پہ رہا جلوہ فگن	اور جنبان کبھی پتون کی زبان مین دیکھا

کبھی آنکھون مین نظر آگیا آنسو بنکر
کیون نہ ہو تیرا پتہ باغ کا پتہ پتہ
برف مین اولے مین باران وگہر سے ہی عیان
ذرے ذرے مین نظر آتا ہی تو جلوہ کنان

صورت درد کبھی دل کے مکان مین دیکھا
ہر گل وخار مین ہر بو ئے نہان مین دیکھا
ابر مین رعد مین اور برق طپان مین دیکھا
تجھکو ہر نقطہ مین ہر نام ونشان مین دیکھا

کوئی شئی ایسی نہین جسمین نہو تیری جھلک
تو ہی اُسمین بھی نہ جو وہم و گمان مین دیکھا

نرنجن داس۔ ایسے ہی گانے ہوتے ہین۔ بس۔

سری کانت۔ اد ر کیا۔ اللہ بس باقی ہوس

نرنجن داس۔ اچھا یہ باتین تو سب سُن لین۔ اب آپ یہ بتلائیے کہ آپنے ابھی تک اپنی شادی کیون نہین کی حُسن فروشون مین کب تک پیاس بجھایا کیجیے گا۔

سری کانت۔ چہ خوش این گل دیگر شگفت حُسن فروشون کی ایک ہی کہی ارے بیان بیان تو شادی ہی کی ضرورت نہین محسوس ہوتی ؎

دل مین ہوس زلف چلیپا نہین رکھتے
ہم سر نہین رکھتے کوئی سودا نہین رکھتے

نرنجن داس (ہنسکر) وجہ

سری کانت اسکا جواب ذرا دشوار ہے۔

نرنجن داس مجھے معلوم تو ہو گیا کہ کیا وجہ ہی مگر بغیر جواب لیے پیچھا نہ چھوڑونگا آپ کے مزاج مین دن بدن لاپرواہی کیون آتی جاتی ہی وہ اگلی سی باتین اب کیون نہین ہین۔

سری کانت عادت سے مجبور رہون۔

نرنجن داس۔ واہ اچھی عادت ہی۔ یہ دن ہنسنے کھیلنے کے ہین نہ کہ زاہد بننے کے۔

سری کانت - مینے ابھی ابھی کہا ہی نا کہ یہ سب ان بزرگ کی نصیحتون کا نتیجہ ہی کہ اب فضول باتون مین جی نہین لگتا ؎

ہوا یہ گوشہ نشینی سے فائدہ حاصل جہان مین اپنا وجود و عدم برابر ہی

نرنجن داس - کیا ایک وہی بزرگ ہین جنکے پاس آپ جاتے ہین - کوئی سیر و تفریح کا بھی مقام ہی یا نہین -

سری کانت ہین کیون نہین - بیرون شہر ایک مقام پر کئی مندر بنے ہوئے ہین عجیب فزا کی جگہ ہی اکثر سادھو مہاتما رہا کرتے ہین - آجکل ایک مندر مین بابا رام داس جی رہتے ہین - بڑے مہاتما ہین ہر وقت پرماتما کے دھیان مین مشغول رہا کرتے ہین - اکثر لوگ آجاتے ہین اور باباجی ست سنگ حقیقی کی نسبت اوپدیش کیا کرتے ہین مین بھی وہان جایا کرتا ہون اور اپدیش سنا کرتا ہون ایک روز باباجی فرمانے لگے کہ "نیک چلنی زندگی کی اعلیٰ خوبی ہی - وہ انسان کی سب سے عمدہ جائداد ہی - اُس سے انسان کو سرفرازی اور عزت حاصل ہوتی ہی اس اعلیٰ خوبی کی بدولت انسان کو زر کی نسبت زیادہ اختیار حاصل ہوتا ہی اور بلاکسی رشک و حسد کے کل عزتین نصیب ہوجاتی ہین - اس عمدہ صفت کے ساتھ ایک ایسی تاثیر رہتی ہی جو ہمیشہ نیک اثر پیدا کرتی ہی کیونکہ وہ ایسی عزت - دیانت داری راست بازی اور استقلال کا نتیجہ ہی جو مسلم الثبوت ہی - نیک چلن انسان تمام انسانی خوبیون کا مجموعہ ہی - نیک چلن انسان مجلس بنی آدم کی زیبائش ہی نہین ہوتا بلکہ رہنما ہوتا ہے کیون کہ کل دنیا ان ہی اخلاقی خوبیون کے زیر حکومت ہی جنگ کے درمیان بھی اخلاقی قوت جسمانی قوت کی نسبت دس گنا زیادہ زور رکھتی ہی - نیک چلنی پر کل اقوام کی طاقت و محنت و شائستگی کا انحصار ہی - کل انتظام ملکی و سیاسی کی یہی بنا ہی - کل قوانین و قواعد اسی کے پیرو ہین - چونکہ ہر سبب کا

ایک نتیجہ ہوتا ہی لہذا جیسا لوگون کا چال چلن ہوتا ہی ویسی ہی اُنکی حالت ہوتی ہی -
ایک نیک چلن انسان گو کم دولت و لیاقت والا ہوتا ہم اُسکا ہر جگہ پر خواہ وہ
بازار ہو خواہ کوئی کارخانہ ہو - دفتر ہو یا مجلس قانون ہو ادب کیا جاتا ہی -
بابا جی کی اس تقریر نے میرے دل پر بڑا اثر ڈالا اور مین نے اپنے دلمین ٹھان لیا
کہ مین اپنی بہبودی کے لیے نیک چلنی ہی کو ذریعہ بناؤنگا - سوا اسکے دوسری راہ کو
نہ آزماؤنگا مجھے کامل یقین ہی کہ گو یہ راہ بآسانی اور جلدی نہین طی ہو سکتی مگر نہایت
محفوظ ہی اور منزل مقصود تک پہونچانے والی ہی انسان کو روپیہ - اختیار - شہرت
اور آزادی کی اتنی ضرورت نہین ہی جتنی کہ نیک چلنی کی - صرف نیک چلنی سے یہ تمام
باتین حاصل ہو سکتی ہین -

نرنجن داس اچھا شادی کر لینے سے تو نیک چلنی مین فرق نہین آتا شادی کرنا تو
دنیا کا دستور ہی -

سری کانت - تو مین شادی کو بُرا کب کہتا ہون - میری طبیعت تو نہ معلوم کیون
دنیا کی طرف سے خود بخود ہٹ چلی ہی اسلیے مین نہین چاہتا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع
ملے کہ اپنے ساتھ دوسرے کی بھی زندگی اکارت کر دی - مجھ پر مان کی خدمت
اور چھوٹے بھائی کی تعلیم کا فرض ہی اس سے سبکدوش ہو کر آزاد رہنا چاہتا ہون
اور گرہستی کے جنجال مین نہین پھنسنا چاہتا -

نرنجن داس - بھائی مین شاستر تو پڑھا نہین ہون جو آپ سے بحث کر سکون مگر اتنا سنا
کرتا ہون کہ جو بن بیاہا مرجاتا ہی وہ پُنام نرک مین پڑتا ہی -

سری کانت - کرم یعنے مسئلہ اعمال کے ماننے والے اس امر پر متفق ہین کہ ہر
ایک انسان درجہ بدرجہ روحانی ترقی کرتا ہوا درجہ اعلیٰ تک پہونچ جاتا ہی خاص
خاص آدمیون کا میلان طبع خاص خاص باتون کی طرف کیون ہوتا ہی یہ مضمون بہت

بڑا ہی مگر دلچسپ بھی ہو اگر آپ چاہین تو کسی دن مفصل طور پر بتلانے کی کوشش کرونگا۔
نرنجن داس نے یہ موقع غنیمت جانا اور یہ سوچ کر کہ یہ زمین و آسمان کے قلابے ملا کر مارے نصیحتون کے دماغ خالی کر دیگا گفتگو کا پہلو بدلنے کے لیے کہا کہ اچھا اب ان باتونکو کسی اور روز بتلائیے گا اسوقت کچھ تواریخی حالات سنائیے آپ نے تو بہت سی کتابین دیکھی ہین۔ مین تو قریب قریب جاہل ہی ہون چھٹے ساتوین درجہ تک پڑھا بھی کوئی پڑھا ہے۔
ہری کانت کس وقت اور کس ملک کا حال سننا چاہتے ہو۔
نرنجن داس ہندوستان مین تیموریہ خاندان کے آخری زمانہ کا۔
ہری کانت کہتے ہین خاندان تیموریہ مین یہ ظالمانہ دستور تھا کہ حتی الامکان وہ شاہی رشتہ دارون کو کسی نہ کسی بہانہ سے مروا ڈالتے تھے لیکن اُن مین جو کوئی خوبی قسمت سے بچ جاتا تھا تا زیست جلاوطن یا مقید رہتا تھا۔ اکثر سلاطین لال قلعہ کے اندر پیدا ہوئے اور مرتے دم تک بیرون قلعہ نہ آسکے۔ وہ تو خدا بھلا کرے لارڈ لیک کا جنھون نے مرہٹون کو شکست دی اور شاہ عالم کو انکے قبضہ سے نکال کر ایک لاکھ روپیہ ماہوار پنشن مقرر کر دی۔ تب سے بادشاہ کی حالت مین زمین و آسمان کا فرق ہو گیا۔ مقید سلاطین رہائی کے بعد حسب تقریب سلطانی وظیفہ یاب بنائے گئے اور اُن دنون شہر کے باہر جل پہل اور سلاطین اور بیگمات کے جوق جوق سواریون کے آگے جیبد کا اژدہام۔ رام لیلا کا میلہ اور بھرم کا ہجوم سب گرد ہو گئے ادھر اہل قلعہ شہر اور بیرون شہر کی سیر کو نکلے ادھر شہر والے قلعہ والون کی پیاری پیاری اور بھولی بھالی صورتون کے مشاہدہ کو اپنے اپنے گھر دن سے چل کھڑے ہوئے۔ انکے علاوہ کمپنی کی فوج کے پوربیون کا خوشی مین گانا۔
زرق برق گورون کا سیٹی بجانا۔ صاحبان عالیشان کا سُرخ وردیان پہنکر

ہاتھیون پر سوار ہونا۔ ترک سوارون کا اردلی مین خرامان خرامان شہر مین گشت کرنا بہت دلچسپ نظارہ تھا۔ جو لوگ ستمبر سنہ ۱۸۰۳ع مین یہ خوبصورت شکلین دیکھ کر خوش ہو رہے تھے اُنھین یہ معلوم نہ تھا کہ اسی ستمبر سنہ ۱۸۵۷ع مین چون برس کے بعد قلعہ اجڑ جائیگا بادشاہ مقبرۂ ہمایون مین جا چھپے گا اور شہر کے لوگ جان بچانے کے لیے ویرانون مین ٹھکانا ڈھونڈھتے پھرینگے۔ ایام غدر مین بہت تھوڑے سے باشندے شہر مین چھپے ہوے رہ گئے تھے اور اُن کی آواز تک سُنائی نہین پڑتی تھی۔ محلون مین جہان تہان لاشین پڑی سڑ رہی تھین اور محلون کے ہر ایک دروازہ پر گورون کے پہرے تھے بازارون مین سوا انکے کوئی شخص نہین دکھائی دیتا تھا۔ اس خوفناک سین کو بیان کرنے سے زبان قاصر ہے سچ تو یہ ہے کہ نہ شاہ عالم کے چاہنے سے انگریز آئے نہ بہادر شاہ کی خواہش سے کالون نے خون بہائے اس دنیا مین جو کچھ ہوتا ہے اُسی خلاق عالم کے اشارہ سے ہوتا ہے۔

جب غلام قادر نے شاہ عالم کی آنکھین نکال لین اسوقت بظاہر خاندان تیموریہ کا چراغ گل ہو چکا تھا مگر یہ چراغ پندرہ برس تک مرہٹون کے ہاتھون مین ٹمٹماتا رہا۔ آخر جسطرح مرتے وقت آدمی سنبھالا لیتا ہے لارڈ لیک نے اُسکی بتی اکسائی جس سے شاہ عالم کی عمر کا آخری حصہ اچھی طرح کٹا پھر غدر کی کالی گھٹا اٹھی۔ بہادر شاہ سے قلعہ چھٹا جلاوطن ہوے اور اُن کی وفات سے یہ چراغ ہمیشہ کے لیے ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۶۲ع کو بمقام رنگون بجھ گیا۔

القصہ نیک سلاطین ایام قید مین اپنا وقت تحصیل علوم وفنون اور یاد الٰہی مین گذار کر فاضل وکامل ہوئے۔ باقی اور بدطینت وبدصحبت کھیل کود مین مشغول ہو کر ننگ خاندان ہوئے کوئی طبلہ بجانے مین فائق ہوا اور کوئی گانے کا شائق ہوا مرہٹے شاہ عالم کو صرف بارہ ہزار روپیہ ماہوار دیا کرتے تھے جو غلام قادر کی

نقدی کے مقابلے مین غنیمت تھا مگر حالت یہ تھی کہ صرف ایک ہاتھی چند گھوڑے اور تخمیناً ڈیڑھ سو سوار اور پیادے توپخانہ اور دیگر سامان گودام مین بند پڑا تھا عید بقر عید کے جلوس مین سیٹھ ساہوکارون کے گھوڑے طلب ہو کر سواری نکلا کرتی تھی شاہ جی ایک فقیر صاحب مرہٹون کی طرف سے دہلی کے صوبہ دار تھے سلاطین کو نی کس چار روٹیان اور قدرے چنے کی دال ملا کرتی تھی اور آٹھوین دن چنے کی دال کا قلیہ تقسیم ہوتا تھا۔ بادشاہ قلعہ کے تسبیح خانے مین بیٹھے رہا کرتے تھے دیوان خاص و عام مین چمگادڑون اور ابابیلون کی حکومت تھی۔ مرزا رفیع السودا نے اسوقت کی حالت کو ایک مخمس مین خوب ادا کیا ہو وہ مخمس غالباً آپ نے بھی پڑھا ہوگا۔

نرنجن داس کو یہ باتین کچھ زیادہ پسند نہ آئین کیونکہ قصہ کی شکل مین نہ ہونیکی وجہ سے ہر ایک بات بخوبی سمجھ مین نہ آئی۔ اُسنے یہ ظاہر تو نہین کیا مگر اتنا کہا کہ مخمس کو مین سننا نہین چاہتا آپ کوئی دوسرا واقعہ سُنائیے مگر مہربانی کر کے سلسلہ وار ہو۔

سہری کانت کونسا واقعہ سناؤن۔

نرنجن داس۔ نادرشاہی قتل کا حال سنائیے مگر مسلسل ہو۔

سہری کانت۔ تاریخ ہند سے عیان ہو کہ سلطنت مغلیہ کا خاتمہ سنہ ۱۷۴۳ع سے شروع ہوا اس سال نادرشاہ نے بمقام پانی پت محمد شاہ بادشاہ دہلی پر فتح حاصل کی تھی اور ذراسی غلطی سے نادرشاہ نے اکثر باشندگان شاہجہان آباد کو قتل کر ڈالا تھا اس غلطی کی تفصیل یہ ہو کہ جب دونون بادشاہ قلعہ مین بیٹھے ہوئے تھے تو کسی بہروپیے نے بوقت شب نادرشاہ اور محمد شاہ کو تماشا دکھانا شروع کیا۔ محمد شاہ نے خدمتگار سے حقہ لانے کو کہا خدمتگار بہت گھبرایا کہ اگر حقہ نادرشاہ

کے روبرو رکھتا ہون تو محمد شاہ اپنی بے عزتی سمجھین گے اور اگر محمد شاہ کو
دیتا ہون تو نادر شاہ اپنی ہتک سمجھین گے قمرالدین خان وزیر نے اس راز کو
سمجھکر خدمتگار سے کہا کہ تو حقہ لے آئین جسکے سامنے مناسب سمجھونگا پیش کرڈنگا
غرضکہ حقہ آیا وزیر نے محمد شاہ کے سامنے رکھکر عرض کیا کہ جہان پناہ غلام کا یہ
رتبہ نہین کہ شاہون کی تواضع کرسکے بلکہ شاہان یہ شاہان مید ہند۔غرض محمد شاہ
نے سٹک کا رُخ نادر شاہ کی طرف کردیا۔نادر شاہ بھی اس رمز کو سمجھ گئے
اور فرمایا کہ قمرالدین خان جیسا عقلمند وزیر اور قیام الدین جیسا سلیقہ شعار
خدمتگار آپکے دربار مین موجود دیکھر نادر شاہ تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ کس طرح ہند
مین داخل ہونے پایا۔محمد شاہ نے کہا "بے اتفاقی اور عیش پرستی کے باعث"
نادر شاہ نے فرمایا "بہت درست"۔

تماشے مین انگریزون کا سوانگ بھرا اور گورون کی مصنوعی پلٹن بنا کر بندوقون
کے فیر کیے ان آوازون سے شہر مین خبر اُڑگئی کہ محمد شاہ نے نادر شاہ کو قتل کرڈالا
اسوقت اہالیان شہر اور چند ناقص العقل لوگون نے افواج نادر شاہ مین لوٹ
مار شروع کردی۔نادر شاہ کو اسکے مشیرون نے خبر دی کہ جہان پناہ آپ تو تماشہ
ملاحظہ فرمارہے ہین اور آپ کی فوج مین باشندگان شہر اور چند کم فہم عہدہ داران
شاہ ہند نے اس خیال سے کہ آپ کے دشمنون کو محمد شاہ نے ہلاک کردیا ہے۔
لوٹ مار مچا رکھی ہے حکم ہوا کہ شب بھر جسطرح ممکن ہو اپنا بچاو کرو علی الصباح اسکا
تدارک ہوجاویگا چنانچہ جلصبح ہوتے ہی باشندگان شاہجہان آباد پر جو اُن دنون
شہر جدید کے نام سے پکارا جاتا تھا قیامت برپا ہوگئی۔اُس زمانہ مین چہار دیواری
کے اندر کی آبادی کو شاہجہان آباد کہتے تھے اور دہلی اُس سے دور آباد تھی
جسکا کابلی دروازہ متصل جیل خانہ سرکاری بیرون دہلی دروازہ بطور نمونہ ابتک

موجود ہے تغلق آباد کسی زمانہ مین ناف شہر مین تھا۔ دہلی چالیس میل کے گرد مین آباد تھی بشیمار بازار اور بے تعداد منڈیان تھین غرضکہ بڑے بڑے شہرون کی سب باتین موجود تھین۔ اب اُنکی پوری پوری صورت باقی نہین رہی آبادی کا تو کیا ذکر ہو البتہ چند آبادیان جو بطور یادگار رہگئی ہین علٰحدہ علٰحدہ دیہات یا بستیان گنی جاتی ہین مثلاً پرانا قلعہ۔ عرب سراے۔ چراغ دہلی اور مہرولے وغیرہ قطب صاحب کی لاٹ جو اب بستی سے اتنی دور ہی جیپور کی ایسر لاٹ (عرف سرگاسولی) کی طرح عین آبادی مین تھی کسی زمانہ مین اس لاٹ کے سات درجے تھے اب صرف پانچ کھنڈ باقی ہین اور ان پانچون کی اُنچائی اسّی گز کے قریب ہی۔ یہ سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہین اور قرآن شریف کی آیتین اُبھری ہوئی کندہ ہین ٹھیک ٹھیک پتہ نہین چلتا کہ کس زمانہ مین اور کس نے بنوائی تھی۔ مورخین اپنے خیالات اور تجربات کے موافق لکھتے ہین مگر ابھی تک سب ایک بات پر متفق نہین ہوئے۔

القصہ ایسا عالیشان شہر رفتہ رفتہ برباد ہو گیا۔ یہ بات ہمیشہ زیر نظر رکھنی چاہیے کہ انسان کتنا ہی زبردست۔ دولتمند اور تندرست کیون نہو آخر کار فانی ہی۔ دنیا محض ناپائدار ہی یہ کسی کی نہ ہوئی نہ کسی کی ہوگی۔ کسی کو آگے کسیکو پیچھے یہان سے سب ہی کو چلنا ہی۔

ابیات

دولت و ملک و مال فانی ہی	یان کی ہر چیز آنی جانی ہی
کسکا رہتا ہی گنج و دولت و مال	سب یہ مرتیکے بعد ہین پامال
ملک شاہون سے ہو گئے ہین جدا	سب ہین فانی سواے ملک خدا
جس کسی کا کہ نیک نام رہا	سچ تو یہ ہی کہ وہ مدام رہا

قطعہ

دکھائین سینکڑون نیرنگیان زمانے نے	ہنسے جو آج تو کل غم سے اشکبار ہوے
طفولیت سے شباب اور شباب سے پیری	کلی سے پھول ہوے پھول ہو کے خار ہوے

نادرشاہ صبح ہوتے ہی سرخ پوشاک پہن کر سنہری مسجد مین جو اب کوتوالی کے متصل ہے آبیٹھے اور قمرالدین خان وزیر کو حکم دیا کہ تم اپنے داماد کو جو ایرانی فیلخانہ پر حملہ کر کے چند زنجیر فیل لیگیا ہے حاضر کرو قمرالدین خان نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی اور نادرشاہ نے خود قمرالدین خان کے ہاتھ سے اس کا پیٹ چاک کرا دیا۔

واہ ری بزدلی۔ قمرالدین خان کو چاہیے تھا کہ اُسوقت نادرشاہ سے عرض کرتا کہ حضور تعلق نازک ہے میری تلوار کام نہ دیگی آپ اپنی شمشیر عنایت فرماے اگر نادرشاہ دیدیتے تو پہلا وار اُن ہی پر کرتا۔ مگر اسمین قضا و قدر نے چند مصلحتین پنہان کر رکھی تھین۔ اول نادرشاہ کا ڈیرہ کی طناب سے اٹک کر گرنا۔ دوم ۱۱۶۰ء مین بیرون ہندوستان قتل ہونا۔ سوم قمرالدین خان کا بہمراہی فوج ہند بمقابلہ احمد شاہ دُرانی جانا اور پیش از جنگ اُسکا خیمہ مین نماز پڑھتے مرنا خط تقدیر مین لکھا تھا

الغرض قمرالدین خان نے اپنے داماد کو نادرشاہ کے روبرو قتل کر ڈالا۔ اسکے بعد نادرشاہ نے تمام باشندگان شہر کے متعلق بزن بولدیا۔ اسی وقت اُسکی فوج کے ہزارون سپاہی ٹوٹ پڑے مرد عورت اور بچے جو سامنے آئے سب کو تہ تیغ کیا یہ نادری حکم دوپہر تک رہا اسمین تقریباً بیس ہزار جانین تلف ہوئین آخر محمد شاہ خود نادرشاہ کے سامنے آکر روئے اور یہ کہا کہ "گردن مابکش و خلق اللہ را امان دہ" اس پر نادرشاہ نے جواب دیا کہ "بریش سفیدت بخشیدم" اور امن کی منادی کر دی۔ فوراً چارون طرف سے صداے امن گونجنے لگی۔ اور سپاہیون کی تلوارین میانون مین سما گئین مگر چونکہ ظالم تھا اسلیے اسکی سلطنت ایک ہفتہ تک بھی قایم

نہ رہ سکی۔ اس ظلم کی کیا انتہا ہے کہ ایک ادنیٰ سے شبہہ مین اپنے بیٹے کی آنکھین نکلوالین۔ انجام کار خود بھی قتل ہوا ؎

ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہین	ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہین

چونکہ ان باتون مین رات زیادہ گذر چکی تھی اسلیے دونون سو گئے اور صبح کو سری کانت اپنے گھر چلا گیا۔

دوسرا باب

شام کا وقت ہے۔ آفتاب ایسے طرز سے چھپ رہا ہے جیسے کوئی پردہ نشین نیک طینت کسی غیر مرد کو دیکھکر اپنا چہرہ چھپا لے۔ بازار مین رونق بڑھتی جاتی ہے کہین ہارمونیم کی آواز سنائی پڑتی ہے کہین طبلہ کی ٹھنک اور کہین مجیرے کی جھنکار دلون کو اپنی طرف کھینچے لیتی ہے غرضکہ سب اپنے اپنے رنگ مین مست ہین۔ ناظرین کو اسوقت جس کمرہ کی ہم سیر کرانا چاہتے ہین وہ سامنے ہی ہے ذرا تیزی سے قدم بڑھایئے اور اُس کمرہ کی سیر کیجیے۔ اخاہ اسمین تو عجب سازو سامان نظر آتا ہے ایک جانب ایک مسہری پڑی ہے اسپر سفید بچھونا ہے اور دو جھالردار تکیہ قرینے سے لگے ہین۔ کل کمرہ مین فرش ہے اور روشنی اسقدر کافی ہے کہ ہر ایک شی بخوبی نظر آتی ہے۔ ذرا اُس گوشہ مین دیکھیے کیا رکھا ہے۔ واہ! یہان تو کسی چیز کی کمی نہین ہے طبلہ بھی موجود۔ ہارمونیم بھی رکھا ہے اور دو شخص کرسیون پر بیٹھے ہوے ہین ایک کا چہرہ نظر آرہا ہے مگر دوسرے کا نہین کیونکہ دروازہ کی جانب اُسکی پشت ہے۔ کچھ معلوم بھی ہوا کہ یہ کس کا کمرہ ہے اور یہ دونون شخص کون ہین لیجیے ہم بتلائے دیتے ہین۔ یہ کمرہ بابو پیارے موہن کا ہے جو نرنجن داس کا دلی دوست ہے یہ ایک تعلیم یافتہ (گریجویٹ) شخص ہے مگر پرلے درجہ کا آوارہ مزاج ہے آٹھ گانو کا زمیندار ہے آمدنی وافر ہے مگر سب شراب نوشی اور عیاشی کی نذر ہو جاتی ہے۔

شب و روز ان ہی باتون کا چرچا رہتا ہی۔ باپ کی زندگی مین تو مجبور تھا مگر اُن کی وفات کے بعد خوب ہی پر نکالے ہین۔ اُسوقت ایک اخبار ہاتھ مین لیے ہی۔ اور اُسکو پڑھکر نرنجن داس کو سُنا رہا ہی۔ آؤ ہم بھی سنین کہ اس پرچہ مین کیا لکھا ہی۔

پیارے موہن۔ مین کہتا ہون لوگون کی بیفکری کو تو دیکھو بیٹھے بیٹھے کچھ نہ کچھ سوچا ہی کرتے ہین۔ دیکھو کسی صاحب نے ذوق اور ناسخ کے کلام کا انتخاب کرکے کیسا مقابلہ کیا ہی۔ دونون کے خیالات بالکل لڑ گئے ہین۔

بعد مردن بھی جو الفت شوخ چشمون سے مجھے	ناسخ	سبزۂ تربت چراگاہ غزالان ہو گیا
بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا	ذوق	سبزۂ تربت مرا وقف غزالان ہی رہا
	محاورہ بندی	
ٹٹی کی آڑ مین وہ کیا کرتے ہین شکار	ناسخ	منھ کو چھپائے رکھتے ہین اپنے نقاب مین
ہی دل کی داؤن گھات مین مژگان چشم یار	ذوق	کرتی ہی قصد ٹٹی کی اوجھل شکار مین
	باران رحمت	
رحمت حق ہی سبب اپنی گنہگاری کا	ناسخ	ابر کرتا ہی اشارہ ہمین میخواری کا
ابر و باران کے نہ کیون لطف اٹھائین میخوار	ذوق	کہ اُڑاتے ہین گنہگار ہی رحمت کے مزے
	لف و نشر	
کبھی ہی دھیان عارض کا کبھی ہی یاد مژہ دلکو	ناسخ	کبھی ہی خار پہلو مین کبھی گلزار پہلو مین
نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے	ذوق	اسے تیر قضا اسکو یہ تیر قضا سمجھے
	تاثیر منظر	
اسکی ہر دم کی نصیحت سے مین تنگ آیا ہون	ناسخ	کبھی ناصح سے بھی آنکھ اُسنے لڑائی ہوتی
دیکھو اُس چشم مست کی شوخی	ذوق	جب کسی پارسا سے لڑتی ہی
	یاد ایام شباب	

صبح فراق مین ہوئی قدرِ شبِ وصال وقت پیری شباب کی باتین	ناسخ ذوق	آیا ہی یاد شیب مین عالم شباب کا ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

خاکساری

رتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہوگیا یون تن خاکی مین دل روشن ہمارا ہوگیا	ناسخ ذوق	آفتاب اتنا ہوا اونچا کہ تارا ہوگیا جسطرح پانی کنوئین کی تہ مین تارا ہوگیا

حسرت

نخل بریدہ ہون مجھے کیا برگ و بار سے بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر	ناسخ ذوق	شاخ شکستہ ہون نہین مطلب بہار سے پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

نرنجن داس معمولی اشعار ہین۔

راوی۔ جی!! اور کیا!! خوب سمجھے۔

پیارے موہن۔ اگر لطف نہ آتا ہو تو نہ پڑھون۔

نرنجن داس ہان کچھ اور باتین کرو۔

پیارے موہن آج تین چار دن ہوے تمھارے یہان کون آیا تھا مین تمھارے کمرہ کے سامنے ہو کر گزرا تھا ایک اجنبی شخص کو بیٹھا دیکھکر مین باہر ہی باہر چلا گیا تھا

نرنجن داس۔ وہ ہمارے ایک قدیمی دوست ہین ہم اور وہ کچھ عرصہ تک ہم مکتب تھے ہم تو ویسے کے ویسے ہی رہ گئے۔ اُنھون نے بی۔ اے پاس کر لیا۔ مگر سچ کہتا ہون پڑھنے کو تو اتنا پڑھ گئے ہین لیکن عقل ذرا بھی نہین چھو گئی ہی مجھکو تو کچھ خبطی سے معلوم ہوتے ہین۔ ہر وقت مُنھ پھُلائے رہتے ہین ہنسی تو چہرے پر آتی ہی نہین۔ شراب حقہ یہانتک کہ پان سے نفرت ہی سادھوون کے پاس جایا کرتے ہین۔

پیارے موہن کہان کے رہنے والے ہین۔

نرنجن داس۔ اس رتن پورہ کے تو رہنے والے ہین مگر آجکل متھرا مین ملازم ہین۔ اسوقت متھراہی سے آئے ہین کہتے تھے چھ ماہ کی رخصت لی ہی۔

پیارے موہن۔ تم اُنکو میرے پاس لے آؤ۔ وہ موہنی منتر مارون اور اگر ایک ہی ہفتہ مین راہ پر نہ لے آؤن تو اپنا نام بدل ڈالون۔

نرنجن داس۔ تمھارے مان کا تو نہین معلوم ہوتا۔

پیارے موہن۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی۔

اسکے بعد دونون گاتے بجاتے رہے اور دس بج جانے پر نرنجن داس اپنے گھر چلا آیا۔ خوش قسمتی یا کم بختی سے دوسرے دن ہمارا ہیرو نرنجن داس کے یہان پھر آیا۔ نرنجن داس کو یہ اچھا موقع پیارے موہن کے امتحان کا ملا۔ کچھ دیر ادھر اُدھر کی باتین کرنے کے بعد اُسکو پیارے موہن کے یہان لیگیا۔ دونون کو انٹروڈیوس کرایا اور تینون اسی کمرہ مین جسکو ہم کل دیکھ چکے ہین بیٹھ گئے اور سلسلہ گفتگو یون شروع ہوا۔

پیارے موہن (سری کانت سے)۔ کہیے بھائی صاحب آجکل مکان پر کیا شغل رہتا ہی۔ مین تو آپ کا نادیدہ عاشق ہوگیا ہون جب سے نرنجن نے ذکر کیا۔

سری کانت۔ مین کس لائق ہون یہ آپکی عنایت ہی۔

پیارے موہن۔ نرنجن کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ متھرا جی مین آپ بڑے بڑے مہاتماؤن کے پاس جایا کرتے ہین۔ ہم لوگون کو ایسے بزرگون کے درشن کیسے نصیب ہون؟

سری کانت۔ اجودھیا جی یہان سے بہت قریب ہین۔ ہفتہ مین دو ایک بار جانا کچھ مشکل نہین۔ وہان بھی اچھے اچھے سادھو ہین۔

پیارے موہن۔ آپ کے ہمراہ کسی دن چلونگا مگر ایک بات ہی ایسی باتون مین دھیان کم لگتا ہی۔

سیری کانت۔ توجہ شرط ہی۔

پیارے موہن۔ یہ بات بغیر مشق کے حاصل نہین ہوسکتی۔ مین نے تو یہ ترکیب سوچی ہی کہ ذراسی چسکی لیکر اگر ان باتون پر غور کیا جائے تو ذہن خوب کام دے

سیری کانت۔ اجی شراب بڑی خراب چیز ہی۔

پیارے موہن۔ (بظاہر تعجب سے) کیا آپ نے نہین استعمال کرتے۔

سیری کانت۔ جی نہین۔

پیارے موہن۔ آپ ایسے تعلیم یافتہ شخص کو کچھ بتانا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہی مگر مین تو یہ جانتا ہون کہ یہ شراب وہ چیز ہی جسکا ہر ایک شخص پیاسا ہی زاہد خشک بھی شراب طہور کے محتاج ہین۔ شاعرون کا تو کہنا ہی کیا ہی۔ خم کے خم لنڈھانے کو تیار ہین۔ سوائے شیشہ و ساغر کے دوسرا ذکر ہی نہین۔ کوئی پری سے تشبیہ دیتا ہی کوئی معشوق سے۔ یہ لوگ جب کوئی مضمون لکھتے ہین ساقی نامہ پہلے ہوتا ہی۔ شراب کا استعمال تو آجکل داخل فیشن ہی۔ اگر اس سے محروم ہی تو مہذب اور تعلیم یافتہ لوگون کی سوسائٹی کے قابل نہین۔ ہوٹل مین اسکا گذر نہین کلب مین جانا بیکار ہی اُسکے لیے بال ہی۔

سیری کانت۔

بلائین ساری دنیا کی بھری ہین شیشہ و خم مین	خدا ایسے خم و خمخانہ کو ڈالے جہنم مین
وہ درد دل بھرا ہی مُل مین جو ہی نیش کژدم مین	محبت اس دوشیزہ کی نہونا چاہیے تم کین
یہ ڈائن خون مردان دلاور کی پیاسی ہی	توی ہر دیو سے گو شکل و صورت مین ذراسی ہی

پیارے موہن۔ اگر سب یہی مان لین تو بس ہوچکا۔ زمانہ گذشتہ مین بھی سلاطین اُسکا استعمال کرتے تھے۔ مثال کے طور پر دیکھیئے کہ شہنشاہ بابر نے گورونانک دیوجی سے اسکے استعمال کی تلقین کرتے ہوے کیا فرمایا تھا

ہماری بزم عشرت مین جوے آیا خدا بابا	تو بسم اللہ جام بادہ احمر چڑھا بابا

جہان مین آب رز سے کونسا ہی پاک تر پانی — کہ دُھل جاتا ہی جس سے دفتر بادشاہا بابا
نہ میخانے کو دیکھا چاہیے چشم حقارت سے — کہ ہوتی ہی یہین سے بیخودی کی ابتدا بابا
نہ یون ہی میکشون کو خاک پر بیٹھا ہوا دیکھو — پہونچتی ہی نظر اُنکی سر فوق السما بابا
صدا حق حق کی سُنتے ہین سدا وہ شیشہ مَے سے — اسی سے دل ہین رندون کے حقیقت آشنا بابا
صراحی کھولتی ہی رازِ دل جب بانگ قلقل سے — فلک سے ہین پکار اُٹھتے ملائک مرحبا بابا
نہ ہو گر بانگ مستون کی تو دنیا بزم ماتم ہی — ہمارے دم سے کچھ کچھ زندہ ہی دار الفنا بابا
غنیمت جان کر صحبت کو اک دو جام پیتا جا — میان محفل رندان درد آشام پیتا جا

سری کانت آپ نے یہ بھی سنا ہی کہ گورو جی نے شہنشاہ کو کیا جواب دیا تھا
پیارے موہن نہین مین نے تو نہین سُنا۔
سری کانت۔ اُنھون نے جواب مین فرمایا تھا۔

مبارک ہو مئے احمر تجھے صاحبقران تیری — رکھے بس سرخرو تجھکو شراب ارغوان تیری
دل فرخندہ تیرا واقف رمز حقیقت ہی — اگر ہی ترجمان دل حقیقت مین زبان تیری
مگر جب کیفیت دلمین ہی کیف مے کی حاجت کیا — غرض محفل سے کیا خلوت ہوئی جب شکن جان تیری
مے انگوری کر کوئی متوالا ہوا تو کیا — نہ آئی دل مین مستی ہاتھ مین پیالا ہوا تو کیا
وہ مے اپنی ہی جس سے بن پیے مخمور رہتے ہین — شراب چشم ساقی کے نشہ مین چور رہتے ہین
وہ میکش ہین کہ مہر و ماہ اپنے جام و ساغر ہین — صدا صہبائے نورانی سے جو بھرپور رہتے ہین
ہمارا دور مے ہر ہر نفس کے ساتھ چلتا ہی — اسی سے ہر نفس ہر لحظہ ہم مخمور رہتے ہین
کثافت روح مین آلائش دنیا سے آتی ہی — شراب ظاہری سے اہل باطن دور رہتے ہین
لنڈھائے ہین جنھون نے خم کے خم صہبائے عرفان کے — کہان وہ طالب افشردۂ انگور رہتے ہین
مناسب ہی یہی ترک مئے انگور کر شاہا — ہمارے جام سے تھوڑی سی اب منظور کر شاہا

بس آپ کے سوالات کا میرا بھی یہی جواب ہے۔

پیارے موہن اچھا پھر کسی وقت دیکھا جائیگا۔ یار زندہ صحبت باقی۔
سری کانت دیکھا کیا جائیگا مین اسکو ہاتھ نہین لگا سکتا۔ یہ بہت بری
چیز ہی جس انسان کو اسکا چسکا لگ جاتا ہی وہ بہت جلد تباہ و برباد ہوجاتا ہی
اور اپنا وقار کھوکر ہمچشمون مین خوار ہوجاتا ہی۔

بری حالت مین مے کے پینے والے دیکھے جاتے ہین	نشہ مین انکو مانند جنازہ لوگ اٹھاتے ہین
کوئی ہنستے ہین اس ذلت پہ کوئی مسکراتے ہین	کوئی کہتے ہین ہٹ جانا کہ تماشا آتے ہین
نہ پوچھو کیسی خواری ہوتی ہی ان پینے والونکی	سیہ کارون کی مے آشامون کی اور خستہ حالون کی

پیارے موہن (دلمین شرماکر) اچھا اگر شراب کو آپ اسقدر برا سمجھتے ہین تو حقہ
یا سگریٹ پینے مین کیا مضائقہ سمجھتے ہین۔ مین نے سنا ہی آپ تنباکو بھی نہین پیتے۔
سری کانت یہ بھی ایک قسم کا نشہ ہی ہی۔ اسکا پابند آرام سے نہین رہسکتا۔
اگر ایسی ہی تو خیر ورنہ صبح ہوئی اور دم کیلیے دروازہ پر آگ کیلیے موجود سفر مین مین نے اکثر دیکھا ہی ع

ہو یا نہو ذخیرہ سامان خوردنی کا	ڈبیا مگر ہو سگریٹ کی جیب مین سفر مین

جنکے پاس سگریٹ نہین ہوتی وہ دوسرون سے مانگ مانگ کر پیتے ہین۔ کیسی
شرمناک بات ہی کہ ایک نشہ کے پابند ہو کر جس سے کوئی فائدہ نہین دوسرونکے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑتا ہی۔
پیارے موہن یہ آپ نے کیا کہا؟ تمباکو سے کوئی فائدہ نہین؟ اجی جناب یہ
جملہ امراض معدہ کے لیے اکسیر ہی۔ درد قولنج۔ بادگولہ وغیرہ مین یہی ایک چیز
ہی جو فائدہ مند ہی۔ اسکا مزہ تو ان سے پوچھیے جو پیتے ہین۔ اگر ایک کش مزے دار
ملجاتا ہی تو بدن کا تمام بخار نکل جاتا ہی حقہ کو مونس تنہائی کہیے تو بجا ہی۔ ہمدم و دمساز
کہیے تو زیبا ہی۔ مین نہین سمجھ سکتا وہ کونسے آدمی ہین جو حقہ سے دم چراتے ہین۔
اجی حضرت یہ زینت محفل ہی۔ آپنے سنا نہین۔ دوہا

حقہ ہر کا لاڈلا رکھے سب کا مان	ہاتھون ہاتھون یون پھرے جیون گوپین کانھ

یہ وہ چیز ہی جو بادشاہون تک کو پسند ہی۔ روایت ہی کہ ایکبار نصیر الدین حیدر شاہ اودھ حقہ پی رہے تھے۔ شیخ امام بخش ناسخ داخل ہوئے فرمائش ہوئی کہ فوراً اس حقہ پر کچھ کہو۔ شیخ صاحب نے فی البدیہہ کہا۔

حقہ جو ہی حضور معلی کے ہاتھ مین
گویا کہ کہکشان ہی ثریا کے ہاتھ مین
ناسخ یہ سب بجا ہی ولیکن تو عرض کر
بیجان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین

جناب من یہ وہ معشوق ہی جسکو ہر کہ ومہ منھ لگاتا ہی جس سے ایک مرتبہ جان پہچان ہوگئی تمام عمر اُسی کا دم بھرتا ہی دیکھیے خود حقہ اپنے لیے کیا کہتا ہی۔

زمانے پہ روشن مری خوبیان ہین
کروڑون مرے چیلے اور چیلیان ہین
مرے حُسن کی دھاک ہر شش جہت مین
دھوئین سے مرے بنگئے آسمان ہین
اگر چار عنصر سے انسان بنا ہے
تو چار دن یہ تن پر مرے وردیان ہین
ہوا اور مٹی ہی اور آگ پانی
انھین چار سے میرے پختہ مکان ہین
مرے دم قدم سے ہی محفل مین رونق
مجھے چاہتے میہمان میزبان ہین
مرے پینے والے ہین مٹی کے انجن
روان میرے پیچھے بہت گاڑیان ہین
سبھی خوش رہین اور جیین پینے والے
زمانے کے سر پر مری ڈگریان ہین

سری کانت۔ اجی حضرت کمترین کو معاف فرمایئے۔ یہان حقہ۔ چرٹ بیڑی اور سگار سب کی شکل سے نفرت ہی۔ جتنے نشے ہین سب مخرب اخلاق ہین

نشے ظالم ہین انھین منھ سے لگائے نکوئی
جان کو جان کے آفت مین پھنسائے نہ کوئی
بھنگ وہ شی ہی کہ جیلو مین بنا دے اُلو
عقل اور ہوش اسے پی کے گنوائے نہ کوئی
چنڈو اور چرس کا دم آگ لگا دیتا ہی
جسم کو اپنے ہی ہاتھون سے جلائے نہ کوئی
کیجیے عمر بسر خون جگر پی پیکر
پر کبھی گولیان افیون کی کھائے نہ کوئی
میکشو ہوش مین آ چھوڑ بھی دو جام شراب
اس سیہ کار کے نزدیک بھی جائے نہ کوئی

یہ نشے کر کے گرفتار بلا اے صاحب	چاہتے ہین کہ کبھی مخلصی پائے کوئی

پیارے موہن آپنے توسب نشون کا ایک طرف سے صفایا کردیا۔ اب صرف پان باقی رہگیا ہی مگر شاید اُسکے لیے بھی آپکے پاس کوئی نہ کوئی جواب ضرور ہوگا اور اصل تو یہ ہی کہ کسی شی کے نہ استعمال کرنے کے ستو بہانے ہو سکتے ہین۔ ع

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہی

سری کانت ہان پان کا بھی نشہ مین شمار ہی اسکی بھی لت بُری ہوتی ہی۔ ایک ایک گلوری کے لیے منھ تکنا پڑتا ہی۔ وقت پر نہ ملنے سے جمھوائیان آنے لگتی ہین طبیعت کسی کام مین نہین لگتی منھہ مین پانی آنے لگتا ہی مین نہین سمجھتا کہ اسکے کھانے مین کیا مزہ ملتا ہی۔

پیارے موہن اسکا مزہ تو آپ کو اُسوقت ملسکتا ہی جب ایکبار ایک گلوری کھائیے اگر مین تعریف کرونگا تو آپ کو یقین نہ آئیگا اسلیے مین اسوقت کچھ اور نہین کہنا چاہتا صرف یہ درخواست ہی کہ ذرا غور تو کیجیے کہ پان کیا چیز ہی۔ پان ریاض قدرت کا ایک خوشنما برگ ہی اور صانع حقیقی کی بےمثل قدرت کا نمونہ ہی۔ دیکھیے کیسا عمدہ پتا ہی کہ باغ کا پھول بھی کوئی چیز نہین بوعلی سینا نے کہا ہی کہ کھانے پر اگر کوئی چیز کھائی جاتی ہی تو وہ یہی چیز ہی۔

یہ مُنھ کو خوشبودار کرتا ہی۔ دل کو فرحت بخشتا ہی بھوک خوب لگاتا ہی۔ بدن کو قوت پہونچاتا ہی۔ دانتون کی جڑون کو مضبوط کرتا ہی آواز اور گلے کی خراش کو صاف کھانسی زکام اور نزلہ کو انحد مفید۔ دل و جگر و دماغ و قوت حافظہ و فہم کو قوی کرتا ہی جھوٹی پیاس کو تسکین دیتا ہی غرضکہ پان کھانے سے بھوکے کو تسلی۔ پیٹ بھرے کو بھوک۔ مُنھ ستھرا۔ زبان پاک۔ دانت صاف۔ ہونٹ سُرخ طبیعت شاد۔ اور چہرہ بشاش رہتا ہی

یہ رنج و مصیبت کی مکافات ہے گویا
دل جس سے سنبھل جائے یہ وہ بات ہے گویا

سری کانت یون تو جتنی خوبیان آپنے بیان فرمائین مین کسی حد تک ماننے کو تیار ہون مگر یہ کہنا کہ پان دانتون کی جڑونکو مضبوط کرتا ہے کسی قدر مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔

پیارے موہن۔ ہر شی کا استعمال حد اعتدال پر ٹھیک ہوتا ہے۔ ورنہ مفید چیزین بھی نقصان پہونچاتی ہین۔ پان کا زیادہ استعمال دراصل دانتون کی جڑ دن کو کمزور کر دیتا ہے۔ اسکے علاوہ جگر کی قوت کو بھی گھٹاتا ہے۔ دماغ کو چکر مین لاتا ہے اور آنکھون مین چکا چوند پیدا کرتا ہے۔ لیکن مین یہ تو نہین کہتا ہون کہ آپ اسی کے ہو رہین۔ تھوڑا استعمال ہونا چاہیے۔ ہان ایک بات اور بھی ہے کہ پان کے استعمال مین تمیز اور سلیقہ کی بھی بہت ضرورت ہے۔ پہلی دفعہ پان چباتے ہی ایک دفعہ ہونٹون کو بچا کر تھوک دینا چاہیے بعدہٗ چپ رہنا چاہیے اس خوبصورتی سے نہین چبانا چاہیے کہ منھ کی پچپکاریون سے پوشاک کو چھینٹ بنالین یا تھوک تھوک کر تمام فرش اور دیوارین خراب کردین۔

سری کانت۔ بندہ کو اسکی تلقین نہ کیجیے۔ پان کے ساتھ تمباکو کا کھانا بھی ضروری ہے اور یہ ایک قسم کا نشہ ہے جس سے مجھے قطعی پرہیز ہے۔

پیارے موہن۔ اسمین شک نہین کہ کتھا۔ چونہ۔ چھالیا۔ الائچی۔ سونف۔ ملیٹھی ناریل۔ زعفران۔ جاوتری۔ تمباکو۔ لونگ۔ ورق طلا و نقرہ پان کے لوازمات ہین مگر ہر ایک کو یہ کہان میسر آتے ہین۔ کتھا۔ چونہ۔ چھالیہ کے ساتھ ہر ایک استعمال کر لیتا ہے بس اللہ اللہ خیر صلاح۔

سری کانت مین نے تو سنا ہے کہ اور چیزین نہ سہی مگر تمباکو کے بغیر لطف کم آتا ہے۔

بہار سے موہن ہے تو بھی کیونکہ بغیر لازمہ کے طبیعت حاصل نہین ہوتا لیکن ہے بڑی عمدہ چیز۔ دیکھیے اسی پان کے لیے امیر خسرو کیا کہہ گئے ہین۔

نادرہ برگے چو گل بوستان	خوب ترین میوۂ ہندوستان
سیر خورد گرسنہ در دم کند	گرسنہ را گرسنگی کم کند

میری غرض تو صرف یہ ہے کہ اگر آپ اسکا استعمال شروع کر دین تو کبھی کبھی ہم لوگ بھی سرخرو ہو جایا کرین۔ کیونکہ پان ہندوستان کا کم خرچ بالانشین تحفہ ہے یہ زیب کاشانۂ امیر اور عزت خانۂ فقیر ہے ع

برگ سبز است تحفۂ درویش

دیکھیے پان خود اپنے بارہ مین کیا کہتا ہے۔

جانتے آپ ہین مجھے کہ نہین	مین ہون اک صوفی صفا آئین
بادشاہون کے گھر گزر میرا	ہے امیرون کے گھر مین گھر میرا
چاندی سونے کے ہین مکان میرے	کوئی دیکھے تو خاصدان میرے
تھا کبھی جلوہ گاہ خاص مرا	چاندنی چوک ہے جو دلی کا
لکھنؤ کی گلی گلی تھی رچی	ہر محل مین تھی میری دھوم مچی
بادشہ ہو کہ بادشہ بیگم	مین ہون دونو نکا مونس و ہمدم
میرا سینہ ہے جلوہ گاہ کمال	پیٹ مین طوطے کے ہے رکھا لال
میری تعظیم سب ادیب کرین	میری تعریف سب طبیب کرین
سارے ہندو ہین شیفتہ میرے	سب مسلمان فریفتہ میرے
عزت خانۂ فقیر ہون مین	زیب کاشانۂ امیر ہون مین
میزبان کی ہون ابرو کرتا	میہمان کو ہون سرخرو کرتا
میری صحبت سے غم نہ آئے پاس	میری صحبت سے دور ہو وسواس

سُرخی روئے نوجوان ہون مین	طاقت قلب ناتوان ہون مین
بسبب رفع اختلاج ہون مین	دل دھڑکنے کا اک علاج ہون مین
رنگ دیتا ہون اہل جوہر کو	دم مین کرتا ہون لعل گوہر کو

سری کانت - کیون نہو - آپنے تو تعریف کے پل باندھ دیے مگر جناب اصلیت یہ ہو کہ مین اپنے آپ کو تمام منشیات سے محفوظ رکھنا چاہتا ہون اسوجہ سے مجبور ہون مین تو صرف ایک نشہ کا پابند ہون اور وہ غذا کا نشہ ہو اسکے علاوہ مین کسی دوسرے نشہ کا محتاج نہین ہونا چاہتا -

پیارے موہن نے جب دیکھا کہ یہ ہتھے ہی سے اُکھڑا جاتا ہو تو اُسنے نرنجن داس کو آنکھ کا اشارہ کیا اور کہا کہ کیا آج ہوا خوری کے لیے نہ چلوگے اُسنے اشارہ کا مطلب سمجھکر کہا کہ چلیے اور بابوجی کو بھی لے چلیے اتنا کہکر تینون کمرہ سے باہر نکل کھڑے ہوئے اور تھوڑی دیر مین چوک پہونچ گئے کچھ دیر تک نرنجن داس اور پیارے موہن سگریٹ پان سے دل بہلاتے رہے بعد ازان سری کانت کو لیکر ایک طوائف کے کمرہ پر جانے لگے - سری کانت جو اس کوچہ سے ناآشنا تھا بالکل نہ سمجھا کہ کہان جارہے ہین کیونکہ دریافت کرنے پر ان دونون نے کہدیا کہ ایک دوست سے ملنے جارہے ہین -

الغرض زینے کو طے کرکے تینون کمرہ مین پہونچ گئے - وہان کی کیفیت دیکھکر سری کانت کا ماتھا ٹھنکا کہ کچھ نہ کچھ دال مین کالا ضرور ہی طوائف جسکا نام بی شہزادی جان تھا تعظیماً اُٹھ کھڑی ہوئی اور ان لوگون سے بیٹھنے کو کہا شہزادی کی عمر تیس سال کی ہوگی حُسن اُسکا رخصت ہورہا ہی مگر مُڑ مُڑ کے دیکھتا جاتا ہی اسلیے جذب وکشش اب بھی باقی ہو اور خصوصاً ایسے وقت مین جبکہ وہ اثر ڈالنے کی کوشش کررہی ہو - نرنجن داس اور پیارے موہن

توحسب معمول ایک مسہری پر بیٹھ گئے اور دوسری پر شہزادی بیٹھ گئی مگر سری کانت کھڑا رہا۔۔۔۔ اُن دونون نے بہت اصرار کیا مگر یہ حضرت نہ بیٹھے اور چلنا چاہا بالآخر اُنکے اشارہ کرنے پر شہزادی نے ایک ادا کے ساتھ اُن کا ہاتھ پکڑ لیا اور مُسکراتی ہوئی کھینچ کر اپنی مسہری پر لاکر بٹھالیا اور خود بھی ان ہی کے پاس بیٹھ گئی اور کہا کہ اب دو دو کا جوڑ ٹھیک ہی۔اسوقت سری کانت کے دل کی کیا کیفیت تھی بیان کرنا مشکل ہی۔تھوڑی دیر کے بعد شہزادی نے ناز کے ساتھ انکے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا۔اُسکا ہاتھ رکھنا تھا کہ ان کا دل بَلّیون اُچھلنے لگا اور تمام بدن پسینہ پسینہ ہوگیا اگر نرنجن داس اور پیارے موہن نہ ہوتے تو غالبًا یہ ایک چیخ مارکر بھاگ جاتے مگر اب تو بُرے پھنسے ہوئے تھے۔اُنکی یہ حالت دیکھکر طوائف سمجھ گئی کہ ابھی الّھڑ ہی راہ پر لانیکی ضرورت ہی اُسنے دوسرا ہاتھ اُنکی ٹھڈی مین لگا کر کہا۔

شہزادی۔ بابو صاحب ذرا آرام سے تشریف رکھیئے اسمین تکلف کا ہے کا۔

سری کانت (کانپتی ہوئی آواز مین) مین مزے مین بیٹھا ہون کوئی تکلیف نہین ہی

شہزادی (ہنسکر) مزے مین کیون نہ ہوگے۔شہزادی بغل مین ہی نا۔

سری کانت۔ (جھیپ کر) نہین۔میرا مطلب یہ نہ تھا۔مین کہنا چاہتا تھا کہ آرام سے بیٹھا ہون۔

شہزادی مین کبھی نہ مانون گی آپ تو ایسے بیٹھے ہین گویا بھاگنے کے لیے تیار ہین۔

پیارے موہن۔ (شہزادی سے) یہ ہمارے بابو صاحب شہر متھرا مین ملازم ہین آجکل رخصت پر ہین چھ ماہ کی رخصت لی ہی بس ان کا دم غنیمت ہی بڑے لائق وفائق شخص ہین شادی ابھی نہین ہوئی ہی اور نہ یہ چاہتے ہین کہ ہو۔

شہزادی اسکی کیا وجہ۔

نرنجن داس۔ وجہ نہین بتلاتے۔

شہزادی - مین سمجھ گئی کیا وجہ ہی - اچھا مین وعدہ کرتی ہون کل تک انھین راضی کر لونگی - آپ انکو میرے ہی یہان آج رہنے دیجیے -

سری کانت یہ سُنکر اُٹھ کھڑا ہوا اور زینہ کی طرف لپکا شہزادی نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ای واہ یہ نخرے - آپ تو ہاتھ ہی نہین دھرنے دیتے - ارے صاحب مین کیا کچھ آپ سے لیے لیتی ہون - اب مین ایسی ہو گئی کہ میرے پاس خالی خولی بھی بیٹھنا آپ کو ناگوار ہی - لیجیے الائچیان تو ملاحظہ فرمائیے -

سری کانت (نرنجن داس سے) مجھے تو اب اجازت دیجیے -

نرنجن داس یہ کیسے ہو سکتا ہی - آے ہمارے ساتھ اور اب جاؤگے تنہا - لوگ تمھین کمرہ سے تنہا اترتے دیکھ کر کیا کہین گے -

یہ بات سری کانت کے دل مین جم گئی اور مجبوراً پھر بیٹھ گیا مگر ایک ایک منٹ کے بعد چلنے کے لیے اصرار کرتا رہا - پیارے موہن نے جب دیکھا کہ اسوقت بھی رنگ نہین جمتا تو شہزادی سے گانے کی فرمائش کی کہ شاید اسی سے اسکا دل بہلے اور گھڑی دو گھڑی بٹھائے رہے وہان کیا تھا حکم کی دیر تھی - سازندے آ موجود ہوئے طبلہ پر تھاپ پڑنے لگی اور سارنگیان گونجنے لگین استاد نے پیارے موہن سے کہا کہ حضور کیا سننا چاہتے ہین اُسنے کہا کہ وقت کی کوئی چیز کہو - اُستاد نے "بہت اچھا حضور" کہکر غزل چھیڑدی - مطلع یہ تھا -

کیون جھوٹے یہ کہتے ہو مجھکو تری چاہت ہے	دل سے تو زرا پوچھو کیسی مری الفت ہے

ایک سازندہ نے کہا "کیا بات ہی" اور پھر مزہ مین آ کر سارنگی بجانے لگا اُس کا وہ چھوٹا سا قد اور تال اور سُر سے تال میل - بس معلوم ہوتا تھا کہ آدمی کا ہے کو ہی سارنگی کی کھونٹی ہی - اسکے بعد یہ شعر گایا -

گھر پر مرے آئے ہین پہلو مین وہ بیٹھے ہین	یہ اُنکی محبت ہی وہ اُنکی عنایت ہے

اس کو سنکر سب بے اختیار ہنس پڑے اور سری کانت جھیپ گیا۔ اس کے بعد جب اس شعر کا نمبر آیا۔

آیا ہی جلانے کو وہ رشک مسیحا یان	قسمت مری جاگی ہی اللہ کی قدرت ہی

تو نرنجن داس نے خوب ہی داد دی اور شہزادی نے کئی بار جھک کر سلام کیا اسکے بعد اس شعر کی باری آئی۔

بسمل کی خرابی ہی تلوار نہین چلتی	لپٹی ہوئی بازو سے قاتل کی نزاکت ہی

اسکو ایسا ادا کیا کہ پیارے موہن بیخود ہو گیا اور طبلچی کا تو یہ عالم تھا کہ قربان ہوا جاتا تھا "ہاے کیا درد ہی" پھر یہ شعر گایا۔

وہ دل کو دبا بیٹھے ہم اُف بھی نہین کرتے	یہ اپنی خموشی ہی وہ اُنکی مروت ہی

سبحان اللہ۔ اس طرف پیارے موہن اور نرنجن داس کی واہ واہ اور اُدھر طبلچی کا پیچھے سے بولنا کہ "کیا کہنے ہین" عجیب لطف دے رہا تھا۔ جب مقطع گایا۔

باتین ہین عجب اُلٹی اس عشق و محبت مین	بدنام مین ہوتا ہون اور یار کی شہرت ہی

تو کمرہ نعرہاے تحسین سے گونج اُٹھا اور دیر تک واہ واہ کی صدائین آتی رہین غزل کے ختم ہوتے ہی سری کانت نے پھر چلنے کا ارادہ کیا مگر پیارے موہن نے روک لیا اور دوسری غزل کی فرمائش کر دی۔ شہزادی نے گانا شروع کر دیا۔ غزل یہ تھی۔

غزل

چلین تیر نظر اے مہربان آہستہ آہستہ	مزے لے لیکے لوٹین نیمجان آہستہ آہستہ
گلے پر پھیر خنجر مہربان آہستہ آہستہ	شہید ناز کا لے امتحان آہستہ آہستہ
ہمارے گوشۂ دل کو نہ تاکو ترچھی نظرون سے	خدارا یون نہ کھینچو تم کمان آہستہ آہستہ
تری فرقت مین حسرت نا امیدی یاس ناکامی	بنے ہین آکے دلمین میہمان آہستہ آہستہ

جو تم آئے ہو وقت نزع میرے پاس آ بیٹھو | سنو کچھ کہتی ہی تم سے زبان آہستہ آہستہ
لگا ہی لائے ہمدم راہ پر چیلو نسے جھانسو نسے | سنا ہی آ گئے ہین میرے یہان آہستہ آہستہ

سری کانت مقطع کا اشارہ سمجھکر اُٹھکھڑا ہوا اور باوجود اصرار نہ بیٹھا چہرے سے بے چینی ظاہر تھی ۔ پیارے موہن دل ہی دل مین کہتا تھا کہ کس قماش کا آدمی ہی ۔

بی شہزادی جان نے بھی باتون مین لگانیکی کوشش کی مگر بے سود ۔ جب ہر طرح سے پیارے موہن کو ناکامیابی ہوئی تو اُسنے جلکر کہا کہ بعض آدمیون کی فطرت ہی ایسی ہوتی ہی کہ وہ ہر وقت کڑھتے رہتے ہین ۔ یہ ایک لاعلاج مرض ہی ۔ ایسے لوگون کو اگر خداوند تعالیٰ بہشت مین بھی جگہ دے تو وہان بھی مُنھ پھُلائے بیٹھے رہینگے برعکس اسکے بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ جہان جاتے ہین وہان ہی خوش رہتے ہین ۔ جیسے شہد کی مکھی ہر ایک پھول مین سے شہد نکال لیتی ہی ویسے ہی زندہ دل لوگ قدرت کے ہر ایک نظارہ مین سے اپنی روح کے لیے کچھ نہ کچھ خوراک ضرور ہی نکال لیتے ہین ۔ سری کانت سے ، بھائی صاحب بُرا ماننے کی بات نہین ہی ۔ بشاشت اخلاق کے لیے ایک مقوی دوا ہی ۔ جیسے دھوپ سے پھول کھلتے ہین میوے پکتے ہین اور دنیا مین گوناگون رنگ پیدا ہوتے ہین ۔ ویسے ہی زندہ دلی انسان کے اندر ہر قسم کے بیجون کو نشو و نما دیتی ہی اور ایک قسم کی آزادی بخشتی ہی جو ایک رنج و الم کے غلام کو کسی صورت مین بھی نصیب نہین ہو سکتی ۔

سری کانت ۔ اگر آپ کے نزدیک مین مردہ دل ہون تو یہان لانا ہی فضول تھا ۔

پیارے موہن مین یہ نہین کہتا کہ آپ خدانخواستہ مردہ دل ہین ۔ میرا مطلب صرف یہ ہی کہ ع ذرا بولو زبان کھولو تو باتون کا مزہ اُٹھے ۔ علاوہ اسکے آپکی خاموشی سے محفل مین ایک طرح کی پژمردگی ہی ۔ اگر آپ زندہ دلی اپنے لیے ضروری نہین سمجھتے تو آپ کا اتنا فرض تو ضرور ہی کہ ہم لوگون کی خاطر سے زندہ دل

بن جائین کیونکہ آپ کو کوئی حق نہین ہو کہ آپ اپنی پژمردہ صورت سے اپنے دوستون اور عزیزون کے دلون کو آزردہ کرین۔

سری کانت مین ضبط کی طاقت بہت تھی اسلیے بغیر کچھ جواب دیے ہوئے یہ کہتا رہا کہ اب چلیے گا یا نہین۔ آخرکار شہزادی نے دوسرے دن آنے کا وعدہ لیکر سب کو اجازت دی۔

تیسرا باب

تینون شخص بی شہزادی جان کے کمرہ سے نکلکر سیدھے پیارے موہن کے یہان آئے اور چونکہ رات کے آٹھ بج چکے تھے اسلیے سری کانت اپنے گھر واپس نہ جاسکا اور پیارے موہن کے اصرار سے مجبور ہوکر اُسی کے یہان رات بسر کرنے کے لئے ٹھہر گیا پیارے موہن نے دیدہ و دانستہ سری کانت کو نرنجن داس کے یہان بھی نہ جانے دیا اور اپنے ہی یہان ٹھہرا لیا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ جسطرح بھی ہوسکے اس کافر کو راہ راست پر لانا ضروری ہی چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد اُسنے سلسلۂ مطلب کو یون جنبش دی۔

پیارے موہن (سری کانت سے) کیون صاحب! سچ کہیے گا آج شہزادی کے یہان کیسا لطف آیا۔ اصل تو یہ ہی کہ گانا بھی کیسی لطیف شی ہو اس سے روح کو تقویت ہوتی ہی۔

سری کانت گانا بیشک ایک عمدہ چیز ہی مگر مخرب اخلاق گانے کبھی بھی اچھے نہین کہے جاسکتے۔ اب آپ ہی بتلائیے آج کی غزلون سے آپنے کیا سیکھا اُن سے کیا نصیحت حاصل ہوئی اور خدا کی عبادت مین کیا مدد ملی۔

پیارے موہن (ہنسکر) چہ خوش۔ طوائف کے یہان گئے تھے یا کسی مندر

یا ٹھاکر دوارہ مین - خدا کی عبادت کی ایک ہی کہی - اجی یارون کو تو غرض صرف اس سے ہی کہ طبیعت خوش ہو اور کام چاہے جیسا ہو -

سری کانت ایسی چیزون مین خوشی تلاش کرنا غلطی ہی - سچی خوشی جسکو آنند کہتے ہین دل کی شانتی ہی سے ملسکتی ہی -

پیارے موہن آپ پھر مذہبی مضمون لے اُڑے - ان باتون سے طبیعت اُلجھتی ہی مگر خیر کوئی حرج نہین ہی جو جی چاہے کہیئے لیکن پہلے یہ سمجھا دیجئے کہ جسے آپ شانتی کہتے ہین اُسکے حاصل کرنے کے لیے بھی تو کہین جانا پڑیگا - اسلیے ان بکھیڑون سے تو یہی اچھا ہی کہ دو گھڑی کے لیے طوائف کے یہان چلے گئے وقت بھی کٹ گیا اور آنند بھی ملا - جناب میری رائے مین تو آنند شراب کباب اور ناچ گانے مین ہی - آپ کو ناحق شانتی کی فکر مارے ڈالتی ہی ؎

ابتو آرام سے گزرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے

سری کانت - لفظ آنند کو شراب کباب کے ساتھ آلودہ نہ کیجیے ان چیزون مین آنند کہان آنند تو دوسری ہی شی ہی اور افسوس ہی کہ آپ آنند کو بیرونی اشیا مین تلاش کرتے ہین - آنند کا تعلق بیرونی ساز و سامان یا باہری اڈمبرون مین نہین ہی اُسکی تلاش باہر کے بجائے اندر ہونا چاہیے اور اُسکے لیے کسی دوسرے سے ہاتھا پائی کرنے کی بھی ضرورت نہین ہی -

پیارے موہن - اچھا یہ آنند جسے آپ بیان کرتے ہین کیسے ملتا ہی -

سری کانت - اپنے من مین بیٹھے ہوے کام - کرودھ - لوبھ - موہ - ابھمان - دویش - خواہشات نفسانی اور دوسرون کو ایذا رسانی کے جو کمینہ جذبات ہین انکو دور کر دیجیے - من کے اوپر سے یہ میل ہٹا کر یکسوئی حاصل کیجیئے تب آنند کا حصول ہوگا -

پیارے موہن ۔معاذ اللہ!!! یہ آپ کہہ کیا رہے ہین! میری سمجھ مین تو کچھ بھی نہین آتا ۔

سری کانت آپ تعلیم یافتہ شخص ہین نہ سمجھنا کیسا ۔ شاید میرے بیان کرنے مین کوئی نقص ہو ۔

پیارے موہن دراصل آپکی بہت سی اصطلاحات مین نہین سمجھا ۔

سری کانت پھر عرض کردن اوران اصطلاحات کو اُردو مین بیان کردون؟

پیارے موہن نہین ایک ہندو کے لیے یہ شرمناک بات ہی کہ سنسکرت اور ہندی الفاظ کے معنی اُردو اور فارسی زبان مین سمجھائے جایئن مین پھر کسی وقت سمجھ لونگا فی الحال آپ یہ بتلائیے کہ جو شخص یہ پابندیان نہ کرسکے جو آپ نے بیان فرمائی ہین تو کیا اُس شخص کے لیے یہ کہا جائیگا کہ وہ سُکھی نہین ہی ۔ مین تو روزمرہ دیکھتا ہون کہ دنیا مین صدہا آدمی ایسے ہین جو سُکھی ہین مگر ان مین سے کسی بات کی بھی پابندی نہین کرتے بلکہ اُلٹے شراب کباب ہی کے پیچھے دیوانے رہتے ہین ۔

سری کانت ۔ آپ سکھ اور آنند دونون کو ایک مین شامل نہ کیجیے ان دونون مین فرق ہی ۔ جو آرام جذبات کی سیری سے حاصل ہوتا ہی وہ سُکھ ہی اور جو راحت جذبات کو قابو کرنے سے ملتی ہی اسکا نام آنند ہی بس ہی ان دونون مین بڑا فرق ہی ۔ حواس خمسہ یعنی اندریون سے پیدا ہونے والے سُکھ تو حیوانون مین بھی پائے جاتے ہین جیسے کھانا ۔ پینا ۔ سونا بچے پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ لیکن آنند کا تعلق محض منفس اپندری سے ہو سکتا ہی ۔ سکھ اور آنند مین ایک اور بھی فرق ہی وہ یہ ہی کہ حصول آنند کے بعد تکلیف کا اندیشہ نہین رہتا مگر سُکھ کے بعد اُسی سُکھ سے تکلیف بھی پیدا ہوسکتی ہی مثال کے طور پر دیکھیے داد پر جب کھجلی اُٹھتی ہی اور جب اُسکے کھجانے مین ایک قسم کی راحت معلوم ہوتی ہی تو آدمی زور سے کھجانا شروع کردیتا ہی

لیکن بعد ازان جب ایسا کرنے سے تکلیف بڑھ جاتی ہو تو ر دتا ہو۔ ٹھیک یہی حالت
وِشیون کی کھجلی کی ہوتی ہو۔ انسان اُن مین سُکھ سمجھکر اندھا ہو جاتا ہو.......

....

...... اور اُنکے زیر اثر ہوکر اپنے آپکو تباہ کر لیتا ہو مگر جب جوش ٹھنڈا ہو جاتا ہو تب
کفِ افسوس ملتا ہو کیونکہ جسم ناکارہ ہو جاتا ہو اور اُسوقت طرح طرح کی تکالیف مہمانون کی طرح
تشریف فرما ہو کر اپنی اپنی خاطر و مدارات کراتی رہتی ہین اور وہ بیچارہ اپنی پہلی حالت پر
پچھتاتا اور افسوس کرتا رہتا ہو مگر "اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیان چگ گئیں کھیت"
اسلیے اب یہ ثابت ہو گیا کہ جسکو آپ سُکھ کہتے ہین وہ آنند نہین ہو اور آنند
صرف جذبات کو قابو کرنے یعنی شانتی سے ہی ملسکتا ہو۔
پیارے موہن مگر شانتی تو ہر ایک فارغ البال شخص کو ہوتی ہو۔ وہ کسی کا دست نگر
نہین ہوتا۔ اور اُسکا کوئی کام رکنے نہین پاتا۔ ہر وقت طبیعت مین سکون رہتا ہو اسلیے
مین سمجھتا ہون کہ ایسا شخص جب کوئی کام اپنی تفریح طبع کے لیے کرتا ہو تو آنند ضرور ملتا ہو
سری کانت۔ میری رائے اِسکے خلاف ہو۔ فارغ البالی اور شانتی کا ہمیشہ
ساتھ ساتھ رہنا ضروری نہین ہو۔ بیرونی حالت کو دیکھکر کسی شخص کی خوشی یا رنج
کا اندازہ نہ لگانا چاہئے۔ بہت سے لوگ فارغ البال ہوتے ہین مگر اُنکو شانتی
نصیب نہین۔ انسان کو خطابات۔ دولت اور حکومت ملنا مشکل نہین لیکن یہ
ضروری نہین کہ ان چیزدن سے اسکو شانتی بھی ملجائے۔ شانتی کے لیے
ایک علٰحدہ شرط ہو۔ دنیاوی زندگی مین کامیاب ہونے کے لیے بہت مصیبتون
اور خطرون کا منھ دیکھنا پڑتا ہو۔ لیکن دنیاوی کامیابی دنیا کی دولت عزت جاہ
وحشمت خوبصورتی وغیرہ بھی انسان کو شانتی نہین دے سکتین اگر شانتی خود اُسکے
اندر موجود نہ ہو بعض دولتمند بھی دولت کی تلاش مین دن رات مصیبتین اُٹھاتے

رہتے ہین اور بعض دولتمند تو ایسے ہوتے ہین جنکی دولت ہی اُنکے لیے وبال جان ہوتی ہی ایسے لوگ تمام عمر نہ تو کبھی شانتی کا مُنھ دیکھ سکتے ہین اور نہ اُنکے بیچین دل کو آرام و قرار ملسکتا ہی۔

پیارے موہن دنیا مین رہکر تکالیف کو کون دور کرسکتا ہی یہ تو سب کے لیے ہین۔

سری کانت- مانا کہ ہم دنیا مین تکالیف کو دور نہین کر سکتے لیکن اگر ہم چاہین تو ان تکالیف سے اوپر ضرور اُٹھ سکتے ہین۔

پیارے موہن- کیسے۔

سری کانت- اپنے دل و دماغ کی دیوارون پر پاکیزہ اور شانتی دینے والے خیالات کی تصویرون کو لٹکائے رکھین اور جب کبھی باہر کا شور و شر ہماری شانتی پر حملہ کرنے دوڑے تو ہم جھٹ اپنی اندرونی دنیا پر نظر جما کر اس جمع شدہ بیش بہا ذخیرہ سے شانتی کو قائم رکھنے والی خوراک حاصل کرسکین ہمارے اوپر جب کسی قسم کی مصیبت آپڑے تو اُسکو زندہ دلی سے برداشت کرلین۔ اس سے مصیبت کا بوجھ نصف رہجاتا ہی۔ اگر ہم کسی تکلیف کے آنے پر واویلا مچاتے ہین تو اُسکے بوجھ مین ہم دیدہ و دانستہ اضافہ کرتے ہین۔ ہمین معمولی تکلیف کو خوردبین کے ذریعہ سے دیکھنے کی کوشش نہ کرنی چاہیے بلکہ جہانتک ہو سکے ان کو ہمیشہ حقیر سمجھنے کی عادت ڈالنی چاہیے

پیارے موہن- اچھا اب یہ بھی بتلائیے کہ جس شانتی کی آپ نے تعریف کی وہ آپ کی رائے مین کیسے حاصل ہوسکتی ہی۔

سری کانت اُسکے حصول کے بہت سے ذرائع ہین۔ مین نے ابھی بتلایا ہی کہ اپنے جذبات کو قابو مین رکھنے اور اُنکو سیدھے راستے پر چلانے سے شانتی ملسکتی ہی اور طریقہ یہ ہی کہ کسی بُرے خیال کو اپنے دل مین جگہ نہ دیجیے ہمیشہ

اپنے خیالات کو پاک وصاف رکھیے۔ لائق مصنفون کی تصانیف کا مطالعہ کیجیے تواریخ پر نظر ڈالیے۔ بڑے بڑے آدمیون کے مقولون پر غور کیجیے ایسے واقعات کو یاد رکھیے جنکی یاد پاکیزگی دیسکے ان سادھنون کے وسیلے سے آپ اپنی آتما کے لیے بغیر ہاتھون کی مدد کے ایک نہایت ہی خوبصورت مکان تیار کر سکتے ہین جسکو نہ آندھی کا ڈر نہ بارش کا خطرہ اور نہ گرنے کا اندیشہ ہی اسمین بیٹھکر نیک صفات کے سہارے آنند حاصل کر سکتے ہین۔ اس آنند کو آپ اپنے دلمین جگہ دیجیے تاکہ آپ کے دل پر قبضہ کرے! اس آنند کا آپ کے دلمین پرکاش ہوگا اور وہی آپ کو شانتی دیگا۔ اس آنند کو اپنے دلمین بساکر خواہ آپ دوکانداری کے دھندون مین مشغول رہین خواہ اپنی ریاست کا کاروبار دیکھین غرضکہ کوئی کام کرین ہمیشہ شانت رہینگے۔

پیارے موہن یہ سب مین نے تسلیم کرلیا۔ اب آپ ذرا تکلیف کرکے یہ بھی بتلائیے کہ ہمنے شانتی پیدا کرنے کی تدابیر کین اور تکمیل ہونے سے پہلے ہی اس دارالعیش سے کوچ کر گئے تب تو نہ دین کے رہے نہ دنیا کے۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم والا مضمون ہوجائیگا۔

سری کانت۔ موت کا خوف کبھی نہ کرنا چاہیے یہ ایسا لچر خیال ہی کہ خواہ مخواہ ہماری شانتی کو مضطرب کرتا رہتا ہی۔ اگر بغور دیکھین تو اس سے بڑھکر دنیا مین کوئی غلط خیال نہین ہوسکتا کیونکہ جب تک ہم ہین تب تک موت نہین ہی جب موت ہی تب ہم نہین ہین۔ مگر ہم ہمیشہ کے لیے ہین ہمارا آتما ازلی و ابدی ہی اسلیے ہمکو موت کہان اور جب موت نہین ہی تو اس سے ڈرنا بزدلی ہی یہان پر یہ کہنا غالبًا غیر ضروری ہی کہ آپ مسئلہ تناسخ کے تو ضرور ہی قائل ہونگے۔

پیارے موہن۔ ہان اسکا تو قائل ہون۔ کیونکہ اس مسئلہ کی صداقت مین

کسی کو انکار ہی نہین ہو سکتا۔

سری کانت پھر تو کوئی جھگڑا ہی نہین باقی رہا۔ ابتو معاملہ بالکل صاف ہی۔ بس یون سمجھ لیجیے کہ اس جنم کے نیک کرمون کی تکمیل مین جو کسر رہگئی ہو وہ یقیناً دوسرے جنم مین پوری ہوجائیگی اور اگر نہین تو تیسرے یا چوتھے مین۔ اس طرح پر آپ متواتر کوشش کرنے سے کسی نہ کسی وقت حصول شانتی و آنند مین کامیاب ہوجائینگے۔ ہان اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ دنیا کے جملہ راحت و آرام سب ہمارے کرمون کے نتائج ہین اسلئے نہ تو تکلیف سے گھبرانا چاہیے نہ راحت مین خوش ہونا چاہیے کیونکہ دونون کو قیام نہین ہی۔ اپنی اپنی مدت ختم کرنے کے بعد دونون ہی باتین جاتی رہینگی نہ مصیبت دائمی ہی نہ راحت اگر کچھ فرق ہی تو صرف اسقدر کہ گیانی انسان کے لیے دونون حالتین یکسان ہین مگر اگیانی کے لیے نہین ہین اگیانی خوشی مین بھول جاتا ہی اور مصیبت مین خواہ مخواہ اپنے کو دُکھی کرتا ہی۔ اُسکے رنج والم کے زخمون کی مرہم پٹی کرنے کے لیے دوسرون کی ضرورت ہوتی ہی مگر گیانی گیان کے ذریعہ سے تکالیف کو روکتا ہی۔ سوچنے کی بات ہی کہ اُس انسان کو اس چندروزہ دنیا کی تکلیف کیا ڈرا سکتی ہی جسنے اس سچائی کو سمجھ لیا ہی کہ مین ازلی و ابدی ہون اور جو جانتا ہی کہ مجھ پر کوئی مصیبت میرے کرمون کے پھل کے سوا نہین آسکتی۔

ان باتون کو سُنکر پیارے موہن کو بہت افسوس ہوا کہ مین نے ناحق ایسے نیک شخص کو گنہگار بنانے کی کوشش کی مگر اس خیال کو ظاہر نہ ہونے دیا اور طرز گفتگو بدلنے کے لیے کہا۔

پیارے موہن۔ اچھا اب ان باتون پر پھر کبھی غور کیا جائیگا فی الحال ایک ضروری بات یہ ہی کہ شہزادی کے یہان سے چلتے وقت میری زبان سے کچھ کلمے آپ کی

شان کے خلاف نکل گئے تھے اُنکی معافی چاہتا ہون۔

سری کانت۔ مجھے اُن باتون کا خیال بھی اب نہین ہو۔ لوگ اکثر جوش مین آکر ایسی ہی باتین کہہ ڈالتے ہین۔ مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ مجھے ذرا بھی ملال نہین۔

پیارے موہن مین تو بعد کو بہت ہی پچھتایا اور سچ پوچھیے اگر آپ کی جگہ مین ہوتا تو مجھے ضرور ہی غصہ آجاتا اور ناحق تکرار ہو جاتی۔

سری کانت۔ اسمین غصہ کرنے کی کوئی بات نہ تھی۔ ہر شخص اپنی دانست مین اچھا ہی کام کرتا ہو مین بھی یہ سمجھکر خاموش ہو گیا تھا۔ علاوہ ازین غصہ کی عادت نہایت بُری ہو مین نے ایک رسالہ مین غصہ پر ایک مضمون دیکھا تھا وہ مجھے اسقدر پسند آیا تھا کہ مین نے اُسے اپنی نوٹ بک مین نقل کر لیا تھا اگر فرمائیے تو سنا دون۔ (نوٹ بک میرے پاس ہی ہی) اس مین بہت سی باتین درج ہین مین اُسے ہمیشہ اپنے پاس رکھتا ہون اور فرصت کے وقت پڑھا کرتا ہون۔

پیارے موہن ضرور ضرور سنائیے۔

سری کانت (نوٹ بک جیب سے نکال کر) سُنیے۔

غصّہ

غصّہ کا مفہوم اُردو مین مزاج کی اُس حالت کا ذکر ہو کہ کسی سے ناراضی ظاہر کیجائے اور اُس ناراضی کا طریقۂ اظہار درشتی آمیز ہو۔ یہ ضروری نہین ہو کہ یہ اظہار لفظون کی صورت مین ہو چین آلود پیشانی۔ تنی ہوئی بھوین۔ شعلہ خیز نگاہین سب یہ مختلف شکلین ہین جن سے خفگی کا اظہار ہوتا ہو۔ بعض حالتون مین معمولی بشاشت کا چہرہ سے دور ہو جانا اور گفتگو سے زبان کا روک لینا کافی دلیلین ہین۔

یہ کہنے کی ضرورت نہین ہو کہ غصّہ ایک نہایت مذموم عادت ہو جس سے پرہیز کرنا

نہایت ضروری ہی جتنی شکلین غصہ کی بیان کی گئی ہین قباحت سے خالی نہین ۔
اب دکھانا صرف یہی ہی کہ غصہ مذموم کیون ٹھہرایا یون کہیے کہ غصہ کے کیا کیا بڑے
نتائج ہین۔ غصہ سے جو ضرر پیدا ہوتا ہی ہم باخبر نہین ہوتے۔

غصہ سے صحت کو نقصان پہونچتا ہی۔ طرح طرح کے امراض جو دماغی محنت
پر محمول کیے جاتے ہین اگر غور کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ انکا وجود اس سبب سے
ہی کہ ہم ان قوتون کی ماہیت سے جن سے ہکو سروکار رہتا ہی غافل ہین۔

ہر قسم کی دماغی تحریک کسیقدر قوت کو زائل کرتی ہی اور چونکہ ہر شخص ہین جسمانی اور
دماغی قوت جسم کی ساخت کے انداز سے ودیعت کیگئی ہی اسلیے ضرور ہی کہ ہم اس قوت
کے صرف کرنے مین کفایت سے کام لین جسقدر صرف کرنا نہایت ضروری ہی اُسیقدر
صرف کرین زیادہ قوت کو ضائع ہونے دین۔ ہمت۔ حوصلہ خوشی۔ خوش طبعی یہ سب
مؤید صحت ہین اور رنج۔ وغم۔ غصہ۔ بد مزاجی۔ یاس۔ یہ سب مزیل صحت ہین چونکہ اسوقت
صرف غصہ سے بحث ہی اسلیے اُسکے نقصانات کی طرف توجہ دلانا ضروری ہی۔

غصہ چمن زندگانی کے لیے باد خزان ہی۔ خوشی اور مسرت کے دروازہ کو
بند کردیتا ہی اور چشمۂ حیات کو ایک گندہ آبشار بنا دیتا ہی۔ جسکو زندگی عزیز ہی اسکو لازم
ہی کہ اس زہر قاتل سے اپنے کو دور رکھے۔

یکایک ایک بات پر شعلہ غضب کا بھڑک اُٹھنا بجلی کی سرعت کے ساتھ
اپنا کام کر جاتا ہی۔ جسم کا فعل معطل ہوجاتا ہی یا اتنا تیز ہوجاتا ہی کہ جسم اُسکا متحمل نہین
ہوتا۔ جہان غصہ پیدا ہوا ایک حرارت جسم ہین دوڑ گئی حواس ٹھکانے نہ رہے بالکل
جنون کی سی کیفیت ہوگئی۔ خون مین ایک زہریلا اثر پیدا ہوگیا۔ اکثر دیکھا گیا ہی کہ شدید
غصہ کی حالت مین شیر مادر زہر ہوگیا ہی غصہ کی عادت ایک قسم کی خودکشی ہی۔ یہ نقصان
ذاتی ہوا اور خفگی کا اظہار جسپر ہوا اُسکی دلشکنی ہوئی غرض زیان ہی زیان ہی۔

غصہ اگر کسی ایسے شخص پر دکھایا گیا جو مساوات کا درجہ رکھتا ہو تو یقین ہو کہ جواب ترکی بہ ترکی ملے گا اور بات بڑھتی جایئگی عجب نہین کہ نوبت دست و گریبان کی پہونچے اور اس سے بھی تجاوز کر جائے۔ اپنے سے طاقتور اور افضل درجے کے آدمی کے ساتھ غصّہ کرنا ہر شخص کا کام نہین پس یہ انتہا درجہ کی بزدلی ہو کہ ایسے شخص کی دل آزاری کیجائے جو کمزور ہو اور جو زورآور ہین اُن سے احتیاط برتی جاوے تیغ زبان کے زخم ہمیشہ گہرے پڑتے ہین۔ انکی چوٹ دلون مین توں رہتی ہو۔

بہت سے لوگ ایسے بدمزاج ہوتے ہین کہ جب دیکھیے انکی جبین پر بل ہو اور ہر بات پر بگڑتے ہین اور یون اپنے جسم کے جوہر کو ضائع کرتے ہین ایسے لوگون کی محبت کبھی کسی کے دل مین نہین بیٹھتی اور وہ ہمیشہ اپنی آگ مین آپ جلتے ہین۔ ف

گرمی سہی کلام مین لیکن نہ اسقدر	کی جس سے بات اُسنے شکایت ضرور کی

دوست سے اگر دوست پر غصہ کیا تو مدتون کی دوستی پر پانی پھر گیا۔ اگر آپ کا کوئی دوست ہو اور اُسکے مزاج مین غصہ ہو تو یقین کر لیجیے کہ دوستی ہرگز قائم نہ رہیگی۔ اگر کسی بات پر آپ کا دوست غصہ ظاہر کرے تو آپ اُسکی دوستی سے ہاتھ دھو بیٹھیے تحمل کی عادت اس دنیا مین زندگی بسر کرنے کے لیے نہایت ضروری ہو۔ درگزر کرنے کی عادت ایک مبارک خصلت ہو اور بغیر اسکے انسان انسانیت کے مفہوم سے عاری ہو۔

اگر کوئی شخص آپ پر غصہ کرے تو بشرط امکان درگزر کرنیکی کوشش کرنا چاہیے ممکن ہو کہ آپ کی زبان شیرین اُسکے غصہ کو زائل کر دے۔ یہ جوانمردی نہین ہی کہ آپ اُس سے لڑ پڑین اور آخر کو ذلیل ہون کیونکہ دو شخص جب آپس مین لڑنے

لگتے ہین تو دونون ذلیل نظر آتے ہین مطلب یہ نہین ہی کہ کوئی اپنی ہمت سے کام نہ لے مگر اظہار ہمت کے لیے محل اور موقع ہین ؎

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن

ایک نکتہ جو غور طلب ہی وہ یہ ہی کہ جو کام انسان کرتا ہی کسی غرض سے کرتا ہی کچھ نہ کچھ فائدہ ہر فعل مین پیش نظر رہتا ہی۔

اب بتلائیے کہ غصہ سے بھی کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہی؟ اگر کسی سے کوئی کام نکالنا منظور ہو تو کیا غصہ کا اظہار سود مند ہو سکے گا؟ لہذا اپنی صحت کو بگاڑنا۔ اپنے کام کو بگاڑنا اور پھر دلون کو رنجیدہ کرنا کسی طرح بھی روا نہین ہو سکتا ہی ؎

نمی زیبد ترا کارے کہ از وی منفعل گردی	ببین در شان خود تا حسرت کروبیان بینی

غصہ کو دور کر کے ہر شخص کو لازم ہی کہ اپنی زندگی کے طریق کو ایسا بنائے کہ دوسرے کو موقع نہ ملے کہ خفگی دکھلائے ؎

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است	با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

پیارے موہن آپ کی باتین در اصل آب زر سے لکھنے کے قابل ہین مگر افسوس کہ قابل عمل نہین اور بفرض محال عمل کرنے کی کوشش بھی کیجائے تو وقت کسکے پاس فالتو ہی جو ان خشک باتون کو بیٹھا سوچا کرے۔ یہان گھڑی بھر بھی تو فرصت نہین بقولیکہ ؎

ناصحا توبہ کی جلدی کیا ہے	یہ بھی کر لین گے جو فرصت ہوگی

سری کانت مین اسکے جواب مین یہ کہونگا کہ فرصت پیدا کرنے سے ہوتی ہی آپ بہت سی ضرورتون کی شکایت کرتے رہتے ہین کبھی کہتے ہین ہمین آزادی کی ضرورت ہی۔ کبھی کہتے ہین ہمین اچھے مکانات کی ضرورت ہی کبھی کہتے ہین ہمین اچھے

کپڑون کی ضرورت ہی لیکن کیا کبھی آپ نے یہ بھی سوچا اور کہا ہی کہ ہمین شانتی کی ضرورت ہی یہ مین کہتا ہون کہ اگر صرف یہ خیال ہی پیدا ہو جائے توجسطرح اور کامون کے لیے وقت ملجاتا ہی یقیناً اسکے لیے بھی مل جائیگا اور لطف یہ ہی کہ برخلاف اور چیزون کے شانتی کی تلاش مین باہر نہین بھاگنا پڑیگا بلکہ اسکو اپنے اندر ہی ڈھونڈھنا ہوگا کیونکہ شانتی کا راج آسمان کے اوپر نہین ہی بلکہ ہمارے ہی دلمین اسکی بادشاہت پوشیدہ ہی۔

یہ بات قابل غور ہی کہ اگر ہم اس دنیا مین اپنی خوشی کو مادّی چیزون مین محدود کرکے سچی شانتی کے لیے کسی دوسری دنیا کا انتظار کرینگے تو کیا دوسری دُنیا مین جاکر سچی شانتی کے لیے ہم تیسری دنیا کی طرف آنکھین نہین اُٹھائینگے اور تیسری مین جاکر چوتھی کی طرف۔ علی ہذا القیاس ہمین کبھی بھی شانتی نہ ملسکے گی۔

یون تو کاہلی کا علاج ہی کیا ہوسکتا ہی۔ اکثر بیکار آدمی یہ شکایت کیا کرتے ہین کہ کیا کرین ہمارے لیے کوئی کام ہی نہین۔ مین کہتا ہون کہ وہ کام کی تلاش نہین کرتے بلکہ چاہتے ہین کہ کام خود انکی طرف آجائے لیکن یہ نہین سمجھتے کہ کام بیکارون کی طرف نہین جاتا۔ فارسی کتابون مین ایک بادشاہ کی کہانی لکھی ہی کہ وہ ہمیشہ پژمردہ دل رہا کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ میرا ستارہ نحوست مین ہی۔ اُسنے منجمون سے اسکا علاج پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ آپکو اگر کسی شانت سروپ انسان کا کرتہ ملجائے اور اُسکو پہین لین تو آپ کی تمام مصیبت دور ہوسکتی ہی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ جسطرح ہوسکے ایسے شانت سروپ انسان کی تلاش کیجائے اور اُسکا کرتہ ہمارے پاس لایا جائے چارون طرف شانت سروپ انسان کی تلاش ہونے لگی۔ امیرون کے گھر ٹٹولے گئے وزیرون کے گھر دیکھے گئے بڑے بڑے محلون کی تلاش کیگئی مگر ان جگھون مین کوئی انسان بھی ایسا نہ ملا جو بالکل خوش و خرم

بلکہ سب کے سب ایک نہ ایک مصیبت اور رنج والم مین مبتلا پائے گئے۔
تلاش کرنے والون نے بادشاہ سے عرض کی کہ جہان پناہ جس قسم کا آدمی
آپ چاہتے ہین وہ کہین نہین ملتا کیونکہ دنیا مین جتنے لوگ ہمنے دیکھے وہ دکھیا
ہی دیکھے۔ آخر کار لوگون نے ایک گھسیارہ کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا کہ
جہان پناہ یہ شخص بالکل شانت سروپ ہی رنج والم کا نام تک نہین جانتا۔

شانت سروپ انسان تو ملگیا مگر بادشاہ کے لاعلاج مرض کو اس سے کچھ
فائدہ نہوا کیونکہ گھسیارہ برہنہ تھا۔ پس اگر ہم غور کرین تو بخوبی پتہ لگ جائیگا کہ شانتی
لباس مین نہین ہی۔ دولت مین نہین ہی۔ حکومت مین نہین ہی۔ راج پاٹ مین نہین ہی۔
شانتی خرید فروخت کی چیز نہین ہی۔ نہ بذریعہ زر حاصل ہو سکتی ہی بلکہ وہ ایک
ایسی چیز ہی جسکے حاصل کرنے کے لیے ہمین صرف خاص سادھن کرنے کی ضرورت
ہی اگر ہم ان سادھنون کو اچھی طرح کرتے رہین تو ہمین شانتی ضرور مل جائیگی لیکن
ہمین سادھن کرنے چاہئین۔ اُسکی تلاش مین مارے مارے پھرنے کی ضرورت نہین ہی
پیارے موہن اب دقت زیادہ ہوگیا ہی لیکن اگر تکلیف نہ ہو تو حصول
شانتی کے سادھن بھی بیان کر دیجیے کہ سیدھی کو اول اول کیا کرنا چاہیے رفتہ
رفتہ ترقی کرتے ہوے کیا کیا چھوڑتے جانا چاہیے اور کن کن نئے سادھنون
کو اختیار کرنا چاہیے۔

سری کانت مجملاً تو مین نے آپ سے بیان ہی کر دیے ہین اب اگر آپ
ترتیب وار سُننا چاہتے ہین تو میرے ساتھ ایک دن اجودھیا جی تشریف لیچلیے
وہان ایک بابا گیان آنند جی ہین اُنسے ملاقات کیجیے وہ آپ کو خاطر خواہ جواب دینگے
پیارے موہن۔ (منھ بنا کر) باباجی بیچارے ان باتون کو کیا جانین
وہ دنیا کو ٹھگنا جانین یا ٹیڑھی باتون کا جواب دینا اور بحث کرنا۔

سری کانت - وہان جاکر خود ہی معلوم ہو جائیگا کہ کیسے ہین -
پیارے موہن - اچھا دیکھا جائیگا -
نرنجن داس چپکا بیٹھا سنا کیا - اُس پر سری کانت کی باتون کا بہت اثر
ہوا مگر رات ہو جانے کی وجہ سے اُٹھکر اپنے گھر چلا گیا اور پیارے
موہن و سری کانت کھانا کھا کر سو گئے - صبح سری کانت بھی
اپنے گھر چلا گیا -

چوتھا باب

نرنجن داس کی بیوی اندروتی نہایت پھوہڑ کام چور اور کوتاہ عقل تھی -
مدتون تک تو دنیا زمانہ کی رسم کے موافق ساس نند نے بہو کو انگلیون نا یا
گھر کے کام کاج مین نہین لگنے دیا - چارپائی پر بیٹھی کھائی دیتی رہین - ادھر
اندروتی بھی جو ہمیشہ سے کام چور اور کوتاہ عقل تھی اسوقت کو غنیمت ہی نہین
سمجھی بلکہ وہ اپنے دل مین خیال کرتی رہی کہ ساس نند ہمیشہ اسیطرح میری باندی بنی رہینگی
اُسنے خود بھی غیرت کھا کر ہل کے پانی نہ پیا - آخر ایک طرح کب کسی کی بسر
ہوتی ہے - ایک دن آفت کی ماری ساس کے سر مین درد ہو گیا چھوٹی نند بھی
کسی کام مین لگی ہوئی تھی کہ نرنجن داس کے دوکان جانے کا وقت قریب آگیا
گھر مین کھانا پکانے کا کچھ بندوبست نہ ہوا تھا - نرنجن داس نے ماں سے کھانے
کے لیے کہا - ماں نے کہدیا کہ بیٹا میرے سر مین تو درد ہو رہا ہے ذرا بہو سے
کہدو کہ وہ دو روٹیان ڈال دے تھوڑی دیر مین تارہ (لڑکی) کو بھی فرصت
ہو جائیگی دوپہر کا کھانا وہ تیار کریگی نرنجن داس نے اندروتی سے روٹی
پکانے کو جو کہا تو پھر کیا تھا آفت اگئی کہنے لگی -

اندروتی - اری واہ مین کوئی آپ کی باندی ہون یا لونڈی - مجھ سے تو آپ کی روٹی ووٹی پکتی نہین -

نرنجن داس - مین یہ تو نہین کہتا کہ تم میری یا کسی کی لونڈی ہو - بلکہ یہ کام تو تمھارا عین فرض ہی - اسوقت امان کی طبیعت خراب ہی ورنہ وہ خود کر سکتی تھین -

اندروتی جی ہان آپ کی امان تو ایسی ہی نازک ہین ہم تو کوڑا کرکٹ ہین جو روز کولھو کے بیل کی طرح پھرا کرین -

نرنجن داس - پرماتما نہ کرے کہ تم کولھو کی بیل ہو - میرے سامنے تو جھوٹ نہ بولو کیس دن کس وقت بھلا تم نے کوئی کام کیا ہی - ذرا بتاؤ تو -

اندروتی - جی نہین مین تو بالکل پلنگ بیٹھی روٹی توڑتی ہون - آپ کو کیا معلوم باہر کے آدمی - گھر مین بھگوان جانے کیا کیا ظلم مجھ پر ہوتے ہین -

نرنجن داس کی مان نارائنی کوٹھری مین لیٹی ہوئی یہ ساری باتین سن رہی تھی اپنے اوپر ناحق کا الزام سُنکر بولی -

نارائنی - اری ہر بھوگتی زندہ جھوٹ بولنا تیرا ہی کام ہی - وہ کونسا دن تھا جب مین نے تجھ سے کسی کام کو کہا ہوگا - اور تو کیا کہون جیسا تو نے بویا ہے وہ تیرے آگے آئے اور جیسا مین نے تیرے ساتھ کیا وہ میرے دیدے گھٹنون کے آگے آئے -

اندروتی - ہان ہان ابتو ایسا کہو ہی گی -

نرنجن داس - (بیوی سے) بس جی بس - یہ کیا بے ادبی ہی - چوری اور سینہ زوری - شرمندہ ہوکر خاموش نہین رہا جاتا -

اندروتی - (زور زور سے رو کر) اری مردوے اپنی امان کی حمایت مین تو جو چاہے کہہ لے مین بھی اگر ایک اصل کی ہون تو خون خچر نہ کردون تو بات نہین یہ بھی کوئی مردانہ

لونڈی باندی سمجھی ہوئی۔ لگے آگ اس گھر مین!
نرنجن داس۔ افسوس تمھاری جہالت پر تم اپنی زبان کو روکتی کیون نہین۔ ذرا خیال تو کرو کہ کیا کہہ رہی ہو۔ اور کسسے کہہ رہی ہو۔
اندروتی (ساڑی سے آنسو پونچھکر) کہتی کسسے ہون۔ اپنے نصیبے کو کہہ رہی ہون نہ اسس گھر مین آتی نہ ایسی ایسی باتین سنتی۔
نارائنی۔ اری بیٹی۔ بھگوان تجھے خوش رکھے۔ تو میرے گھر کو بتیس۳۲ دانتون سے برا بھلا مت کہہ۔ مین درگذری ایسی بہو سے جو کرنی نہ دھرنی مفت مین تہمت لگانے کو موجود۔ بس دیکھ لیا تمھارے لچھن پہلے ہی سے یہ معلوم ہوتے تھے ہنسی خوشی سے اپنا گھر سنبھالو۔ مجھ سے کچھ کام نہین اور (نرنجن داس کو مخاطب کرکے) بیٹا نرنجن اپنی بہو رانی کو لو اور آپ جو جی مین آئے سو کرو۔
نرنجن داس۔ (ہاتھ جوڑکر) امان بھلا میرا کیا قصور ہے۔ بھگوان مجھے اُس دن کے لیے نہ رکھے جو مین آپ سے علیحدہ ہونے کو کہون اور (بیوی کی طرف اشارہ کرکے) یہ کون ہوتی ہے جو آپ کے سامنے مُنھ کر سکے۔
نارائنی۔ نا بابا۔ بھگوان کسی کو ایسی بہو نہ دین۔ مین تو اب گھڑی بھر کے لیے بھی اسکی روادار نہین۔ تیرا اس مین کوئی قصور نہین ہے۔ مگر مین یہ نہین چاہتی کہ بہو بیٹے مین کھٹائی پیدا ہو۔ مین خوش ہو کے کہتی ہون کہ تو ایسا ہی کر۔
اندروتی۔ اچھا اچھا۔ مین بھگوان سے چاہتی ہون کہ رات دن کی ہیہ ہے کل کل سے کسی طرح پیچھا چھوٹے۔
نارائنی۔ آنکھون ٹھنڈی کلیجہ ٹھنڈک۔ شوق سے اپنے خاوند کو سنبھالو۔
نرنجن داس۔ اے پرماتما میری تو ہر طرف سے خرابی ہے۔ اس سے تو مین ہوتا ہی نہین تو اچھا ہوتا۔ ذرا سی بات کا بتنگڑ بنگیا۔ مجھے تو دوکان کی دیر ہوئی جاتی ہے۔

خیر بازار ہی سے مین کچھ کھا پی لونگا ماں سے آپ اسکا قصور معاف کر دین۔
اندروتی۔ اے واہ میرا کچھ قصور بھی ہوا ہو۔ سب کچھ مجھ ہی کو تو کہہ لیا اور مین ہی قصوروار۔ تم چاہے دوکان جاؤ کہین جاؤ مین تو ایک گھڑی بھی شامل نہ رہونگی۔
تارا نیچی۔ ہان ہان بیٹی کون کمبخت چاہتی ہی جو تجھے اپنے شامل رکھے۔ ابھی ابھی اپنے چولھے توے کو سنبھال لے۔

غرض نرنجن داس تو رنجیدہ خاطر دوکان چلا گیا پیچھے بہو نے ساس کے خوب ہی بخیئے اُڈھیڑے۔ غریب ساس نے کچھ بھی نہ کہا۔ بلکہ جو کچھ بہو صاحبہ کے برتن کپڑے جہیز کے بیچے کھچے رکھے تھے ٹھنڈے دل سے نکال کر دیدئے اور آپ اپنے کمرہ مین جا کر لیٹ رہی۔ دن بھر نہ غریب ساس کے منھ مین ایک دانہ گیا اور نہ بہو نے کچھ کھایا۔ ایسے ہی غریب تارا کو بھی فاقہ ہو گیا۔ شام کو نرنجن داس جو آیا تو بیوی کو اٹوائی کھٹوائی سنبھالے دیکھا۔ ماں اپنے کمرے مین دوپٹہ سر سے باندھے پڑی تھی اور غریب تارا سرہانے بیٹھی ہوئی کچھ سوچ رہی تھی نرنجن داس نے تارا کو علیحدہ آنکھ کے اشارے سے بلا کر دن بھر کا حال پوچھا اُسنے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا کہدیا جسکو سُنکر نرنجن داس بالکل نا امید ہو گیا کہ اب وہ اپنی ماں کی خدمت بیوی سے نہین کرا سکتا اور نہ ہنسی خوشی کی زندگی بسر کر سکتا ہو۔ کیونکہ جس گھر مین نفاق کا گزر ہو گیا پھر بھلا وہان آرام کا کیا کام چنانچہ وہ دیر تک غور کرتا رہا کہ کیا کرنا چاہیے۔ ماں کا تو دراصل کوئی قصور نہین ہی اسلیئے اُن ہی کا طرفدار ہونا چاہیے۔ اگر پھوہڑ بیوی سے میل کرتا ہون تو دو خرابیان ہین۔ اول تو یہ کہ اُسمین اتنی دانائی اور ہوشیاری نہین کہ چار دن بھی گھر کا کام کاج کر لے دوسرے ماں کی ناراضگی کو کیسے برداشت کر سکتا ہون آخر کار مجھے اب جو کچھ کرنا ہی وہ یہی ہو کہ ماں کے ہی شامل رہون اور اُسکی (بیوی کی) اصلاح بھی کرون یہ ارادہ کر کے ماں کے پاس گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔

نرنجن داس۔ اماں میں آپ کا تابعدار ہوں۔ آپ مجھے جو چاہے کہہ لیجیے۔ پرمیشور کی قسم میں اس بات کو خوب جانتا ہوں کہ آپ کا اسمیں کوئی قصور نہیں ہے بلکہ اُسی کی زیادتی ہے۔ کیا آپ مجھے کوئی نیک صلاح بتائینگی کہ میں کسکا ہوکر رہوں۔ جس سے دین و دنیا میں سرخرو ہوں۔ میرا دل اسوقت بہت پریشان ہو رہا ہے (یہ کہکر رونے لگتا ہے)

نارائنی (بیٹے کو روتا ہوا دیکھکر) ہیں! ہیں!! تو اپنا جی کیوں بھاری کرتا ہے (اپنی دھوتی سے آنسو پونچھکر) بھگوان کی قسم میں تجھ سے بہت خوش ہوں۔ ہاں بہو کا نبھاؤ مجھ میں ہونا مشکل ہے اور میں تجھکو خوشی سے اجازت دیتی ہوں کہ تو اُسی کے ساتھ رہ کیونکہ وہ تیری دلہن ہے اُسکا نباہنا میری خدمتگزاری سے زیادہ ضروری ہے۔ دنیا اگر بکتی ہے تو اسکا خیال مت کر میں خود ہی کہتی ہوں تو کسی کو شکایت کا کیا حق حاصل ہے۔

نرنجن داس۔ نہیں اماں۔ میں تو آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

نارائنی۔ بیشک۔ تمھاری سعادتمندی ہے جو ایسا خیال کرتے ہو مگر بیوی سے علٰحدہ رہکر اگر میری طرفداری کروگے تو میری اور تمھاری دونوں کی برائی ہے اسلیے میں نہیں چاہتی کہ اپنے بوڑھے چونڈے میں برائی کا خضاب لگاؤں تم اگر سعادتمند ہوگے تو مجھ سے علٰحدہ رہکر بھی میرے حق کو پہچانوگے ورنہ شامل ہوکر بھی ناخلفی کا ثبوت دوگے۔

ماں کی یہ پکی نصیحت سُنکر نرنجن داس اُٹھا اور روتی ہوئی بہو رانی کو جسطرح بھی ہوسکا جاکر منایا۔ بہت کچھ حیل حجت کے بعد اندروتی نے ہاتھ منھ دھویا اور پان کھایا۔ چراغ جلنے کا وقت ہوگیا تھا۔ گھر میں تیل تک نہ تھا۔ آخر نرنجن داس اپنی ماں سے تیل مانگ لایا۔ اور اندھیرے گھر کو چراغ سے روشن کیا۔

اب کھانا پکانے کی طرف جو نظر کی تو بیوی صاحبہ خود محتاج - نہ کبھی باپ کے گھر آگ جلائی تھی نہ یہان آکر چولھے کا مُنھ دیکھا تھا - مجبوراً نرنجن داس نے تو مان کے شامل تھوڑا بہت کھاپی لیا - اور بیوی کے لیے بھی کچھ بازار سے لانا چاہا تو تارا نے تارا کے ہاتھ گھر کے پکے ہوئے مین سے کچھ بھیجدیا - رات تو اسطرح کٹی - صبح جو ہوئی تو پھر وہی دُکھڑا - اندر روتی دیوی نے بڑی دقتون سے گھنٹہ بھر مین آگ جلائی اور کوئی دو گھنٹہ مین اُلٹی سیدھی روٹی اور وہ بھی تارا کی مدد سے تیار کی جسکو نرنجن داس نے زہر مار کیا - یہ حال دیکھکر عیاشی کی بو دماغ سے نکلنے لگی اور سوچنے لگا کہ اسوقت دوکان پر جاؤن یا پیارے موہن کے یہان - چونکہ ابھی تک خانہ داری کے جھمیلون سے بالکل بری رہا تھا - اسلیے یکایک یہ تبدیلی زہر معلوم ہونے لگی - بڑی دیر تک بیٹھا سوچا کیا مگر کوئی راے قائم نہ کرسکا قاعدہ ہے کہ مصیبت اور تکلیف کے وقت انسان کو خدا یاد آتا ہے - چنانچہ نرنجن داس کے دل مین بھی اگر یہ خیال آیا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہین - دل کا حال تو ہم نہین بتلا سکتے مگر شاید اُسنے سری کانت کو پیارے موہن پر ترجیح دی - کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ بجاے دوکان یا پیارے موہن کے عشرتکدہ پر جانے کے وہ سری کانت کے موضع کی طرف کسی دھن مین چلا جا رہا ہے تھوڑی دیر مین وہان پہونچگیا - سری کانت مکان ہی پر تھا کہنے لگا اسوقت کہان چلے یہ تو دوکان کا وقت ہے - کہو خیریت ہے آج کئی دن بعد درشن ہوئے -

نرنجن داس خیریت کہان ہے - اپنی غرض کو حاضر ہوا ہون -

سری کانت جلدی بتاؤ کیا بات ہے -

نرنجن داس - گھبرانے کی کوئی بات نہین ہے - ابھی بتلاتا ہون -

سری کانت تو پھر بتلاؤ -

نرنجن داس نے گھر کا حال من وعن کہہ سُنایا۔ جسے سُنکر سری کانت کو بہت افسوس ہوا اور کہا۔

سری کانت۔ خدا کی شان ہی کہ بعض بعض عورتین ایسی ہوتی ہین جو اُلٹے خاوند اور ساس سسر کو دین و دنیا کا راستہ بتلاتی ہین۔ اور ایک آپ کی بیوی ہین جن سے اپنی بھی صلاحیت نہ کی گئی۔ خدا عقل دے تو لڑکیون کو اُن کے مان باپ اچھا ہی سلیقہ سکھائین۔

نرنجن داس۔ اچھا اب یہ بتائیے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے

سری کانت ایسے وقتون مین مردون کی بڑی خرابی ہوتی ہی کیونکہ ادھر تو بیوی صاحبہ کی محبت مین یا شاستر کے احکام کی پابندی کے لیے جھکنا پڑتا ہی اور دوسری طرف بھی شاستر کے احکام کی خلاف ورزی اور والدین کی بیزاری کا خیال سوہان روح بن جاتا ہی اگر بیچارے مان باپ کی طرف ہوتے ہین تو کنبہ برادری والے یہ کہنے کو مستعد ہوتے ہین کہ عجیب ظالم آدمی ہی بیوی کو زندہ درگور کر دیا۔ اور والدین کی چاپلوسی کر رہا ہی۔ لیکن اگر بیوی کا کہنا کرتا ہی تب بھی یہ طعنہ اُسکے سینہ کو تیر بنکر چھید اکرتا ہی کہ ایسی ناخلف اولاد بھی کسی کی نہ ہو جو بیوی کا مرید ہو جاوے اور بڈھے والدین کی خبر نہ لے۔ لیکن ایسا کہنے والون کو اندرونی رازون کا علم نہین ہوتا۔ مگر یہ کہنا کہ خانہ داری کے جھگڑون کو عیاالدار نہین جانتے بالکل غلط ہی بلکہ یون کہیے کہ طعنہ زن لوگ جان بوجھ کر دلون مین چٹکیان لیا کرتے ہین اُن مین بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہین جو زن مرید ہوتے ہین اور بہت ایسے جو عورتون کی شکل سے بیزار ہوتے ہین پس ہر ایک فرقہ نئی گرہستی کو اپنی اپنی روش کے موافق طعنہ دیتا ہی۔ لیکن جو لوگ عقلمند ہین وہ اپنی لیاقت اور ہوشیاری سے دونون باتون کو سنبھا لیتے ہین۔ اسلیے آپ کو چاہیے کہ جیسے بنے ویسے اپنی مان کو راضی

کر کے اُن ہی کے شامل رہیے۔ اور رفتہ رفتہ اپنی بیوی کی عادتون کو درست کر کے راہ راست پر لے آئیے۔ اگر مان سے علیٰحدہ رہیے تو گھر ویران ہو کر دوزخ ہو جائیگا اور شامل رہنے مین جنت کا نمونہ بنا رہیگا۔

قطعہ

دانی کہ چہ گفت حق تعالےٰ	آن کُن کہ رضای مادر انست
با مادر خود ادب نگہدار	زیرا کہ رضای مادر انست
جنت کہ سرایے جاودانیست	زیر کف پاے مادر انست
خواہی کہ رضای حق بجوئی	آن کن کہ رضای مادر انست

شاید آپنے سُنا ہو گا کہ ترکون مین یہ رسم ہے کہ جب اپنی مان کے سامنے جاتے ہین تو فرط ادب سے اُسوقت تک کھڑے رہتے ہین جب تک مان بیٹھنے کا حکم نہین دیتی ہے۔ بلاشک یہ رسم قابل تقلید ہے۔ کیونکہ مان کی جسقدر عزت کیجاے کم ہے۔

نرنجن داس۔ اجی صاحب میری بیوی بڑی کمبخت ہے۔ وہ ایسی پھوہڑ ہے کہ مین کیا عرض کرون۔ مین آپ سے کوئی بات چھپانا نہین چاہتا۔ گستاخی معاف۔ مین اُسکی بدتمیزی ہی کی وجہ سے پیارے نونہن کے ساتھ گھڑی دو گھڑی دل بستگی کے لیے بازار چلا جایا کرتا ہون۔

سری کانت یہ بُری بات ہے۔ اگر آپ ایسا ہی کیا کرینگے تو اُسکو سُدھرنے کا موقع کبھی نہ ملے گا۔ آپ کو چاہیے کہ اُسکی عادتون کو درست کرین۔

نرنجن داس۔ مین کس کس عیب کو دور کرون پھوہڑپنے کے علاوہ اُس مین عیب جوئی اور الزام لگانے کا خاص مادہ ہے۔ زبان درازی پرلے درجہ کی ہے اور اسکی بیوقوفی کا حال تو کیا بیان کرون۔ آپ کو بھی افسوس ہوگا۔

مسری کانت متھرا مین ایک صاحب میرے پڑوس مین رہتے ہین انکی بیوی شکل وصورت مین نہ تو آفتاب کو شرماتی ہے اور نہ مہتاب کو مگر اپنی اچھی عادتون اور میٹھی باتون سے اُن کو مطیع کر رکھا ہے۔ اسمین کچھ شک نہین کہ ایک کریہ المنظر عورت بھی اپنی سلیقہ شعاری اور حُسن تدبیر سے بہت کچھ کر سکتی ہے اور کیا مجال ہے کہ ایسی نیک عورت کے خاوند کو بازاری عورتین صرف اپنے بناؤ چناؤ کے نقلی جوہر سے تسخیر کر سکین جس عورت مین بردباری اور سنجیدگی نہ ہوئی اُسکے کُل کام بے ڈھنگے ہونگے شادی بیاہ کے موقع پر دیکھیے کہ جسقدر عقلمند عورتون کی ضرورت ہوتی ہے ویسی مردون کی نہین۔ کیونکہ عورت اگر چاہے تو روپیہ کی جگہ آٹھ آنہ مین کام نکال لے اور دنیا مین اپنا نام بھی کرلے لیکن مرد سے روپیہ کی جگہ سوا ہی روپیہ اُٹھے پھر بھی وہ بات حاصل نہ ہو۔ خدا نہ کرے ناقص العقل عورت سے پالا پڑے۔ ۔ ۔ ۔

کہتے ہین کہ ایک صاحب کہین باہر ملازم تھے اور وہین رہا کرتے تھے گھر پر اُنکی بیوی اور بچے رہتے تھے۔ بیوی حد درجہ کی بدتمیز اور بیوقوف تھی۔ اسلیے جب کبھی وہ چھٹے چھ ماہ سے گھر پر آتے تھے تو بے ڈھنگے کارخانے کو ملاحظہ کر کے جلدی جلدی رخصت کے دن پورے کر جاتے تھے۔ اب اُنکی بیوی کا حال سنیے کہ جب وہ تین چار بچون کی مان ہوئین تو گھر سنبھالنے کا ہلولہ اُٹھا کھیتی کرنے کی سوجھی۔ ٹوٹے پھوٹے دو بیل ایک ہل دس پندرہ بیگہ زمین لے کر چار محنتی کے سپرد کر دی۔ زراعت کا کام بھلا کہین پردے کی بیٹھنے والیون سے بھی ہوا ہے چار خود مختار نے جو جی مین آیا کیا۔ سو کے پچاس بھی لا کر نہ دیئے۔ فصل کٹنے کے بعد بیل لا کر گھر پر باندھ دیے۔ اتفاق سے صاحب خانہ رخصت لے کر گھر آئے اور ایک سو سوا سو کا گھوڑا بھی لائے۔ قضائے کار اُن کے آنے کے دوسرے

دن ایک بیل مر گیا۔ بس کیا تھا بیوی صاحبہ بگھر ہی تو گئین۔ لگین خاوند کو بے نقط سُنانے کہ تو نے ہی میرے بیل کو کچھ دیدیا۔ مین بھی تیرا اتنا ہی نقصان کرونگی تب پانی پیون گی۔ وہ بیچارے بیوی کو پاگل سمجھ کر تیسرے روز کسی کام سے دوسری جگہ چلے گئے اور ایک ہفتہ تک نہ آسکے۔ بیوی صاحبہ تو قسم کھا ہی چکی تھین۔ انھون نے بھی گھوڑے کو گھر مین بھوکا پیاسا ایک ہفتہ تک باندھے رکھا غریب بے زبان جانور بھوک پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ کر جان بحق تسلیم ہوا۔ وہ حضرت جب گھر پر آئے تو گھوڑے کو مرا پایا۔ بہت کچھ کہا سنا مگر بیوقوف کی بلا دور۔ آخر کار چپ ہو گئے۔ غرض خدا رحم کرے ایسی عورت پر جو اپنا اور خاوند کا نقصان ایک نہ سمجھے اسلیے اب آپ کے لیے یہی بہتر ہی کہ مان کے شامل رہیے اور بیوی کی بری عادتون کو دور کرنے کی کوشش کرتے رہیے ابتو وہ آپکے پلے بندھ گئی ہی۔ جیسے بھی ہوگا گذر کرنا ہوگا۔ ایک بات اور بھی ہی کہ ادھر اُدھر کا آنا جانا ترک کر دیجیے۔ بجائے پیارے موہن کے یہان جانیکے اگر جی چاہے تو میرے ہمراہ اجودھیا جی چلا کیجیے۔ وہان ہین ہفتہ مین دو تین بار جاتا ہون۔ اچھے اچھے مہاتماؤن کے درشن ہوتے ہین اور اُن کے اپدیش سُنا کرتا ہون۔ آپ کو غالباً خیال ہوگا آج کئی دن ہوے مین نے پیارے موہن سے بھی یہی کہا تھا مگر اُنھون نے تو یہ کہکر ٹال دیا تھا کہ اچھا دیکھا جائیگا۔

نرنجن داس۔ آپ کی نصیحت پر عمل کرون گا اور ابکی بار جب آپ فیض آباد تشریف لائینگے تو پیارے موہن کو بھی لیکر اجودھیا جی چلونگا۔

پانچوان باب

اس واقعے کے کئی دن بعد ایک روز سری کانت فیض آباد آیا اور نرنجن داس کو

لیکر پیارے موہن کے گھر گیا۔ تھوڑی دیر بعد اجودھیا جی چلنے کا مسئلہ پیش ہوا۔ پیارے موہن تو مخالفت پر تُلا بیٹھا ہی تھا۔ سری کانت سے کہنے لگا کہ آپ جانے کے بعد اُس روز مین نے آپ کی باتون پر غور جو کیا تو یہ نتیجہ نکالا کہ بہت سی باتین تو خیر کسیقدر قابل عمل ضرور ہین ۔مگر فقیرون کے پاس جانے کے مین بالکل خلاف ہون ۔مین اس فرقہ سے سخت آزردہ ہون ۔ یہ ہندوستان کے لیے بار ہین اور محض فریب سے اپنا مطلب نکالتے ہین میرے خیال مین اس زمانہ مین فقیری تین طرح کی ہے ایک برائے رفع حاجات دنیا۔ دوسری دنیا سے متنفر ہو کر یاد خدا مین بسر کرنا تیسری بوجہ عُسرت وفاقہ کشی عام طور سے سوال کرنا۔ دنیاوی فقیر اس زمانہ مین کثرت سے ہین جو اپنا ایک نہ ایک چلتا ہوا انداق ڈھونڈھ لیتے ہین جیسے کسی باباجی نے اپنے کو کیمیاگر مشہور کر دیا۔ پھر کیا ہے دنیا کے حریص لپکے ۔اب باباجی کا دماغ ہے کہ عرش معلیٰ پر پہونچ رہا ہے کھانے کے لیے حلوا بھی ہے ۔پوری بھی ہے۔ دودھ بھی ہے۔ میوہ بھی ہے۔ صبح کو ناشتہ کے لیے مٹھائی بھی حاضر ہے۔ اور اُلٹے التجا کیجاتی ہے کہ ”نہین کچھ تو ضرور چکھ لیجیے۔ دن بڑا ہوتا ہے،، ادھر باباجی فرماتے ہین ”فقیر کے لیے کیون تکلیف کی۔ فقیر ان کھانون کا مطلق نہین عادی ہے“۔ اس پر صاحب خانہ جواب دیتا ہے ”مین کس لائق ہون کیسی تکلیف۔ زہے نصیب جو آپ نے درشن دیے“ غرض باباجی تھوڑا حلوا۔ دودھ معہ کچھ مٹھائی ناشتہ کر کے لیٹے چلم بھر کر دیگئی۔ دم لگا ۔ غنودگی طاری ہوئی تھوڑی دیر بعد ”رام رام“ کہتے ہوے چونک پڑے ۔ صاحب خانہ اگر بے وقوف ہے تو سمجھا کہ خدا رسیدہ ہین۔ رات کو سامان کیمیاگری جسمین چاندی و سونے کا بھی جزو کثیر ہو بابا نے جمع کرایا اور تاکید کردی کہ صبح سات بجے ہم سے ملنا۔ صاحب خانہ اس امید مین کہ صبح قارون کا خزانہ ہاتھ لگے گا۔ انتظار صبح مین کروٹین بدل رہا ہے ۔ ادھر باباجی تین بجے رات ہی کو مع جملہ

سامان غائب. صبح کو صاحب خانہ تلاش کرکے کف افسوس ملکے چپ ہو رہا۔

بیری کانت۔ طمع راسہ حرف است و ہر سہ تہی۔ لالچ بری بلا ہی۔ کیا آپ نے ہر ایک فقیر کو ایسا سمجھ لیا ہی۔

پیارے موہن۔ بعض فقیر اس طرح کے نظر پڑتے ہین جو لڑکا پیدا کراتے پھرتے ہین۔ مقدمات سرسبز کراتے پھرتے ہین۔ کمبل کاندھے پر ہی چمٹا ہاتھ مین اگر ضرورت سمجھی جھولی بھی لے لی۔ پہونچتے ہی نعرہ مجذوبانہ لگایا اور نہایت غیر توجہی سے کہا "اے بے سنتا ہی فقیر بھوکا ہی بہت کچھ پائیگا تقدیر اچھی ہی ورنہ ہم تجھ سے کہتے ہ" ناتجربہ کار نے مودب ہو کر سلام کیا۔ سمجھا کہ آج مقدر نے یاوری کی ولی اللہ کا گذر ہوا۔ جو کچھ ماحضر تھا قرینہ سے موجود کیا۔ چلتے وقت کچھ رقم سے بھی مصافحہ کیا۔ باباجی نے دو چار دانے ماش یا چاول کے دیدئے جنکو پارس کے ٹکڑے سمجھ کر رکھنا پڑا۔

اجی بھائی صاحب ایسے مکارون کا رنگ لکھنؤ مین زیادہ جمتا ہی۔ نو واردون پران کا جادو زیادہ چلتا ہی۔ ایکمرتبہ طالب علمی کے زمانہ مین مین نے بھی کچھ رقم معہ پارچہ ہاے پوشیدنی وہان ضائع کردی اور ایسا ہی اتفاق ہوا۔ جیسا کہ بیان کرچکا ہون۔ حالانکہ سال بھر کے بعد مین نے باباجی کو امین آباد مین خربزہ ڈھوتے دیکھا۔ یہ دیکھکر مجھے دنیا کے مزخرفات اور اپنی ناتجربہ کاری پر بڑی ہنسی آئی۔

بیری کانت۔ مین آپ کی راے سے اتفاق کرتا ہون۔ اکثر فقرا ایسے ہوتے ہین مگر مین جنکے بارہ مین ذکر کر رہا ہون وہ ایسے نہین ہین کہ مارے مارے پھرتے ہون اُن کو تو خدا سے سروکار ہی۔ ایک جگہ پر آسن جمائے بیٹھے ہین آپ کے محتاج نہین ہین گستاخی معاف آپ کی حقیقت کیا ہی کہ آپ اُن کے ساتھ سلوک کرین وہ خود ہی غنی ہین۔

پیارے موہن موقع آجانے پر کہنا ہی پڑتا ہی۔ آپ کو ایک چشم دید واقعہ ایسے فقیر کا سُناتا ہون جو ایک ہی جگہہ پر آسن مارے بیٹھے رہتے تھے۔ اور کہین آتے جاتے نہ تھے۔ اِس سے فن عیاری کا دوسرا ٹنگا بھی آپ کی سمجھ مین آجائیگا۔

لکھنؤ کے قریب ہی ایک موضع مین ایک باباجی تشریف لائے مگر سادہ وضع مین رہے۔ کھڑاؤن پہنے تھے۔ اُسی موضع کو ہیڈ کوارٹر قرار دیا۔ رفتہ رفتہ شہرت ہوئی جمع ہونے لگا۔ اب باباجی نے غیبی حالات اپنے چشم دید بیان کر کے وہین ایک مندر کی تعمیر کے لیے چندہ طلب کرنا شروع کیا۔ چندہ کچھ جمع ہوگیا جسکو باباجی نے خود نہین لیا۔ بلکہ دوسرے معتبر شخص کو امین کیا۔ شاید رقم قلیل کا باعث رہا ہو۔ دیہاتیون نے باباجی کی بہت مان دان کی۔ اور لوگ دور دور سے آنے لگے۔ ہر قسم کے سائل کو مندر کی مٹی لینے کا حکم دیتے تھے۔ خدا کی قدرت کسی کو فائدہ بھی ہوا۔ پاس ہی ایک نالہ بھی تھا اُسکو امراض مختلفہ کا گھاٹ مقرر کر دیا۔ اب کیا تھا ہر اماوس اور پورن ماسی کو میلہ ہونے لگا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دور دور کے مشہور مقامات اُسکے آگے گرد ہوجاوینگے۔ بہت سے چیلے بھی ہوگئے۔ اُنمین سے بعضون نے تعویذ بیچنا شروع کیا بعضون نے مٹھائی جمع کرنا۔ اور بعضون نے پانی دینا شروع کیا غرض ہر شخص امور متعلقہ مین سرشار رہنے لگا۔ آخر کار چھٹے مہینے کا غذ کی ناؤ ڈگمگائی اور باباجی اُسی موضع کی ایک حسین نوجوان لڑکی کو لیکر ایسے غائب ہوے کہ اسوقت تک پتہ نہین ہی۔ میلہ بھی ختم گیا۔ چندہ بھی جمع ہونے لگا مندر کے لیے اینٹین بھی تھ گئین لیکن وہ دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے۔ خدا ایسون سے محفوظ رکھے۔

سری کانت۔ یہ تو دنیا ہی اسکا کیا کیا جاوے۔ اچھا تو پھر آپ چلینگے یا نہین

پیارے موہن شوق سے چلیے۔ یہان انکار کب ہے اور کہین نہ سہی دو گھڑی وہین ہنس بول لینگے۔ دیکھیے آپ کے باباجی کو کیسا آڑے ہاتھون لیتا ہون دیکھون میرے امتحان مین پاس ہوتے ہین یا نہین۔

الغرض تینون شخص روانہ ہوئے تھوڑی دیر مین اجودھیاجی پہونچ گئے اور باباجی کے یہان کا راستہ لیا۔ پہونچکر کیا دیکھا کہ سامنے کے کمرے مین ایک شخص بیٹھا ہوا ہی جسکی صورت سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ اُسکا دماغ علم کا مخزن ہی اُسکا دل نہایت شریفانہ اور محبت آمیز جذبات سے لبریز ہی۔ اُسکی فطرت نہایت بلند ہی اور اُسکی روح نہایت روشن اور پاکیزہ ہی صورت دیکھتے ہی اور قریب جاتے ہی پیارے موہن اپنی جوگڑیان بھرنا بھول گئے اور فرط ادب سے سر جھکا دیا اُنھون نے پیشتر ایسا انسان کاہے کو دیکھا تھا جسکی نگاہون مین مقناطیسی اثر ہو نرنجن داس نے بھی باباجی کو پرنام کیا سری کانت پرنام کرکے بیٹھ لیا مگر یہ دونون بُت بنے کھڑے رہے اور تن بدن کی سُدھ نہ رہی ..... تھوڑی دیر بعد خود باباجی نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور یہ دونون بیٹھ گئے مگر نگاہین نیچی کیے ہوے۔

سری کانت باباجی سے ان دونون دوستون کا حال پہلے ہی بتا چکا تھا۔ اسلیے زیادہ تعارف کی ضرورت نہ پڑی صرف یہ کہدینا کافی ہوا کہ یہی دونون دوست ہین جنکی بابت آپ سے ذکر کیا تھا۔

باباجی (پیارے موہن اور نرنجن داس سے) کہیے آپ لوگون کا مزاج تو اچھا ہے

پیارے موہن و نرنجن داس آپکے آشیرباد سے۔

سری کانت (باباجی سے) مہاراج یہ جو ہمارے دوست نرنجن داس ہین انکی بیوی نے کچھ ایسی طبیعت پائی ہی کہ کسی سے اُنسے بنتی ہی نہین۔ ایکدن لڑ بھڑ کر انکی والدہ سے علیحدہ ہوگئین اور کہتی ہین کہ اب شامل نہ رہون گی۔

اب یہ بیچارے سخت مصیبت مین ہین ہر وقت بیوی کا رونا رویا کرتے ہین۔
مین نے اُن سے کہدیا ہی کہ مان کے شامل رہکر اپنی بیوی کی اصلاح کرتے رہین۔
بابا جی (نرنجن داس سے) کیون؟ کیا بات ہی؟
نرنجن داس مہاراج جو کچھ سری کانت نے بیان کیا صحیح ہو اسکے علاوہ مین
یہ بھی عرض کردینا چاہتا ہون کہ وہ بے انتہا پھوہڑ اور بدتمیز ہی۔ اُسکے میل کچیل کی
وجہ سے گھر مین میری طبیعت بھی نہین لگتی۔ اسلیے یا تو دوکان پر بیٹھا رہتا ہون۔
یا ان بابو پیارے موہن کے یہان چلا جاتا ہون۔
بابا جی۔ صرف صورت پرست ہونا بُری بات ہی۔ بھلا بتاؤ تو کہ ایک گھرگرہستن
ہر وقت اُجلے اُجلے کپڑے کیسے پہنے رہ سکتی ہی اور تمھارے دل کو لبھا سکتی ہی
اول تو کسی شریف پردہ نشین عورت کے لیے ہر وقت بنی ٹھنی رہنا یون ہی معیوب
ہی پھر اُس غریب کی جان کو توسیکڑون فکرین ہوتی ہین خانہ داری کے دھندون مین
اکثر روزانہ کنگھی چوٹی بھی کرنا دوبھر اور جبر ہوجاتا ہی۔ پھر بھلا یہ بناؤ چناؤ کب اور کیسے ہو۔
پیارے موہن (باباجی سے) مہاراج گستاخی معاف۔ ابھی ابھی سری کانت نے
آپ سے یہ کہا ہی۔ کہ نرنجن داس اپنی مان کے شامل رہکر اپنی بیوی کی اصلاح کرتے رہین
لہذا مین اسکے بارہ مین کچھ دریافت کرنا چاہتا ہون۔ اگر ارشاد ہو تو عرض کرون۔
بابا جی ہان ہان شوق سے کہو۔
پیارے موہن کیا مین جان سکتا ہون کہ عورتون کے فرائض کیا ہین۔ اگر
معلوم ہوجائین تو شاید نرنجن داس کو اپنی بیوی کو راہ راست پر لانے مین مدد ملے
اُنکو معلوم ہوجائیگا کہ کیا کیا خامیان ہین۔
بابا جی۔ عورت کے فرائض یہ ہین کہ اپنے شوہر کو پرمیشور کی نعمت اور اپنا
مالک سمجھکر دل وجان سے اُسکی قدر کرے۔ اُسکی عظمت و بزرگی کی قائل رہے

ہر طرح سے اُسکی عزت و خدمت کرنا فرض عین سمجھے۔ اُسکے کام مین ہر وقت
کمر بستہ رہے کوئی ایسی بات اور کوئی ایسا فعل نہ کرے جس سے اُسکے خاوند کی
دلشکنی ہو۔ یا اُسکے دل مین اُسکی محبت و قدر گھٹنے لگے۔ عورت کا فرض ہی کہ وہ
محبت و الفت کے رشتہ کو مضبوط کرنے مین ہمیشہ کوشان رہے۔ عورت کا مرد
کے خانۂ دل مین گھر کرنا ضروری و لازمی ہی اور وہ حُسن اخلاق سے۔ مروت سے
ہر ایک امر مین سلیقہ شعاری سے نیک نہادی اور پارسائی سے بنتا ہی عورت کو
چاہیے کہ اُسکے دل مین اپنے خاوند کے سوا کسی کی محبت و چاہت جاگزین نہ ہووے
اُسکا دل جہان خاوند کی سچی محبت سے مملو ہو وہان اُسکی سچی خیر خواہی کی اُسکو ہر وقت
لو لگی رہے۔

پیارے موہن مگر جہاراج آجکل کی روشنی مین عورتون کا تعلیم یافتہ بھی ہونا ضروری
ہی۔ پڑھی لکھی عورتین یہ سب باتین کاہے کو کرنے لگین۔ مین نے دیکھا ہی کہ وہ اپنے
حُسن و جمال کے غرے مین مست ہو کر اور اپنی نازک اندامی یا نازنین صورت کے
باعث غرور مین آکر مردون پر اپنا رُعب بٹھاتی ہین اور اُنکو ہر وقت ڈرانا یا دھمکانا
اپنا فرض سمجھکر بات بات پر مُنھ آتی ہین۔ تنگ کرتی ہین۔ اور مرد کو بھیگی
بلی بنانا چاہتی ہین۔

بابا جی یہ سب زمانہ حال کے طریقہ تعلیم کی برکت ہی۔ گزشتہ زمانہ مین کیسی کیسی
تعلیم یافتہ عورتین گزری ہین مگر کیا وہ اپنے شوہرون کو تنگ کیا کرتی تھین۔
نہین ہرگز نہین۔ بلکہ مثل دیوتاؤن کے اُنکی پرستش کیا کرتی تھین۔ اسلیے مین کہونگا
کہ آجکل جس عورت نے علم تو حاصل کیا مگر اُسکو خاوند کے دبانے کا ذریعہ سمجھا
اُسنے خاک بھی علم سے فائدہ حاصل نہین کیا۔

پیارے موہن اب یہ نقص کیسے رفع کیے جائین۔

باباجی۔ اول تو فرض والدین کا ہے کہ اپنی لڑکیون کو اچھا سلیقہ سکھائین لیکن اگر کسی وجہ مثلاً لاپرواہی یا جہالت کی وجہ سے وہ ایسا نہین کرسکے تو خاوند کا فرض ہے کہ اُن کو راہ راست پر لے آئے۔

پیارے موہن۔ یہ تو بہت دشوار ہے کہ بڈھے طوطے کو رام رام کہنا سکھایا جائے۔ جوانی کی عمر مین پچھلی عادتون کا سدھارنا ذرا مشکل ہے۔

باباجی۔ اگر خاوند نیک چلن۔ تعلیم یافتہ اور لائق ہے تو کچھ بھی مشکل نہین جب رسی کی رگڑ سے پتھر مین لکیرین بن جاتی ہین تو انسان کی عقل کا کیا کہنا۔ مگر شرط یہ ہے کہ خاوند اپنے فرائض کو پہچانتا ہو اور اُنکو ادا کرتا ہو۔

پیارے موہن۔ کیا آپ یہ بتلا سکتے ہین کہ وہ فرائض کیا ہین۔

باباجی۔ مردون کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویون کی ہر ایک طرح سے جائز دلجوئی کرنے کو مستعد رہین اور اُن کے دل پر کسی ناجائز جذبہ سے چوٹ نہ لگا دین۔ اُن کے دلون مین جہان پرماتما کی محبت۔ عظمت۔ عزت و بزرگی اور والدین کی فرمانبرداری اور اطاعت کا سچا جوش ہو۔ وہان بیوی کی سچی محبت و الفت اور چاہت بھی حد سے زیادہ ہو۔ مردون کا فرض ہے کہ اپنی بیویون کے ظاہری حُسن وجمال کی جسطرح قدر کرتے ہین۔ اُن پر واری ہوتے ہین اور اُس کی ترقی کے خواہان رہتے ہین۔ اُسی طرح اُنکے اندرونی حُسن وجمال چمک و دمک کو دوبالا کرنے کی ازحد کوشش کرین۔ اور ہر ایک جائز شے کو اُن پر نچھاور کرنے سے ہرگز دریغ نہ کرین اگر وہ یہ سب باتین کرین تو وہ کون کمبخت عورت ہے جو کچھ عرصہ مین راہ راست پر نہ آجائے۔

اس جواب سے پیارے موہن کچھ شرما سا گیا اور تھوڑی دیر تک خاموش رہا مگر اُسکی چلبلی طبیعت نے نچلا نہ بیٹھنے دیا۔ چونکہ جھجک اب کسی قدر جاتی رہی تھی۔ اسلیے

اُٹھکر تھوری دیر ادھر اُدھر ٹہلتا رہا اور خدا جانے کیا سوچکر پھر باباجی کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اور کہا کہ اچھا مہاراج یہ سب باتین تو مین نے مان لین۔ اب ذرا یہ بھی بتلا دیجیے کہ آپنے مرد و عورت کے جو فرائض بیان کیے ہین۔ اُنمین خدا کی عبادت کا ذکر کیون نہین کیا۔ کیا یہ ضروری نہین ہی کہ تھوڑی دیر خدا کی بھی یاد کیجاے

باباجی اسکا ذکر تو آیا ہی۔ گو مین نے صاف طور سے نہین کہا ہی مگر مطلب موجود ہی۔ علاوہ ازین وہ انسان ہی کیا جو اپنے معبود کی یاد یا پرستش ۲۴ گھنٹہ مین دو ایک وقت نہ کرے تو سب سے پہلا فرض ہی۔ اس دنیا مین آنے کی یہی غرض ہی کہ یاد خدا مین مشغول رہکر نیک اعمال کرتا ہوا نجات حاصل کرے۔

پیارے موہن اگر اجازت ہو تو اب ایک آخری سوال اور کردن۔

باباجی ضرور۔

پیارے موہن گذشتہ زمانے کے اور آجکل کے طریقۂ تعلیم مین کیا فرق ہی۔ آج کل وہ کونسی بات نہین ہی جسکی وجہ سے لوگ ویسے نہین ہو جاتے۔ جیسے آپنے ابھی بیان فرمائے ہین۔

باباجی۔ آجکل روحانی تعلیم نہین دیجاتی اور یہی تمام خرابیون کی جڑ ہی اگر یہ مضمون مفصل بیان کیا جائے تو بہت وقت صرف ہو گا۔ لہذا مین مختصرًا بیان کرتا ہون کہ قدیم ہندوستان مین اُستاد نہایت قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اسمین شک نہین کہ اُن کو تنخواہین بہت کم ملتی تھین۔ لیکن اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ خود ایک قانع کی طرح پُرامن زندگی بسر کرتے تھے۔ اور ہر قسم کے نفسانی حظوظ سے مجتنب رہتے تھے تاکہ وید کے مطالعہ مین کسی قسم کا خلل نہ ہو۔ آج کل کی طرح وہ محلون مین زندگی بسر نہین کرتے تھے بلکہ معمولی جھونپڑون مین بیٹھکر طلبا کو درس دیتے تھے اور ایسے افراد پیدا کرتے تھے جنکے ہر ہر قدم پر علم نثار ہوتا ہوا چلتا تھا۔

اُستاد کی عام صفات اور خصوصیات کے متعلق ویدمین مرقوم ہی" جو علم کا مخزن ہی۔ جو اپنے شاگردون کو یہ محسوس کرا سکتا ہی کہ وہ اُنکے والدین سے اُن کی ذات کا کم بھی خواہ ہین ہی جس کے اطوار زندگی سادہ اور پاکیزہ ہین۔ جو اپنے شاگردون کو اس طرح تعلیم دیتا ہی گو یا وہ واقعی حق کے متلاشی ہین۔ جو ایک انسان قانع ہی اور مثل مہمان کے شاد و خندہ جبین رہتا ہی۔ اور اپنے روزانہ فرائض کو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتا ہی۔ یہی وہ افراد ہین جو اُن لوگونکو تعلیم دیسکتے ہین جو اُن کے پاس آتے ہین اور درسگاہون کو اپنا وطن بنا لیتے ہین"۔ اسی قسم کے اور بہت سے اقوال ویدمین موجود ہین۔ مثلاً " اچھا استاد وہ ہی جو مثل آفتاب کے ہر چیز کو اپنے اصلی رنگ مین ظاہر کرتا ہی اور مشق اور تربیت کے ذریعہ سے اپنے شاگردون کی مخفی قوتون کی حفاظت کرتا ہی۔ جسکا چال چلن نہایت قابل عزت ہو۔ جو راستگو اور وفا کیش ہونے کے علاوہ خوبصورت ہو جسکی روح نہایت پاکیزہ ہو جسکا حافظہ نہایت قوی ہو۔" یا مثلاً " اچھا اُستاد وہ ہی جو مثل آفتاب کے زمین کو تمام طرف سے بموزن رکھتا ہوا زندگی بسر کرتا ہو اور مثل بادشاہ کے ہر شخص کا دوست اور رہنما ہی۔ جو مثل اُن سپاہیون کے ہی جو دوسرون کی بھلائی کے لیے جیتے ہین صاف دل اور بہادر ہی۔ اور مثل ایک وفادار بیوی کے پاکیزہ اخلاق والا ہے"

یہ اُستاد کی عام خصوصیات کا بیان ہی لیکن عموماً دو قسم کے استاد تسلیم کیے جاتے تھے۔ آچاریہ اور اُپادھیا۔ وہ جنکو اپنے شاگردون سے ذاتی تعلقات ہوتے تھے۔ اور جو اُنکے لیے معلم اور رہنما کا کام دیتے تھے آچاریہ کہلاتے

ع لوگ اُس برہمن کو اچاریہ کہتے ہین جو اپنے شاگردکو مع کلپ (اصول ایثار وغیرہ) اور رہسیہ (مخفی علوم) کے وید کی تعلیم و تلقین کرتا ہی۔

تھے اور جو اپنی معاش کے لیے وید کے ایک حصہ یا انگش کی تعلیم دیتے تھے وہ اُپادھیا کے نام سے مشہور تھے۔

ان بیانات سے یہ صاف ظاہر ہی کہ قدیم ہندوستان مین استاد و شاگرد کے باہمی تعلقات کسقدر حقیقی الفت و محبت مین ڈوبے ہوئے ہوتے تھے اس مسئلہ کے متعلق ہندوؤن کے مقنن اعظم منوجی مہاراج نے خاص زور کے ساتھ لکھا ہی چنانچہ وہ اپنی کتاب کے دوسرے باب مین لکھتے ہین۔

"اُستاد کو خواہ وہ تکلیف مین ہو ایسے الفاظ استعمال نہ کرنا چاہیے۔ جنسے دوسرون کو غیر معمولی صدمہ پہونچے۔ اُسکو قولاً یا عملاً دوسرون کو کسی قسم کا نقصان نہ پہونچانا چاہیے۔ اُسکو ایسی تقریرین نہ کرنا چاہیے جو دوسرون کو اُس سے خوف زدہ کردین کیونکہ یہ امر اسکے حصول بہشت مین مانع ہوگا"

اب طلبار کے فرائض سنیے شاگرد اُستاد کا نہایت احترام کرتے تھے۔ ہر روز اُستاد کو پرنام کر کے سبق شروع کرتے اور پرنام کے بعد ختم کرتے ہمیشہ اُسکی خدمت مین مشغول رہتے۔ اور اُستاد جب کبھی قریب آتا تو تعظیماً کھڑے ہوجاتے اُستاد کی جگہ نہایت مقدس خیال کی جاتی تھی اور طلبا اُس پر بیٹھنے کی کبھی جرأت نہین کرتے تھے۔

ایک دوسرے مقام پر لکھا ہی۔ "جس طرح ایک آدمی کھاوڑے سے زمین کھود کر پانی حاصل کرتا ہی اُسی طرح ایک فرمانبردار شاگرد اُس علم کو حاصل کرتا ہی جو اُستاد کے اندر مخفی ہی"

یہ تھے باہمی تعلقات اُستاد اور شاگرد کے جو آج کل کے نام نہاد انتہائی ترقی یافتہ دور مین بالکل گم ہین۔ آج تمام عالم پر خود غرضی کا ابر چھایا ہوا ہی نہ اُستاد کی نگاہون مین وہ محبت آمیز کشش ہی نہ شاگردون مین وہ جوش اطاعت ہی۔ یہی وجہ ہی کہ آج

گو اکتساب علم کے ہزاروں ذرائع موجود ہیں جنسے قدیم دنیا خالی تھی۔ تاہم ہم میں علم کی حقیقی روح نہیں پیدا ہوتی اور پیدا کیونکر ہو قدیم زمانہ میں اُستاد شاگرد کا رات دن کا ساتھ رہتا تھا۔ آپس میں محبت و یگانگت تھی خودغرضی کا پردہ حائل نہ تھا اسلیے شاگرد اُستاد ایک دوسرے میں جذب ہو جاتے تھے اور اُستاد کو جو کچھ معلوم ہوتا تھا بے کم و کاست سب شاگرد کو بتا دیتا تھا لیکن آج یہ حالت ہے کہ اُستاد شاگرد کے درمیان کوئی خاص رشتہ اتحاد و ارتباط نہیں۔ دن رات میں محض چند گھنٹوں کا ساتھ رہتا ہے اور وہ بھی طوعاً و کرہاً۔

ایسی حالت میں طلبار کے دل و دماغ پر اُستاد کی شخصیت اور اُسکے اخلاق و عادات کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب تک استاد شاگرد میں باہمی اُلفت نہ ہوگی اُسوقت تک شاگرد اُستاد کی ذات سے کامل طور پر مستفید نہیں ہو سکتا یعنی اُس علم کو نہیں حاصل کر سکتا جو اُستاد کے اندر مخفی ہے۔ اسلیے اگر ہم حقیقی علم سے سیراب ہونا چاہتے ہیں تو ہم کو اُستاد کی زندگی کا ایک جزو بنجانا چاہیے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ علم کا حقیقی منبع کالج کی فلک بوس عمارتوں میں نہیں ہیں بلکہ صرف اُستاد کی ذات ہے اسلیے جبتک شاگرد اُس ذات سے پیوست اور یک جان نہ ہو جائے اُسوقت تک حقیقی علم کے دروازے اُسپر بند رہتے ہیں یہی وہ طرز عمل تھا جسنے قدیم ہندوستان کو اُسوقت علم کا مرکز بنا دیا تھا۔ اور دور دراز سے لوگ آ آ کر یہاں کے اُستادوں کے سامنے زانوے ادب تہ کرتے تھے۔

اسی سلسلہ میں میں آپ کو ایک اُستاد و شاگرد کا حال سناتا ہوں جس سے سب باتیں بخوبی سمجھ میں آجائینگی۔

آیو دھنیسی مہرشی دھومیہ کے ایک شاگرد کا نام اُپ مینو تھا۔ اُپ مینو

اپنے گرو کے یہان رہ کر تحصیل علم کرتا تھا اور حتی الامکان گرو کی خدمت کیا
کرتا تھا۔ ایک دن گرو نے کہا کہ اے اُپ مینو تم گایون کی نگرانی کیا کرو اور انھین
چرالایا کرو۔ آج سے یہ خدمت تمھارے سپرد کیگئی۔ اب اسکو خوبی کے ساتھ
انجام دینا تمھارا کام ہے۔ حکم پاتے ہی لائق شاگرد نے اُسی دن سے گایین
چرانا شروع کردین۔

اُپ مینو کا یہ دستور تھا کہ تمام دن جنگلون مین گایین چراتا تھا اور شام کو
آشرم مین آکر گروجی کو پرنام کر کے بیٹھ جاتا تھا لیکن گروجی اُس سے کھانے کو نہ
کہتے تھے اور نہ وہ بلا اجازت کھاتا تھا۔ مگر ہمیشہ خوش اور تندرست معلوم
ہوتا تھا۔ اسکو موٹا تازہ دیکھکر ایک دن گرو نے پوچھا کہ اے اُپ مینو تم کیا کھاتے
ہو جو اسقدر موٹے اور مضبوط دکھائی پڑتے ہو۔ سادہ طبیعت اُپ مینو نے ہاتھ
جوڑکر عرض کی کہ مہاراج گایون کو جنگل مین لیجاکر چرنے کے لیے کسی عمدہ جگہ مین چھوڑ دیتا
ہون اور جب چرنے لگتی ہین تو مین اپنے کھانے کے لیے بھیک مانگ لاتا ہون
اور وہی کھاکر اپنی زندگی بسر کیا کرتا ہون گروجی نے کہا کہ بیٹے کوئی چیز بغیر گرو کے
نویدن کیئے خود کھالینا شاگرد کا دھرم نہین مطلب یہ ہوا کہ بھیک مانگ کر تمھین
جو ملا کرے وہ ہمین نویدن کیا کرو۔ اور اگر ہم دین تو کھاؤ ورنہ نہین۔ اُپ مینو
"بہت اچھا" کہکر اُس روز سے جو چیز اُسکے ملتی تھی وہ گروجی کو سمرپن کردیتا تھا
مگر گروجی اُسے کھانے کو نہ کہتے تھے۔ اُپ مینو نے جون تون کر کے دو چار دن
گزارے مگر پھر نہ چل سکا کیونکہ بغیر کھانا کھائے نہ تو خود زندہ ہی رہ سکتا تھا
اور نہ گایین چرا سکتا تھا۔ اسلیئے وہ دو مرتبہ صبح و شام بھیک مانگنے لگا صبح کے
وقت کی بھیک گروجی کو سمرپن کر کے شام کی بھیک سے اپنا پیٹ بھر کر گایین
چرایا کرتا تھا۔

ایک دن کا ذکر ہو کہ جنگل سے آکر اُپ مینو نے گروجی کو پرنام کیا اور اجازت پاکر بیٹھ گیا۔ تب گروجی نے اُس سے پھر پوچھا کہ دن بھر تو تم گائین چراتے ہو اور جو کچھ بھیک ملتی ہو وہ ہمکو ارپن کر دیتے ہو تو بھی بغیر کچھ کھائے پیے اسقدر مضبوط اور موٹے بنے ہو اسکا کیا باعث ہو سچ سچ کہو۔ ان لوگون نے جھوٹ بولنا گویا سیکھا ہی نہ تھا اسلیے جو کچھ حال تھا صاف صاف کہہ سُنایا۔ اُپ مینو کی بات سنکر گروجی دل مین تو بہت خوش ہوے۔ مگر ظاہرا دھمکی دیکر بولے کہ ای اُپ مینو تمھارا یہ فعل انصاف سے خالی ہو۔ اس سے نہ تو تم آزادی کے ساتھ گائین چرا سکتے ہو اور نہ اُنکو وقت پر پانی وغیرہ پلا سکتے ہو۔ کیونکہ تمھارا بہت سا وقت تو دو مرتبہ بھیک مانگنے مین صرف ہوجاتا ہو۔ اسکے علاوہ تم اُن لوگون کی روزی مین ہارج ہوتے ہو جنکی گذر محض بھیک پر ہو۔ جب تم ہی دو بار بھیک لے آتے ہو تو اورون کو کیا ملتا ہوگا۔ تمھارے اس فعل سے جب دوسرون کا نقصان ہوگا تو تمھین لالچی سمجھکر لوگ تم پر اعتبار نہ کرینگے۔ اسلیے آج سے تم اس کام کو چھوڑ دو۔ اُپ مینو نے سر جھکا کر "اور دو جو حکم"، کہکر اُسی دن سے دوسرے وقت بھیک مانگنا چھوڑ دیا۔ بغیر کھانے کے بھلا کہان رہا جاتا ہو کچھ دنون تو اُپ مینو بھوکا رہکر گائین چراتا رہا مگر جب نہ رہا گیا تو گایون کا دودھ پینے لگا۔ ایک دن اُپ مینو جنگل سے گائین چرا کر لایا اور اُنھین باندھ ہی رہا تھا کہ گروجی نے بُلایا اور کہا کہ ای اُپ مینو تم بھیک مانگ کر جو لاتے ہو وہ ہمین دیدیتے ہو اور دوبارہ مانگتے نہین پھر کس ترکیب سے اپنا پیٹ بھرتے ہو کہ جیسے کے تیسے موٹے تازے بنے ہو۔ گروجی کے دریافت کرنے پر اُپ مینو نے کل حال جون کا تون کہہ سُنایا گروجی ناراض ہوکر بولے کہ کیا یہی انصاف ہو مین نے تجھے گائین چرانے کے لیے مقرر کیا ہو یا چوری سے دودھ پینے کے لیے۔ خبردار آج سے دودھ نہ پینا

ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ اُپ مینو نے کہا "ایسا ہی کرونگا"، اور اُس دن سے دودھ
پینا بھی بند کردیا۔ اس طرح پر کئی دن گزر جانے کے بعد ایک دن اُپ مینو
جنگل مین گائین چرا رہا تھا کہ اُسکو بہت بھوک لگی۔ اُسنے سوچا کہ دودھ پینے
کی تو گروجی کی اجازت نہین ہے لیکن جھاگ جو بچھڑون کے دودھ پیتے وقت
زمین پر گرجاتی ہے اُسکے کھا لینے مین کوئی ہرج نہین معلوم ہوتا ایسا کرنے سے
گروجی کی عدول حکمی بھی نہوگی اور میری جان بھی بچ جائیگی۔ بس اُسی دن سے
جھاگ کھا کھا کر گائین چرانے لگا۔ محبت کا جزو حیوانون مین بھی ہے۔ اُپ مینو کو جھاگ
کھاتا دیکھکر بچھڑے جان بوجھکر بہت سی جھاگ گرانے لگے اب تو اُپ مینو کی خوب
بن آئی اور روز بروز توانا ہوتا گیا گروجی نے مثل پہلے کے ہٹا کٹا دیکھکر ایکدن پھر
پوچھا کہ اُپ مینو سچ سچ کہو کہ بغیر کچھ کھائے ہوئے تم اتنی محنت کرنے پر بھی کیسے
اسقدر موٹے ہو۔ اُپ مینو نے کہا کہ مہاراج دودھ پیتے وقت بچھڑون کے
مُنھ سے جو جھاگ گرجاتی ہے اُسکو چاٹ کر اپنے کو تسکین دے لیا کرتا ہون
اور یہی وجہ ہے کہ مین موٹا ہون۔ یہ سُنکر گروجی نے کہا کہ تم بڑے بیرحم ہو۔ ان
چھوٹے چھوٹے بچھڑون کی خوراک مین بھی تم حصہ لگاتے ہو۔ تمکو اگر ہمارے
کہنے کے مطابق کام کرنا اور پڑھنا ہے تو یہان رہو ورنہ اپنے گھر چلے جاؤ۔
اُپ مینو نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ بھگوان میری خطا معاف کیجیے۔ اب ایسا نہ کرونگا
یہ کہکر اُس دن سے جھاگ بھی کھانا بند کردی۔ کئی روز تک بغیر کچھ کھائے
رہنے کے بعد کمزوری بڑھنے لگی اور بالآخر ایک دن جب یہ گائین چرا رہا تھا
تو بھوک سے بیتاب ہوکر بلبلا اُٹھا۔ ہر چند صبر کرنے کی کوشش کی مگر بے سود
اسی بھوک سے بیچین ہوکر انسان کمینہ سے کمینہ کام کرتا ہی چنانچہ اُپ مینو نے
جب دیکھا کہ اب کوئی چیز کھانے کو نہین ملتی تو اُسنے پاس ہی اُگے ہوئے

مدار کے پتے خوب پیٹ بھر کر کھائے۔ ان کی کڑواہٹ تیزی اور سمیت کی وجہ سے
اُسکے سر مین درد شروع ہوگیا اور تھوڑی دیر مین اُسکی بینائی جاتی رہی اور وہ بیچین و
بدحواس ہو اُچھل کر ایک کنوئین مین گر پڑا۔ پانی مین گرنے اور کئی ایک غوطے کھانے
سے گرمی کا اثر کچھ کم ہوا اور اُسے کسی قدر ہوش آگیا۔ لیکن اندھا ہو جانیکی
وجہ سے باوجود کوشش باہر نہ نکل سکا۔ شام ہوگئی اور اُپ مینو آشرم نہ پہونچا۔
گروجی نے دریافت کیا کہ اُپ مینو آج ابتک کیون نہین آیا۔ شاگردون نے
جواب دیا کہ وہ تو بالعموم اسوقت آجایا کرتا تھا آج نہین آیا ہی۔ اسکی کوئی خاص
وجہ ضرور ہوگی۔ گروجی نے کہا کہ مین نے اُسے ہر طرح پر کھانے کی ممانعت کر دی
تھی اس سے شاید ناراض ہوگیا اور آج نہین آیا۔ آؤ ہم سب چلکر اُسے ڈھونڈھ
لاوین۔ اتنا کہکر اور سب شاگردون کو ساتھ لیکر جنگل مین جاکر ڈھونڈھنے اور
زور زور سے پکارنے لگے۔ اُپ مینو گروجی کی آواز پہچان گیا اور کنوئیں ہی سے
ہی جواب دیا کہ گروجی مین کنوئین ہی پڑا ہون کرپا کر کے جلد نکالیے۔
گروجی۔ تم اس کنوئین مین کیسے گر پڑے۔
اُپ مینو۔ مین نے بھوک سے بیتاب ہو کر مدار کے پتے پیٹ بھر کھالیے تھے
اُسی کی گرمی سے اندھا ہو کر اس کنوئین مین گر پڑا ہون۔
گروجی۔ تم اشونی کمار کی استت کرو وہ خوش ہو کر تمھاری آنکھین اچھی کر دینگے
اُپ مینو۔ بہت اچھا" کہکر رگوید کے منترون کے ذریعہ سے اشونی کمار
کی استت کرنے لگا۔ اُسکی استت سے خوش ہو کر اشونی کمار فوراً اُسکے
پاس آئے اور فرمایا کہ اے اُپ مینو ہم تیری گروبھگتی اور استت سے بہت خوش
ہین۔ ہم تیرے لیے بہشت سے ایک تحفہ لائے ہین لے اسے کھالے اسکے
کھاتے ہی تیری آنکھین روشن ہو جائین گی۔

اُپ مینو - مہاراج یہ لالچ دیگر کیا آپ میرا امتحان لے رہے ہین مین سچ کہتا ہون کہ بغیر گرو کے نویدن کیے اور بغیر انکی اجازت کے اسے ہرگز نہین کھا سکتا خواہ میری آنکھین اچھی ہون یا نہون - اگر آپ کو مجھے چنگا کرنا ہو تو کیجیے ورنہ تشریف لے جائیے -

اشونی کمار - اس طرح پر بیرحمی کا برتاؤ کرنے والے گرو پر ایسا اعتقاد کرنا سراسر تیری حماقت ہی جس مصیبت مین اسوقت گرفتار ہو وہ اُن ہی کی عنایت کا ثمرہ ہی لے تو اس چیز کو کھا لے تجھے کوئی تکلیف نہ ہوگی -

اُپ مینو - کچھ بھی کیون نہ ہو - چاہے مرتے دم تک اسی حالت مین پڑا رہون - لیکن بغیر گروجی کو سمرپن کیے اور بلا اُنکی اجازت حاصل کیے ہرگز نہین کھا سکتا اُنھون نے مجھے کھانا کپڑا دیکر دولت علم دی ہی - اُن کا ہر طرح کا مجھ پر حق ہی - انکو اختیار ہی جس حالت مین چاہین رکھین - اور میرا کام صرف یہ ہی کہ اُنکے ارشاد کی تعمیل کیا کرون بلا خیال اسکے کہ وہ میرے لیے مفید ہی یا مضر -

اشونی کمار - تیرے گرو ہی نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہی اور اسکے کھلانے کو کہا ہی - اب تجھے اسکے کھانے مین کیا اعتراض ہی - لے کھا اور چنگا ہو جا -

اُپ مینو - مجھے کیسے معلوم ہو کہ گروجی نے اجازت دیدی ہی -

اشونی کمار - (لاجواب ہوکر) ارے بھائی ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہی کہ جیسا گروجی تمھارے ساتھ برتاؤ کرین ویسا ہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو - یہ کہان کا انصاف ہی کہ وہ تمھین تو تکلیف دین اور تم اُن کے حکم کی کڑی زنجیر مین اسطرح جکڑے رہو - تالی دونون ہاتھون سے بجتی ہی - محبت بھی دونون طرف سے ہوتی ہی - عقلمند شخص وہ ہی جو کسی نہ کسی طرح اپنا مطلب نکال لے -

اُپ مینو (جھنجھلا کر) بھگوان! مین آپ سے ہاتھ جوڑ کر کہتا ہون کہ آپ مجھ سے اِس معاملہ مین اب اور کچھ نہ کہیے بلکہ تشریف لیجائیے۔

اشونی کمار اُپ مینو کی بھگتی سے بہت خوش ہوئے۔ اُنکی عنایت سے اُسکی آنکھین مثل پہلے کے روشن ہوگئین اور اشونی کمار نے دعا دی کہ تیرے گروجی سے بھی بڑھکر تیرا وقار اور اعتبار دنیا مین ہو۔

اشونی کمار اور اُپ مینو مین جو بات چیت ہوئی تھی گروجی وہین اپنے شاگردون کے ساتھ کھڑے سُن رہے تھے اور دل ہی دل مین اُپ مینو کی تعریف کر رہے تھے۔ اُپ مینو کنوئین سے باہر نکلا اور نکلتے ہی اُسکی نظر گروجی پر پڑی۔ دوڑ کر اُن کے قدمون پر گرنا چاہا مگر اُنھون نے اُٹھا کر سینہ سے لگا لیا اور جذب محبت سے بیتاب ہوکر اُسکا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے بیٹے اُپ مینو ہم نے تجھے طرح طرح کی تکلیفین دین اور تیری بہت سخت آزمائش کی مگر تو ثابت قدم رہا۔ شاگرد کا جو فرض گرو کے لیے ہے اُسکو تو نے خوب ادا کیا۔ کوئی طالب علم تیری طرح تکلیف اُٹھا کر تحصیل علم نہین کر سکتا۔ تو اور تیرے والدین درحقیقت قابل ستائش ہین۔ مین خوش ہو کر دعا دیتا ہون کہ تیرا کلیان ہو۔ سب وید ویدانگ تجھے حفظ ہوجائین۔ اور دنیا مین تیری عزت اور تیرا اعتبار رہو۔ یہ کہکر اُسے آشرم مین لے آئے۔

آج کل کے نوجوانون کو اس سے کچھ نصیحت ضرور حاصل کرنی چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ اُپ مینو سچائی۔ فرمانبرداری اور نفس کشی کی زندہ تصویر تھا۔ زمانہ گذشتہ کے رشی لوگ اپنے طالب علمی کے زمانہ مین اس طرح پر تکلیفین اُٹھا کر اور اپنے گرو کے احکام کی پابندی کر کے تحصیل علم کیا کرتے تھے تب ہی تو ان لوگون کا نام اور اُنکے علم کا ستارہ آج بھی دنیا مین چمک رہا ہے۔

شاید آپ یہان یہ اعتراض کرینگے کہ گرو نے اپنے شاگرد کے ساتھ بہت بُرا برتاؤ کیا اور ایسی سخت تکلیف دی جو شاید ایک کمینہ آدمی بھی کسی کو نہ دیگا تو اسکا جواب یہ ہی کہ آزمائش بغیر تکلیف کے نہین ہوسکتی ہی۔ وشوامتر نے ہرشچندر کو بھگوان باون نے راجہ بل کو، وشنو جی نے موردھج کو آزمائش کے لیے کن کن مصیبتون مین ڈالا تھا۔ یہ سب باتین آپنے کتھاؤن مین سنی ہونگی۔ اُن تکالیف کے مقابلہ مین تو یہ کچھ بھی تکلیف نہ تھی۔ بھگت کی آزمائش بغیر تکلیف کے نہین ہوسکتی۔

چونکہ اِن باتون مین دیر زیادہ ہوگئی تھی اسلیے تینون باباجی کے چرن چھوکر واپس آئے۔

چھٹا باب

چار پانچ دن بعد تینون دوست جب پھر یکجا ہوئے تو سری کانت کے کہنے پر سب اجودھیا جی چلنے کو راضی ہوئے۔ وہان پہونچکر اُن ہی باباجی یعنی سوامی گیان آنند کے یہان کا رُخ کیا۔ پہونچکر دیکھا تو کٹی خالی تھی لوگون سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ باباجی آج صبح ہی سے کسی دوسری جگہ تشریف لے گئے ہین۔ تھوڑی دیر تک تینون نے انتظار کیا۔ بعد ازان اُٹھ کھڑے ہوے پیارے موہن اور نرنجن داس نے واپسی کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر سری کانت نے کہا کہ اجودھیا جی مین مہاتماؤن کی کمی نہین ہی چلو کسی دوسری جگہ چلین۔ چنانچہ تھوڑی دور چلنے کے بعد منشی رام سیوک کا مکان ملا۔ یہ ایک گرہست تھے مدت ملازمت پوری کرنے کے بعد پنشن حاصل کی تھی۔ انکے دو لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ لڑکی کی شادی ہوچکی تھی اور دونون لڑکے گورنمنٹ کی ملازمت مین تھے منشی جی کو سو روپیہ ماہوار پنشن ملتی تھی۔ بیوی زندہ تھین۔ منشی جی بڑے ہر بھگت تھے اور سری کانت ان سے بخوبی واقف تھا۔ اپنے دوستون سے

کہاکہ آؤ ان منشی جی سے ملاقات کرین۔ بڑے رسیدہ شخص ہین۔ پیارے موہن نے ناک بھون سکوڑنا شروع کی مگر اس خیال سے کہ یہ وقت کہین نہ کہین ضائع کرنا ہی ہے راضی ہوگیا۔ اُسکی رضامندی پاکر سری کانت نے منشی جی کے دروازہ پر جاکر دستک دی۔ نوکر فوراً حاضر ہوا اور کہا کہ منشی جی کھانا کھا رہے ہین آپ لوگ نشست کے کمرہ مین تشریف رکھیے چنانچہ اُس نے کمرہ کھول دیا اور تینون بیٹھکر منشی جی کا انتظار کرنے لگے۔ کمرہ مین ادھر اُدھر نگاہ دوڑانے پر چار چھ تصویرین اور چند تختیان نظر آئین۔ تصویرین دیوتاؤن کی تھین اور قیمتی چوکھٹون مین لگی ہوئی تھین۔ تختیون پر جلی قلم سے کچھ لکھا ہوا تھا۔ ایک کے قریب گئے اُس مین یہ لکھا تھا

دو رنگی دنیا

رنگ سب ہمنے طلسمی یہان ہر دم دیکھا
باغ عالم مین عجب طرح کا عالم دیکھا

کوئی روتا ہی یہان اور کوئی ہنستا ہی
خندۂ گل سبب گریۂ شبنم دیکھا

گھر کسی کا نہین آخر ہی سرا ئے فانی
کوئی دم کا یہان ہر آدمی دیکھا

ہیچ سمجھا جو اُسے اُسنے بہت کچھ سمجھا
جسنے عالم کو بہت دیکھا بہت کم دیکھا

دل جوانون کے لبھاتی ہے زن دنیا
اسکی پیری مین جوانی کا چم و خم دیکھا

بادشاہون کی کبھی ہمنے فقیری دیکھی
اور گدا کو کبھی اسکندر اعظم دیکھا

رنگ دنیا مین عجب ہمنے دو رنگی دیکھی
خانۂ عیش کو بھی خانۂ ماتم دیکھا

دوسری کے پاس جاکر دیکھا تو یہ مناجات تحریر تھی

مناجات

خدایا وہ کامل نظر دے مجھے
کہ ہر ایک ذرے مین دیکھون تجھے

وہ غم دے کہ ہو جائین سب غم غلط | نہ ہوا ور کچھ تو ہی تو ہو فقط
اگر غرق طوفان ہو کل کائنات | نہ پھسلے مگر میرا پائے ثبات
رہے دھیان مین کچھ نہ دوزخ بہشت | تری دید بنجائے میری سرشت
مرے دل سے زنگ دوئی دور کر | مرے دلکو وحدت سے معمور کر
مٹے وہم باطل نظر آئے حق | پڑھون پتے پتے سے تیرا سبق
نگاہون مین ہو جلوہ گر تو ہی تو | ہر اک گل مین پاؤن ترا رنگ و بو
کرون فہم تجھکو ہر اک بات سے | سنون تیرا نغمہ جمادات سے
ترا جلوہ دیکھون نہان اور عیان | نہ پائے مگر مجھکو میرا نشان
ترے بادۂ عشق سے ہو کے مست | سنون گوش دل سے ندائے الست
کہون مین بلیٰ اور ہو جاؤن لا | محبت کے شعلہ سے مجھکو جلا
کہون اور سنون خود بنون چشم و گوش | مری بیخودی پر ہون قربان ہوش
محبت کے دریا مین مجھکو ڈبو | تمنا ہی یہ اب تو جو ہو سو ہو
رہے ماسوا کا نہ ذرہ خیال | مجھے ایک ہو جائے ماضی و حال
خلا اور ملا مین نہو وہم غیر | کرون بیخودی مین خدائی کی سیر
مرے وصف بنجائین تیرے صفات | مری زیست بنجائے تیری حیات
مری بات بنجائے تیرا کلام | مری چال ہو جائے تیرا خرام
پلا مجھکو عرفان کا جام رحیق | تحیر کے ورطہ مین کردے غریق
نہ لیلی رہے اور نہ مجنون رہے | فقط درمیان ایک مضمون رہے

نہ ساغر رہے اور نہ ساقی رہے
سوا تیرے کوئی نہ باقی رہے

تیسری مین یہ لکھا ہوا تھا۔

آرائش عروسان خداوند حقیقی

عروسان خداوند حقیقی کو اس طرح آراستہ و پیراستہ ہونا چاہیے کہ قابل پسند ہون یعنی تسلیم و رضا کا مانگ مین سیندور گلنار ہو جسب طریقہ مرشد پیشانی پر قشقہ وخاک سجدہ جھومر چمکدار ہو۔ دوسرے کے عیوب سے چشم پوشی کا سرمہ آنکھون مین دنبالہ دار ہو۔ مرشد کا پرشاد مُنھ مین مستی خوشبودار ہو۔ لبون پر وردِ نام دلدار سے پان کی سرخی نمودار ہو۔ عطر بیزی جسم محبوب کی خوشبو ناک مین بلاق طرحدار ہو۔ مرشد سے اقوال نصائح اشتمال کی سماعت کانون مین آوازۂ دُرِ شہوار ہو۔ رشتۂ الفت دلدار گلے مین ہار ہو۔ ہمت بازو بازو مین بازوبند مندیلہ کار ہو۔ کڑے پن کا ترک کلائی مین کڑے کی جوڑی شیر دہان مرصع کار ہو۔ ممنوع شے کا ہاتھ سے نہ چھونا اُنگلیون کا خاص سنگار ہو۔ پاکوبی مرشد سے کف دست مین مہندی زیب دہ پنجۂ چنار ہو۔ سینۂ بے کینہ محرم زرنگار ہو۔ ضبط شہوت کی ازار ہو۔ طواف کوچۂ جانان پیرون مین مہاور رنگدار ہو۔ جذبۂ محبت سے ناچ اُٹھنا پیرون مین خلخال کی جھنکار ہو۔ انتظار کی سیج پر محبوب کے وصل کی طلبگار ہو۔ اور اُسپر جان نثار کرنے کو تیار ہو۔ تو بالیقین وصل یار سے بڑی بہار ہو۔

چوتھی مین مدارج زندگی اسطرح پر تحریر تھے۔

مدارج زندگی

عدم

دُکھ درد والم سُکھ چین خوشی سب کھیل تماشے ہوتے تھے	کچھ خیر خبر دنیا کی نہ تھی ہم گنج قفس مین سوتے تھے

دادا دادی ماں باپ ہوئے بھی تھے یوں تو سبھی دلشاد مگر
کیا کیا نہ دعائیں مانگی تھیں کیا کیا نہ مرادیں مانی تھیں
گو باغ عدم کی سیر میں تھے پر دور ہی بیٹھے بیٹھے

ماں باپ کو تھا ارمان بڑا اس چاہ میں ان کو کھوتے تھے
سیانے عامل بھی آتے تھے گنڈے تعویذ بھی ہوتے تھے
سب اپنے پرائے کے دل میں ہم تخم محبت بوتے تھے

کیا چاؤ تھا کیا ارمان تھا وہ۔ کیا الفت تھی کیا حسرت تھی
بے دیکھے ہمپہ فدا تھے سب بے جانے ہم سے محبت تھی

پیدائش

پر شام جدائی صبح ہوئی کچھ اور ہی نور ظہور ہوا
ہم دنیا میں آباد ہوئے اک شور ہوا اک دھوم مچی
کوئی ننھے پیارے للو کوئی کچھ کوئی کچھ کہتا تھا
دیتا تھا مبارکباد کوئی تھا محو طرب دلشاد کوئی

پھر رت بدلی پھر پھول کھلے پھر سکھ آیا دکھ دور ہوا
پھر آیا گیا خورسند ہوا پھر چھوٹا بڑا مسرور ہوا
پھر نام ہمارا ہی سب میں اندر باہر مشہور ہوا
وہ رنگ جمایا عشرت نے سب رنج و الم کافور ہوا

گھر والے محو تماشا تھے چرچا تھا خوشی کا شادی کا
دروازہ پہ نوبت بجتی تھی تھا شور مبارکبادی کا

شیر خواری

چھاتی سے لگا کر ماں ہمکو کس پیار سے دودھ پلاتی تھی
ہم شمع سے گھر یوں ہنستے تھے ہم چاند کو یوں تکتے تھے
اماں تھی فدا دادی قربان نانا تو جان سے تھی شیدا
ہم سارے گھر کا کھلونا تھے ماں باپ کی آنکھ کا تارا تھے

تھپکا تھپکا کر لوری دے دیکر گود میں اپنے سلاتی تھی
ہر ایک ادا بھولی بھالی ماں باپ کو جی سے بھاتی تھی
ننھی سی بہن گودی میں لیے خود ہنستی ہمکو ہنساتی تھی
غیروں کو الفت تھی ہم سے اپنوں کو محبت آتی تھی

سب آس پڑوسی چاہتے تھے سب ناتا کنبہ شیدا تھا
ہر دل میں ہماری الفت تھی ہر سر میں ہمارا سودا تھا

طفولیت

ہنسنا رونا کھانا پینا تھا کام ہر اک آزادانہ
ٹک اوڑ ٹیڑھے منھ کھول چلے کچھ توتلا پھوٹا بول چلے
کیا باتیں سیدھی سادی تھیں کیا صورت بھولی بھالی تھی
ہر ایک سے انس اور پیار بہت ہر ایک سے لاڈ دلار بہت

رکھتے تھے قدم گرتے پڑتے تھی چال ہماری مستانہ
آواز میں سن باتوں میں مزا ہر ایک ادا تھی جانانہ
فطرت کا چشمہ بہتا تھا کچھ روک نہ ٹوک آزادانہ
کچھ کام نہ رنج و عداوت سے سب سے ہنس ہنس کے لپٹ جاتا

ہم بستے تھے جس نگری میں واں گردش چرخ کا نام نہ تھا
اک پھول تھے گلشن ہستی میں کچھ باد خزاں سے کام نہ تھا

نو عمری

باہر نکلے مکتب میں گئے ہمعصروں سے پیوند شنید ہوئی
پڑھنے بیٹھے پابند ہوئے آزادی کے جلسے نہ رہے
تعلیم کے کیا کیا دکھ جھیلے استاد کے کتنے جور سہے
دن بھر تو سبق پڑھتے گذری جب شام ہوئی فرصت پائی

کھیلے کودے بولے چالے چاہت کی ریت مزید ہوئی
ماں باپ کے لاڈ و پیار گئے استادوں کی تہدید ہوئی
کبھی پڑھنے پر تنبیہ ہوئی کبھی لکھنے کی تاکید ہوئی
کھیلے کودے گھر کو آئے چھٹی ہوئی اک عید ہوئی

ہمجولی چار جو ملتے تھے کس لطف سے وقت گزرتا تھا
بے لوث محبت تھی سب میں کوئی مکر فریب نہ کرتا تھا

شباب

جب نام خدا کچھ ہوش آیا بیہوشی کے دن دور ہوئے
گلشن کی ہوا کا شوق ہوا پھولوں کی ادا کا ذوق ہوا
کوئی دیکھی صورت موہن سی دل اٹک گیا جی لوٹ گیا

کچھ ایسی لگی دنیا کی ہوا دل کے ہاتھوں مجبور ہوئے
مستی چھائی ایسی دل پر مے الفت سے مخمور ہوئے
کوئی پیاری صدا کانوں میں پڑی بے چین ہوئے مجبور ہوئے

ترچھی نظروں نے کیا گھائل بانکی چتون سے ہوئے بسمل — وار پہ وار چلے پیہم دل اور جگر سب چور ہوئے

رس لیتے تھے گلفاموں کا اور لاگ کی آگ بجھاتے تھے
تھے مست شرابِ رندانہ اور پی پی کے جام چڑھاتے تھے

بعد شباب

کچھ دن کے بعد وہ دل نہ رہا وہ رُت نہ رہی وہ ہوا نہ رہی — وہ اُمنگ وہ جوشِ جوانی کا وہ نشہ کی ترنگ ذرا نہ رہی
کچھ فکر معاش ہوئی لاحق کچھ جھگڑا اُٹھا گھر کے دھندوں کا — وہ نشہ گرہستی نے پھونکا سر پر وہ وحشت کی بلا نہ رہی
شادی بھی ہوئی لڑکے بھی ہوئے گھر بار کا سوچ بچار ہوا — تب صبر و تحمل دل میں بڑھا تب غیض و غضب کی جا نہ رہی
پھر نام نمود کا شوق بڑھا عزت اور جاہ کی چاہ ہوئی — دھن دولت کی پرواہ ہوئی سر میں بچپن کی ہوا نہ رہی

رتبہ پایا عزت پائی شہروں میں نام کیا
جو کام کسی سے ہو نہ سکا تھا ہم نے وہ سر انجام کیا

پیری

ہوئی فصلِ بہارِ حیات خزاں گل زیست کا وہ جوبن نہ رہا — وہ دن نہ رہے وہ سن نہ رہا وہ گل نہ رہے گلشن نہ رہا
وہ زور وہ طاقت وہ کس بل وہ ذہن وہ عقل وہ بانکپن — وہ بینائی آنکھوں کی گئی وہ دل کا چنچل پن نہ رہا
لائی پیری پیغام قضا دل باغِ جہاں سے اُچاٹ ہوا — بس رہ گئی اک حسرت باقی کچھ اور خیال چمن نہ رہا
وہ سیر تماشے ختم ہوئے وہ آنا جانا چھوٹ گیا — وہ جلسہ رندانہ نہ رہا وہ مجمع اہلِ وطن نہ رہا

دل بیٹھ گیا جی چھوٹ گیا کچھ بھی نہ رہا اُٹھنا باقی
تھا موت کا ہر دم دھیان لگا پڑھتے تھے ہمیشہ یا باقی

فنا

لو آج چلا ایسا جھونکا وہ چراغ سحر خاموش ہوا — لو ختم ہوئے سب قصے جھگڑے پردیسی وہ روپوش ہوا

ان باپ بہن بھائی بی بی دوست جی جتنے تک تھے ساتھی	کوئی تھوڑا سا بھی نہ سنگ چلا جب یکایک اجل ہمدوش ہوا
گھر والے روتے دھوتے ہین اس غم مین جی کو کھوتے ہین	کہین افراط الم سے غش آیا کوئی رو رو کر بیہوش ہوا
و صاحب اب ہم جاتے ہین ہم لوری لیس سوتے ہین	اس نگری سے دل سیر ہوا اس بستی مین لسنا دوش ہوا

دشمن خوش ہین جب اب تجہین کچھ ہنستے ہین کچھ روتے ہین
کچھ خبر خبر دنیا کی نہین ہم کنج عدم مین سوتے ہین

ابھی انھون نے چوتھی تختی ختم ہی کی تھی کہ منشی جی تشریف لائے۔ تینون نے کھڑے ہوکر سلام کیا۔ منشی جی سری کانت سے واقف ہی تھے۔ باقی دونون کا نام سری کانت سے دریافت کیا اور اُنکے قریب نہایت محبت سے بیٹھ گئے۔ ادھر اُدھر کی باتین ہونے لگین۔ آنے کا سبب دریافت کرنے پر سری کانت نے صحیح صحیح حال بتلا دیا۔ منشی جی سُنکر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جو کام میرے لائق ہو کرنے کو تیار ہون۔ سری کانت نے کہا کہ یہ جو دونون میرے دوست ہین۔ شراب کباب ناچ تماشہ کے سوا کسی شئ مین لطف نہین پاتے۔ مین نے بارہا کہا کہ یہ سُکھ عارضی ہین انکو قیام نہین ہی۔ سچے سُکھ کی تلاش کرنی چاہیے اور اُسکے حصول کی تدابیر بھی جو مین جانتا تھا بتلائین۔ مگر انھون نے ہنسی مین ٹالدیا۔ یہ کچھ آپ کی زبان مبارک سے سننا چاہتے ہین۔ منشی جی نے پیارے موہن اور نرنجن داس کو مخاطب کرکے فرمایا کہ دنیاوی چیزون مین جو شخص سکھ مانتا ہی وہ غلطی پر ہی۔ یہ سُکھ خواب کا سا سُکھ ہی جو آنکھ کھلنے پر نہین رہتا ہی علاوہ برین یہ سُکھ صرف شئ مطلوبہ کی خواہش مین ہوتا ہی۔ نہ کہ خود اس شئ مین کیونکہ یہ ظاہر ہی اور ہر شخص جانتا ہی کہ شئ مطلوبہ کے حاصل ہو جانے پر وہ سُکھ نہین رہتا۔ پس ثابت ہوا کہ دنیا کی کسی شئ مین بھی سچا سُکھ نہین ہی۔ حالانکہ لوگ اسکی تلاش مین دیوانے رہتے ہین۔ دنیا مین جسقدر جد وجہد ہی جتنے کاروبار ہو رہے ہین اور جسقدر اچھے یا بُرے واقعات رونما ہوتے ہین اُن سب کی تہ مین صرف ایک ہی راز ہی یعنی حصول راحت۔ اسی کے پیچھے دنیا پاگلون

کی طرح بھاگ رہی ہی کوئی اسکو دھن دولت مین سمجھتا ہی اور اُسکے حصول کے لیے چوری ڈاکہ قتل غارتگری جھوٹ فریب وغیرہ جس جس اوزار کو مناسب سمجھتا ہی کام مین لاتا ہی۔ کوئی عیاشی اور بدافعالیون مین ہی اسکو تصور کرتا ہی اور اسکے لیے اپنا سب کچھ حتیٰ کہ اپنی جان تک کو بھی اسکی نذر کردیتا ہی کوئی سمجھتا ہی کہ کونسل کی ممبری یا راج دربار کے خطابون مین ہی یہ سُکھ چھپا ہوا ہی۔ اسلیے وہ نہایت رکیک اور مذموم کام کرکے بھی اُنکو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہی۔ مگر بہت کم انسان ہین جنکو یہ سکھ میسر آتا ہی۔ یہی چیز ہی جسکو انسان کبھی راجاؤن اور مہاراجون کے تخت و تاج مین بیٹھا ہوا تصور کرتا ہی کبھی سادھوؤن یا فقیرون کی گدڑی مین چھپا ہوا سمجھتا ہی یہی وہ شئے ہی جسکو خوبصورت اور نوجوان عورتون کے جھنڈ مین تلاش کرتا ہی اور کبھی جنگل اور پہاڑون کے سبزہ زارون یا دھن دولت کے انبارون مین ڈھونڈھتا ہی لیکن یہ نایاب شئے ان سب چیزون پر قبضہ حاصل کرکے بھی میسر نہین آتی مہاراجہ یدھشتر نے اٹھارہ اکشوہنی دل اور اپنے بھائی کورؤن اور بزرگون کو تہ تیغ کرانے کے بعد جس راج گدی مین اُسکو لیٹا ہوا خیال کیا تھا اُسمین اُسکو نہ پایا شہنشاہ اورنگ زیب بھی اپنے باپ شاہجہان کو قید اور بھائیون اور بہت سی مخلوق خدا کو قتل کرنے کے بعد جس تاج و تخت کو اپنے قبضہ مین لایا تھا اُسمین بھی اسکا پتہ نہ ملا اسی طرح محمود غزنوی نے بھی بیشمار دولت کے انبار اور جواہرات کے ڈھیر خوبصورت عورتون کے جھنڈ اور کثیر التعداد ہاتھی گھوڑے اور طرح طرح کا دیگر سامان ہندوستان سے لوٹ لوٹ کر اکٹھا کیا مگر اس سُکھ کو نہ اس مال غنیمت مین پایا اور نہ تلوار کے زور اور قوت بازو مین بلکہ مرتے وقت وہ اس تمام سامان کو دیکھ دیکھ کر رو رہا تھا۔ یہ اور اسی قسم کے بے انتہا واقعات ہین جو صریح طور پر ظاہر کر رہے ہین کہ سچا سکھ بیرونی اشیا کے حصول سے نہین مل سکتا۔ ایسا کرنے والے آدمی آہو ے ختن کے

مانند ہین - جو اُس خوشبو کی تلاش مین بھاگتے پھرتے رہتے ہین جو اُن ہی کے نافہ سے آرہی ہی -

یہان پر یہ بھی جان لینا ضروری ہی کہ سکھ اور آنند دو الفاظ ہین اور دونون دو مختلف باتون کا پتہ دیتے ہین یعنے وہ آرام جو کسی کو سامان عشرت سے حاصل ہوتا ہی یا وہ مٹھاس جو کسی کو لذات نفسانی یا حواس خمسہ سے ملتی ہی سکھ کہلاتا ہی لیکن وہ راحت جو اس آرام یا سکھ سے بہت اوپر ہی اور اندریون یا حواس خمسہ کی پہونچ سے دور ہی اور جسکی بنیاد عقل تمیز اور آتما پر ہی اور جو جذبات کو قابو کرکے ہی حاصل ہو سکتا ہی آنند کہلاتا ہی - مین نے جو کچھ سچے سُکھ کی بابت ابھی کہا ہی اُس سے میری مراد آنند ہی سے ہی -

پیارے موہن - گستاخی معاف - کیا مین دریافت کر سکتا ہون کہ یہ آنند کیسے ملسکتا ہی - مین نے اسکے حاصل کرنے کے طریقے ان سے (سری کانت کی طرف اشارہ کرکے) دریافت کیے تھے تو اُنھون نے ٹال دیا تھا کہ یہ سب باباجی بتلائینگے منشی جی جو شخص پالیسی کو دور کرکے محبت اور سچائی کے راستہ پر اپنے آپ کو ڈالدیتا ہی اور جو خود غرضی کو چھوڑکر دوسرون کی بھلائی مین ہی اپنے آپ کو لگادیتا ہی یعنی جو تمام جانداروں سے محبت کرتا ہی اور مشکل سے مشکل وقت آجانے پر بھی سچائی کو نہین چھوڑتا جسکے اندر باوجود کوشش کے بھی حسد اور جھوٹ دخل نہین پاسکتے وہ انسان ہی جو آنند کو حاصل کر سکتا ہی - بھگوان منو نے فرمایا ہی کہ "جو انسان کے اپنے اختیار مین ہی وہ آنند ہی اور جو دوسرے کے ماتحت ہی وہ دکھ ہی" چونکہ اندریون کے سب بھوگ دوسرون کے ماتحت ہین لہذا دکھ ہین اندریون کو روکنا یعنے اپنے جذبات پر حکومت کرنا یا اپنے من کا آپ

مالک بننا ہی انسان کے اختیار مین ہی اولسی لیے ہی سچا سکھ یا آنند ہی۔

حصول آنند کے طریقے جس طرح پر کتابون مین لکھے ہوئے ہین مین نے بیان کردئے لیکن میرا ذاتی تجربہ یہ ہی کہ جب تک بھگوان کی کرپا نہین ہوتی اور وہ اپنی مایا کو دور نہین کرتے تب تک آنند نہین مل سکتا۔ کیونکہ یہ امر مسلمہ ہی کہ جبتک انسان کو مایا گھیرے رہتی ہی وہ ادھر اُدھر بھٹکتا پھر تا رہتا ہی لیکن جب بھگوان کی دیا ہوتی ہی تو مایا سے ترجاتا ہی۔ یہ مایا کیا ہی اس کا جاننا نہایت ضروری ہی۔ شریمد بھگوت گیتا کے اٹھارھوین ادھیاے کے اکسٹھوین[۶۱] اشلوک مین سری کرشن جی مہاراج ارجن سے فرماتے ہین کہ اے ارجن ایشور کل مخلوق کے دل مین موجود ہی اور اپنی مایا کے ذریعہ سے سب کو کمہار کے چکر پر چڑھے ہوئے برتنون کے مانند نچاتا ہی۔

دنیا مین جدھر دیکھو اُدھر ہی سب لوگون کو صبح سے شام تک مایا کے جال مین پھنسے ہوئے کے مانند چکی پیستے پاؤ گے۔ اس چکر پر چڑھ کر وہ اس بات کو بھول گئے ہین کہ دراصل وے کون ہین۔ کہان سے آئے ہین۔ اُن کو کہان جانا ہی اور دراصل اُنکا فرض کیا ہی۔

چھوٹے چھوٹے بچے جب چاٗین ماٗین کھیلتے ہین تب وے اپنے آپ کے گھومنے کو بھول جاتے ہین اور مکان درخت وغیرہ تمام اشیا ر اُنکو گھومتی ہوئی نظر آتی ہین۔ اس خیال کو گوسائین تلسی داس جی نے یون نظم کیا ہی۔

مالک بھرمین نہ بھرمین گرہ آدی کہین پرس پر تھما با دہی۔

بچون کو اُسوقت یہ بات ذہن نشین کرا دینا کہ وے خود ہی گھوم رہے ہین مکان وغیرہ نہین گھوم رہے ہین نہایت مشکل ہی نہین بلکہ قریب قریب ناممکن معلوم ہوتا ہی۔ اسی طرح پر اس دنیا مین انسانون کو اُنکی اصلی حالت کو سمجھا دینا اتنا ہی دشوار ہی۔

جوگ بسشٹ وغیرہ بہت سی کتابون مین اس دنیا کا متھیا ہونا وغیرہ نہایت عمدہ طریقہ پر دکھایا گیا ہی۔ مگر سمجھ مین نہین آتا۔ کیونکہ دنیا کے قریب قریب سب لوگ اس بھرم کو دور نہین کر سکتے اور سچ پوچھیے تو دور کس طرح پر کر سکین کیونکہ دے تو مایا کے ذریعہ سے چکر کے اوپر چڑھے ہوے برتنون کے مانند نہایت تیزی سے گھوم رہے ہین۔

اب دیکھنا یہ ہی کہ یہ مایا کیا ہی۔ سری گوسوامی تلسی داس جی فرماتے ہین کہ

گو گوچر جہان لگ من جائی سو سب مایا جانیو بھائی

یعنی جس جس چیز کو ہم اپنے حواسون سے معلوم کر سکتے ہین وہ سب مایا ہی یعنی جو کچھ ہم دیکھتے ہین۔ سنتے ہین۔ سونگھتے ہین چکھتے ہین۔ چھوتے ہین۔ یا من کے ذریعہ سے جسکو سوچ سکتے ہین وہ سب مایا ہی ہی۔ الغرض جتنے ہمارے کام ہین انکا علم بالعموم ہمکو دس اندریون اور من کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہی۔ اور جب یہ سب مایا ہی ہی تب تو فوراً ہی پتہ لگ جاتا ہی کہ دراصل یہ مایا کی حالت نرالی ہی۔ اور اس سے چھٹکارا پانا نہایت مشکل ہی۔

اندری اور من کے علاوہ کیا کوئی اور بھی کام ہو سکتا ہی۔ یہ مضمون بہت مشکل ہی اور افسوس ہی کہ اُس کے سوچنے کی کبھی ضرورت بھی نہین محسوس ہوتی کیونکہ بچون کو جب یہ معلوم ہو جاوے کہ وے ہی گھوم رہے ہین تبھی تو اُن کو اس بھرم سے دور ہونے کی ضرورت ہو سکتی ہی۔ لیکن انسان کو اس بات کا پتہ ہی نہین لگتا کہ وہ اس مایا کے چکر پر چڑھا ہوا ہی۔ مایا انسان کو کس طرح پر نچا رہی ہی۔ اسکو سری گوسوامی جی نے اپنی رامائن مین بڑی ہی خوبی کے ساتھ بیان کیا ہی۔

نارد۔شیو۔برہمن سنکادی
موہ نہ اندھ کین کہہ کیہی
ترشنا کہہ نہ کین بورا ہا

جے مُن نایک آتم بادی
کو جگ کام نچاؤ نہ جیہی
کہہ کے ہردے کرودھ نہین دہا

شری مد ہکر نہ کین کہہ پربھوتا بدھر نہ کاہ
مرگ نینی کے نین شرکواس لاگ نہ جاہ

چینتا سانپن کاہ نہ کھایا
شت۔وِت۔لوک۔ایشنا تینی

کو جگ جاہ نہ بیاپی مایا
کہہ کی مت ان کرت نہ ملینی

یہ سب مایا کرت پرد ارا
پربل آمیت کو برنے پارا

دنیا مین انسان کی تین خواہشین بڑی زبردست ہوتی ہین کوئی چاہتا ہی کہ میرے اولاد ہو۔کوئی دولت کے جمع کرنے کی دُھن مین لگا رہتا ہی۔اور کوئی دنیا مین اپنی ناموری کے لیے کچھ اُٹھا نہین رکھتا لیکن اگر چشم بصیرت سے دیکھا جاوے تو یہ سب مایا ہی کا پھیلاؤ ہی۔مایا کے چکر پر چڑھا ہوا انسان کن کن خیالات مین اُلجھا رہتا ہی۔یہ بھی بھگوت گیتا کے سولھوین ادھیاے کے ۱۳-۱۵-اشلوکون مین بیان کیا گیا ہی یعنی "یہ مین نے آج حاصل کر لیا ہی۔اور اس مقصد کو مین جلد ہی پورا کرونگا یہ دولت میری ہی ہی اور یہ مال بھی میرا ہی ہو جاویگا۔یہ دشمن مین نے مار ڈالا ہی اور رون کو بھی مار ڈالونگا۔مین خدا ہون مین تمام اشیاء سے لطف اٹھانے والا ہون مین کامل ہون مین طاقتور ہون اور مین خوش ہون مین امیر ہون۔عالی خاندان ہون مثل میرے اسوقت دوسرا کون ہی۔مین جگیہ کرونگا۔خیرات کرونگا اور خوش ہونگا" اسطرح غفلت مین پڑکر خوش ہوتا رہتا ہی۔

ایک رشی نے تپ کر کے پرمیشور سے بر مانگا کہ اے مہاراج مین آپ کی مایا

دیکھنا چاہتا ہون بھگوان نے فرمایا کہ جو شی تم دیکھ سکتے ہو وہ مایا ہی ہی۔ رشی نے التجا کی کہ نہین مہاراج مین تو صاف طور پر مایا دیکھنا چاہتا ہون۔ مہاراج نے فرمایا کہ اچھا دیکھوگے ایک دن حسب معمول وہی رشی گنگا جی نہانے گئے۔ کنارے پر آسن اور پوجن کرنے کا سامان رکھدیا اور پانی مین جاکر جیون ہی غوطہ لگایا تو کیا ہوا کہ وے اپنا رشی پن تو بھول گئے اور ایک ملاح کی لڑکی ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد اُس لڑکی کی شادی ہو گئی۔ چالیس برس کی عمر مین کئی لڑکے لڑکیان اُسکے پیدا ہوئین اور اپنے شوہر کے ساتھ خوشی و رنج اور دنیا کے دیگر مصائب۔ بچون کے کھلانے دیکھنے وغیرہ مین جو خوشی اور اُنکی بیماری وغیرہ مین تیمارداری اور پاخانہ پیشاب دھونے مین جو تکلیف تھی وہ سب وے رشی عورت ہو کر محسوس کرنے لگے۔ ایک دن وہ عورت اُسی جگہ جہان اُسنے غوطہ لگایا تھا پانی بھرنے گئی۔ گھڑے کو گنگا جی کے کنارے رکھدیا اور نہانے لگی جب ڈبکی لگا کر پانی کے اوپر اپنا سر نکالا تو کیا دیکھتی ہی کہ سارا جسم رشی کا ہو گیا۔ گنگا جی کے کنارے گھڑا بھی رکھا ہوا دکھائی دیتا ہی اور آسن وغیرہ پوجن کا سامان بھی رکھا ہی۔ یہ بھی یاد آتا ہی کہ مین رشی تھا اور یہ بھی خیال ہی کہ مین عورت تھی۔ پہلے پچھلے دونون گھرون مین رہ کر جو کچھ اُسنے دیکھا یا محسوس کیا تھا سب یاد آتا ہی۔ اور یہ یقین نہین ہوتا کہ دراصل مین رشی ہون یا عورت ہون۔ اتنے ہی مین اُسکا شوہر روتا ہوا اور کئی بچون کو ساتھ لیے ہوے آتا دکھائی پڑتا ہی۔ اور وہ آکر پوچھتا ہی کہ مہاراج میری عورت یہان پر آئی تھی اور اُسکا یہ گھڑا بھی رکھا ہوا ہی کیا آپ جانتے ہین کہ وہ کہان گئی۔ کہین ڈوب تو نہین گئی۔ وہ رشی اپنے شوہر اور بچون کو دیکھکر رونے لگتے ہین۔ تب وہ ملاح پوچھتا ہی کہ مہاراج آپ روتے کیون ہین۔ اُسوقت رشی جی جواب دیتے ہین کہ تمھاری عورت تو مین ہی ہون۔ گنگا جی مین ڈبکی لگانے سے میری یہ حالت ہو گئی ہی۔ اور اسکو یقین دلانے کیلئے

بچون کے نام اور گھر کا سب حال بتانے لگے اور اُسکو سمجھانے لگے کہ اس لڑکے کو اس طرح پر پالنا اس کام کو اسطرح پر کرنا۔ ملاح نے کہا۔ خیر جو ہوا سو ہوا تم گھر کو چلو۔ رشی جی ساتھ ہو لیتے ہین۔ اتنے مین پرمیشور کی مایا دور ہو جاتی ہے۔ اور رشی جی جیون ہی غوطہ لگا کر اُبھرتے ہین تو کیا دیکھتے ہین کہ وہی دن۔ وہی گھڑی اور وہی ساعت ہے جب وے نہانے کو گنگا جی مین اُترے تھے۔ یہ سب واقعات چشم زدن مین ہو گئے۔

جب تک انسان اسی طرح دنیا مین پھنسا رہیگا اور کھانا پینا سونا جاگنا وغیرہ ہی کو اپنا فرض سمجھے گا۔ تب تک وہ اس چکر کے اوپر سے نہین اُتر سکتا اور حق و باطل مین تمیز نہین کر سکتا۔

اب دیکھیے کہ اس مایا کے چکر سے اُترنے کے لیے گیتا مین کیا طریقے بتلائے گئے ہین اس لاجواب کتاب کے تیرھوین ادھیاے کے اشلوک ۷۔ ۱۱ مین جن اوصاف کو انسان کو اپنے مین مشق کے ذریعہ سے حاصل کرنے کو کہا ہے۔ اُن سے گیان حاصل ہوتا ہے اور اگیان دور ہو جاتا ہے۔ سری کرشن بھگوان نے صرف پانچ اشلوکون مین کل گیان بتلا دیا ہے۔ اور جو کچھ ان اشلوکون مین نہین ہے وہ اگیان ہی ہے ہر ایک اشلوک کو غور سے پڑھیے سمجھیے سوچیے۔ اور پھر عمل کیجیے۔ معمولی معنے ان اشلوکون کے یہ ہین۔ "اپنی شہرت کی خواہش نہ کرنا۔ شیخی نہ مارنا۔ دوسرون کو تکلیف نہ دینا۔ دوسرون کا قصور معاف کر دینا۔ سب سے سیدھا سادہ برتاو رکھنا مرشد کی خدمت کرنا۔ نیک کامون مین ثابت قدم رہنا حواسون کو قبضہ مین رکھکر خواہشات سے بچنا اپنے آپ کو بڑا نہ ماننا۔ زندگی۔ موت۔ بیماری تکلیف وغیرہ کے اصلی معنی سمجھ لینا۔ عیش و عشرت مین ہمیشہ پھنسکر خوش نہ رہنا۔ بیوی بچون مکان اور کنبہ والون مین پھنس نہ جانا۔ اچھے برُے کے امتحان کے وقت من کو برابر رکھنا۔

پرمیشور مین انتہائی بھگتی کرنا - تنہائی مین رہنا - ادھیاتم گیان مین مستعد رہنا - حقیقی رمز کو جاننے کے لیے باربار شاستر کو پڑھنا " یہ سب سچے گیان کے نشانات ہین اور انکے علاوہ جو کچھ ہی وہ اگیان یعنی مایا ہی -

اس چکر سے اُترنے کے لیے یعنی موکش حاصل کرنے کے لیے تین یعنی کرم گیان اور بھگتی خاص سادھن ہین - اور چوتھی تدبیر نہین ایسا شریمد بھاگوت مین لکھا ہی آجکل کلجگ مین سب سے آسان طریقہ بھگتی ہی ہی جیسا کہ مین ابھی ابھی کہہ چکا ہون سری تلسی داس جی نے راماین مین دکھلایا ہی -

یہ کلکال نہ سادھن دوجا راجھین سمریے گائیے رامھین		جوگ جگیہ جپ تپ برت پوجا سنتت سُنیے رام گن گرامھین

کلی سورن اپنشد مین بھی دیکھیے نارد جی نے برہما جی سے کلجگ مین تارنے کے لیے واسطے سیدھے سوال کیے ہین - وہان پر بھی بھگتی ہی کی فضیلت بیان کی گئی ہی اور

ہرے رام ہرے رام رام رام ہرے ہرے
ہرے کرشن ہرے کرشن کرشن کرشن ہرے ہرے

یہی منتر نجات کے لیے بتلایا ہی - پھر دیکھیے بھگتی جوگ کے سلسلہ مین سری بیاس جی مہاراج کیا فرماتے ہین - بھگوان برہما نے یکسوئی قلب کی حالت مین تین بار دیدون کو دیکھکر اپنی عقل سے یہی راے قائم کی کہ آتما روپ ایشور مین بھگتی ہونے سے بڑھکر کوئی بھی مخلصی کا ذریعہ نہین ہی -

شری نارد بھگتی سوتر مین یہ سوال کیا گیا ہی کہ مایا سے کون ترتا ہی -

اور جواب دیا گیا ہی کہ جو شخص کو سنگ کو چھوڑ دیتا ہی اور ست سنگ اور سنتون کی سیوا کرتا ہی اور جو ممتا کو چھوڑ دیتا ہی وہ مایا سے ترجاتا ہی جو شخص عالم تنہائی مین رہتا ہی - دنیا دی بندشون کو توڑ دیتا ہی - ست - رج - تم تینون

گنون سے الگ ہوجاتا ہے۔ جو نفع نقصان کی پرواہ نہین کرتا وہی نیک شخص مایا سے ترسکتا ہی۔ جو شخص بلا بدلہ کی خواہش کیے ہوے کام کرتا ہی۔ کرمون کے پھل کا تیاگ کرتا ہی اور جو آزاد ہو وہی مایا کو جیت سکتا ہی۔ جو شخص وید ون کے بشئے کو چھوڑ کر صرف برہم پرمیشور مین الفت پیدا کرتا ہی وہی مایا کے پار جا سکتا ہی ایسا شخص خود ترجاتا ہی اور سنسار کو بھی تار دیتا ہی۔

راماین مین کاگ بھشنڈجی اپنے انوبھو کو اس طرح پر ظاہر کرتے ہین۔

تب تین موہین نہ بیاپی مایا	جب تے رگھونایک اپنایا
بن سنتوش نہ کام نساہین	کام اچھت شکھ سپنے ہوناہین
رام بھجن بن مٹہہ نہ کاما	تھل بہین ترو کبھو نکہ جاما

دوہا

بن بشواس بھگتی نہین تہہ بن ڈُربہہ نہ رام
رام کرپا بن سپنے ہو من کہ لہے بشرام

سورٹھا

اُس بچار مت دھیر تج کرتک سنشے سگل
بھج رام رن دھیر کرنا کر سندر شکھد

اس طرح پر تمام شاستر ون کا سدھانت یہ ہی کہ آجکل مکتی کا ذریعہ صرف بھگوان کی بھگتی ہی۔ آپ لوگون کو شاید معلوم ہوگا کہ راماین پرانی کتاب ہی جو اسکو پڑھتا سمجھتا اور سوچتا رہتا ہی۔ بہت جلد نیک بنجاتا ہی۔ اور بھگوان اُسکو اپنا داس سمجھکر فوراً ہی بھگتی کی دولت سے مالا مال کردیتے ہین۔ اگر آپ لوگون مین سے کسی نے اس متبرک کتاب کو ابھی تک نہ پڑھا ہو تو مین صلاح دیتا ہون کہ آج ہی سے شروع کردیجیے زبان کی صفائی اُسپر اختصار اور لطف شاعری کے ساتھ ساتھ ہر قدم پر بھگتی کا دریا

موجزن ہی اُسکی خوبی کا اندازہ صرف اسی بات سے ہو سکتا ہی کہ مختلف زبانون
مین اس کے تراجم موجود ہین جو نہایت شوق کے ساتھ پڑھے جاتے ہین - آپ
لوگ گیان دیراگ وغیرہ تمام باتون کے جھگڑون مین نہ پڑکر اگر صرف اسی کتاب
کو پڑھین گے تو مجھے قوی امید ہی کہ ہر مقصود ہاتھ آجائیگا جوگ جپ تپ کے لیے
بڑی عمر کی ضرورت ہوتی ہی - اور وہ آجکل کلجگ کے زمانہ مین ممکن نہین - زندگی کا
بالکل اعتبار نہین - روزمرّہ دیکھنے مین آتا ہی کہ اچھے خاصے ہٹے کٹے دو دن کی
علالت مین یا چلتے پھرتے سفر آخرت کر جاتے ہین - اسلیے اس چند روزہ زندگی مین
اگر کچھ آسانی سے ہو سکتا ہی تو پرماتما کی بھگتی - رامائن کے اوتر کانڈ مین بھگوان
رامچندر نے خود ہی ارشاد فرمایا ہے کہ

گیان اگم پرتیوہ انیکا	سادھن کٹھن نہ من کنھہ ٹیکا
کرت کشٹ بہو پاوے کوو	بھگتی ہین پریہ موہین نہ سوو

اگر آپ کو بھگتی کے مختلف مدارج بھگتون کے اوصاف اور اُن کے کشف و کرامات
کے حالات سننے کا شوق ہو تو کم از کم ایک بار رامائن کا پاٹھ کر لینے کے بعد تشریف لائیے
مین جو کچھ تھوڑا بہت جانتا ہون بتلاؤنگا -

یہ سنکر تینون طالب رخصت ہوے اور فیض آباد آگئے -

ساتوان باب

فیض آباد آکر سری کانت نے پیارے موہن اور نرنجن داس سے رامائن
خریدنے کو کہا - مگر پیارے موہن نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ دنیا مین کوئی شخص ہر ایک
کو خوش نہین رکھ سکتا - اگر آپ کی سبھی نہ کرے تو آپ ناراض ہو جائین اور اگر کسی
دوسرے کے کہنے کو نہ مانے تو وہ ناک بھون سکوڑنے لگے لہذا ان مصیبتون سے بچکر

ہم کو صرف اپنی عقل سے کام لینا چاہیے عقلی دلائل سے ہم جس بات کو بہتر سمجھین وہی صحیح اور قابل قبول ہونی چاہیے - میرا خیال ہو کہ اگر کوئی شخص محض سچائی کو اپنا مسلک بنالے تو کل مرحلے طے ہو سکتے ہین کسی دوسری تدبیر کی ضرورت ہی نہین -

ابیات

خدا نے سچ کو دی ہو وہ بڑائی
کہ جس سے دل کو ملتی ہو صفائی

عطا جسکو ہوا سچ کا خزانہ
اُسی کے زیر فرمان ہو زمانہ

عنایت جسکو حق سے ایک سچ ہو
نہین دنیا مین کچھ اندیشہ اسکو

خدا نے راستبازی جسکو بخشی
ملی دولت اُسے دنیا و دین کی

خدا نے کردیا جسکو سرافراز
ملا ہو راستی کا اُسکو اعزاز

خدا بھی خوش ہو اُس مرد خدا سے
تعلق سچ سے جو ہر وقت رکھے

وہی سچ بولنے والے کا ہو دوست
کہ جسکا راستی ہو مغز اور پوست

بلا سے تیغ اگر گردن پہ چلجائے
بلا سے جان اگر تن سے نکلجائے

زبان سے اپنی سچ بولے ہمیشہ
کہ ہو سچ طالبان حق کا پیشہ

اگر سچ کی طرف رکھے گا رغبت
کرینگے اہل حق اُس سے محبت

ہو لازم جیتے جی سچ کو نہ چھوڑے
ہو جبتک زیست اس سے منھ نہ موڑے

سری کانت سچائی کی جسقدر تعریف کیجائے کم ہو - شاعر کہتا ہو -

مسدس

راستی وہ چیز ہو جسکا ہو نام آفاق مین
دوست ہین اُسکے دلی ہر خاص عام آفاق مین

ہو کلام معرفت سچا کلام آفاق مین
اہل دانش راستی کے ہین غلام آفاق مین

راستی ہی قول مین جسکے وہ اہل قول ہی
جو کہ جھوٹا ہی اُسی کے نام پر لاحول ہی

راست گفتاری بہار گلشن اعزاز ہی
کان کو بھائے نہین جھوٹی اگر آواز ہی

راست گو جو ہی وہی آفاق مین ممتاز ہی
نغمہ آرائی ہو گیا - بگڑا ہوا اگر ساز ہی

خوش بیانی کو مٹا دیتی ہی تاثیر دروغ
خواب مین بھی جھوٹ کو ہوتا نہین ہرگز فروغ

جتنے جھوٹے ہین ذلیل و بے وقار و خوار ہین
بیخبر بے عقل بے تدبیر ہین بیکار ہین

بد دماغ و بد روش بد خلق و بدکردار ہین
گلشن ہستی مین بس سمجھو کہ مثل خار ہین

آدمی تو ہین مگر بدتر ہین حیوانون سے بھی
شک ہی اسمین بھی کہ وہ پیدا ہین انسانون سے بھی

جھوٹ سے بڑھکر نہین دنیا مین کوئی بھی عذاب
جتنے جھوٹے آدمی ہین سب ہین مبتلاے عتاب

ہر گنہ سے بڑا اس سے ہو حالت خراب
سوز رنج و فکر سے بھنتے ہین وہ مثل کباب

جن دماغون سے ہوئی باہر ہوائے راستی
پھر خیال و خواب ہی اُن سے ادائے راستی

راستی جب تک نہو چلتا نہین جی سے کام
ہو نہ سچائی کی گر خواہش تو بگڑے انتظام

اتفاق باہمی کا ہی عدو جھوٹا کلام
جھوٹ سے ہو گا نہ کوئی کارخانہ نیکنام

اعتبار آدمی ہی راستبازی سے فقط
سر پہ نازل ہو قیامت فتنہ سازی سے فقط

جو ہی سچائی پہ عاشق عشق اُسکا ٹھیک ہی
رات دن جھوٹے خیالون ہی کی گر تحریک ہی

جو بدی سے دور ہی نیکی کے وہ نزدیک ہی
کچھ نہین شک ایک دم مین لاکھ کا گھر ٹھیک ہی

راستی آموز تا آسان شود ہر مشکلت
از صداقت می شود آزاد کلفت از دلت

مگر سوچنے کی بات جو ہو وہ یہ ہے کہ آیا "سچائی" منزل مقصود ہے یا محض زینہ ہے۔ ہمارے شاستر بتلاتے ہین کہ سچائی۔ نیک نیتی۔ پاکدامنی۔ خلوص۔ ایمانداری وغیرہ طالبان حق کے لیے محض ابتدائی مراحل ہین۔ کیونکہ ان سے صفائی قلب ہوتی ہے۔ یہ چیزین ہمکو صرف قرب خداوندی حاصل کرنے مین معاون ہوتی ہین۔ لہذا یہ کہنا کہ صرف سچ بولنا ہی کافی ہے۔ ہرگز درست نہین ہے۔

پیارے موہن۔ تمام دنیا ایک طرف اور اکیلے آپ ایک طرف۔ تمام مذاہب ان ہی سب باتون پر زور دیتے ہین اور پکار پکار کہتے ہین کہ ان مین انسان اگر کامل ہو جائے تو پارس ہو جائے مگر آپ کی جو بات ہے نرالی ہے۔

سری کانت۔ تمام مذاہب کا ان باتون پر زور دینا واجبات سے ہے عوام مین اعلی گیان یا بھگتی کے نکات کو سمجھنے کی قابلیت اُسوقت تک نہین آسکتی جب تک اُن مین چند اخلاقی فضائل نہ موجود ہون اسلیے ابتدا مین ان باتون کی تعلیم نہایت ضروری ہے مگر یہ بات ہمیشہ یاد رہے کہ یہ محض ذرائع ہین اور ذریعہ کو معراج نہین کہہ سکتے۔ یہ بھی غلطی ہے کہ ساری عمر ان ہی مین صرف کر دیجائے اور منزل مقصود کا خیال ہی بھلا دیا جائے۔

پیارے موہن تو پھر آپ کے نزدیک کونسا فعل بہتر ہے۔

سری کانت۔ (ہنسکر) فی الحال تو وہی بہتر ہے جو منشی جی نے بتلایا ہے چلیے راماین خرید لاوین۔

پیارے موہن۔ خیر چلیے آپ کی خاطر ہے۔ مگر میری طبیعت شاید اُس مین نہ لگے گی۔ آپ کے اصرار سے صرف اتنا کر سکتا ہون کہ بازار تک چلا چلون۔ اور کوئی کتاب خرید لون۔

سری کانت خیر بازار تک تو چلیے۔

تینون اُٹھ کھڑے ہوئے اور بازار مین آ کر کتب فروشون کی دوکانون کی طرف بڑھے۔ نرنجن داس نے ایک جلد رامائن کی خریدی۔ مگر پیارے موہن نے باوجود اصرار نہ لی۔ وہ یہی کہتا رہا کہ آج تو مین صرف دیوان حافظ خریدونگا اُسمین اچھی عشقیہ غزلین ہین۔ مین نے بڑی تعریف سُنی ہی۔ یہ کہتا ہوا وہ ایک مولوی صاحب کی دوکان پر جا کھڑا ہوا۔ مولوی صاحب کا سن قریب پچاس سال کے تھا۔ چہرہ سے نجابت اور سنجیدگی ٹپکتی تھی۔ انھون نے نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا اور سب کو اپنے پاس بٹھا کر مزاج پُرسی کی۔ اسکے بعد پیارے موہن کے کہنے پر ایک جلد دیوان حافظ کی الماری سے نکال کر دی۔ اور کہا کہ یہ کتاب لاثانی ہی نہایت توجہ سے پڑھیے گا خداوند کریم بہت جلد آپ کو نیک ثمرہ دیگا۔

پیارے موہن مولوی صاحب۔ گستاخی معاف۔ مین نے اس کتاب کا صرف نام ہی سنا ہی۔ آج تک پڑھنے کا اتفاق نہین ہوا۔ سنتا ہون اس مین عاشقانہ غزلین اچھی ہین۔

مولوی صاحب ہان غزلین تو عاشقانہ ضرور ہین۔ مگر اُن مین بازاری عشق نہین ہی بلکہ وہ عشق ہی جس سے معرفت ربّانیہ حاصل ہوتی ہی۔ آج کل لفظ عشق کو عیاشون نے ایسا ناپاک کر دیا ہی کہ سننے سے افسوس ہوتا ہی۔ آجکل کا عشق کیا ہی۔ گویا لڑکون کا کھیل ہی لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ ؎

عشق ورزیدن نہ کار ہر دل ست عاشقی کارے نہایت مشکل ست

عشق مشتق ہی عشقہ سے۔ یہ ایک قسم کی گھاس ہوتی ہی جو درخت پر لپٹی ہی اور درخت کو بے برگ زرد اور خشک کر دیتی ہی۔ ایسے ہی عشق بھی درخت وجود عاشق کو تجلّی جمال معشوق مین محو کر دیتا ہی۔ یہ دنیا دی بحر بغیر عشق کے طے نہین ہو سکتا۔ اُسی کی قوت جاذبہ سے قید ہستی سے رہائی ہو سکتی ہی۔ اور اُسی کی کشش کی

طاقت سے قعر بحر نیستی مین غوطہ لگایا جاسکتا ہو عشق ایک شعلہ ہو اور جب بھڑکتا ہی سوائے معشوق کے سب کو جلادیتا ہی ۵

عاشقی یارم مرا با کفر و با ایمان چہ کار
تشنۂ دردم مرا با وصل و با ہجران چہ کار

یہان پر یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہو کہ محبت اور عشق مین فرق ہو عشق محبت کی انتہا کو کہتے ہین۔ محبت کئی قسم کی ہوتی ہو۔ یون سمجھ لیجیے کہ اول موافقت ہوتی ہو۔ اُسکے بعد میل۔ پھر مواکست۔ پھر مودت۔ پھر ہوا۔ پھر طلب۔ پھر محبت۔ پھر شفقت پھر تیم۔ پھر ولہ۔ اسکے بعد عشق عشق کا مقام آخری ہو۔ اور جب محب اس مقام پر پہونچتا ہو تو خود حبیب ہو جاتا ہو اور حبیب محب بنجاتا ہو۔ باین نوع جیسا کہ روح عاشق بصورت معشوق ہو جاتی ہو اور اُسکے دل سے صورت رہ حاشیہ متعلق ہو جاتی ہو اور خوف مفارقت بالکل مفقود ہو جاتا ہو۔

عاشقان حقیقی اپنی ہستی سے کچھ سروکار نہین رکھتے۔ اُنکو شادمانی ہو تو مطلوب سے اور غم ہو تو محبوب سے۔ مگر جو عاشقی کا دعوٰی کرتا ہو اور سوائے معشوق کے کسی اور چیز پر بھی نگاہ کرتا ہو وہ عاشق نہین ہو بلکہ سودائی اور دیوانہ ہو۔

ایک معشوق نے اپنے عاشق سے دریافت کیا کہ تو مجھے دوست رکھتا ہی یا اپنے تئین۔ جواب دیا۔ مین اپنی ہستی سے مُردہ اور تیری ہستی کے ساتھ زندہ ہون میرے صفات گم ہو گئی ہین۔ اور بجائے اُن کے تیری صفات قائم ہو گئی ہین۔ مین تیری ہستی مین ایسا گم ہوا ہون جیسا کہ پانی دودھ مین۔ اگر تجھے دوست رکھتا ہون تو اپنے تئین دوست رکھتا ہون۔ اور جو اپنے تئین دوست رکھتا ہون تو تجھے دوست رکھتا ہون۔

سے ۵ خلوت دل مین مشغول رہنا ۵ جگر کو پانی کرنا۔ سے مست جمال یار رہنا۔

وصل مین کیا ہی مرے پاس جو مین نذر کرون
دل اداؤن کا جگر ناز کا تن مین اُس کا

عشق مین تین باتین ترتیب وار ہونا لازمی ہین - اوّل عشق - دوم قرب سوم وصل - اول الذکر دو حالتون مین عاشقون کی بیتابی - انکا اضطراب انکی سودائیت - یہ سب کیا ہین - ایک آتش عشق کے کرشمے ہین

جا ہیے کس واسطے ای درد میخانہ کے بیچ
اور ہی مستی ہی اپنے دل کے پیمانہ کے بیچ

تیسری حالت کے ہوتے ہی ولولہ اور جوش کو سکون ہو جاتا ہی اور عاشق و معشوق کا برتا داعتدالی کیفیت پیدا کرتا ہی -

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

اس وصل کی لذت کی کیفیت بیان نہین ہوسکتی - جب تک خود ہی لطف اُٹھاوے

قدر این بادہ نہ دانی بخدا تا نہ چشی

چونکہ آپ لوگون کے چہرے سے عیان ہی کہ آپ متلاشیان حق ہین اسلیے مین نے اپنی سمع خراشی کی - غور کیجیے کہ عشق کا درجہ کتنا بلند ہی - اور کس سے عشق کرنا چاہیے - اس دیوان کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کا معشوق مجازی نہین ہی بلکہ شاہد اصلی ہی - ہر قدم پر آپ دیکھین گے کہ خواجہ صاحب طالب دیدار و وصال ہین لیکن معشوق حجاب کی وجہ سے رُخ روشن نہین دکھاتا اغراق محبوب ہین خواجہ صاحب بیقرار ہو کر اپنے معشوق یعنی شاہد ہستی نما کو ظالم ستمگر بیوفا وغیرہ کہتے ہین اور اپنی مصیبت کی شکایت کرتے ہین احباب سمجھاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ کیوں تسی آفت اپنے سر لے لی لیکن اُن پر تو عشق کا بن

سوار ہی- وہ کسی کی بھی نہین سنتے- بلکہ بیقراری- اضطراب اور خود فراموشی کی حالت
مین وہ اپنے معشوق سے راز و نیاز کی باتین بھی کرتے ہین اور آخر کار انتہا
یہ ہوئی ہو کہ جیتے جی جان سے گذر گئے ہین- اب ان سب باتون کے معنی و مطالب
پر غور کیجیے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ خواجہ صاحب کا عشق کیا تھا اور کس سے تھا
معشوق کا حجاب کیا شی ہی اور بیخودی مین راز و نیاز کی باتون سے کیا مراد ہی- یہ
بازاری عشق نہین ہی بلکہ وہ عشق ہی جس مین کامل ہو جانے سے خواجہ صاحب نے
حجاب یعنے پردۂ پندار دور کر دیا اور کاشف حقیقت صوری و معنوی ہو کر وصال
دلدار سے شاد کام ہوے- صاف مطلب یہ ہوا کہ مرحلہ فنا طی کر کے سرور
مطلق حاصل کر لیا-

چونکہ عشق و محبت کا تعلق ہمیشہ دل سے ہوتا ہی- اور جو افعال انسان سے
سرزد ہوتے ہین وہ اُس کے دل کے ترجمان سمجھے جاتے ہین- اسلیے خواجہ صاحب کا
دیوان اُنکا آئینہ دل سمجھنا چاہیے-

یہان پر مین آپ لوگون کو یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہون کہ خداوند کریم جوان پارسا کو
زیادہ عزیز رکھتا ہی- کیونکہ کہا ہی کہ خدا پارسا را دوست دارد- و جوان پارسا را
دوست تر- و فاسق را دشمن دارد و پیر فاسق را دشمن تر- آپ لوگ چشم بد دور ابھی
جوان اور ہر طرح پر تندرست ہین ہر ایک کام کرنے کی قابلیت و طاقت رکھتے ہین
توشۂ آخرت جمع کرنے کے یہی دن ہین- عموماً لوگ زمانہ پیری مین یاد خدا کرتے ہین- یہ
سخت غلطی ہی- بڑھاپے مین کوئی بھی کام اچھی طرح نہین ہو سکتا مزاج پانی کی طرح
سرد ہو جاتا ہی- بدن پر جھریان پڑ جاتی ہین- گردن ڈھل جاتی ہی تمام بال سفید ہو جاتے
ہین- سنگ مرمر کے بت کی طرح صاحب فراش ہو جانا پڑتا ہی- توبہ کرنا شروع کرتے
ہی اپنے گذشتہ افعال اور بے پرواہیون پر شرم آتی ہی- مگر اب پچھتائے ہوت کیا

جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت“۔ اُس زمانہ میں باوجود دولت ایک طرح کی محتاجی بھی نظر آتی ہے۔ یعنی کوئی اُٹھاوے۔ بٹھلاوے۔ لٹاوے۔ غرضکہ سخت زمانہ ہوتا ہے یہ وقت تمام آرزوؤں کے خون ہونے کا ہے۔ سب لوگ سلام علیکم کہکر کنارہ کش ہوجاتے ہیں۔ اللہ نے پیدا کیا اللہ سے سابقہ۔ یا الٰہی تو ہی اسوقت امداد کر۔ کیونکہ جان نثار تنہا چھوڑکر رفو چکر ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ تھوڑے دن بعد وہ حضرات بھی اسی مخمصے میں آپھنستے ہیں

رباعی

جسدم نزدیک وقت رحلت ہوگا
یاروں کیا ہی مقام حسرت ہوگا
کوئی عمل نیک نہوگا جز یاس
آخر کو وہی رفیق تربت ہوگا

لہذا ہمیشہ یہ نصیحت پیش نظر رہنی چاہیے کہ ”در ہنگام جوانی کار دو جہانی راست کن“۔ جو کچھ ہوسکے اسی وقت کرڈالو۔ لذات دنیا سے سرور ہوکر غفلت کی نیند میں مست سو۔ نفس کشی کرو۔ دنیا کی بے ثباتی پر نظر رکھو۔ اور کچھ توشۂ آخرت جمع کرو تا کہ بجائے مردود کے محمود قرار دیے جاؤ۔ یہ ہمیشہ یاد رہے کہ بجز اعمال کے کچھ بھی ہمراہ نہ جائیگا یہ سب مال و متاع یہیں پڑا رہجائے گا۔

کیسے کیسے آگئے دنیا دار تھے
کام میں دنیا کے سب ہشیار تھے
یاد کرکے اُن کو کر خوف خدا
بیوفا دنیا سے جھٹ پٹ ہو جدا
دیکھ کتنوں نے طلب اسکو کیا
آخرش سب دیدیا کیا لے لیا
ہاتھ خالی جیب خالی جب چلے
قبر میں جاکر کف حسرت ملے
اک تکبر سے یہ کرتا تھا کلام
ای مرے فرزند ای میرے غلام
ہی یہ میرا ملک میرا تخت و تاج
یہ خزانے میرے ہیں میرا ہی راج
کوئی کہتا تھا کہ اب مجھ سا امیر
کون ہی میرے سوا سب ہیں فقیر
کوئی کہتا تھا مرے فرزند ہیں
یہ مرے لخت جگر دلبند ہیں

کتنون نے دعوی خدائی کا کیا ۔ نام اپنی کبریائی کا کیا
ہم ہین مالک ہم ہین وارث ہم ہین شاہ ۔ دیتے ہین ہم سارے عالم کو پناہ
تھا بھروسہ اپنے زرکا زورکا ۔ کچھ خیال اُنکو نہ آیا گور کا
قیصر و فغفور و خاقان کیا ہوے ۔ خسرو و جم اور سلیمان کیا ہوے
کیا ہوے شاہان دارای نشین ۔ کیا ہوے وہ قصر اور وہ انجمن
کیا ہوے اُنکے وزیر اور سب امیر ۔ کیا ہوے سب دوست اور اُن کے مشیر
کیا ہوے اُن کے خزانے اور فوج ۔ کیا ہوے وہ ملک اور وہ اوج موج
اب نہین آتا نظر کوئی یہان ۔ کیا ہوئے وہ دوست دشمن ہین کہان

ایسے ہی تجھکو کرینگے یاد سب
جیسے اُن کو یاد کر لیتے ہین اب

دنیا کو نقش بر آب سمجھ کر ہرگز خوش نہ ہو۔ اللہ کا شکر کرو کہ ای معبود ہم اِس قابل نہ تھے جو تو نے عزت بخشی اور ہمیشہ دست بدعا رہو کہ الہ العالمین ہمارے بھائی بندون دوستون اور بنی نوع انسان کو خوش رکھ۔ کیونکہ ایک وقت وہ آئیگا کہ دنیا کے کل بکھیڑے مٹ جائینگے اور بجز اعمال کے کوئی بھی ہمراہ نجائیگا یہ دنیاوی بکھیڑا جو اپنے اوپر لاد رکھا ہی سب یہین رہ جائے گا۔ میان نظیر اکبر آبادی نے کیا ہی اچھا کہا ہی

کچھ کام نہ آویگا تیرے یہ لعل زمرد سیم وزر
سب یونہی راہ مین بکھرے گی جب آن پڑے گی سر اوپر
نوبت نقارہ بان نشان کیا دولت حشمت تخت چھتر
کیا مسند تکیہ ملک مکان کیا کرسی چوکی کیا لشکر
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلے گا بنجارہ

پیارے موہن - اچھا مولوی صاحب دعا دیجئے کہ مین آپ کی بزرگانہ نصائح پر عمل کرتا ہوا دیوان حافظ ختم کرون اور اس قابل ہوجاؤن کہ آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر آپ کی باتون کو سنون اور سمجھون۔

مولوی صاحب خدا چاہے گا تو بہت جلد آپ کامیاب ہون گے ہان ایک بات کا دھیان رہے - جیسا مین نے بتلایا ہی عشق کا مقام بہت بلند ہی ہر شخص کا پہونچنا دشوار ہی - لہذا ابتدی کو شروع شروع مین کوئی لطف نہین آتا البتہ جب صفائے قلب ہوجاتی ہی تو خود بخود کشش پیدا ہونے لگتی ہی - صفائے قلب کے لیے نیک اعمال کی ضرورت ہی اور نیک اعمال مین سخاوت انکساری بے تعصبی مہمان نوازی - صبر بردباری - راستبازی - پرہیزگاری - دستگیری - دیانت داری وغیرہ شامل ہین - ان مین سے ہر ایک کو بخوبی سمجھ لینا چاہیے سنو چند باتین مین بتلاتا ہون باقی تو خود ہی قیاس کر لینا -

سخاوت سخاوت کا یہ منشا ہرگز نہین ہی کہ گھر پھونک کر تماشا دیکھ ڈالو جب جی مین آوے بلا ضرورت دس ہزار کا اسباب خرید ڈالو اور ناچ رنگ مین دولت ضائع کر دو - بلکہ اعانت محتاجین اعزا و احباجو حاجتمند ہون اور راہ خدا مین مال صرف کرنے کا نام سخاوت ہی - سخی کے چہرہ پر تاریکی دنیا ہرگز غلبہ نہین کر سکتی - سخی اللہ کا دوست کہلاتا ہی - لوگون کا قول ہی کہ مرتے وقت غلبہ سکرات کم ہوتا ہی - لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ ایک دن سخی سوم دونون برابر ہوجاتے ہین - مطلب یہ ہی کہ سخی تہیدست ہوجاتا ہی تو بھی اُسکو اپنی سخاوت کا لطف حاصل رہتا ہی - اور بخیل تہیدست افسوس مال مین سرنگون رہتا ہی - اتنا فرق ہوتا ہے - دونون کی تہیدستی کا مقابلہ کر کے لفظ (برابر) ملا لیا ہی - ایک بزرگ کا قول ہی -

در رخ مرد سخی نور و صفاست	زانکه در جنت قرین مصطفےٰ است	
اسخیارا با جہنم کار نیست	جاے ممسک جز درون نار نیست	
باسخا باش و تواضع پیشہ گیر	تا شود روئے دلت بدر منیر	

سخاوت کی اس تعریف سے یہ ایشا نہیں ہو کہ سخاوت کی دھن مین اپنے لیے بھی کچھ نہ رکھو۔ بلکہ اصلی غرض یہ ہو کہ بخیل نہ بنو۔ جو شخص بخیل ہوتا ہو لوگ صبح کو اُس کا نام لیتے ڈرتے ہین۔

معاذ اللہ۔ بخل کسی محتاج مفلس کی امداد کرنیکی قطعًا ممانعت کرتا ہو۔ عزیز و اقارب کی شرکت مالی بالکل مسدود کر دیتا ہو۔ بخیل نہ خود کھا سکتا ہو نہ دوسرونکو کھلا سکتا ہو۔ غرضکہ بخیل دنیا سے ناشاد نامراد سفر کر جاتا ہو اور مال فراہم کردہ پر مستحقین کا دھاوا ہوتا ہو۔ اور اکثر یہ دیکھا گیا ہو کہ حقدار نے کچھ تو بس کھا کر فاتحہ وغیرہ تو کرا دی جس سے شائد کچھ ثواب ملے ورنہ چراغ گل پگڑی غائب کا مضمون ہوتا ہو جس طرح پر زنگ سے تلوار کا جوہر جاتا رہتا ہو اُسی طرح آدمی کا جوہر بخل سے کالعدم ہو جاتا ہو۔ الحذر الحذر۔

کار اہل بخل را ابلیس دان	در جہنم ہمدم ابلیس دان
ہیچ ممسک نگذرد سوی بہشت	ملکہ با او کی رود نوی بہشت

انکساری۔ دنیا مین یہ عقلا کے نزدیک ممتاز۔ عقبیٰ مین نزد خدا سرفراز۔ اگر ہم کو اللہ کریم جاہ و حشم عطا فرماوے اور ہم اُسکا اظہار انکساری و سادگی مین کرین تو یہ اُس جاہ و حشم سے بدرجہا افضل ہو کہ ہم مغرور ہو جائین کیونکہ غرور خاص حصہ باری تعالیٰ ہو۔ غالب کا شعر ہو ؎

سب بات ہو خدا مین مگر عاجزی نہین
سو نام ایک کم اسی باعث خدا کے ہین

نقل ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ ای رب العالمین تجھے دنیامین کونسی شئے پسند ہی۔ حکم ہوا ای موسیٰ مجھ مین ایک عاجزی نہین ہی لہذا مجھے عاجزی ہی پسند ہی۔

ہمیشہ یاد رکھو کہ غرور نہایت ہی مذموم عادت ہی۔ ایسی بدمزہ و بےسود چیز سے انسان کو شوق نہ کرنا چاہیے اور پاکیزہ طبیعت کو نجس نہ بنانا چاہیے اگر ہمکو اس امر کا پورا پورا الیقین ہو جاوے کہ مرنے کے بعد بھی ہم اسی شان سے کسی زمانہ مین اٹھین گے تو خیر کسیقدر مضائقہ بھی نہین ہی مگر جب یہ معلوم ہی کہ بعد ممات اعلیٰ و ادنیٰ سب ایک ہی حالت مین مبتلا ہون گے تو چندروزہ خودبینی سے کیا نتیجہ۔ دو روز کی مشیخت یا نخوت ہمکو کیا فائدہ بخشے گی۔ لہذا ہمکو اس عادت سے بچنا چاہیے اور میر انیس صاحب مرحوم کی رباعی پر غور کرنا چاہیے۔

اتنا نہ غرور کر کہ مرنا ہی تجھے	آرام ابھی قبر مین کرنا ہی تجھے
رکھ خاک پہ سوچکر پانون انیسؔ	اک روز صراط سے گزرنا ہی تجھے

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہی کہ اگر آدمی خودبین نہ ہوگا خدابین ہوگا۔ ہمیشہ یہی دعا مانگتے رہنا چاہیئے کہ یا اللہ تو نے ہمکو خاک سے پیدا کیا ہمکو ہمیشہ خاکساری ہی سے لطف عطا کر کیونکہ تھوڑے دنون کے بعد اسی خاک سے سابقہ ہوگا ہم اپنے کو بھولنے نہ پاوین۔ ہم ایسی نمرودی حکومت سے استعفا دیتے ہین کہ جو رسا پیچھر ناک مین گھسکر موجب ہلاکت ہو۔

بےتعصبی۔ دنیا مین تعصب کا اثر تکلیف دینے والا اثر ہی جسکی وجہ سے اخلاق مین نقص عظیم واقع ہوتا ہی۔ دنیا مین ہر شخص اپنے مذہب کو بہتر سمجھتا ہی لیکن یہ عام قول ہی کہ قیامت مین اچھائی برائی کھل جائے گی۔ پھر جب ایسا ہی تو ہمین معلوم

کیون تعصب کا بس ہوتے ہین۔ تھوڑے دن کا قیام اور اُسمین یہ بے منصفی خلاف
عقل ہو۔ قیامت کا آنا تو ظاہرا بہت دور معلوم ہوتا ہی مگر اپنا جانا بہت جلد ممکن ہو
پس ہر جانے والے کو وہی زمانہ قیامت سمجھنا چاہیے اس سے ثابت ہوا کہ قیامت
کا آجانا بالکل صبح شام ہی پر ہو۔ پھر صبح شام کے کھٹکے مین ایک دوسرے کو کیون
رنج پہونچاؤ۔ عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود۔ اپنی بحث اپنے واعظ کو جس بات سے
دوسرے مذہب والون کا دل دُکھے اُسے اپنے ہی مذہب کے لوگون تک
محدود رکھو۔ تمھاری لیاقت کی داد دینے والے تمھارے ہی مذہب مین کیا
کم ہین لیاقت دنیاوی امور مین صرف کرو تاکہ قیمت بھی ملے۔ عقبیٰ کے لیے زاد راہ
اکٹھا کرو۔ تاکہ خالی ہاتھ نہ جاؤ۔ مذہبی باتون مین تعصب سے ہرگز کام نہ لو۔ ہمیشہ اس شعر
پر کاربند رہو ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

مہمان نوازی۔ منجملہ اور ذرائع کے مہمان نوازی سے بھی عجب ناموری ملتی ہی
مرنے کے بعد نام قائم رہتا ہی۔ اس سے ضرور شوق رکھنا چاہیے اس شوق کو ہر
شوق پر فوق ہو۔ مہمان عزیز کی خدمت مین اپنے نوکرون کے منتظر نہ رہو۔ بلکہ خود
خدمت پر آمادہ رہو۔ اس سے تم بے عزت نہ سمجھے جاؤ گے بلکہ عقلا کے نزدیک
یہ فعل تمھاری عزت افزائی کا باعث ہو۔ مہمان مسافر تمھاری تعریف شہر بشہر کرتا
پھریگا تمھارا نام سب جگہ یاد کیا جاویگا۔ مرنے کے بعد بھی نیک الفاظ اور دعا سے پکارے
جاؤ گے۔ اس سے دین و دنیا دونون مین لطف حاصل ہوگا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ
علیٰ نبینا و علیہ السلام کا عام دستور تھا کہ جب تک مہمان نہین ملتا تھا کھانا تناول
نہین فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ سات روز تک کوئی مہمان نہ ملا

لہذا فاقہ سے رہے۔ ساتوین روز کچھ مزدورون کو جاتا دیکھ کر حضرت اُن کے پاس تشریف لیگئے اور کہا بھائیو اگر غریب خانہ پر چلکر ماحضر کھا لیتے تو بہت مناسب ہوتا۔ مزدورون نے جواب دیا کہ اگر ہم آپ کے یہان کھانا کھا لینگے تو ہمارے بال بچے بھوکون مرینگے۔ کیونکہ آپ کے یہان کھانے مین ہمارا وقت ضائع ہوگا اور ہماری مزدوری کھوٹی ہوگی۔ ہماری تمام دن کی مزدوری ہمارے بال بچون کا قوت ہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت نے مزدوری بھی دینا قبول کی اور کھانا بھی کھلایا۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہی کہ فی زمانہ سب باتین اُلٹی ہو رہی ہین۔ آجکل اکثر یہ دیکھا گیا ہی کہ مہمان سے پہلے ہی پوچھ لیتے ہین کہ کھانا تو یقیناً آپ کھا کے آئے ہونگے؟ کس وقت جائیے گا؟ ریل کا معاملہ بہت نازک ہوتا ہی۔ بہتر ہی قبل سے اسٹیشن چلے جائیے۔ مین دن کو معمولاً سوجاتا ہون معاف کیجیے گا اگر نہ ملسکون۔ اب بھلا بتلائیے کہ ان باتون پر مہمان کس کا ہو کر ایک یا دو وقت کے لیے دری بچھائے۔ نوکر چاکر بھی میان کا مزاج پہچان کر اکثر مہمان سے دروازہ ہی پر کہدیتے ہین۔ اسوقت ملاقات نہ ہوگی۔ شب سے طبیعت بدمزہ ہے۔

یہ بات گرہ باندھ لیجیے کہ مہمان نوازی وہ محبوبۂ عالم ہی جسکی مدّاح تمام مخلوق بلکہ خود خلاّق عالم ہی۔ تالیف قلوب کے واسطے یہ سلاطین عظام اور رؤسائے ذوالاکرام کو نسخۂ اکسیر ہی۔ مذہب اسلام مین یہان تک تاکید ہی۔ کہ فرمایا رسالتماب صلواۃ اللہ علیہ نے کہ اکرموا الضیف ولو کان کافراً یعنی بزرگی کرو مہمان کی اگرچہ وہ کافر بھی ہو۔ مہمان نوازی وہ چیز ہی جسکی مدح وثنا مین ہر مذہب و ملت کا اتفاق ہی کوئی اسکا مخالف نہین ہوسکتا۔ لہذا جو شی عزیز ترین خلائق ہو اُس سے ہر خاص وعام کو میلان چاہیے۔

ای برادر میہمان را نیک دار	ہست مہمان از عطاے کردگار
میہمان روزی بخود می آورد	پس گناہ میزبان رامی برد
ای برادر دار مہمان را عزیز	تا بیابی عزت از مہمان تو نیز
ہست مہمان از عطاہاے کریم	ہر کہ زو پنہان شود باشد لئیم

اس طرح پر صبر بردباری۔ راست بازی۔ دستگیری وغیرہ کو بھی قیاس کر لو عاقلان را اشارہ کافی است۔

پیارے موہن مولوی صاحب! آپ کی باتین آب زر سے لکھنے کے قابل ہین۔ اگر آپ جیسے بزرگ دنیا مین بہت سے ہون تو بغض۔ کینہ وعناد کا خاتمہ ہوجاوے۔

مولوی صاحب خالی باتون سے کچھ نہین ہوتا مقدم تو ان پر عمل ہی۔ جو کچھ مین نے کہا ہی اُسپر اگر عمل کروگے تو خداوند کریم جزاے خیر دے گا۔ مین پھر کہتا ہون کہ ہمیشہ نیک کام کرو۔ اور دنیا کو گذشتنی وگذاشتنی سمجھو۔ یہ نہ کسی کی ہوئی نہ کسی کی ہوگی ہمیشہ خالق سے لو لگاؤ اور اُسی سے عشق پیدا کرو۔ کسی کی محنت رایگان نہین جاتی جس طرح مقناطیسی قوت سے زمین اور آسمانی کرہ جات اپنی اپنی جگہ پر قائم ہین اور جیسے سنگ مقناطیس اپنی قوت کشش سے ہم خواص شی کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہی۔ اُسی طرح محبت مین بھی کشش موجود ہی۔ اور وہ ایسی زبردست قوت ہی کہ عاشق معشوق مین باہم ملاپ کرا ہی دیتی ہی۔ اس قوت کا نام جذب دل ہی جب عاشق کا جذب دل معشوق کو اور معشوق کا جذب دل عاشق کو کھینچ کر آپس مین ملا دیتا ہی تو اس ملاپ کو وصل کہتے ہین جس دل مین مقناطیسی قوت موجود ہوتی ہی وہ معشوق سے ضرور ہی ملجاتا ہی۔ اسمین ذرہ بھی شک نہین مگر عشق کے لیے دل کی ضرورت ہی ع تیر کھانے کی ہوس ہو تو جگر پیدا کر

بس ہر وقت خدا سے یہ دعا مانگا کرو۔

وحدت سے روز عید ہو شب برات ہو	دنیا و دین کے جھگڑون سے یارب نجات ہو
فتنہ نہو فساد نہو سب سے ہو ملاپ	یہ بات ہو نصیب تو پھر کیا ہی بات ہو
اپنون سے میل جول ہو غیرون سے ہو صلح	اس طور سے الٰہی بسر اب حیات ہو
الفت سے اپنی زندۂ جاوید کر سب مجھے	پانی ہیون تو غیرت آب حیات ہو

وہ رحمٰن الرحیم ہی۔ بہت جلد رحمت کرے گا اور آپ دیکھین گے کہ کتنی جلد بقائے جاودانی حاصل ہوتی ہی۔ مین نے آپ لوگون کا بہت وقت ضائع کیا اب جائیے۔ خدا حافظ۔

آٹھوان باب

تینون دوست مولوی صاحب سے رخصت ہوکر پیارے موہن کے مکان کی جانب چلے۔ راہ مین پیارے موہن نے کہا کہ دیکھو جہان جاتے ہین نصیحتون کی بوچھار شروع ہو جاتی ہی۔ سری کانت نے جواب دیا کہ یہ آپ کی خوش اعتقادی کا نتیجہ ہی۔ ہم لوگون کی حالت اب کچھ بہتر ہونے کو ہی۔ مین نے نرنجن داس سے اول ہی روز کہدیا تھا کہ اگر کسی کے دل مین نیک کام کرنے کی صرف خواہش ہی پیدا ہو جائے تو مبارک علامت سمجھنا چاہیے۔ پرماتما ایسے شخص کی فوراً مدد کرتے ہین۔ اور قدم قدم پر مہاتما اُسکی امداد کو ملنے لگتے ہین۔

باتون باتون مین تینون گھنٹہ گھر کے قریب پہونچ گئے۔ وہان دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہین اور ایک نوجوان شخص کسی قدر بلندی پر کھڑا ہوا کچھ

کہرہا ہی۔ جسوقت یہ تینون وہان پہونچے تو وہ کہرہا تھا کہ

کتنے افسوس اور شرم کی بات ہی کہ اپنی حالت بہتر بنانے کے بجائے آپ لوگ ہنوز لفظی بحثون مین اُلجھے ہوے ہین۔ خوب یاد رہے کہ جب تک ہم خود نہ شدھہ ہینگے روحانی ترقی ناممکن ہی۔ اپنے زمانۂ ماضی کو دیکھیے۔ زندگی کا وہ کون سا شعبہ تھا۔ جس مین ہم لوگ ممتاز نہ تھے۔ ہمارا دماغ اُسوقت تمام علوم وفنون کا مخزن تھا۔ دیاکرن۔ طب۔ منطق۔ فلسفہ۔ سائنس۔ ریاضی وغیرہ وغیرہ کا موجد وبانی تھا۔ ہمارے بزرگون کے دماغ مین قدرت کے پوشیدہ رازون کو جان لینے کی پوری طاقت تھی۔ اُن کے قدمون پر غیر ملکون کے عالم وفاضل ادب کے ساتھ سر جھکاتے تھے۔ اُس زمانہ مین ہمارا دھرم ایشوری دھرم تھا اور بنی نوع انسان کی بہبودی اور نجات کے لیے تھا ہماری قوم جو کسی زمانہ مین نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی افسوس ہی کہ اپنی بدقسمتی۔ کاہلی اور بے عقلی کے باعث آج اس گری ہوئی حالت مین ہی۔

آجکل ہماری قوم مین ہر شخص اُستاد بنا بیٹھا ہی۔ چیلا کوئی نہین۔ سب گروہی گرو دکھائی دیتے ہین۔ بقول گوسائین تلسی داس جی مہاراج۔

جے آچرہین تے نرنہ گھنیرے	پر اُپدیش کُشل بہتیرے

ان گندم نما جو فروشون کا کام صرف یہ ہی کہ انسانون کی رہبری کا دعوی کرین مگر اپنے لیے کسی عمل کو ضروری نہ سمجھین۔ ایسے لوگون نے اپنے اُلٹے کامون سے نہ صرف اپنے کو ذلیل وخوار کیا ہی۔ بلکہ اپنی جہالت سے اپنے قابل تعظیم بزرگونکو بھی بدنام کردیا ہی۔ کون سا دیوتا اور اوتار ہی جس کے پاک نام کو اُنھون نے داغ نہین لگایا۔ وہ کونسا بزرگ ہی جسکو بدنام نہین کیا۔ آجکل خود غرضی اور جہالت کی وجہ سے ایسی بیہودہ رسمون اور اوہام پرستی کا رواج ہوگیا ہی جسکی وجہ سے

ہندو قوم غیر اقوام کی نظرون مین بالکل ہی گر گئی ہی۔ اسکے تہوار بڑے رواجون کے ٹکسال اور اڈے ہو گئے ہین دھرم کے نام پر پاپ کے کام کرنا اس قوم کے عقیدہ مین بہشت ملنے کا وسیلہ سمجھا جانے لگا ہی مین کسی کے عقیدہ پر حرفگیری نہین کرنا چاہتا مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہنے سے باز نہین رہ سکتا کہ ہندوؤنکے کسی تہوار مثلاً سلونو۔ دسہرہ۔ ہولی۔ دیوالی وغیرہ پر اگر نظر ڈالی جائے تو اُسمین کوئی نکوئی مہا پاپ کا کام دھرم کی شکل مین ضرور ہی نظر پڑے گا۔ سلونو کے موقعہ پر جاہلون اور نااہلون کو دان دینا۔ دسہرہ کے تہوار پر سری رام چندر جی۔ سیتا جی۔ اور ہنومان جی وغیرہ کے سوانگ بھر کر کھیل تماشے کرنا۔ بہت جگھون پر بھینسون اور بکرون کی قربانی کرنا۔ دیوالی پر جوا کھیلنا۔ ہولی پر بھنگ و شراب وغیرہ کا پینا۔ کالا یا لال مُنھ کرکے یا بدن پر غلاظت تھوپ کر "ہو ہو" کرتے پھرنا ایسے بھدے اور بیوقوفانہ رواج ہین جسکی وجہ سے ہماری قوم دیگر مہذب اقوام کی نظرون مین بہت ہی بے عقل اور ذلیل و خوار سمجھی جاتی ہی۔ غور کیجیے کہ جنم اشٹمی کا تہوار مہا یوگیشور سری کرشن چندر مہاراج کے انسانی جامہ پہننے کی خوشی مین منایا جاتا ہی مگر افسوس ہی کہ جس بزرگ نے یوگ کے بل سے برہمہ کی شکتیون کو اپنے مین دھارن کر لیا ہو جس نے انسان کو راہ نجات دکھلانے کے لیے گیتا جیسا پرم پوترا اویدیش کیا ہو جس کے برہمچریہ کی تعریف اکھنڈ بال برہمچاری بھیشم پتامہ نے بھی کی ہو اور جسنے کُل ہندو قوم سے اپنے آپ کو پورن برہمہ پرماتما کا ساکشات اوتار قرار دلوا لیا ہو۔ اُس سولہ کلا اوتار کے جنم دن پر موجودہ گری ہوئی ہندو قوم کے گرے ہوے بداخلاق لوگ رنڈیون کا ناچ کرا کر بدچلنی پھیلاتے ہین۔ اور سیکڑون نوجوانون کا کیرکٹر خراب کر دینے کا باعث ہوتے ہین۔ کتنے تعجب کی بات ہی کہ ایسے شرمناک رواجون کو جو ہندو دھرم کو بدنام کرنے والے ہین

دور کرنے کے لیے جدوجہد نہین کی جاتی اور کیون اپنے قومی تہوار درست کر کے انکو اصلی شکل وصورت مین لانے کی کوشش نہین کی جاتی - کیا یہ شرم وغیرت کا مقام نہین ہو کہ کرشن چندر جیسے یوگی راج نہین نہین ا - ہندو قوم کے عقیدے کے مطابق پورن برہمہ اوتار کے جنم دن کی تقریب مین رنڈیون کا ناچ ہو -

اسی طرح پر دسہرہ کو لیجیے - آج سے چند دن بعد رام لیلا ہو گی - ہر شہر و ہر قصبہ مین لیلائین ہونگی - ہفتون طرح طرح کے ناٹک ڈراما اور جھانکیان دکھلائی جائینگی اور کرورون روپیہ خرچ کیا جائیگا - مگر افسوس ہو کہ باوجود اسقدر کثیر اخراجات اور جوش وخروش کے اُس تہوار سے ہندوٗن کو کوئی نفع نہ پہونچے گا اور نہ اُسکی قومیت مین کوئی تقویت پیدا ہوگی - وجہ یہ ہو کہ اس تہوار کے منانے مین بھگتی بھاؤ اور دھارمک وشواس اس قدر کام نہین کرتا جسقدر تماشے اور تفریح کا خیال کام کرتا ہو - جو لوگ رام لیلا کرتے ہین وہ اس خیال اور عقیدے کو لیکر نہین کرتے کہ رام لیلا کا نظارہ ہندوؤن مین وہ صفات پیدا کرنے مین مددگار ہو جو مہاراجہ دسرتھ کی اولاد اور جنک دُلاری مین پائے جاتے تھے - یہ محض سوانگ اور تماشے کی غرض سے کرتے ہین یہی وجہ ہو کہ رام لیلاؤن کے منتظم اکثر جہلا اور چھوٹے درجے کے لوگ ہوتے ہین - تعلیم یافتہ اور اعلیٰ کیرکٹر کے لوگ رام لیلاؤن کے انتظام و انصرام مین شاذونادر ہی حصہ لیتے ہین - چونکہ ایسی لیلاؤن مین چھوٹی چھوٹی عمر کے خوبصورت اور ناسمجھ لڑکے رام لکشمن - بھرت - شترگھن سیتا - کوشلیا - سومترا وغیرہ بنائے جاتے ہین اسلیے اکثر بدچلن - بد اخلاق اور بدمعاش لوگ کارکنون مین شامل ہو کر ایسے ایسے افعال کے مرتکب ہوتے ہین جو دھرم اور اخلاق کی نظر مین نہایت مکروہ و شنیع ہوتے ہین اگر ہندو قوم کے لیڈر دسہرہ کے تہوار پر رام لیلاؤن اور سوانگ تماشون کو قطعی بند

کرکے بالمیک اور تلسی کرت رامائن کی پاک اور سبق آموز مفید نصایح کی جابجا اشاعت کرانے لگین اور ہندو قوم کو سری رامچندر جی کا سچا پیرو کار بناد یوین تو اس قوم کی ایک ہی سال مین اصلاح ہوجاوے۔ افسوس ہی کہ یہ قوم اس قدر منتشر اور بے اصول ہوگئی ہی کہ اسکا کوئی تہوار اصلی معنون مین قومی تہوار نہین کہا جاسکتا ہی اور نہ اُس سے کوئی فائدہ ہی ہوتا ہی۔

اسی طریقہ پر آپ دیگر مشہور تہوارون مثلاً سلونو دیوالی وغیرہ کے اصلی معنون پر غور کرکے ضروری اصلاح کرسکتے ہین۔

ہندو دھرم باوجود اپنی گذشتہ عظمت کے آجکل اس حالت زار کو پہونچگیا ہی کہ جسکے دیکھنے سے آنسو نکل پڑتے ہین۔ اگر گذشتہ واقعات اور کارنامون کا زمانہ حال سے تقابل کیا جائے تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئیگا۔ ایک طرف تو راستبازی و فرمانبرداری۔ جان نثاری اور حب الوطنی کی شاندار مثالین ہرلیشچندر پرسرام بھیشم پتامہ مین پائی جاتی ہین تو دوسری طرف مکاری۔ دغابازی اور دروغگوئی کا جال پھیلا ہوا نظر آتا ہی۔ میرے کہنے کا یہ مقصد نہین ہی کہ ہر شخص ہرلیشچندر یا رامچندر بننے کا مستحق ہی لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمکو اسقدر بھی نہ گرجانا چاہیے کہ ہم راون اور کنس کے اوتار سمجھے جاوین۔ دھرم کی عزت اور عظمت اُسی وقت تک قائم رہ سکتی ہی جب تک اُسکے پیرو اور معتقد اُسکے اصول پر کاربند اور اپنے عقائد کے پابند رہتے ہین۔ اور مین یہ بھی کہونگا کہ دھرم کی بزرگی اسی مین ہی کہ رفتار زمانہ کے موافق تبدیل ہوکر وہ انسانی زندگی کا دستور العمل بن سکے۔

جس دھرم مین یہ طاقت اور وسعت نہین ہی کہ وہ زمانہ کی رفتار کے ساتھ چل سکے اور تبادلہ کی ضرورت کا احساس کرسکے وہ دھرم جلد ہی صفحۂ دنیا سے نیست و نابود ہوجاتا ہی۔ جہان مذہب اس بات کی اجازت نہین دیتا کہ بھٹکے ہوے

قافلہ کو راہ راست پر لاوین اور سونے والون کو بیدار کرین۔ وہان کی جو بری حالت ہوگی اُسکا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہی۔ اسوقت ذات پانت اور چھوت اچھوت کے نازک مسائل نے ہمکو مضبوطی کے ساتھ جکڑ کر ایسا بے حس و حرکت کردیا ہی کہ ہمارا دل مثل پتھر کے سخت ہو گیا ہی۔ اور ہم تقاضاے ہمدردی اور شفقت کی طرف توجہ نہ کرکے اس امر کو گوارا کر رہے ہین کہ ہمارے لاکھون بھائی زندگی کے اصلی مقاصد سے آگاہ نہ ہوکر اس وسیع بیابان ہین سرگردان و پریشان پھرا کرین اور اُنکی زندگی کا پیمانہ لبریز ہوجائے مگر انکو یہ پتہ نہ لگے کہ زندگی کیا شی ہی اور ہم کس واسطے اس دار المحن ہین پیدا ہوے ہین۔

آجکل کے بچون کو دیکھیئے کہ کتنے کمزور اور بیدم ہوتے ہین اس ضعف و انحطاط کی وجہ سے وہ دنیا کے لذائذ سے ہمیشہ کے لیے محروم رہتے ہین والدین کا سب سے بڑا فرض یہ ہی کہ بچون کی صحیح طور پر پرورش و تربیت کرین تاکہ اُنکی جسمانی صحت قائم رہے اور وہ دماغی مشاغل کو خوبی کے ساتھ انجام دیسکین قدیم ہندوستان ہین جس احتیاط کے ساتھ بچون کی پرورش و تربیت کی جاتی تھی انصاف یہ ہی کہ دنیا کی تاریخ ہین اُسکی مثال مشکل سے ملتی ہی۔ قدیم زمانہ کے رشی زندگی کو سب سے زیادہ اہم چیز سمجھتے تھے اور اُن کا اصلی مقصد نو رنیدیر زندگی سے کامل طور پر مستفید ہونا تھا۔ چنانچہ اُنھون نے حصول مقصد کے لیے بہت سے اصول مرتب کیئے تھے جو عملاً ملک ہین چارون طرف رائج تھے۔

آجکل ماؤنکی دلی تمنا تو یہ ہوتی ہی کہ ہمارے بطن سے رام پیدا ہون مگر کیا وہ کہہ سکتی ہین کہ اُنمین کوشلیا کے صفات موجود ہین۔ والد کی دلی آرزو یہ ہوتی ہی کہ ہمارے گھر مین سیتا پیدا ہون مگر سوال یہ ہی کہ راجہ جنک کی قوت اُنکے رگ و ریشہ ہین پائی جاتی ہی یا نہین۔ اگر ہم کو منظور ہی کہ ہماری قوم ہین ارجن اور سیواجی پیدا ہون

تو یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم حصول وبقاے صحت کی جانب توجہ کرین اور رسم شادی کی بنیاد جس پر جملہ امیدون کا انحصار ہے مستحکم کرین - آج کمسن لڑکون اور لڑکیون کی شادی کی وجہ سے ہم چارون طرف کم سن بیواؤن کا ایک جم غفیر دیکھتے ہین جو اپنی زندگی سے نالان ہین - ایسے سوشل رسومات کے توڑنے مین جس قدر جلدی کی جائے بہتر ہے کیونکہ ان سے جتنا ضرر مذہب کو پہونچ رہا ہے وہ محتاج بیان نہین ہے - ہم خود ہی دُنیا کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع دے رہے ہین - ہم بہت بڑا اخلاقی گناہ کر رہے ہین ہمارے ہی کامون سے ہماری قابلیت پر - اخلاق پر اور ایمانداری پر حرف آتا ہے -

ہمارے ملک مین آجکل اچھوت سدھار - صغر سنی کی شادی - تربیت اطفال - صنعت وحرفت وغیرہ کی بابت نہایت جوش وخروش پھیلا ہوا ہے اور طرح طرح کی تجاویز پیش کی جایا کرتی ہین - مگر مین یہ دریافت کرتا ہون کہ ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے والے کیون سامنے نہین آتے - ہر ایک تجویز کاغذ ہی تک کیون محدود رہجاتی ہے خوب سمجھ لو کہ صرف خیالات وارادے کسی کام نہین آسکتے - جبتک اُن پر عمل نہ کیا جائے محض چیخنا یا چلاّنا قابلیت کا ثبوت یا امتحان نہین ہوا کرتا - بلکہ نیک عمل اور کام سے ہی زندگی کے مسائل ومرحلے طے ہو سکتے ہین - اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کل کامون مین اخلاقی طاقت کی ضرورت ہے - جب تک کوئی کام استقلال کے ساتھ نہین کیا جاتا تکمیل کو نہین پہونچتا - اسی استقلال کا دوسرا نام "برت" ہے - لفظ 'برت' کے معنی بخوبی سمجھ لینے کے بعد جو کام کیا جائے گا وہ ضرور پورا ہوگا - سُنیئے -

لفظ 'برت' کے کہنے مین تو صرف تین ہی حروف کی ضرورت ہے - مگر ان تین ہی حرفون کی رگ رگ مین ایسی ایسی باتین پوشیدہ ہین جنکے جاننے کی ہر شخص کو ضرورت ہے - زمانہ گذشتہ کے بزرگ اس کے اصلی معنون سے بخوبی واقف تھے -

اُس زمانہ مین لفظ برت کا اطلاق صرف فاقہ کشی پر نہ تھا بلکہ جسمانی - اخلاقی اور روحانی سب ہی باتون مین اِسکا لحاظ رکھا جاتا تھا - جب سے یہ برت ان تینون باتون سے علیحدہ ہو گیا ہے یہ مفلوج ہو کر رہ گئی ہین - پُرانی کتابون کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس شخص نے دھرم کے ساتھ برت لگا کر مشق کی ہے وہ فوراً کامیاب ہو کر سُرخرو ہوا ہے -

"برت اکا نام "پرتگیا" (عزم مستقل) ہے - کرم چاہے جسمانی ہو - خواہ اخلاقی ہو یا روحانی ہو بغیر پرتگیا کے پورا نہین ہوتا جس کام مین برت کا جذبہ نہ ہو وہ ابتدا ہی مین بگڑ جاتا ہے - اس مبارک جذبہ کی وجہ سے انسان ہر کام مین ثابت قدم رہتا ہے - اور جب برت سمجھ کر کسی کام کو شروع کر دیتا ہے تو ہزارون مشکلات آنے پر بھی نہین چھوڑتا - تمثیلاً فخر قوم مہارانا پرتاپ سنگھ کا نام نامی پیش کیا جا سکتا ہی اُن کے شاندار کارنامے اس وقت بیان کرنا گویا پسے کو پیسنا ہے - اس مجمع مین شاید ہی کوئی ایسا تعلیم یافتہ شخص ہو جو اُن سے واقف نہ ہو - اُنکا آزادی کا جذبہ خود غرضی پر مبنی نہ تھا بلکہ دھرم یدھ کے ذریعہ سے چھتری دھرم کا پالن کرکے اپنی روحانی ترقی اور وطن کی عزت افزائی کے لیے یہ اُنکا ایک برت تھا - اُس برت کی وجہ سے مہارانا صاحب نے کن کن مصائب کو برداشت کیا یہ تاریخ راجستھان کی ورق گردانی کرنے والے بخوبی جانتے ہین - لازوال دولت و ثروت رکھتے ہوئے بھی وہ ایک کنگال کی طرح زمین پر سو کر گھاس کی روٹی کھا کر اور کبھی کبھی خواب و خور حرام کرکے کوہ اراولی کی گپھاؤن مین اپنی بیوی بچے سمیت وقت گذارتے تھے اُن کے دشمن محض بیرونی اشخاص نہ تھے - بلکہ اُن کا بھائی جو اُن کے لہو کا پیاسا تھا - ہمیشہ اُن کے درپے آزار رہتا تھا مگر اُنھون نے اپنی پرتگیا نہ توڑی -

روحانی کارنامون مین بھیشم پتامہ اور ستیہ بادی ہرشچند رکے نام خاص طور پر

قابل ذکر ہین - ان بزرگون کی صداقت پسندی مین اگر برت نہ ہوتا تو مہاراجہ شانتنو اور متسگندھا (ستیہ وتی) کی شادی کے بعد بھیشم پتامہ صداقت کو چھوڑ کر کسی حسین راجکماری سے خود بھی بیاہ کر لیتے اور مہاراجہ ہرشچندر جنھون نے وشوامتر کو دان دینے کا وعدہ کیا تھا - طلب سلطنت کے وقت انکار کر دیتے لیکن ان دونون واجب التعظیم بزرگون کی صداقت پسندی مین برت ہونے کی وجہ سے پتامہ کو تازیست برھمچاری رہنا پڑا - اور راج راجیشور ہریشچندر کو اپنی بیوی اور بیٹے کو فروخت کر کے چانڈال کے یہان قبرستان مین مُردہ جلانے کی نوکری کر کے اپنی زندگی گذارنا پڑی - یہ برت ہی کی خوبی تھی کہ اپنی پرتگیا سے نہ ہٹے -

ہر کام کو برت کی شکل مین کرنیکا نتیجہ ہمیشہ اچھا ہوتا ہے - اس کی بدولت سیواجی مہاراجہ ہوگئے - گڈھ منڈل کی مہارانی درگاوتی چتوڑ کی مہارانی پدمنی اور راٹھور خاندان کے آفتاب درگاداس اس برت کے پورے پابند تھے -

ہندوستان کی موجودہ حالت صاف بتلا رہی ہے کہ برت کے اصلی معنی بھلا دیے گئے ہین - اور روحانی تعلیم کی کمی کے باعث لفظ برت کا اصلی مفہوم بالکل ہی نظر انداز کیا جا رہا ہے - افسوس ہے کہ ہم لوگ اُسی قوم اور ملک کے ہو کر آجکل برت کے معنی دودھ - ربڑی اور سنگھاڑہ وغیرہ کی پوریان کھانا ہی سمجھ رہے ہین - برا وقت جب آتا ہے تو ہر چہار طرف سے آتا ہے - ورنہ جس ملک کا بچہ بلا دھگت جذب محبت سے بیقرار ہو کر اور آٹھ برس کا راجکمار دُھرو جنگل مین جا کر سرچشمۂ بھگتی مین نہا کے اپنے برت کو پورا کرے وہان آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لڈو - سنگھاڑے وغیرہ سے برت ختم کیا جاتا ہے - فرض کی ادائیگی اور مستقل مزاجی آجکل کے لوگون نے بالکل بھلا دی -

آپ کو مین ایک واقعہ سُناتا ہون جس سے معلوم ہوگا کہ مہذب اور ترقی یافتہ

ممالک مین اس وقت بھی فرض شناس انسان موجود ہین۔
ایک دن انگلستان کے ایک کسان نے اپنے کھیت مین کام کرتے کرتے دیکھا کہ شکاریون کا ایک جھنڈ بڑی تیزی سے گھوڑون کو دوڑاتا ہوا اس کے کھیت کی طرف آرہا ہے۔ گھوڑون کی ٹاپون سے کھیتی برباد ہوجانے کا ڈر تھا۔ اس لیے اُس کسان نے اپنے ملازم لڑکے کو بُلاکر کہا کہ کھیت کا دروازہ بند کرکے سامنے کھڑا ہوجا اور کوئی شخص کھیت مین نہ گھُسنے پاوے۔
لڑکا اپنے مالک کے حکم کے موافق کھیت کے دروازے کو بند کرکے ہوشیاری سے کھڑا ہوگیا۔ دیکھتے دیکھتے شکاریون کا گروہ شور مچاتا ہوا وہین آکھڑا ہوا۔ اور آتے ہی دروازہ کھولنے کو کہا۔ لڑکے نے جواب دیا۔ میرا مالک مجھے دروازہ بند رکھنے کا حکم دے گیا ہے۔ مین دروازہ نہین کھولونگا ایک شکاری نے کہا اے لڑکے لے یہ ایک اشرفی لے اور دروازہ کھول دے۔ لڑکا بولا جناب نہین۔ اپنے مالک کی اجازت کے بغیر مین دروازہ نہین کھول سکتا ہون۔ دوسرے شکاری نے نہایت خشمگین ہوکر اور لال آنکھین کرکے کہا کہ اے لڑکے اگر تو اپنا بھلا چاہتا ہے تو دروازہ کھول دے ورنہ سخت سزا پائے گا۔ لڑکے نے نرمی سے جواب دیا کہ جناب مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ بغیر مالک کے حکم کے دروازہ نہ کھولونگا۔
جب لالچ اور دھمکی سے کام نہ چلا تو اس گروہ کا سردار آگے بڑھا اور پُر رعب اور ہوش رُبا آواز سے کہا کہ او لڑکے کیا تجھے معلوم نہین کہ مین ڈیوک آف ولنگٹن ہون۔ مین تیری اس عدول حکمی سے سخت ناراض ہون اور کسی طرح بھی اس توہین کو برداشت نہین کرسکتا۔ اس لیے میرا حکم مان کر فوراً دروازہ کھول دے۔
لڑکے نے ڈیوک آف ولنگٹن کا نام سُنتے ہی تعظیم سے اپنی ٹوپی اُتار لی اور ادب سے گھٹنون کے بل بیٹھ کر جواب دیا "جناب میرا یہ پورا یقین ہے کہ انگلستان کا

لاثانی سپہ سالار مالک کی عدول حکمی کرانے کی کبھی خواہش نہ کرے گا۔ اسوجہ سے
مین دروازہ روکے کھڑا ہون اور بلا اپنے مالک کے حکم کے اسے کبھی نہ کھولونگا۔"

اُس لڑکے کی فرض شناسی اور مستقل مزاجی سے ڈیوک بہت متعجب ہوا۔ اور
اُسنے خوش ہوکر اپنی ٹوپی اُتاری اور کہا کہ لالچ اور خوف سے بھی جو اپنے فرض کے
ادا کرنے سے نہین ہٹ سکا۔ وہ لڑکا ہونے پر بھی میری عزت و تعظیم کا مستحق ہے۔
مین اس طرح کی ایک فرض شناس فوج ملجانے سے فرانس کیا تمام دنیا کو فتح کرسکتا
ہون۔ یہ کہہ کر ڈیوک نے اس لڑکے کو ایک اشرفی دی اور اس کی تعریف کرتا
ہوا دوسرے راستہ سے چلا گیا۔

یہ ہے فرض شناسی اور فرض کی ادائیگی۔ ہمکو فی زمانہ اس طرح پر کام کرنیکی
ضرورت ہے نہ کہ خالی خولی باتون کی۔ مین اپنی تقریر کو اب ختم کرتے ہوئے صرف
یہ عرض کرنا چاہتا ہون کہ ہمکو مستقل مزاجی کے ساتھ دامے درمے قدمے سخنے اپنے
دھرم کی اصلاح کرنا چاہیئے۔

جب ہم دوسرون کے واسطے کام کرسکین گے تب ہی ہم سب سے اچھے کام کرسکین گے
اپنے لیے جو ہم سب سے اچھا کام کرتے ہین وہ وہ کام ہے جو دوسرون کے لیے
کیا جاتا ہے۔

مبارک ہین وہ لوگ جو ان اصولون کو پیش نظر رکھتے ہین کیونکہ درصل ایسے
ہی لوگون نے ہندو دھرم کے اصلی مفہوم کو سمجھا ہے۔ ہے بھگوان ہمین توفیق دے کہ
ہم تیری زندہ جاوید ہدایات پر عمل کرسکین۔

ادم شانتی۔ شانتی۔ شانتی

پیارے موہن کے دل پر اس تقریر نے بہت اثر کیا اور اُسنے سری کانت سے کہا
کہ مین آپ کی و نیز منشی جی وغیرہ کی باتون پر دھیان دینے اور عمل کرنے کے بجائے

صرف ریفارمر کا کام کرونگا۔

سری کانت۔ اس کام کے کرنے کو کون منع کرتا ہے خدا کے فضل سے آپ فکر معاش سے آزاد ہین۔ اگر ایسے ہی لوگ ریفارمر نہ بنینگے تو کیا مین بنونگا۔ جو سرکاری ملازم ہونے کی وجہ سے کسی معاملہ مین زبان ہی نہین کھول سکتا ہون۔ ہان ایک بات کا خیال رکھیئےگا کہ ہر کام مین ظاہر و باطن یکسان رہے۔ یہ نہ ہو کہ اندرونی خیالات کچھ اور ہون اور ظاہرا دھوان دھار تقریرین اصلاح کے بارے مین کرتے پھریے۔

پیارے موہن۔ انشاء اللہ عالم باعمل بنونگا۔

اتنا کہہ کر وہ ریفارمر صاحب کے پاس گیا اور اُنکا نام و پتہ دریافت کرکے واپس آیا۔ شام کو اُن کے پاس پھر گیا اور کہا کہ مین اس وقت آپ کی خدمت مین اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ آپ مجھے کسی عملی کام کے کرنے کی ہدایت کیجئے۔

ریفارمر۔ کام کرنے کے لیے بڑا میدان ہے اگر کمی ہے تو کام کرنے والون کی۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم ایسے زمانہ مین پیدا ہوے۔ جب دنیاوی چرخہ کاتنے سے ہی فرصت نہین ملتی ہمین فرصت نکالنے کی ضرورت ہے۔ آجکل ایک اچھی تعداد ایسے لوگون کی ہے جو اس دنیا ہی سے تنگ آگئے ہین۔ مگر مین کہتا ہون کہ وہ تنگ محض اس وجہ سے آگئے ہین کہ اُنھون نے اپنی خواہشات کو بلا وجہ بڑھا رکھا ہے اور فضول کامون مین وقت صرف کیا کرتے ہین۔

انسانی خواہشات تین قسمون مین منقسم کی جا سکتی ہین۔ اول وہ جو فطرتی اور ضروری ہین۔ دوسری وہ جو فطرتی تو ہین مگر ضروری نہین ہین کہ پوری کیجائین تیسری وہ جو نہ فطرتی ہین نہ ضروری۔ ان مین سے جو فطرتی اور ضروری ہین وہ بہت ہی آسانی سے اور بہت ہی تھوڑے اخراجات سے پوری ہو جاتی ہین۔

جو خواہشات فطرتی تو ہین مگر ضروری نہین - اُن کے پورا کرنے مین بھی زیادہ جدوجہد کی ضرورت نہین پڑتی کیونکہ نیچر مین نیچرل خواہشات کی سیری کے لیے کافی سامان موجود ہے اور ہر شخص آسانی سے حاصل کر سکتا ہے - مگر فضول اور نمائیشی خواہشات کی سیری کے لیے دنیا مین کوئی حد مقرر نہین کی جا سکتی - کیونکہ نمائیش ایک آگ ہے - جتنا زیادہ تیل اُس پر ڈالا جائیگا اُتنا ہی اُس کا شعلہ بلند ہوگا - ضرورت ہے کہ اُس پر پانی چھڑکا جائے - اور اگر ممکن ہو تو نمائیشی ضروریات جڑ سے اُکھاڑ ڈالی جائین تاکہ نمائش کے کانٹے ہمارے روحانی پھولون کو نہ چھید سکین - اگر ہم چاہتے ہین کہ آرام سے زندگی بسر کرین - اور دوسرے کی امداد کر سکین تو ہمارا پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ ہم فضول خواہشات کے پنجہ سے اپنے آپ کو آزاد کر لین - ہر ایک قسم کی دل لبھانے والی خوشیون کی طرف سے منھ پھیر لین اور کسی حالت مین بھی اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھین کیونکہ یہ چھوٹائی بڑائی کا خیال ہی دنیا بھر کے جھگڑے - فتنے - فساد - رنج وحسد - مقدمہ بازیان وغیرہ کرانے پر آمادہ کر دیتا ہے - ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ بڑے پن کی پگڑی میرے ہی سر بندھے - اس خیال کے باعث آپس مین جلن پیدا ہوتی ہے جس سے خون خشک ہوتا ہے اور جہالت کا بھوت کچھ ایسا سر پر سوار ہو جاتا ہے کہ وے دوسرون کو کبھی سکھ سے زندگی بسر کرتے نہین دیکھ سکتے ایسے حاسد جب کسی کو پر اُپکار مین تن من دھن لگاتے ہوے دیکھتے ہین تو اُس کے کیرکٹر پر دھبہ لگا کے اُسکو نیچا دکھانا چاہتے ہین -

ان سب باتون پر غور کر کے اور اپنی طبیعت کو قابو مین کر کے کسی کام کے کرنے کا بیڑا اُٹھانا چاہیے - اور حاسدون کی طعن وتشنیع کا خیال نہ کرنا چاہیے - یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کم ظرفون کی باتون سے دل برداشتہ ہو کر کام نہ چھوڑ دینا

چاہیئے - کیونکہ اگر خدانخواستہ ایسا کیا گیا تو سُدھار دشوار ہو جاویگا -

زندگی کا پہلا اظہار وسعت اور پھیلاؤ ہے - اگر زندہ رہنا منظور ہے تو ہمین پھیلنا چاہیئے - اور ہر شخص سے کچھ نہ کچھ سبق سیکھنے کے لیے تیار رہنا چاہیئے کیونکہ ہر شخص کوئی نہ کوئی بڑا سبق ہمین سکھلا سکتا ہے -

منو بھگوان جو کہ ہمارے سب سے بڑے واضع قوانین ہین فرماتے ہین - کہ نیچ سے نیچ اور کمینہ سے کمینہ آدمی سے کچھ نہ کچھ اچھی بات سیکھ لو - خدمت کر کے بہشت کا راستہ معلوم کرو" ہمکو منو بھگوان کا سچا بیٹا بن کر اُنکا حکم ماننا چاہیئے -

اس وقت اگر کسی بات کی ضرورت ہے تو یہ ہے کہ ہمارے مذہب کی تمام بُرائیان دُور کر دی جائین - اور وہ ایسی قابل قبول شکل مین پیش کیا جائے کہ کسی کو بُرائی ڈھونڈھنے کا موقعہ نہ ملے - آپ کو غالباً خیال ہوگا - مین نے اپنی تقریر مین تہوارون کی درستی کی جانب اشارتاً کچھ کہا بھی تھا اُسی سلسلہ مین آپ سے کچھ اور عرض کرنا چاہتا ہون - سُنیئے اور غور کیجیئے کہ بد اعتقادیون کی وجہ سے کتنی بُرائیان ہمارے تہوارون مین گھُس گئی ہین اور اُن کی صورت کچھ سے کچھ ہو گئی ہے - آجکل ہمارے تہوار بجاے جسمانی یا روحانی نفع پہونچانے کے اُلٹے مُضر ہو گئے ہین - اُن کا حلیہ اور نقشہ اسقدر تبدیل ہو گیا ہے کہ تہوارون کی تہ مین جو اصلی غرض تھی وہ قطعی زائل ہو گئی - کہنے کو ہر ہفتہ اور ہر مہینہ کوئی نہ کوئی تہوار منایا جاتا ہے اور زندگی کا زیادہ حصہ اور بہت سا روپیہ ان کی نذر کیا جاتا ہے لیکن اگر کسی سے یہ پوچھا جاے کہ فلان تہوار کی غرض کیا ہے اور تمھین اس کے کرنے سے کیا فائدہ ملتا ہے تو جواب ندارد - اگر بہت ہمت کی تو کہہ دیا کہ صاحب بزرگون کے زمانہ سے ہوتا آیا ہے - مین کہتا ہون کہ آجکل اپنی آنکھ اور عقل سے تو کوئی کام ہی نہین لیتا سب لکیر کے فقیر ہین - مثال کے طور پر دیوالی کو لیجیے اس کو لکشمی پوجا بھی کہتے ہین - یہ تہوار

دو پہلوؤن سے دیکھا جا سکتا ہے - ایک تاریخی اور دوسرا مذہبی - اس شام کو باشندگان اجودھیا نے اپنے پیارے رام چندر جی سیتا جی اور لکشمن جی کے واپس آنے کی خوشی مین اپنے گھرون مین روشنی کی تھی آجکل بھی سری رام چندر جی ہمارے دلون پر حکومت کرتے ہین لکشمن جی اور سیتا جی آئیڈیل بھائی اور بیوی کا نمونہ ہین آج بھی ہندو قوم کا دل اُسی خوشی سے اُچھلتا ہے جس خوشی سے صدیون پہلے باشندگان اجودھیا کے دل اُچھلے تھے - یہ پہلو تاریخی ہو اور ہر ایک ہندو کو اپیل کرتا ہے - اب دوسرے یعنی مذہبی پہلو کو دیکھیئے - یہ بازار اور گلیون مین نظر نہین آتا - بلکہ گھرون مین نظر آتا ہے - لوگون کا خیال ہے کہ اس رات کی پوجا کی طاقت سے وہ لکشمی کو اپنے یہان کھینچ کر لا سکتے ہین - یہ عام روایت ہے کہ لکشمی جی اس رات کو اندھیرے مین بھٹکتی پھر رہی تھین - گاؤن کے سب گھر تاریک تھے - صرف ایک گھر مین چراغ جلتا تھا - لکشمی جی وہان داخل ہو گئین - اب بھی ہندو اپنے گھرون مین تمام رات چراغ جلاتے ہین - کیونکہ اُنکا خیال ہے کہ لکشمی جی اُن کے گھر مین آجائینگی -

غور کرنے کی بات ہے کہ آجکل ہماری نظرین سطح سے نیچے نہین دیکھتین جب مین اپنے بزرگون کی فہم و فراست کا خیال کرتا ہون جنھون نے ذرا ذرا سی باتون مین بھی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی تو میرا سر فرط ادب سے جھک جاتا ہے اور اُسی کے ساتھ جب مین اپنی قوم کی ناسمجھی کا خیال کرتا ہون جو معمولی اصول کو بھی نہین سمجھ سکتی تو میرا سر شرم سے جھک جاتا ہے - اگر پہلے کبھی اس بات مین شک بھی ہو سکتا تھا - کہ لکشمی جی چراغ والے گھر مین رہتی ہین تو موجودہ زمانہ نے اس شک کو قطعی دور کر دیا - دولت تاریکی مین نہین رہ سکتی یہ روشنی کے ذریعہ سے کھینچی جا سکتی ہے ہر شخص کی آمدنی کا انحصار اُس کے دماغ کی روشنی پر ہے - قومون کے معاملہ مین یہ اس سے

بھی زیادہ عیاں ہے۔ یعنی روشن دماغ اور تعلیم یافتہ قومین دنیاوی دولت حکومت کی مالک بن سکتی ہین۔ لکشمی جی دُنیا مین گھوم رہی ہین۔ جہاں روشنی دیکھتی ہین جاکر ٹھہر جاتی ہین۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان مین کتنا روپیہ زمین مین دفن تھا لکشمی نے وہاں تاریکی مین رہنا پسند نہ کیا اور اُن مقامات پر پہونچ گئین جہاں روشنی تھی۔ زمانہ حال نے اگر کوئی سبق ہم لوگون کو دیا ہے تو یہ ہے کہ لکشمی جی روشن گھر مین رہتی ہین۔ مہذب قومون نے اس سبق کو سیکھا اور فائدہ اُٹھایا۔ ہماری بدقسمتی ہے یہ راز ہماری سمجھ مین نہ ابھی تک آیا اور نہ اب آتا ہے۔ ہم کو اپنے دماغون کو علم کے ذریعہ سے روشن کرنے کی ضرورت ہے۔ لکشمی جی چراغ والے گھر مین آتی ہین اور جب آجاتی ہین تو خود ہی چراغ کو روشن بھی رکھتی ہین۔ ہمارے یہاں سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ یہاں اصلی چراغ (دماغ) ہی نہین ہین۔ آجکل ہم نے لکشمی جی کو بُلانے کا طریقہ یہ سمجھا ہے کہ جو تھوڑے بہت پیسے ہمارے پاس ہین۔ اُنھین بھی موم بتیون کی شکل مین جلادین اور دیوالی کی رات کے بعد ہماری دولت بجائے بڑھنے کے کسی قدر گھٹ جائے۔

جب بُرا وقت آتا ہے تو ہر چہار طرف سے آتا ہے۔ قمار بازی بھی تہوار کا لازمہ سمجھا جاتا ہے اور ہر سال کثیر تعداد ایسے لوگون کی دیکھنے مین آتی ہے جو رات مین ہار کر تمام دن اُلّو اور چمگادڑ کی طرح اپنا منھ چھپائے اپنے گھرون مین پڑے رہتے ہین۔ مین کہتا ہون کہ تہوار خوشی کا دن ہے یا رنج کا۔ ایسے بیہودہ اور لغو کام تہوار کے بہانے سے کیون کیے جائین جنکا نتیجہ تباہی و بربادی ہو۔ آج تک مجھے ایک بھی شخص ایسا نہ ملا جو یہ کہتا کہ جوئے بین مین جیتا۔ جس سے سُنا یہی کہتے سُنا کہ صاحب ہم تو ہار گئے۔ تباہ ہو گئے۔

موجودہ فلسفہ جدوجہد کا فلسفہ ہے جس مین قابلیت ہی بچاؤ کا ذریعہ ہے اس

قابلیت کا جزو اعظم تعلیم ہے لکشمی سرسوتی جی کے بس مین ہین - خود علم حاصل کرو اور دوسرون کو حصول تعلیم مین مدد دو - چراغون کی تعداد کو بڑھاؤ اور روشن کرو - اگر ہمارے دماغ ویسے روشن ہو جائین جیسے دیوالی کی رات کو ہمارے گھر ہوتے ہین تو لکشمی کی مجال نہین کہ وہ ہمارے پاس آئین صرف ہمت اور کام کی ضرورت ہے - میرے خیال مین سچی لکشمی پوجا یہی ہے -

پیارے موہن - آپ کا فرمانا بالکل درست ہے - دیکھیے کیا سے کیا ہو گیا میرا خیال ہے کہ سب تہوار اسی طرح بگڑ گئے - کیا مین دریافت کر سکتا ہون کہ سلونو کی اصلیت کیا ہے اور رکشا بندھن سے کیا مراد ہے -

ریفارمر - یہ تہوار ساون کی پورن ماسی کو ہوتا ہے - برہمن قوم کا اس تہوار سے خاص تعلق ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ زمانہ سلف مین اس تاریخ کو ہندوون کا تعلیمی سال ختم ہوتا تھا - اُس روز گروکلون کے سالانہ امتحانات کا نتیجہ سُنایا جاتا تھا کامیاب طلباء کو سارٹیفکٹ اور ڈگریان عطا کی جاتی تھین - یہ طلباء اپنی کامیابی کی خوشی مین جشن کرتے تھے - اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے تھے - اُن کے والدین یا سرپرست گروکلون کے گرو ون یا اچاریون (رشیون) کو کھانا کپڑا اور دیگر کے سامان کے لیے روپیہ دیتے تھے - گرو یا اچاریہ لوگ اپنے طلباء اور اُن کے والدین یا سرپرستون کی جسمانی - اخلاقی اور روحانی ترقی کے لیے ضروری ہدایات کرتے تھے اور ان تینون باتون کی پابندی کا عہد و پیمان اُس گرہ کے ذریعہ سے کراتے تھے جو ہاتھ کے دھاگے مین باندھی جاتی تھی - دوسرے دن سے گروکلون مین تعطیل ہو جاتی تھی اور رشی لوگ ویدون اور شاسترون کے مطالعہ مین مشغول ہو جاتے تھے -

چونکہ گروکلون کے ماسٹر و پروفیسر برہمن ہی ہوتے تھے اس لیے برہمنون کے لیے یہ تہوار نہایت شاندار تھا - افسوس ہے کہ زمانہ کی اُلٹ پلٹ سے گروکلون کا رواج

مٹ گیا۔ برہمنون سے علم جاتا رہا۔ خود غرضی کل باتون پر حاوی ہوگئی اور
یہ تہوار بھی کچھ کا کچھ ہوگیا۔ جن برہمنون کے آگے راجے مہاراجے اپنا سر جھکانا
فخر سمجھتے تھے جن کے لیے بڑے بڑے سیٹھ ساہوکار کھانا اور کپڑا اپنے سرون پر
لاد کر اُن کی کٹیون پر لے جاتے تھے آج اُن کی اولاد ڈوری یا کلاوہ ہاتھ مین
لیے ہوئے گھر گھر پیسے مانگتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ رکشا بندھن کے دن
جس شہر یا قصبہ مین آپ جائین آپ کو سیکڑون برہمن رکشا باندھ کر پیسہ
یا مٹھی بھر اناج مانگتے ہوئے نظر آئین گے۔ یہ کیسا جگر خراش نظارہ ہے مگر کوئی
دھیان بھی نہین دیتا کہ اس تہوار کی اصل کیا ہے۔

یہ اور اسی طرح کی بیشمار ایسی باتین ہین جنکی اصلاح کی ضرورت ہے۔
مگر افسوس یہ ہے کہ ہمارے یہان کے کارکنان ان باتون کی طرف دھیان بھی
نہین دیتے اگر کچھ لوگ دھیان دیتے بھی ہین تو اُنکی ساری کوششین محض زبان و قلم تک
ہی محدود رہ جاتی ہین۔ اس لیے آجکل اگر ہمین ضرورت ہے تو سچے اور مستقل مزاج
کام کرنے والون کی۔ ان کام کرنے والون مین چند صفات کا ہونا ضروری ہے
اوّل۔ یہ کہ مشکلات آجانے پر گھبرا نہ جائین۔ دوئم یہ کہ مخالفین اصلاح کا خوبی کے ساتھ
مقابلہ کر سکین۔ سوئم یہ کہ اُن کاہل وجود لوگون کی طعن و تشنیع کا خیال نہ کرین
جو محض نکتہ چینی کیا کرتے ہین اور عملی کام کرنے کے لیے کبھی تیار نہین ہوتے
چہارم کسی کام مین اپنے ذاتی مفاد کے خیال کو ملحوظ نہ رکھین۔

آپ کے لیے صرف دو راستے ہین یا تو آپ خاموش ہو کر بیٹھ جائین۔ اور
مثل اورون کے معمولی دنیاوی بکھیڑون مین پھنس جائین۔ یا اس گری ہوئی
حالت کو دیکھ کر میدان مین آجائین۔

اس مین شک نہین کہ برسون کے لکیر کے فقیرون کو بہتر اور سیدھے راستہ پر

لانے مین دقت ہوگی - کیونکہ یہ ایک قسم کا انقلاب (زبردست تبدیلی) ہوگا - جسے ہندوستان کی آب و ہوا پسند نہین کرتی - ہندوستانی دماغ تو صرف ان تبدیلیون کو قبول کرتا ہے جو حالات کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ شاہانہ چال سے ہوتی رہین - اگر آپ مین انقلاب پیدا کرنے اور اُس کے نتائج برداشت کرنے کی قوت ہو تو اس کام کو شروع کیجئے ورنہ بیکار ہے - رفتار زمانہ بدل دینا بڑی ہمت کا کام ہے ؎

لوگ کہتے ہین بدلتا ہو زمانہ اکثر	مرد وہ ہین جو زمانہ کو بدل دیتے ہین

پیارے موہن - میرے ایک دوست مسٹر سری کانت ہین - ہر طرح پر قابل اور نیک ہین - مگر ریفارم کے کامون مین اُن کی طبیعت نہین لگتی - مجھے جب کبھی گفتگو کا موقع ملا تو اُنھون نے یہی کہا کہ انسان کو ہمیشہ شانتی اور سچی راحت کی تلاش کرنی چاہیئے - اُن کی زبان سے آج تک مین نے یہ نہ سُنا کہ آیا انسان پر دوسرون کی خدمت بھی فرض ہے یا نہین - اُن کے خیال مین حصول شانتی و سرور ہی سب سے افضل شے ہے - جو حواس خمسہ وغیرہ کو قابو مین لانے سے ملسکتی ہے -

ریفارمر - لوگون کے اسی قسم کے خبط نے تو ہمارا ستیاناس کر دیا - مجھے بھی اکثر ایسے آدمیون سے ملنے کا موقع رہتا ہے - یہ نہ تو خود کچھ کرتے ہین اور نہ دوسرون کو کرنے دیتے ہین - صرف زبانی جمع خرچ سے کام لیتے ہین - اور لطف یہ ہے کہ اپنے دعوی کے ثبوت مین مستند کتابون مثلاً شریمد بھگوت گیتا سے سری کرشن جی کے اقوال کا بھی حوالہ دیدیتے ہین - میری سمجھ مین ابھی تک نہین آیا - کہ بغیر کرم کیے انسان کیونکر زندہ رہ سکتا ہے - مین نے تو جہان تک غور کیا ہے سری کرشن جی کی تعلیم یہ ہے کہ انسان کو اس دنیا مین کرم کرتے ہوے

سو برس (یعنی پوری عمر) تک جینے کی خواہش کرنی چاہیے۔ نوع انسان مین کوئی فرد بشر بھی ایسا نہین ہے جو ایک لمحہ بھی کرم سے خالی رہ سکے۔ بقاے جسم کے لیے کرم درکار ہے اور نظام عالم قائم رکھنے کے لیے بھی کرم کی ضرورت ہے۔ دنیا کرم کے بھیلا ڈہی کا نام ہے اور کرم ہی سے قائم ہے۔

آپ کو غالباً یاد ہوگا مین نے اپنی تقریر کے دوران مین کہا تھا کہ آجکل سب گرو ہی گرو ہین چیلا کوئی نہین۔ یہ بات بالکل صحیح ہے۔ ہر شخص دوسرون کیلیئے مشعل ہدایت بنا ہوا ہے۔ خود کچھ نہین کرنا چاہتا۔

جب سے کرم نہ کرنے کا غلط خیال لوگون کے دلون مین پیدا ہوگیا ہے تب ہی سے ہم پر مصیبتین نازل ہونے لگی ہین۔ میری صلاح ہے کہ آپ ان خیالی اور زبانی بکھیڑون مین نہ پڑیے بلکہ قوم اور سوسائٹی کے ایک مفید ممبر بنکر اپنا اور دوسرون کا بھلا کیجیے۔

پیارے موہن۔ کیا مین کبھی کبھی آپکے پاس آسکتا ہون۔

ریفارمر۔ شوق سے۔ مگر میرا قیام آپکے شہر مین صرف ایک ہفتہ کے لیے اور ہے اس عرصہ مین اگر آپ ملنا چاہین تو مل سکتے ہین ورنہ اس کے بعد مین دوسری جگہ چلا جاؤن گا۔

پیارے موہن۔ مین دو ہی ایک دن مین حاضر خدمت ہون گا۔

نوان باب

تین چار دن تک پیارے موہن نے سب باتون پر بخوبی غور کیا مگر کوئی راے قائم نہ کرسکا۔ اس اثنا مین اُسنے سری کانت اور نرنجن داس سے

بھی مشورہ کیا مگر کوئی مفید مطلب بات نہ نکلی۔ دل تو چاہتا تھا کہ ریفارم کا کام
شروع کردون مگر اپنے مین ہمت نہ دیکھتا تھا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی خیال
تھا کہ دوسرون کو کوئی اچھا کام کرنے کی ہدایت کرنے سے پہلے اپنی عادتون
کی درستی نہایت ضروری ہے۔ اور یہ ایک دشوار امر تھا۔ منشیات اور عیاشی
کا ترک کرنا آسان نہ تھا۔ تمام نشیب و فراز پر غور کرنے کے بعد وہ جس نتیجہ پر
پہونچا وہ قریب قریب وہی تھا جس پر زمانہ حال کے نوجوان بالعموم پہونچتے
ہین یعنی یہ کہ اپنی ذاتی آسائش کو دوسرون کی خدمت پر ترجیح دینا اور رنا خوش بننا
آج کل یہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ کسی بات سے فوراً متاثر ہوکر خیالات
مین تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور طرح طرح کے منصوبے بندھ جاتے ہین
اکثر یہ بھی ہوا ہے کہ حالت جوش مین کسی کام کی بنیاد بھی ڈالدی گئی ہے مگر
تھوڑے ہی دنون بعد ٹائین ٹائین فش پس جبکہ کسی کام کو مستقل مزاجی کے
ساتھ کرنے والے کم ہین تو اگر پیارے موہن نے بھی ایسا ہی کیا تو محل شکایت
نہین۔ اُس نے بجائے اور کچھ کرنے کے یہ کیا کہ باہر کا آنا جانا بند کردیا اور
اسی موضوع پر ہر شخص سے گفتگو کرنے لگا اور اثنائے گفتگو مین یہ ظاہر کرنے کی
کوشش کرتا رہا کہ اُسے اصلاح کے کامون مین بیحد دلچسپی ہے اور وہ بہت
جلد اپنے خیالات کو عملی جامہ پہنا دیگا۔ میعاد مقررہ کے بعد ریفارمر صاحب بھی
فیض آباد سے تشریف لے گئے اور اب پیارے موہن کا یہ خدشہ کہ ایسا نہو
وہ ملنے پر شکایت کرین جاتا رہا۔ اس لیے پہلے کی طرح وہ پھر آزادی کیساتھ
ہر جگہ آنے جانے لگا۔ ایک دن سری کانت کے ہمراہ اتفاقاً بازار گیا تو
مولوی صاحب (کتب فروش) سے ملاقات ہوگئی۔ اُنھون نے دیوان حافظ
کے بارہ مین دریافت کیا تو جواب دیا کہ ابھی تک جو کچھ پڑھا ہے سمین تو عشق حقیقی

کی جھلک نہین دکھائی پڑی - آیندہ دیکھین کیا ہو - مولوی صاحب کے اس کہنے پر کہ آپنے شاید غور سے نہ پڑھا ہوگا - پیارے موہن نے جواب دیا کہ زیادہ توجہ کے ساتھ نہ پڑھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اُس روز آپکے یہان سے واپسی کے وقت مجھے ایک ریفارمر صاحب ملگئے اُن کی باتین کچھ ایسی دل مین کھب گئین کہ مین اُن کا گرویدہ ہوگیا - مین اُن سے ملا بھی اور میرا خیال ہے کہ اصلاح کا کام سب سے بہتر ہے - اس اصلاح کے سلسلہ مین سب سے بہتر کام میرے خیال مین تعلیم نسوان کا رواج دینا اور مستورات کو مساوات کا درجہ دلانا ہے آجکل فرقہ اناث کی حالت ناگفتہ بہ ہے - اُن کو بقاے صحت کے لیے نہ تو کوئی سیر و تفریح کا موقعہ دیا جاتا ہے - اور نہ جسمانی ورزش کے ذرائع مہیا کیے جاتے ہین - وہ نہ کسی ملکی معاملات مین دخل دے سکتی ہین اور نہ اُن کے حقوق کا لحاظ کیا جاتا ہے - مجھے کوئی وجہ نظر نہین آتی کہ مردون نے کیون اُن کو پس پشت ڈال دیا ہے - اور مساوی حقوق دینے سے انکار کر دیا ہے - اب وہ پُرانا زمانہ نہین رہا - دُنیا بدلگئی اور بدلتی جاتی ہے - سیاسی انقلاب کو دیکھیے آجکل بیٹا باپ کی برابری کرتا ہے - رعایا بادشاہ بننا چاہتی ہے - عورت مرد کے برابر ہونا چاہتی ہے - ہر شخص آزادی کا شیدا ہے پھر ایسے زمانہ مین کوئی وجہ نہین ہے کہ مستورات کو مساوات کا درجہ نہ دیا جاے -

مولوی صاحب - مین آپ کی راے سے ہرگز اتفاق نہین کرتا - فی زمانہ لفظ مساوات ایسی دل خوش کن مشہور ہو رہی ہے کہ ادنے سے لے کر بڑے بڑے رتبہ والے حضرات تک اس کے فریفتہ ہین - لیکن مین نہین کہہ سکتا کہ کتنے حضرات اسکا شافی جواب دے سکتے ہین کہ مساوات کا مفہوم کیا ہے اور اس سے مقصود و مطلوب کیا ہے - کیا مساوات کے معنی وزن و مقدار مین کیفیت مین

حالت مین - مال و دولت مین - غربت و افلاس مین - صورت شباہت
مین یا قوت وضعف مین برابر ہوتا ہے - ایسا ہرگز نہین ہے کیونکہ اگر ایسا
مفہوم مساوات کا ہوتا تو نظام عالم کا شیرازہ بکھر جاتا - بلکہ اس گلدستۂ عالم کی
بندش ہی نہ ہوتی اور ہر شئے اور ہر مادہ یا عنصر اپنے اپنے مقام پر کشیدہ رہتا
کیونکہ جھکنے (میلان) سے شان مساوات مٹ جاتی - اس کے علاوہ
بلحاظ مساوات کل مخلوقات ایک ہی وقت مین پیدا ہوتی - اور ایک ہی
وقت مین ایک ہی حیثیت اور شان سے رہ کر مٹ جاتی - ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم
آتی ہے جس کو عقلا محال سمجھتے ہین -

کوئی عاقل زمانہ کی چیزون مین ایسی برابری فرض نہین کر سکتا چہ جائیکہ
ایسی برابری کی کوشش کی جائے جس سے خود ترجیح مرجوح لازم آئے جو ممکن الوقوع
نہ ہو - کیفیات زمانی وحیثیات مکانی اور مناسبات جسمانی وتعلقات روحانی
اور تغیرات انسانی مثل بڑھاپے اور جوانی وغیرہ کے ہرگز اس کی اجازت
نہین دیتے کہ سب انسان برابر ہو جائین بلکہ ایک انسان بھی ہمیشہ یکسان
نہین رہ سکتا ہے جبکہ تخلیق انسانی مین بحیثیت قوت فاعلہ اور منفعلہ
کی ضرورت کے ذکوریت و انوثیت کی ضرورت ہے جو خود مساوی نہین
ہین پھر کون سی چیز برابری کی خواہش دلاتی ہے - سمجھنے کی بات ہے کہ
اگر ایسے بے سر و پا مساوات کو فطرت چاہتی تو طبقۂ اعلیٰ بھی ادنی بننے کا
خواہان نظر آتا - حالانکہ کوئی امیر غریب بننا نہین چاہتا - اور نہ کوئی مرد
عورت بننا چاہتا ہے - البتہ بحسب خواہش ارتقا ادنے طبقۂ اعلیٰ بننے کا
خواہان ضرور ہے - اور جب ادنیٰ و اعلیٰ دونون مین یکسان خواہش نہین ہے
تو معلوم ہوا کہ ایسی مساوات کو فطرت نہین چاہتی اور نہ ممکن الوقوع ہے -

دیکھیے اگر سب مالدار ہوجائین تو کون کس کی خدمت کرے اور اگر سب (خدانخواستہ) مفلس ہوجائین تو کس کے پاس حاجت لیجائین۔ حالانکہ خالق عالم نے دنیوی شیرازہ بندی کے لیے انسان کو مدنی الطبع پیدا کیا یعنی وہ میل جول سے کنارہ کش نہین ہوسکتا۔ گویا اپنی زندگی کو اچھی طرح بسر کرنے مین میل جول کا محتاج ہے۔ پھر بھی اگر وہ بے نیازی سے دنیا مین بسر کرنا چاہے تو خلاف فطرت ہے۔ غرضیکہ جب ہر ممکن طریقہ سے مساوات کے معنی مذکور نہین بن سکتے اور طرح طرح کی خرابیان مرتب ہوتی ہین تو معلوم ہوا کہ مساوات کے یہ معنی نہین ہین بلکہ اُس کے معنی عدل فی القسمۃ کے ہین یعنی جو جس کے شایان حال ہو ویسا ہونا اصل مساوات ہے۔ جس طرح اعضاے انسان مین مساوات ہے کہ ہر عضو جہان پر مناسب تھا رکھا گیا۔ اُسی طرح افراد انسان مین بھی مساوات ہونا چاہیئے یعنی بلحاظ اپنے فرائض وضروریات اور کوشش وملحقات کے جس حالت مین وہ ہے وہی اُس کے مناسب حال ہے۔ اگر اُس کے حالات بدل دیے جائین گے تو وہ اپنے معیار مطلوب پر قائم نہ رہے گا۔

انسان ان امور کو نہین سمجھتا اور خلاف فطرت کوشش کر کے ناکامیاب رہتا ہے۔ اگر بلحاظ اصول ارتقا کوئی خوش قسمت اپنی کوشش مین کامیاب بھی ہوجاے تو کل صنف ویسی نہین ہوسکتی۔ دیکھو اگر انسان کے پاؤن چاہین کہ اُنھین جسم انسان مین سر کی یا آنکھون کی جگہ مل جائے تو بدن انسان مین انقلاب عظیم پیدا ہوجاے یہ اور بات ہے کہ کوئی انسانی خلقت خلاف عادت ہوجائے مگر عموماً وہ طریقہ مرغوب طبع نہ ہوگا۔ علماے اخلاق نے انسانون کی تین قسمین کی ہین۔ اعلیٰ۔ متوسط اور ادنے اور بغیر ان انواع ثلثہ کے

نظام عالم قائم نہین رہ سکتا - آج دُنیا کے سیاسی انقلابات ان ہی اصول کی فروگذاشت پر مبنی ہین -

کسی حکیم کا قول ہے کہ انسان آپس مین بہ حیثیت شباہت ایک دوسرے کے ہم مثل ہین - خدا نے ایک ہی اصل سے سب کو پیدا کیا - ایک ہی طرح کی شکل و صورت - ایک ہی طرح کے عادات - ایک ہی طرح کے اعضاے ظاہری و قواے باطنی - ایک ہی طرح کا ادراک و تعقل اور ایک ہی طرح کی خواہشات سب کو عطا کین -

جس طرح انسان کے ہاتھ کی سب اُنگلیان - صورت شکل - شباہت نوعیت - طرز و ادا مین یکسان ہین اور قد و قامت و حیثیات مین مختلف ہوتے ہوے بھی یکجہتی و معاونت مین کچھ فرق نہین آنے دیتین - بلکہ ایک دوسرے کو مدد دیتی ہین اور واحد الاصل ہونے کی حیثیت سے حفظ مراتب کا لحاظ کرتے ہوے سب مین اصلی عادت قائم ہے - اسی طرح اگر انسانون مین بہ حیثیت زیادتی معلومات و معارف الٰہی کا فرق رکھا جاے تو مساوات کے اصلی معنی نمایان ہو جائین جیسا کہ اُسی حکیم کا قول ہے کہ "انسان کو کچھ فضل و بزرگی نہین ہے بجز اُن لوگون کے جو اہل معرفت و علم و فضل و کمال ہین کیونکہ وہی اُن لوگون کے رہنما ہین جو اُن سے پتہ اور نشان دریافت کرین" یہ ہے مساوات اور باقی ڈھکوسلہ ہے - غور کیجیے کہ جب کتب اخلاق مین مردون اور عورتون کی صنف مین بھی فرق بتلایا گیا ہے جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے کہ ؎

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

تو عورت مرد کی ہرگز برابری نہین کر سکتی -

پیارے موہن - مین غور کرکے پھر کسی دن آپکے اعتراضات کا جواب دونگا -
مولوی صاحب - جواب دینے کی ضرورت نہین ہے - آپ ہر پہلو پر غور کرکے خود ہی اپنا اطمینان کر لیجئے اور یہی اس مسئلہ کا حل ہوگا - آجکل کے جوانون کو اکثر اسی قسم کے خیالات ستایا کرتے ہین - سمین در اصل اُنکی خطا نہین ہے بلکہ یہ تقاضائے سن ہے - مختلف باتون کا لگاؤ زیادہ تر اُس حصۂ عمر سے ہوتا ہے جسمین سے وہ شخص گذر رہا ہے - انسان چار اجزا سے پیدا ہوا ہے جنکو اربع عناصر یعنی ہوا - آگ - پانی اور مٹی کہتے ہین - زمانہ طفلی مین ہوا کا زور ہوتا ہے - شباب مین آگ کا - پیری مین پانی کا اور اُس کے بعد مٹی کا ہوتا ہے - پس اسی حساب سے عادتون مین بھی تبدیلیان ہوتی رہتی ہین عقلمند شخص وہ ہے جو اس راز کو سمجھ کر زمانہ شباب مین بھی نیک کام کرتا ہوا یادِ خدا مین مشغول رہے - عمر عزیز اور روپیہ کو بیکار کامون مین ضائع نہ کرے - اس زمانہ مین اگر کوئی جوان سلیم الطبع ہو تو اُسی کے لیے جوان صالح کا خطاب صادق آتا ہے - اس زمانہ کا محفوظ شخص قیامت تک محفوظ رہ سکتا ہے - مگر بہت دشوار ہے -
پیارے موہن - اصلاح کے کامون مین کسی خرابی کا اندیشہ نہین ہے اور نہ روپیہ کے ضائع ہونے کا خوف ہے -
مولوی صاحب - اگر کوئی اصلاح سچائی کے ساتھ کی جاے اور خراب اثر نہ پیدا کرے تو مضائقہ نہین - مگر آجکل کیا ہوتا ہے - اوّل تو سچے کام کے کرنیوالے خال خال ہی نظر آتے ہین - عام طور پر اپنی شہرت کے خواہان ہی نظر آتے ہین دوئم اصلاح کی چیخ پکار تو بہت اچھی رہتی ہے اور عمدہ عمدہ الفاظ جو عملی معنویت سے خالی ہین صرف کیے جاتے ہین - مگر میرے خیال مین تو بہت ہی کم ایسے ریفارم

ہوے ہین جو نفع رسان خلائق ہون ۔کسی دوسری قوم یا فرقہ کی عادات یا رسوم کا تتبع ہی آجکل اصلاح کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کے علاوہ نیک کامون کے بہانے سے جو روپیہ فراہم کیا جاتا ہے اُس کا بھی صحیح استعمال بہت کم ہوتا ہے ۔ پھر جبکہ صورت حال یہ ہے تو سواے تضیع اوقات و زر کے اور کیا کہا جا سکتا ہے ٥

عرض اتنی ہماری کافی ہے		آپ کو اختیار باقی ہے	

پیارے موہن ۔ آپکی حوصلہ شکن باتون نے میری ہمت کو اور بھی پست کر دیا ۔
مولوی صاحب ۔ میرا یہ منشا ہرگز نہین ہے کہ خدانخواستہ آپ ہمت ہار جائین ۔ میری غرض تو صرف یہ ہے کہ آپ کو تمام نشیب و فراز سے آگاہ کر دون اچھا مین آپ کو چند نصیحتین سوال و جواب کی شکل مین سناتا ہون ۔ اُمید ہے کہ اُن کے سُننے سے آپکے بہت سے شکوک رفع ہو جائین گے ۔

سوال	جواب
(۱) خدا سے کیا مانگنا چاہیئے ۔	(۱) اچھائی و بہتری دنیا و آخرت ۔
(۲) عمر کس شغل مین صرف کرنا چاہیئے ۔	(۲) تحصیل علم مین کیونکہ علم سے بہتر کوئی دولت نہین ۔
(۳) علم سے کیا ملتا ہے ۔	(۳) اس کا صاحب اگر ادنے ہوتا ہے اعلیٰ ہو جاتا ہے اور اگر فقیر ہوتا ہے غنی بنجاتا ہے ۔
(۴) انسان کن اعمال سے لوگون کا محبوب ہوتا ہے ۔	(۴) راست معاملگی اور شگفتہ روئی سے
(۵) کم آزاری کس طرح حاصل ہوتی ہے ۔	(۵) اپنے تئین تمام جاندارون سے کمتر و بدتر جاننے سے

سوال	جواب
(۶) یہ صفت کیونکر حاصل ہوتی ہے	(۶) علما وحکما کی صحبت کی برکت سے۔
(۷) مرد کو جان سے زیادہ کیا عزیز ہے	(۷) دیندار کے لیے دین اور بے دین کے لیئے روپیہ۔
(۸) دوست صادق کی کیا علامت ہے۔	(۸) جو نیکی مین مدد کرے اور بدی سے روکے۔
(۹) صاحب دولت کے لیے کون سا عمل بہتر ہے۔	(۹) حاجتمندون کی حاجت برلانا۔ اور مہمان سے بتواضع پیش آنا۔
(۱۰) عزت کس چیز سے بڑھتی ہے۔	(۱۰) کم گوئی سے۔ شعر تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد
(۱۱) نیک بخت کس دلیل سے پہچانا جاتا ہے۔	(۱۱) تین۳ دلیلون سے ایک۱ طلب علم دوسرے۲ سخاوت تیسرے۳ شگفتہ روئی۔
(۱۲) وہ کون شخص ہے جسمین اگر سو۱۰۰ عیب ہون کوئی نہ پوچھے۔	(۱۲) مرد سخی
(۱۳) فرزند ناخلف کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔	(۱۳) جس طرح چھوٹی انگلی کہ اگر کاٹ ڈالین درد ہو اور اگر نہ کاٹین عیب دے۔
(۱۴) صحت جسم کیونکر قائم رہ سکتی ہے۔	(۱۴) سچی بھوک مین کھانا کھائے اور جب تھوڑی بھوک باقی رہے تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لے۔
(۱۵) سب سے زیادہ نیک کام کیا ہے۔	(۱۵) مجلس علما وحکما مین بیٹھنا اور انکی صحبت سے فائدہ اٹھانا۔

سوال	جواب
(۱۶) طریقۂ زندگی اپنا کیسا رکھنا چاہیئے -	(۱۶) خوشنودی اور کم آزاری کے ساتھ -
(۱۷) وہ دو چیزین کونسی ہین کہ ایک سے زندگی بہتر ہے اور دوسری سے موت بدتر ہے -	(۱۷) زندگی سے بہتر نیکنامی ہے - اور موت سے بدتر بدنامی ہے -

عوام کا خیال ہے کہ آجکل لوگون مین بوجہ تعلیم قومی اور مذہبی احساس زیادہ پیدا ہوگیا ہے - مگر میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ جب طریقہ تعلیم ہی خراب ہے تو وہ علم فائدہ بخش کیونکر ہو سکتا ہے - فی زمانہ علم نے ہر شخص مین رعونت البتہ پیدا کر دی ہے اور ہر شخص اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنے لگا ہے واضح ہو کہ ؎

عیب است بزرگ برکشیدن خود را	وز جملۂ خلق برگزیدن خود را
از مردمک دیدہ بباید آموخت	دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را

اس نقص کی ذمہ دار وہ بیشمار کتابین ہین جو محض مخرب اخلاق ہین اور لغویات سے پُر ہین - فی زمانہ کثرت تصنیفات و تالیفات سے وہی نتیجہ مرتب ہوتا ہے - جو زمانہ قدیم مین قلّت تصنیفات سے - کثرت مشاغل اور قلّت فرصت کی وجہ سے جو ہر کاروباری زندگی مین ہر شخص کو لامحالہ ہے - ہر ملک کے ہر مستند شاعر و اہل قلم کی تصنیفات کا تفصیلی مطالعہ اگر ناممکن نہین تو دشوار ضرور ہے - اس کے علاوہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی کتاب کے مطالعہ مین اپنا وقت عزیز صرف کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر وقت محض ضائع ہوا - بعض اوقات کسی کتب فروش کی دوکان سے اکثر کتابین اُن کے دلکش نام کی وجہ سے بغیر اُن کا حُسن جانے ہوے خرید لی جاتی ہین جنکا مطالعہ فی الحقیقت مفید ہونے کے بجائے مُضر ہوتا ہے - ان وجوہ سے وسیع النظر اصحاب کو صرف مفید اور بہترین کتابوں کا

مطالعہ کرنا چاہیئے۔

سری کانت - کیا ایسی کتابون کی کوئی فہرست آپ دے سکتے ہین -

مولوی صاحب - فہرست تو میرے پاس کوئی نہین ہے البتہ چند بہترین کتابون کے نام بتلائے دیتا ہون - سُنیئے - مثنوی معنوی - کلیات خسرو - شکن ربا - دیوان حافظ - تذکرۃ الاولیا - رباعیات عمر خیام - مکتوبات شرف الدین یحیٰی منیری وغیرہ پڑھنے کے لائق ہین - ان کا مطالعہ اخلاق کی درستی اور خدارسی مین معاون ہوتا ہے - ان کتابون مین درد جگر - شوق نظر دیدۂ تر اور دل مضطر سب کچھ دیکھنے کو ملتا ہے اور اسے دنیاوی دلبستگیان بھی رفتہ رفتہ کم ہونے لگتی ہین - یہ کتابین صاف طور پر بتاتی ہین کہ :-

رباعیات

اے دل بکارخانہ دنیا چہ بستۂ	ہمچو مسافران سراجملہ خستۂ
یاران یکدگر ہمہ رفتند و می روند	از فکر زین سفر تو چہ غافل نشستۂ

اور

زاہد بہ نماز و روزہ خبطے دارد	عاشق بہ مئے دوسالہ ربطے دارد
معلوم نہ شد کہ یار سر و رکیست	ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

دیگر

دُنیا کرتی ہے آدمی کو برباد	افکار سے رہتی ہے طبیعت ناشاد
دو ہی چیزین ہین حافظ دل کی	عقبیٰ کا تصوّر اور اللہ کی یاد

آپ لوگ ان اصلاح کے کامون مین جو کہ محض نمائیشی ہین اپنا وقت عزیز رائیگان نہ کیجیے ؎

ہنسی مین گذری جسکی عمر ساری	وہی دُنیا سے چلتے وقت رو دیا

مین آپ کو ایک موٹی سی مثال کے ذریعہ سے سمجھاتا ہون کہ آجکل جتنے کام ہو رہے ہین سب مین ذاتی غرض مضمر ہے۔ ووٹ یعنی الکشن کے مسئلہ کو لیجیے۔ میونسپلیٹی کے ممبران کے الکشن کے وقت اور چھوٹی و بڑی کونسلون کے لیے آنربل ممبران کے انتخاب کے وقت بیشمار امیدوار ہوتے ہین۔ اور کثرت رائے یعنی ووٹ کے غلبہ سے اُن کی قسمت کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اب دیکھیے کہ ہونا در اصل تو یہ چاہیے تھا کہ پبلک کسی قابل و معتمد شخص کو منتخب کر کے اُس سے درخواست کرتی کہ آپ کونسل مین یا میونسپل بورڈ مین ہمارے نمائندہ بن کر جائیے اور ہماری بہتری کے کام کیجیے۔ اگر وہ راضی ہو جاتا تو فبہا ورنہ بہت سے لوگ اُس پر دباؤ ڈالتے اور اُس بہمہ صفت موصوف شخص کو بورڈ یا کونسل مین جانے کے لیے مجبور کرتے۔ اس کے برخلاف ہوتا یہ ہے کہ امیدوار صاحب خود ہی اپنے آپ کو پیش کرتے ہین اور اپنے خیالات کی جولانی اور زبان کی پاکیزگی سے اپنی لیاقت کا اظہار کرتے ہین اور درخواست کرتے ہین کہ ووٹ اُن ہی کو دیے جاوین۔ غور کرنے کی جا ہے کہ خودستائی سے بڑھ کر عیب نہین۔ جو شخص اپنے مُنھ میان مٹھو بنے عاقل اُس کو بے وقوف کہتے ہین۔ پس ایسے امیدوار کی ذاتی قابلیت کا اندازہ تو اُسی وقت ہو جاتا ہے جب وہ خود ہی اپنی تعریف کرتا ہے۔ مین پوچھتا ہون کہ وہ کونسا جذبہ ہے جو اُنھین بورڈ یا کونسل کی طرف کشان کشان لیے جا رہا ہے۔ اور جس کے لیے وہ کافی روپیہ بھی برباد کرتے ہین۔ اگر ذرا بھی غور کیا جائے تو پتہ لگ جائیگا کہ شہرت۔ نیکنامی۔ خطابات یا حکام رسی وغیرہ کی ہوس ہی۔ انھین ایسا کرنے کے لیے مجبور کرتی ہے کیونکہ بلا سبب کوئی بات نہین ہوتی۔ کہتے ہین کہ کسی بنیئے کا لڑکا چار پانچ روپیہ کا گھی ایک

ہانڈی مین رکھکر سر پر لیے جا رہا تھا - راہ مین اُسے ایک اشرفی پڑی ہوئی
دکھائی دی - اُس نے اُٹھانا چاہا - مگر آنے جانے والون کی وجہ سے مجبور تھا -
آخر اُس نے کچھ سوچ کر وہ گھی کی ہانڈی سر سے گرا دی اور گرے ہوئے گھی کے
بہانہ سے اشرفی بھی اُٹھالی - کچھ آدمیون نے اُس کے باپ سے جاکر شکایت کی
کہ تمھارے لڑکے نے سڑک پر گھی گرا دیا - بنئیے نے دل مین سوچا کہ میرا لڑکا کوئی
کام بلا کسی خاص وجہ کے نہین کریگا - اور گرا بھی ہوگا تو کسی نہ کسی گون سے - جب
لڑکا مکان پر آیا - تو اُس نے حال دریافت کیا - لڑکے نے سب واقعہ
کہہ سُنایا اور کہا کہ زیادہ سے زیادہ ۸ کا گھی خراب ہوا ہوگا - مگر اُس کے عوض مین
ایک اشرفی ہاتھ لگی - بنئیے نے اُسکی تعریف کی اور کہا کہ یہی کرنا چاہیئے تھا -

بس یہی حال الکشن کا بھی سمجھ لیجیئے - اگر امیدوار اپنا وقت اور روپیہ ضایع
کرتا ہے تو کسی نہ کسی گون سے - اس سے یہ مراد نہین کہ صدق دل اور قوم پرست
لوگون سے دُنیا خالی ہے نہین ایسا نہین ہے - ایسے لوگ بھی بورڈ یا کونسلو مین
جاتے ہین مگر اُن کے انتخاب مین اُن کی گردیدگی اور ووٹرون کا گریز دیکھنے
مین نہین آتی - اُنکا معاملہ تو بالکل آئینہ کی طرح صاف رہتا ہے جس کا جی
چاہے ووٹ دے اور جسکا نہ چاہے نہ دے -

اس طرح پر کل باتون کو قیاس کر لیجیئے - مین پھر دھراتا ہون کہ وہ اصلاح
جو درحقیقت ملک و قوم کے لیے مفید ہو اور جس کی تہ مین ذاتی غرض نہ پوشیدہ
ہو - کی جا سکتی ہے - مگر عام طور پر نہین - فضول دُنیاوی جھگڑون مین پڑ کر
اپنی عاقبت خراب کرنا سراسر غلطی ہے - قانونی جرائم کی سزا تو کچھ عرصہ تک
ایک شاندار لوہے کی دروازہ والی چہار دیواری مین رہنے کے بعد ختم ہو سکتی ہے
مگر اخلاقی جرائم کی سزا محض ضمیر کے ملامت کرنے تک ہی محدود نہین رہتی بلکہ

زندگی کی دوسری منزل مین جہنم کے دہکتے ہوے انگارون سے سامنا کرنا پڑتا ہے اور اُس وقت وہ بتاتے ہین کہ اخلاقی اور مذہبی جرم کا حشر کیا ہوا کرتا ہے۔
جس نے اپنے آپ کو دھوکا دیا اسکی برابر بدقسمت انسان دوسرا نہین ہے۔ ایسے شخص کو زہد۔ اتقا۔ ریاضت۔ نماز یا روزہ کسی شئے سے بھی فائدہ نہین ہو سکتا۔

گیرم کہ تمام مصحف از بر داری	آنرا چہ کنی کہ نفس کافر داری
سر را بہ زمین چہ می نہی وقت نماز	آنرا بہ زمین بنہ کہ در سر داری

روایت ہے کہ ایک صاحب نے اپنے نوکر کو ایک چھڑی دی اور مذاقاً یہ بھی کہہ دیا کہ جو شخص تجھ سے زیادہ بیوقوف ہو اُس کو یہ چھڑی دیدینا۔ جب آقا کا وقت رحلت قریب آیا اور بیمار ہوے تو نوکر نے دریافت کیا کہ حضور کا مزاج کیسا ہے۔ کہا کہ بس اب ہم رخصت ہوتے ہین اور بڑے دور دراز سفر کو جاتے ہین جہان سے پھر واپس نہ ہون گے۔ نوکر نے کہا کہ جب حضور کبھی تھوڑی دور بھی دورہ پر جاتے تھے تو کچھ نہ کچھ زاد راہ ہمراہ لے جایا کرتے تھے۔ کیا اس دفعہ کچھ سامان نہ لے جائیے گا۔ کہا ہان۔ سامان تو کچھ نہین کیا گیا اور نہ وہان سامان کی ضرورت ہے۔ وہ نوکر چلا گیا۔ چھڑی اُٹھا لایا اور آقا سے کہا اس کو لے لیجئے۔ آپ سے زیادہ بیوقوف کون ہوگا۔ جس نے اتنے بڑے سفر کے لیے کچھ توشہ نہ لیا۔ اور پھر یہ کہتے ہو کہ وہان توشہ کی ضرورت نہین۔

اتنا کہہ کر مولوی صاحب چُپ ہو گئے اور تھوڑی دیر تک دونون جانب بالکل خاموشی رہی۔ سلسلہ کلام کو منقطع دیکھ کر اور مولوی صاحب کی باتون سے اُکتا کر گفتگو کا پہلو بدلنے کے لیے پیارے موہن نے کہا کہ کیا یہ رباعیات جو آپنے سُنائی ہین اُن ہی کتابون کی ہین جنکے نام ابھی آپنے بتائے ہین۔ یا دوسری کتابون کی ہین۔ شعر تو یون ہی تاثیر کلام کی جان ہوتا ہے۔ مگر آپ کے اشعار تو

خاص طور پر عمدہ ہین۔

مولوی صاحب - ہان اُن مین کے بھی ہین اور باہری بھی ہین۔ شعر کی خاصیت ہے کہ وہ عمدہ پیرایہ مین قوت متخیلہ کو ابھارنے مین معاون ہوتا ہے۔ کسی بات کے سمجھانے مین جہان نثر کے ذریعہ سے انسان اپنے مافی الضمیر کو شرح و بسط کے ساتھ ظاہر نہین کرسکتا وہان اُسی مضمون کو مختصر نظم کے ذریعہ سے دوسرون کے ذہن نشین کراسکتا ہے۔ چونکہ شاعری کو جذبات سے تعلق ہے اس لیے تاثیر اُسکا عنصر ہے۔ یہ ہر قسم کے جذبات کو مشتعل و برانگیختہ کردیتی ہے اس لیے رنج۔ خوشی۔ استعجاب۔ حیرت مین جو اثر ہے وہی شعر مین آجاتا ہے۔

پیارے موہن - مین خود تو شاعر نہین ہون لیکن مین شاعری پر جان دیتا ہون شعرا کا کلام پڑھنے اور سُننے کا ہمیشہ مشتاق رہتا ہون۔

مولوی صاحب - فطرتاً ہر شخص کا دل کسی نہ کسی حیثیت سے شاعری کا جولانگاہ ہے کوئی شاعرانہ جذبات سے صرف متاثر ہوکے رہ جاتا ہے کوئی کلام موزون کے ذریعہ سے اُن کا اظہار بھی کرتا ہے۔ میرے نزدیک دونون شاعر ہین۔ ایک شاعر آنہ تاثیرات کو اپنے دل تک محدود رکھتا ہے۔ اور دوسرا اورون کو بھی متاثر بناتا ہے پہلی صورت وہبی ہے۔ اور دوسری اکتسابی۔

سری کانت - شعر و شاعری کی ماہیت و تاثیرات کے بجاے مین آپکی زبان مبارک سے کچھ مزید ہدایات سُننا چاہتا ہون۔ جو مجھ الیسون کے لیے مفید ہون۔

مولوی صاحب - ہمیشہ نیرنگی عالم کا خیال رکھو۔ دنیاوی فکر دل پر غلبہ کرنے پاوے۔ شرم و حیا کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ دنیاداری کی رسمیات کو ضرور برتو اور اپنی کمائی کا کچھ حصہ اُس وقت کے لیے پس انداز کرلو جب بدن مین چلتے ہوے خون کی روانی مدھم پڑجائیگی۔ اور دست و بازو مین زور نہین رہیگا۔ یہ جوانی کا کمایا

ہوا اور یہ ہی ہوتا ہے جس کی بدولت آخری زندگی کے چند نفوس بغیر کسی کی دستگیری کے باآسانی گذر جاتے ہین۔

نیرنگی عالم۔ اگر خداوند کریم کی مدد سے کسی کا زمانہ موافق ہے تو اُس کو یہ خواب مین بھی کبھی خیال نہ کرنا چاہیے کہ اُسکا زمانہ ایسا ہی رہے گا۔ شعر

ہر کمالے را زوالے ہر بہارے را خزان	وائے از نیرنگی عالم کہ ہست اندر جہان

زمانۂ عروج نہایت خوشنما زمانہ ہوتا ہے۔ اس زمانہ مین جو فعل کیا جاتا ہے نہ اپنے کو برا معلوم ہوتا ہے۔ نہ دوسرے وابستہ لوگ برا معلوم ہونے دیتے ہین۔ اس زمانہ مین شیطان کو اشتعال دینے کا موقع خوب ہاتھ آتا ہے۔ صاحب عروج کی بے تکی رائے کو لوگ ایک چلتے ہوے بیرسٹر ائٹ لا کی رائے پر فوق دیتے ہین۔ خوراک کی زیادتی ہی کیون نہ ہو مگر دولت پرستون کی یہ رائے ہوگی کہ حکیم صاحب سے نسخہ اشتہا لکھوائیے ضرور کچھ حرارت رہتی ہے۔ ورنہ غذا مین کمی کیسی۔

برخلاف اس کے جب زمانہ ادبار آتا ہے تو باپ کی بیٹے کے ساتھ، خادم کی مخدوم کے ساتھ۔ رئیس کی دولت پرستون کے ساتھ مفارقت ہوجاتی ہے اُسوقت خوبصورت بدصورت معلوم ہوتا ہے لائق نالائق نظر آتا ہے اور دوست دشمن خیال کیا جاتا ہے۔ اس لیے عقلمند انسان وہی ہے جو دونون حالتون مین یکسان طور پر مستقل مزاج رہے اور اس شعر کو آب زر سے لکھ کر اپنی خوابگاہ مین بطور وصلی کے لگا دے۔ شعر

کہ آن خلیل بنا کرد و این خدا خود ساخت	دلا طواف دلے کن کہ خانۂ مخفی است

دنیاوی فکر۔ اگر کسی وقت دنیاوی فکر غالب ہو تو پریشان نہ ہونا چاہیے

کبھی دل کو کرے مت اپنے مضطر رکھے پھر فضل پر اللہ کے جی	اگر دنیا کی ہو کچھ فکر دل پر جو ممکن ہو کرے تدبیر اُس کی

مصیبت مین کبھی ہونا نہ بیدل	کہ ہوتا کچھ نہین ہے اس سے حاصل
نظر رکھو خدا پر اپنی ہر دم	کسی کا قول ہے مشہور عالم
درین دنیا کسے بے غم نباشد	اگر باشد بنی آدم نہ باشد

اس کے علاوہ۔

رباعی

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا	ہم کیا ہین جو کوئی کام ہمسے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے	جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

شرم۔ یہ انسان وحیوان کی شناخت کے لیے تھرمامیٹر کا کام دیتی ہے اس آلہ کی ضرورت ایمان سے متعلق ہے جیساکہ الحیاء من الایمان مین بتایا گیا ہے۔ یہ عورتون کیلئے قیمتی زیورات سے اعلیٰ درجہ کا زیور ہے اور مردون کی جملہ زیبائش سے اول درجہ کی زینت ہے جب یہ ہمارا ساتھ دیگی تو ہم ہر خوشنما فعل کو قبول کرلین گے اور جب اس سے واسطہ نہ رکھین گے۔ تو جس قدر رذیل ہون کم ہے۔ عورت یا مرد باحیا کوئی فعل ناشائستہ کرہی نہین سکتا۔

دنیاداری۔ دُنیاداری نقد سودا ہے۔ ایک ہاتھ سے دو دوسرے ہاتھ سے لو۔ اگر آپ میرے شریک ہون گے تو مجھے بھی بمقتضاے حیا و بشریت تامل ہوگا اور اگر مین چوکا تو پھر بھلا آپ کیون معاف کرنے لگے۔ لہذا دنیا مین رہکر دنیاداری امر ضروری ہے۔

میری تمام باتون کا منشا صرف یہ ہے کہ انسان خود پرستی اور ظاہر داری کو چھوڑ کر سچائی۔ نیک نیتی اور اپنے مذہبی احکام کی پابندی کرتا ہوا اس دنیا مین زندگی بسر کرے۔ یہی نجات کا سچا راستہ ہے۔

دسواںؔ باب

اس واقعہ کے بعد کئی دن تک سری کانت فیض آباد نہ آیا۔ اور اس عرصہ مین کوئی بات ایسی نہ ہوئی جو قابل ذکر ہو۔ ایک دن شام کے وقت وہ آیا اور یہ ٹہلتا ہوا پیارے موہن کے مکان کی طرف گیا۔ اُسکا کمرہ کھلا ہوا تھا کئی ہم پیالہ وہم نوالہ دوست بیٹھے ہوے تھے۔ وہسکی و برانڈی کا دور چل رہا تھا۔ خوش گپیان ہو رہی تھین۔ قہقہے لگ رہے تھے۔ یہ حال دیکھ کر سری کانت نے آنکھ بچا کر نکل جانا چاہا مگر پیارے موہن کی نظر پڑ گئی۔ فوراً باہر آکر ہاتھ پکڑ لیا اور اندر لے گیا۔ سری کانت کے لیے یہ دُنیا بالکل نئی تھی۔ ایک جانب خاموش بیٹھ گیا۔ پیارے موہن نے لوگون سے تعارف کرایا۔ سب نے ان کو بھی شریک محفل کرنے کی کوشش کی۔ مگر یہ بندۂ خدا ٹس سے مس نہ ہوا۔ لوگ مجبور ہو کر اِن کو اِن کے حال پہ چھوڑ کر پھر اپنے شغل مین مصروف ہوے۔ یہ تھوڑی دیر تک بیٹھا دیکھتا رہا۔ مگر جب چلنے کا ارادہ کیا۔ تو پیارے موہن نے نہ جانے دیا اس لیے چار و ناچار اُسے بیٹھنا پڑا۔ آدھی رات گئے تک یہ ہڑبونگ مچا رہا۔ اور اُس کے بعد ایک ایک کر کے سب کھسک گئے۔ جب صرف پیارے موہن اور یہ رہ گئے تو پیارے موہن نے نہایت استعجاب سے انکی طرف دیکھ کر کہا۔ کہ آپ بھی بس عجب قماش کے آدمی ہین۔ ہمارے دوستون کی دلشکنی کی۔

سری کانت۔ کیونکر۔

پیارے موہن۔ آپنے اُنکا کہنا نہ مانا۔

سری کانت۔ چہ خوش۔ کوئی شخص کوئین مین گرنے کو کہے اور اگر مین گر کر ن

تو اُس کی دلشکنی سمجھی جائے گی۔ اتنے دنون سے میرا آپکا ساتھ ہے اور کئی بار آپ مہاتماؤن سے بھی مل چکے ہین۔ مگر یہ بُری عادتین آپنے نہ چھوڑین۔ سخت افسوس کا مقام ہے۔ غور تو کیجیے کہ دُنیا کا بندہ ہونا کہان تک درست ہے خدا کی دی ہوئی دولت کو بیجا صرف کرنے سے کیا ملیگا۔ کبھی آپنے یہ بھی سوچا ہے کہ آپکے محلہ مین کتنے ایسے مصیبت زدہ ہین جنکو ایک وقت بھی پیٹ بھر کھانا نہین نصیب ہوتا ہے اور نہ اُن کے پاس تن ڈھانپنے کو کپڑا ہے کیا آپ یہ سمجھتے ہین کہ ان مصیبت کے مارون کے حقوق آپ پر نہین ہین۔ یاد رکھیے وہ دن آئیگا جب آپسے حساب لیا جائیگا اور آپسے سوال ہوگا کہ ؎

کبھی امداد دی تونے کسی بیکس بیچارے کو	سخی بنکر دیا کچھ تونے مفلس کے گدا ایسے کو
تسلی دی کبھی تونے کسی آفت کے مارے کو	کبھی تونے سہارا بھی دیا ہے بے سہارے کو

شریکِ دردِ دل ہوکر خبر لی بے نواؤن کی
لگی ہے چوٹ بھی دل پر صدائے سنگ گداؤن کی

شریکِ درد و غم ہو کر کسی کا دکھ بٹایا ہے	مصیبت مین کسی آفت زدہ کے کام آیا ہے
پرائی آگ مین پڑکر کبھی دل بھی جلایا ہے	کسی بیکس کی خاطر جان پر صدمہ اُٹھایا ہے

کبھی آنسو بہائے ہین کسی کی بد نصیبی پر
کبھی کچھ ترس کھایا تونے مفلس کی غریبی پر

کسی برگشتہ قسمت بینوا کی دلنوازی کی	کبھی کے خندۂ زخمِ جگر کی چارہ سازی کی
کسی کے واسطے غم مین گھُلا کیا جانگدازی کی	اگر تھا صاحبِ توفیق۔ کیا بندہ نوازی کی

سُنا کب کان دھر کر نالۂ غم بینواؤن کا
رہا ہر حال مین تو شیفتہ اپنی اداؤن کا

اُس وقت آپکی زبان گنگ ہو جائے گی۔ اور آپ انتہا درجہ کی بیکسی کی تصویر

نے ٹکڑے ہون گے - اُس روز کے لکچر نے تو آپ پر بہت کچھ اثر کیا تھا - اور آپنے جوش مین آ کر یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ریفارم کا کام کرونگا - مین پوچھتا ہون کہ کیا یہی ریفارم آپ کر رہے ہین -

پیارے موہن - ابھی اس وقت تو خاموش ہو جائیے - جب جیسا موقع ہوتا ہے ویسی بات کہی جاتی ہے - کہنے اور کرنے مین بڑا فرق ہوتا ہے -

سری کانت - خیر آپ کا خیال آپکو مبارک رہے - مگر بحیثیت ایک دوست کے میرا فرض ہے کہ آپ کو بری صحبت سے بچانے کی کوشش کرون - بھرتری جی نے فرمایا ہے کہ ہزارون درندون کے درمیان نہایت خطرناک پہاڑی مقامون مین رہنا اچھا ہے مگر بے وقوف یا بد صحبت انسان کے ساتھ اندر کے اکھاڑے مین بھی رہنا بُرا ہے - بُرے آدمیون سے دوستی رکھنے مین یا بُری صحبت مین بیٹھنے سے اگر ایک لاکھ روپیہ بھی روز ملتا ہو تو بیکار ہے -

پیارے موہن - ابتو ان دوستون سے قطع تعلق ناممکن ہے -

سری کانت - آپ کا فرض ہے کہ آپ ایسے شرابی - کبابی اور عیاش لوگونکی صحبت ترک کر دین اور ساتھ ہی اُن کو بھی راہ راست پر لانے کی کوشش کرین اگر آپ فوراً ایسا نہین کر سکتے تو رفتہ رفتہ اُن کے خیالات مین تبدیلی پیدا کیجیے - نیک انسان کا یہ بھی فرض ہے کہ گنہگار سے پرہیز نہ کرے بلکہ اُس کے گناہون کو دور کرے - کتنا ہی بڑا گنہگار کیون نہ ہو - اگر کوئی سچا اعدیا کبا زانسان اُسے سمجھانا چاہے تو راہ راست پر لا سکتا ہے - کیونکہ ہر حالت مین گنہگار انسان کمزور ہوتا ہے - گناہ اس کو کمزور کر دیتے ہین -

اس بُری صحبت سے آپ کی زندگی مین گھُن لگ جائیگا - اور روحانی ترقی تو الگ رہی آپ اُلٹے اور ہی بلاؤن مین گرفتار ہو جائین گے - انسانی زندگی ایک

ایسا بے بہا خزانہ ہے کہ دنیا مین کوئی چیز اُس کی ہم قیمت نہین ہے - ہر ذی روح اپنے آپ کو دنیا بھر کی دولت اور زمانہ بھر کے جاندارون سے بڑھ کر سمجھتا ہے - اگر کسی ایسے انسان سے جو کسی نہایت سخت بیماری مین مبتلا ہو یہ کہا جائے کہ اگر وہ اُس وقت مرجائے تو اس موجودہ تکلیف کے چھوٹ جانے کے علاوہ اُس کو بہشت کا لطف بھی ملیگا تو وہ کسی حالت مین بھی اپنی عزیز جان کو خواہ اُس کے سبب سے اُسے کتنی ہی تکلیف مل رہی ہو آیندہ راحت کے لیے خواہ وہ کتنی ہی ہو کھونا پسند نہین کریگا - گو جس وقت اُسے بہت تکلیف ہوتی ہے تو یہ ضرور کہتا ہے کہ اس جینے سے تو مرجانا بہتر ہے لیکن موت اگر سچ مچ آجائے تو شاید وہ شخص ڈر کر موت کی خوشامد کر کے اُس سے واپس جانے کی درخواست کریگا - تکلیف مین ایسا کہنے کی وجہ غالبًا یہ ہے کہ یا تو اسے مر کر بھی تکلیف سے چھوٹنے کا یقین ہی نہین ہے یا بار بار مرنے کی دعا مانگنا صرف تکلیف کو دور کرنے کے لیے ایشور کو ڈرانا ہے - اور بس -

پیارے موہن - تو ان باتون سے میری صحت مین کون سے نقص واقع ہوگئے

سری کانت - خدا نہ کرے - ابھی جوان تندرست ہو اس لیے نہین معلوم ہوتا - مگر کچھ دن بعد یہ بُری صحبت رنگ لائے بغیر نہ رہے گی - بُرے آدمیونکا ساتھ ایک نہ ایک دن ضرور غارت کرتا ہے - مین آپ کو ایک چشم دید واقعہ سُناتا ہون جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ صحبت بد کا اثر کیسا ہوتا ہے - ایک شخص مرض جذام مین جو قریب قریب لاعلاج ہوگیا تھا - مبتلا تھا اور اس کی حالت اتنی خراب ہوگئی تھی کہ وہ خود ہی اپنے جسم سے متنفر تھا - زخمون مین کیڑے پڑ چکے تھے مثل مشہور ہے کہ مصیبت مین کوئی کسی کا ساتھ نہین دیتا - چنانچہ تمام یار دوست خویش و اقارب جو اُس کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کو تیار رہتے اُس کی حالت زار

دیکھ کر الگ ہو گئے - اس حالت مین اس بدنصیب شخص نے گنگا جی جانے کی ٹھانی اور وہان پہونچ کر جو کچھ پاس تھا - سب کھا گیا - اور اب اس کو اپنی بیماری سے بڑھ کر کھانے کی فکر لاحق ہوئی - کوئی آدھی رات کا وقت ہو گا کہ گنگا کے کنارے بیٹھا اپنی جان کھونے پر آمادہ ڈوبنے کی فکر کر رہا تھا - تھوڑی دیر کچھ سوچ بچار کے پانی کی طرف رینگا - ابھی وہ گہرے پانی مین نہین گیا تھا کہ واپس آ گیا اور پھر زار و قطار رونے لگا - اس کی حالت دیکھ کر ایک رشی نے جو سب واقعہ دیکھ رہا تھا نزدیک آ کر ڈھارس بندھائی - اور بعد تحقیق حال اُس سے کہا کہ کچھ فکر نہ کرو اب سمجھ لو کہ ایشور کچھ اچھا کیا چاہتے ہین - ۶

درد کا حد سے گذرنا ہے دوا ہو جانا

اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایشور نے مجھے تمھارے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ مین تمھارے معالجہ مین مدد دون - مگر یہ تو بتاؤ کہ اس ناپائدار زندگی کی حد سے زیادہ کیون فکر کرتے ہو - ایک نہ ایک دن تو مرنا ہی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری آہ و زاری تکلیف کے دور کرنے کے لیے نہین ہے بلکہ زندگی کے ہاتھ سے نہ جانے کیلئے ہے اگر صرف تکلیف ہی دور کرنے لیے ہوتی تو تم با آسانی اس کو ختم کر دیتے اور گنگا جی مین جا کر واپس نہ آتے - یہ سُنکر وہ دُکھیا مگر راستباز (شاید ایسے وقت سب ہی راستباز ہو جاتے ہین) شخص نے کہا کہ آپکا فرمانا بجا ہے - دنیا مین کوئی ایسا دُکھ نہین جس کو انسان بخوشی نہ برداشت کرے بشرطیکہ اُسے جان جانے کا خوف نہ ہو - جان ہی کا خوف مختلف دُکھون کی شکل مین ہمارے سامنے آتا ہے - یہ سُنکر رشی نے دریافت کیا کہ بھلا زندگی مین کون سا ایسا لطف مخفی ہے جس کے لالچ مین آ کر انسان نت نئے اور ایک سے ایک بڑھ کر انتہائی تکلیف و ایذا کو بھی خاطر مین نہین لاتا اور تم جو اس وقت آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہو - بھلا بتلاؤ تو اب تک

تم نے اس زندگی مین کیا سیکھا - اور آیندہ کون سی چال چلوگے کہ اس مکڑی کے جال سے اپنے کو بچا سکوگے - کسی مہاتما نے کہا ہے کہ جسم دکھون کے رہنے کی جگہ ہے - بفرض محال اگر ابکی بچ بھی گئے تو روز نئے نئے دُکھ شاید موجودہ دکھون سے بھی بڑھکر تمھارے انتظار مین ہون - اس لیے بکرے کی مان کبتک خیر منائیگی -

بجواب اس کے اُس مصیبت زدہ انسان نے ایک سرد آہ کھینچی اور کہا کہ اے مہاتما - اگر ابکی بار جان بچ جاے تو مین وہ کام کرونگا جس سے موت پر فتح حاصل کرون - زندگی ایک بیش بہا خزانہ ہے لیکن ناسمجھ انسان اسکو بیکار کھو دیتا ہے جیسا کہ مین کھو چکا ہون - اب مجھے یہ حقیقت معلوم ہوئی ہے کہ دونون جہان مین کوئی ایسی شے نہین ہے - جو کوشش کرنے سے انسانی زندگی کے طفیل مین نہ حاصل ہو سکتی ہو -

خدا کی قدرت کہ تھوڑے ہی دِنون مین اُس مریض کو صحت ہوگئی اور پہلے کی سی حالت ہوگئی - بلکہ پہلے سے بھی اچھی طرح کھانے کمانے لگا - اور چونکہ کچھ دنون اُس نے نہایت دیانتداری اور اعتدال سے کام لیا اس لیے کسی قدر روپیہ بھی اُس کے پاس جمع ہوگیا اور رفتہ رفتہ اُسکا شمار شہر کے رئیسون مین ہونے لگا -

ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ خوش نصیب انسان اپنے پُرانے یارون مین بیٹھا تھا جو اب پھر جمع ہوگئے تھے - ایک نے کہا کہ یار آجکل تو تم بڑے پارسا بنے رہتے ہو - دوسرا بولا - سٹر چوہے کھا کے بلّی حج کو چلی - تیسرے نے کہا اب دولتمند ہوگیا ہے نا کنجوس کو روپیہ جمع کرنے سے کہان فرصت - علیٰ ہذا القیاس سب اپنی اپنی کہہ رہے تھے - مگر اُسے اپنے قول کا پاس تھا - کچھ دنون تک تو اُن کے کہنے کا کچھ اثر نہ ہوا - لیکن انسان بُری صحبت مین رہے اور اعمال نیک کا دعوےٰ بھی کرے یہ غیر ممکن ہے غرضکہ بُری صحبت پھر رنگ لائی - پھر دور پر دور چلنے لگا - اور یاران بیوفا نے

اُس آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے کو خوب ہی جھانسے دیے - ہر وقت ننھی جان
چُنی جان وغیرہ کی صحبت گلے کا ہار رہنے لگی - اُسکا نصیبہ سرہانے کھڑا یہ حال
دیکھکر ہنس رہا تھا - خویش واقارب اُسکو اپنا اقرار یاد دلا دلاکر بہت سمجھاتے تھے -
مگر اُس کی سمجھ مین ایک بات نہ آئی - ع یہ وہ نشہ نہ تھا جسے ترشی اُتارتی -

نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ دنون بعد اُسی موذی مرض نے جس سے کہ خدا خدا کرکے رہائی ملی تھی
پھر آدبوچا - اور ابکی بار اُسکا اثر ایسا ہوا کہ اُس بدکردار شخص کی حالت بدترین
ہوگئی - مگر کسی کو کیا غرض تھی کہ ایسے وقت مین بھی شریک ہوتا - سچ ہے جسنے اپنے
آپ کو خود ہی نہ پوچھا تو دوسرے کو کیا غرض پڑی ہے کہ اُسکا ساتھ دے مال و دولت
سب بیماری چٹ کر گئی - ریاست - جاہ و حشمت سب خاک مین ملگئی - یاران بدسلیقہ
جو گُڑ پر چیونٹیون کی طرح آ چمٹے تھے تقدیر کا طمانچہ لگا دیکھکر کنارے ہو گئے -
اُس وقت اُسکا ساتھ دینے والی تین۳ چیزین تھین - ایک کا نام بیماری جان
دوسری کا ناداری جان - تیسری کا اپنی جان جوان سب مین زیادہ تکلیف
دینے والی تھی - لیکن پھر بھی اپنی دو۲ بہنون کی خدمت کے لیے لونڈی کی طرح
حق وفاداری ادا کرنے کو موجود تھی - مگر یہ سب عورت ذات - یہ اور اُلٹا رونا
تھا - گو بیچارہ اپنے سے زیادہ اُنکی فکر کرتا تھا مگر لاحاصل - الغرض وہ ایک عذاب
مین مبتلا ہوگیا - اور مجھ مین طاقت نہین جو یہ بیان کر سکون کہ اُس بدنصیب کا
کیا حشر ہوا - اور اقرار سے پھر جانیکا سودا کس قدر گران پڑا -

اسمین ذرا بھی شک نہین کہ دنیا بھر کے عالمون - مہاتماؤن اور فلاسفرون
نے انسانی زندگی کو سب سے افضل مانا ہے - اگر تمام دُنیا ترازو کے ایک پلڑے
مین رکھدی جائے - اور انسانی زندگی دوسرے پلڑے مین تو دوسرا ہی پلڑا
بھاری ہوگا - مگر اس کی تمیز کے لیے اور ہی دماغ کی ضرورت ہے - واقعی اعلیٰ

زندگی بنانے کے لیے انسان کو نہایت افضل کام کرنے چاہئیں۔ اور افضل کام وہ ہین جنکا ذکر ویدون اور دنیا بھر کی مذہبی کتابون مین کیا گیا ہے۔

سری کانت کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ اتنے مین ملحق کمرہ کا دروازہ کھُلا۔ اور ایک نازنین مُسکراتی ہوئی اُن کے پاس آکر کھڑی ہوگئی۔ اُس کے بالون مین قیمتی بیلے کا تیل پڑا ہوا تھا۔ اور شربتی کُرتی پر نایاب عطر ملا ہوا تھا۔ آتے ہی سارا کمرہ مہک اُٹھا۔ اُسے دیکھکر سری کانت کے اوسان خطا ہو گئے۔

پیارے موہن نے اُن کی بیچینی دیکھ کر کہا کہ ڈرنے کی کوئی وجہ نہین ہے۔ یہ بھی آپ کی طرح انسان ہی ہین۔ قریب ۱۵ منٹ کے بعد سری کانت کے مزاج کی کیفیت ٹھیک ہوئی۔ اُس نے اپنی طبیعت کو بہت کچھ روکا اور پوچھا کہ یہ نیکبخت کون ہین اور یہان کیون آئی ہین۔

پیارے موہن۔ یہ ایک شریف خاندان کی عورت ہین۔ انکا نام موہنی ہے غم غلط کرنے کے لیے آئی ہین۔

سری کانت۔ یہ پہلا موقع ہے یا اس سے پہلے بھی کبھی آئی ہین۔

پیارے موہن۔ اکثر آجایا کرتی ہین۔ انکا قصّہ نہایت دردناک ہے۔ ان کے والدین نہایت غریب تھے۔ اتنی توفیق نہ تھی کہ شادی کے مصارف برداشت کرتے۔ چنانچہ اُنھون نے ایک بڈھے سے شادی کردی۔ اُس سے اِن سے اَن بَن رہتی ہے۔ وہ ان کے مصارف کا بھی کفیل نہین ہے۔ اس لیے مین دربردہ انکی امداد کرتا ہون اور یہ بیچاری کبھی کبھی میرے یہان آجایا کرتی ہین۔

سری کانت۔ ہائے ہائے! والدین کا یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ شادی کو وہ محض ایک کھیل سمجھتے ہین۔ یہ اُن ہی کی غفلت کا نتیجہ ہے کہ ہمارے یہان بدچلنی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ آجکل عام طور پر شادی کے معاملات مین

ایسی بے پرواہی برتی جاتی ہے کہ بس توبہ ہی بھلی - بہت سے والدین طمع زر مین اپنی لڑکیان بُڈّھون کے حوالے کردیتے ہین - اور بہت سے افلاس کی وجہ سے یا تو زیادہ عمر والون یا بالکل کمسن لڑکون کے ساتھ اپنی لڑکیون کی شادی کر دیتے ہین - دونون حالتین قباحت سے خالی نہین - اور بیواؤن کی تعداد مین اضافہ کرنے مین معاون ہین -

اس کا صحیح اور معقول علاج کرنے کے بجائے لوگون نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اگر بیواؤن کی شادی کردی جائے تو سب دقت رفع ہو جائے - مین کہتا ہون کہ ایسا کہنے والون نے شادی (بواہ) کے معنی ہی نہین سمجھے - شادی کے بارہ مین مہرشی یاگ ولک یہ فرماتے ہین کہ "وہ شخص جس نے اپنی تعلیم ختم کرلی ہو - ایک ایسی لڑکی سے شادی کرے جسکا تعلّق کسی دوسرے مرد سے پیشتر نہ رہا ہو - جو قابل قبول ہو - عمر اور قد مین اپنے سے کم ہو - بیماری سے محفوظ ہو - جس کے ایک بھائی موجود ہو - اور نانہال کی جانب سے پانچ اور دادھال کی جانب سے سات پشتون سے زائد فاصلہ ہو"۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہندو سوسائٹی مین بیوہ کی شادی کی مطلق گنجائش نہین - مگر مین اس وقت اس مسئلہ پر بحث نہین کرنا چاہتا بلکہ صرف یہ کہنا چاہتا ہون کہ دوسرے ملکون کے رسم و رواج کی نقل سے جو ہمارا تنزل ہوا ہے - اُسمین اب اتنی اور کسر رہ گئی ہے کہ بیواؤن کی بھی شادی ہونے لگے - بہت سے لوگ کہتے ہین کہ اپنی موجودہ حالت کو بھی تو دیکھنا پڑتا ہے - لیکن مجھے تو یہ صرف ایک بہانہ معلوم ہوتا ہے - جب تک خواہش روپی چراغ مین بھوگ روپی تیل ڈالتے جادینگے تب تک وہ پہلے سے بھی زیادہ روشن ہوتا جائیگا - میری رائے مین سچا علاج تو یہ ہے کہ ہم اس چراغ کو بجھا دین اور اسی طرح یہ ممکن ہے کہ مردون و عورتونکی

صرف ایک ہی بار شادی ہوا کرے - یہ بعید از انصاف ہے کہ مرد تو ہمیشہ ہر جائز و ناجائز طریقہ پر لذّات نفسانی کی سیری کے لیے آزاد رہین - اور عورتین عفت و عصمت کی مورتین بنی رہین - یہ امر مسلّمہ ہے کہ مردون کے لیے یہ تخصیص ہی عورتون کی بدچلنی کا باعث ہے - مرد واضع قوانین ہوتے ہین اور عورتون کے مقابلہ مین طاقتور ہوتے ہین - لہذا سب سے پہلے اُن کو ہی اپنی عادتین درست کرکے ٹھیک راستہ پر چلنا چاہیئے - کیونکہ اگر طاقتور ہی انصاف سے خالی ہوگا تو کمزور سے کیسے امید کی جا سکتی ہے -

مُردون کی طرف سے اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ شاسترون کی رو سے یہ ضروری ہے کہ اولاد نرینہ پیدا کی جائے تاکہ وہ اپنے والد کو دوزخ سے نجات دلوا سکے - مین نہین سمجھ سکتا کہ یہ بات کہان تک عقلی ہے - فرض کیجیے کہ کوئی شخص کسی ایسی لڑکی سے شادی کرے - جو بعد مین بانجھ ثابت ہو تو کیا اُسے حق ہے کہ وہ دوسری شادی کرے - اور اگر خدانخواستہ دوسری لڑکی بھی بانجھ ثابت ہوئی تو پھر کیا اُسے تیسری شادی کر لینی چاہیئے - اس قسم کی شادیان جو ایسی سوسائٹی مین مروّج ہین جس مین کثیر الازدواجی معیوب نہین ہے بلکہ شاسترون کے احکام کے موافق ہے قابل نفرت ہین - اور اس قابل ہین کہ فوراً بند کر دی جائین -

مین ایک واقعہ آپ کو سناتا ہون جو نہایت رقت خیز ہے - ایک شخص نے اپنی ڈیڑھ برس کی لڑکی کی شادی ایسے شخص سے کر دی جس کی عمر تیئس[۲۳] برس کے قریب تھی اور جس کی بیوی حال ہی مین مر چکی تھی - یہ شادی اس وجہ سے کی گئی تھی کہ اس لڑکی کے باپ کے پاس جہیز دینے کے لیے کافی رقم نہ تھی کتنے شرم اور افسوس کی بات ہے کہ والدین اتنے چھوٹے - بیگناہ اور ناسمجھ بچے کی

شادی کر دین جس کی گذر محض ہانچ دو دھ سے ہوتی ہو۔ آپ کو بھی سُنکر افسوس ہوگا کہ اس معصوم لڑکی کا شوہر تھوڑے ہی دلون لعبا مر گیا۔

اس قسم کی شادیان اُن بُری باتون کو رواج دیتی ہین جن سے عورتین اپنے دامن عصمت پر دھبہ لگانے کے لیے مجبور ہو جایا کرتی ہین۔ ہر شخص کو پنڈت الیشور چندر ودیا ساگر کا اس لیے مدّاح ہونا چاہیے کہ انھون نے مجلس واضع قوانین کو کلین برہمنون مین کثیر الازدواجی کی مکروہ رسم کے توڑنے مین مدد دی آیندہ نسلین اس بزرگ کی ہمیشہ ممنون رہینگی۔ آجکل لوگون مین جذبہ حیوانی بدرجہ نہایت ہے۔ وہ اس زندگی اور آیندہ زندگی مین روحانی ترقی کو قربان کر کے بھی دولت پرستی پر شیدا ہین۔ وہ اپنے دھرم کے عمدہ احکام کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ اور مغربی باتون پر شیدا ہین۔

ہمین دیکھنا یہ ہے کہ آیا شادی کرنے کے لیے ہم مجبور ہین یا مختار۔ ایک سنیاسی کے نقطۂ خیال سے اگر ہم دیکھین تو شادی کا معاملہ محض اختیاری ہے سنیاسی کے لیے یہ مجبوری نہین ہے کہ وہ ضرور شادی کرے۔ شادی دماغ کو دو حصتون مین منقسم کر دیتی ہے۔ ایک حیوانیت اور دوسری عقلیت۔ وہ یوگی جو بذریعہ یوگ بعد فنا زندہ رہنا چاہتا ہے جانتا ہے کہ یہ بات اُسی وقت ممکن ہے جب حیوانیت دور کر دی جائے۔ وہ خاموشی اور اطمینان کے ساتھ اس مسئلہ کا پابند رہتا ہے کہ "زندہ رہنے کے لیے مرنا اچھا ہے"۔ لیکن عام آدمی یوگی نہین ہوتے۔ اُن کے خیال ہی مین یہ بات نہین آسکتی کہ اس دنیا کی موت کے بعد بہتر دنیا مِلسکتی ہے اُن مین سے بھی بہت سے مادہ پرست فلاسفر ایسے دلائل پر خندہ زن ہون گے کیونکہ ان کا مقولہ ہے کہ جبتک زندگی ہے آرام وچین سے رہو۔ وہ لوگ جو شے موجودہ سے فائدہ نہ اُٹھا کر محض

خیالی اشیا کی چاہ کرتے رہتے ہین وہ موجودہ کو بھی خیالی کے ساتھ کھو بیٹھتے ہین ۔ یہی وجہ ہے کہ دنیادار و دنیا پرست کے لیے شادی اختیاری نہین بلکہ مجبوری ہے ۔

پیارے موہن نشہ کی حالت مین سب باتین سنتا رہا ۔ کچھ جواب نہ دیا سری کانت نے پھر کہنا شروع کیا کہ ایسی عورتین جو یا تو کمسن لڑکون یا بڈھون کے ساتھ بیاہ دی جاتی ہین یا بیوہ ہو جاتی ہین اگر اپنے چال و چلن کو درست رکھنے کی کوشش کرین تو خود ہی رکھ سکتی ہین ۔ اگر کسی عورت مین دھرم پالن کا خیال اور آتم لگن ہو تو اُنھین بد فعلی کے لیے کوئی بھی مجبور نہین کر سکتا ۔ لیکن جہان یہ نہین وہان ایسا خیال کرنا ہی بے انصافی ہوگی ۔ آتم لگن ساوتری نے کیا ۔ سیتا نے کیا ۔ دمینتی نے کیا ۔ ان دیویون کے بارہ مین ہم خیال بھی نہین کر سکتے کہ بیوہ ہونے پر وہ دوسری شادی کرتین پس ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ ہر لڑکے و لڑکی کو شروع سے روحانی تعلیم دیجائے تاکہ جوان ہونے پر اُن کے اخلاق مین کوئی خرابی نہ پیدا ہو سکے ۔

سری کانت کے اس سوشل سیلاب نے موہنی کے سوکھے ہوئے دل کو شاداب کر دیا ۔ وہ ہمہ تن گوش ہو کر اُس کی باتین سنتی رہی اور جب وہ خاموش ہو گیا تو اُس کی طرف ارادتمندانہ نگاہون سے دیکھا اور رونے لگی ۔ انسان کا دل لاکھ کے مانند ہے ۔ اُس کے نشانات مٹانا یون تو ناممکن ہے مگر اُسے گرم کر کے اُس کی جگہ نئے نشانات مرتسم کر سکتے ہین ۔ موہنی کے دل سے بُرے خیالات یکایک مٹ گئے ۔ اُن کی جگہ روحانی ارتباط کے حروف منقوش ہو گئے اُس نے سری کانت سے کہا کہ بابو جی مجھے آجتک دنیا مین جتنے آدمیون سے پالا پڑا سب کے سب ایسے ملے جو بُری ہی نظر سے مجھے دیکھتے رہے ۔ اب مجھے

معلوم ہو گیا کہ دُنیا نیک آدمیون سے خالی نہین ہے۔ اس وقت میرا دل نہین معلوم کیون آپ ہی آپ خوش ہو رہا ہے۔ مجھے تو آپ کوئی فرشتہ معلوم ہوتے ہین۔ آہ! دنیا مین کم از کم ایک نیک طینت شخص تو موجود ہے۔

سِری کانت۔ (مسکرا کر) مین بھی دوسرون کی طرح گنہگار ہون۔ دنیا مین کون ایسا ہے جس کے سر پر گناہون کا ٹوکرا نہ ہو۔

موہنی۔ کچھ بھی ہو میرے لیے تو آپ خضر راہ ثابت ہوئے۔ بابو جی میری بھی داستان نرالی اور درد انگیز ہے۔ مین وہ بدنصیب ہون جس کی قسمت مین سُکھ شائد لکھا ہی نہ تھا۔ مین ایک عالی ظرف ...... کی لڑکی ہون۔ مگر بوجہ افلاس میری شادی بچپن ہی مین ایک بڈھے کے ساتھ کر دی گئی۔ سُسرال آکر ہوش سنبھالا اور جوانی کی پہلی منزل مین قدم رکھا۔ آہ مین نہین جانتی تھی کہ ایک غریب لڑکی کے لیے جوانی خطرناک ہے۔ نہین تو مین بچپن کو ہاتھ سے نہ جانے دیتی۔ اُس بڈھے ہوس پرست کے ساتھ مین صرف اپنا پیٹ پالتی رہتی مگر جوانی کو کیا کرتی۔ بابو جی مین حسن فروش نہین ہون۔ مجھے یہ کہتے ہوے شرم آتی ہے کہ مین کب اور کیونکر بے حیا بنگئی۔ کہنے کو تو میرا بڈھا خاوند اب بھی زندہ ہے۔ مگر مین اُسکی صورت سے بیزار ہون۔ اور اُس سے کوئی نہ کوئی حیلہ کر کے ادھر اودھر چلی جایا کرتی ہون۔

سِری کانت۔ عورت کے لیے خاوند سے بڑھ کر دوسری نعمت نہین۔ ہمارا دھرم بتلاتا ہے کہ سہاگن استری کو بجز اپنے شوہر کے کسی دوسرے شخص کو چھو لینا بھی گناہ ہے۔ اُس کے لیے تو اُسکا شوہر ہی سب کچھ ہے۔ جو عورتین پتی برتا ہوتی ہین، اُن مین ایک عجیب غریب طاقت ہوتی ہے اور وہی دیویان کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہین جو قول و فعل سے اپنے شوہر کی پرستش کرتی ہون۔

پتی) برتا استریون کے حالات تم نے بھی سُنے ہون گے ۔ انھون نے سورج کو نکلنے سے روک دیا اور مرے زندہ کر دیے۔

عورت کیلئے سب سے بڑی سہولیت یہ ہے کہ اگر وہ دل وجان سے صرف اپنے شوہر کی خدمت کرے اور اُسے خوش رکھے تو اُس کو دنیا وعقبیٰ کی تمام نعمتین از خود ملجاتی ہین - مردون کی طرح اُن کو عبادت یا ریاضت کی ضرورت نہین - اس خیال کو گو سوامی تلسی داس جی نے کمال لیاقت سے نظم کیا ہے ؎

ایکے دھرم ایک برت نیما	کاے بچن من پت پد پریما
بن شرم ناری پرم گت لہئی	پت برت دھرم چھانڑ چھل گہئی

رامائن مین تو یہان تک لکھا ہے کہ شوہر چاہے غریب - جاہل - لولا - لنگڑا اندھا - بہرا ضعیف کیسا ہی ہو مگر استری کو اُس کی بھی خدمت کرنی چاہیئے - کیونکہ ایسے شوہر کی بھی بے عزتی کرنے والی استری طرح طرح کے مصائب کا شکار ہوتی ہے - مثلاً ؎

برڈھ روگ بس جڑ دھن ہینا	اندھ بدھر کرودھی اتی دینا
ایسے ہو پت کر کیے اپمانا	ناری پاو جم پور دکھ نانا

آگے چلکر کہا ہے ۔ ؎

پت بنچک پر پت رت کرئی	رورو نرک کلپ ست پرئی
پت پرت کُول جنم جہہ پائی	بدھوا ہوے پاے ترونائی
چھن سکھ لاگ جنم شت کوٹی	دکھ نہ سمجھ یہ سم کو کھوٹی

ایک تو نہین معلوم کون سے پاپ کی وجہ سے عورت ہو کر تمھین تمام مصیبتون کا سامنا کرنا پڑا - دوسرے اس جنم مین بھی پاپ کرو ہی ہو تو آیندہ نہین معلوم کیا حشر ہوگا - اپنی عادتون کو درست کر لو - اپنے شوہر کی خدمت کرو - سن جنم کو

بیکار مت کھوؤ۔ یہ دُنیاوی عیش محض چند روزہ ہے۔ جب شام جوانی ڈھل جائیگی تمھارے ملنے والون مین سے کوئی بھی شرط وفا نہ نباہے گا۔ اُس وقت پرماتما ہی یاد آئے گا۔ اس لیئے ایسا کام ہی کیون کرو جس سے دُنیا و عقبیٰ دونون خراب ہون۔

شاید میانہ روی عورتون کی سرشت مین داخل ہی نہین وہ حد و دپر نہ ہی رہ سکتی ہین۔ موہنی کہان تو ابھی عیش و عشرت پر جان دیتی تھی۔ کہان اب نیکی کی مورت بنگئی۔ نہایت عاجزی کے ساتھ ہاتھ جوڑکر اُس نے کہا کہ بابوجی آپ کے گیان اُپدیش نے مجھے بیدار کردیا۔ اُن مین اندھے کنوئین مین پڑی تھی اُس نے اُٹھاکر ایک روشن قلہ کوہ پر پہونچادیا۔

مین نے اپنے حُسن و شباب کے غرور مین اپنے شوہر کی بے عزتی کی۔ اے پرماتما تو مجھے معاف کر۔ مین نااہل تھی۔ ناسمجھ تھی۔ مجھ غریب کی اس دعا کو قبول کر۔ میرے دل مین اپنے قابل احترام شوہر سے جو کدورت پیدا ہوگئی تھی اور جو محبت کی کمی میری طرف سے ظاہر ہوئی اُسے معاف فرما۔ بابوجی جب سے مین نے آپ کے نورانی الفاظ سُنے ہین میرا دل بہت نازک ہوگیا ہے۔ طرح طرح کے نیک ارادے ہو رہے ہین۔ مین قسم کھاتی ہون کہ آج سے مین اپنے شوہر کی وفادار لونڈی بنکر رہون گی اور دنیا کو دکھلا دون گی کہ اُپدیش سُننے سے ایک نکمّی استری بھی نیک چلن بن سکتی ہے۔

الغرض اس قسم کی باتون مین رات گذر گئی۔ جب صبح ہوئی تو موہنی نے اپنے گھر کا رُخ کیا۔ اور سری کانت اپنے گانون چلا آیا اور چونکہ بابو موہن کی حرکات و سکنات سے عاجز آچکا تھا اس لیے دوبارہ فیض آباد نہ گیا اور ایام رخصت پورے کرکے متھرا واپس چلاگیا۔

گیارھوان باب

سری کانت کی چھ ماہ کی عدم موجودگی مین شہر متھرا مین کوئی ایسی تبدیلی نہ ہوئی جسکا اثر سری کانت پر پڑتا۔ صرف ایک تبدیلی یہ ہوئی کہ جہان بابا رام داس جی رہتے تھے اُن کے استھان سے تھوڑی ہی دور پر ایک جوگی جی آکر ٹھہر گئے تھے انکا نام بابا درلبھ داس جی تھا۔ یہ یوگ ودیا اچھی جانتے تھے۔

جہان پر یہ مہاتما لوگ رہتے تھے اُسکا حال ناظرین کو نہین معلوم ہے۔ چنانچہ آج ہم اُنھین اُسکی سیر کرانا چاہتے ہین۔ یہ مقام لب دریائے جمن ہے وہان پر کئی مندر اور باغیچے ہین۔ یون تو یہ مقام فرحت افزا ہے ہی مگر ان مہاتماؤن کی موجودگی نے بالکل تپو بن بنا دیا ہے ؎

کھلے قدرت کے نیرنگِ حقیقت	چمن کا رنگ ہے رنگِ حقیقت
بڑھی عشقِ حقیقی کی ہے ہستی	ہر اک جانب ہی شغلِ حق پرستی
نہالانِ چمن سب برگزیدہ	ہر اک شمشاد و قمری حق رسیدہ
لباسِ فاختہ ہے جوگیا نہ	کٹی جوگی کی ہے ہر آشیانہ
نکلتا 'حق' ہے قمری کی صدا سے	بپتسیا سرو کی ہے ایک پا سے
عروسانِ چمن مین جوگ کا ڈھنگ	ٹپکتا ہے حنا سے گیروا رنگ
ہر اک گل پاٹھ کے سامان مین ہے	ہر اک غنچہ اُسی کے دھیان مین ہے
ہوا کے ساتھ ذکرِ حق رواں ہے	ہر اک پتّا زبانِ بید خوان ہے

جھٹپٹا وقت ہے طیور دُور دُور سے اُڑ اُڑ کر اپنے آشیانون مین آرہے ہین۔ اور دن بھر کے چھوٹے ہوئے بچون کو دیکھ کر پھولے نہین سماتے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی

ہوا اچل رہی ہے - یہی آسمان جس کی طرف آفتاب کے ڈر سے دیکھنے کو جی نہین چاہتا تھا اس وقت عجب دلچسپ صورت کا ہو گیا ہے - گویا مقیش کا چمن کھلا ہوا ہے عکس ماہ کسی معشوق کے حسن کی طرح نگاہِ شوق سے دست و گریبان ہو رہا ہے -

اس وقت کی نیچرل دلچسپی نے عارفان کامل کے دلون مین بھی گدگدی پیدا کر دی اور وہ اپنے اپنے استھانون سے باہر نکلکر جمنا کے کنارے قدرت کی صناعی کی بہار دیکھنے بیٹھ گئے ہین - چہرہ پر وہ جلال ہے جس کے سامنے چاند ماند - چاندنی زرد - سورج سرد اور دھوپ گرد ہے - ان دنیاوی جاہ و جلال سے بے نیاز ہستیون کو دیکھکر بے اختیار جی چاہتا ہے کہ اپنا تن من دھن سب ان پر نثار کر دے اور ان کے قدمون سے کبھی جدا نہ ہو -

ان بزرگون کے باہر آنے کی دیر تھی کہ راہِ حق کے متلاشیون کی آمد شروع ہوئی اور ہر ایک آکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھتا گیا - ہمارا ہیرو سری کانت بھی آیا اور بابا رام داس جی کے پاس بیٹھ گیا - باباجی نے فیض آباد و اجودھیا کے حالات دریافت کرنے کے بعد فرمایا - کہ حال مین ایک مہاتما دُربھ داس جی آئے ہوے ہین تم اُن سے ضرور ملو - وہ یوگی ہین - چنانچہ سری کانت اُن کی خدمت مین حاضر ہوا اور ڈنڈوت کر کے بیٹھ گیا - اِدھر اُدھر کی باتین ہونے لگین ......

تھوڑی دیر مین دریاے روحانیت موجزن ہوا اور باباجی نے فرمایا کہ یہ دنیا محض دھوکا اور نظر فریب طلسم ہے - دیکھنے مین گل و گلزار مگر حقیقت مین خارزار ہے - اسکا شیدا ہمیشہ ناکام اور مبتلاے آلام ہے - اس لیے اسمین خوشی تلاش کرنا بے سود ہے بلکہ خیریت اسی مین ہے کہ یہان "دل بیار و دست بکار" رہے اور

گردن وہی ہے امر رضا مین جو خم رہے	انسان اُسکی راہ مین ثابت قدم رہے

یہان پر مسفر تو اُسی کی ہستی کو ہے جو ساخات کی پرواہ نہ کرے اور نیرنگی زمانہ سے بالکل بے اثر رہے۔

عشق آلہی سب سے افضل شے ہے اور اسی سے ہر ایک کو رغبت ہونی چاہیئے۔ ہر وقت اُسی کی یاد رہے اور کسی دوسری چیز سے سروکار نہ رہے۔ شاعر کہتا ہے۔

غزل

مجھکو قاتل کا نہیں کچھ اور احسان چاہیے	تیغ ہو اک ہاتھ مین اک مین نمکدان چاہیئے
دین دُنیا مین نہین کچھ مجھکو ایجان چاہیئے	تیرے در کی خالی ور بانی مگر ہان چاہیئے
دل کی تسکین کو تمھارا دھیان نہان چاہیئے	ظاہری مطلق نہین سرکار سامان چاہیئے
صدق دل سے آپ پر مضبوط ایمان چاہیئے	وید کیا ہوگا کسے انجیل و قرآن چاہیئے
گو مدد کے واسطے انسان کو انسان چاہیئے	اپنی مین کہتا ہون مجھکو تیرا دامان چاہیئے

انسان اگر یہ حالت بہم پہونچائے تو پھر کیا کہنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ بات بغیر تپ کے ممکن نہین اور تپ صرف فقیری کی حالت مین ممکن ہے۔ کہنے کو تو جبنے جٹائین بڑھا لین یا سر منڈا کر رنگے کپڑے پہن لیے فقیر بنگیا۔ مگر سچا فقیر وہی ہے جسمین مقررہ صفات بھی موجود ہون۔ لفظ "فقیر" مین چار حروف ہین۔ ف۔ ق۔ ی۔ ر۔ "ف" سے فقر" "قاف سے قدرت" "یے سے یاد اور" ر" سے رحم۔ اب دیکھیے کہ چار صفات مین ایک صفت "قدرت" بھی ہے اور یہ قدرت بغیر یوگ کے حاصل نہین ہو سکتی۔ سچا یوگی ہی سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور اُسی کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہو سکتی ہے۔

سری کانت۔ مین نے سُنا ہو کہ یوگی ہزارون برس زندہ رہ سکتے ہین۔

دُرلبھ داس۔ بیشک۔ مگر یوگ سے ایک یہی فائدہ نہین ہے کہ ہزارون برس زندہ رہ سکین۔ یہ تو دوسرے ذریعہ سے بھی ممکن ہے۔

سری کانت - دوسرا کون سا ذریعہ ہے -
ڈرلبھ داس - وہ سوم رس کا استعمال ہے - ویدون مین اس رس کا ذکر بہت جگہ آیا ہے - زمانۂ قدیم مین یہ دیوتاؤن کو پیش کیا جاتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ دیوتا ظاہر ہو کر خود اسے پیتے تھے - یہ آجکل بھی ملتا ہے اور مہاتماؤن مین سے بعض خوش قسمت اس کو پی کر اپنے جسم کی کھال کو سانپ کی کینچل کی طرح اُتار کر نئی کھال نکال لیتے ہین اور پھر اس نئے جسم مین جبتک چاہین زندہ رہ سکتے ہین
سری کانت - اس رس کے متعلق کیا آپ کچھ مزید حالات بتا سکتے ہین اسکول مین مین نے انگریزی کتابون مین پڑھا تھا کہ یہ ایک قسم کی نشئی چیز ہے - جسے یگیہ کے وقت ہمارے بزرگ استعمال کیا کرتے تھے -
درلبھ داس - یہ بالکل غلط ہے یہ کوئی نشئی چیز نہین ہے - سشرت کے چکتسا استھان ادھیائے ۲۹ مین اس کا ذکر اس طرح آتا ہے کہ سوم رس ایک بیل سے نکالا جاتا ہے - اس بیل کا نام سوم تما ہے - اور برہما اور دیگر دیوتاؤن نے اس سوم تما کو اپنی طاقت سے پیدا کیا تھا - اسکا نام امرت ہے - اس کے علاوہ امرت اور کوئی شے نہین ہے - یہ امرت بڑھاپے اور موت کو دور کر دیتا ہے - اس کے پینے کے بعد انسان موت کو اپنے قبضہ مین کر لیتا ہے - اور کبھی بڈھا اور بیمار نہین ہوتا -
سری کانت - آجکل یہ ملسکتا ہے یا نہین - اگر ملسکتا ہے تو کہان -
درلبھ داس - کوہ ہمالیہ - کوہ آبو - سیتا دری - بندھیا چل - ملیا گری - شری پربت دیو گری - دیو سند - کشمیر مین ویستا ندی کے شمال کی طرف والے پہاڑون مین اور جس جگہ پنجاب کی پانچون ندیان دریائے سندھ مین ملتی ہین وہان پر چند سوم پیدا ہوتا ہے - اُس کے نزدیک ہی انشومان اور منج وان سوم بھی ہین کشمیر کے اوتر مانسرور مین گایتریہ سوم - ترشٹب سوم - پانکت سوم - جاگتیا سوم شانکر سوم

اور دیگر کیئی طرح کے چاند کی طرح چمکدار سوم پیدا ہوتے ہین -

سری کانت - کیا اسکی بہت سی قسمین ہین -

دُرلبھ داس - اس کی چوبیس ۲۴ قسمین ہین - اُن کے نام ویدون کے مطابق یہ ہین - انشومان - منج دان - چندرمان - رجت پربھ - دُردر سوم - کنی یان - شوتیا کہش - تنک شا پربھ - پرتان - ان مال - ورنت کر دیہ - انش دان - سویم پربھ - جہا سوم - گرڑا ہرت - گایتریہ - تراشٹب - پانکت - جاگتیا - شانکر - اگنیشٹوم - رگیوت - تیہوکت سنگک - اُڑدیتی -

سری کانت - اگر کوئی چاہے تولا سکتا ہے یا نہین - اُسکی شناخت کیا ہو -

دُرلبھ داس - مہرشیون نے لکھا ہے کہ سوم لتا موجود بھی ہو - مگر احسان فراموش ویدون اور دواؤن کی طاقت سے انکار کرنے والے - برہمنون کی بُرائی کرنے والے ایشور بھگتی نہ کرنے والے - اور ناستک کو نظر نہین آسکتی -

شناخت یہ ہے کہ سب طرح کی سوم لتا مین پندرہ پتے ہوتے ہین - وہ شکل پکش مین پیدا ہوکر کرشن پکش مین گرجاتے ہین - یعنی شکل پکش کی پریوا سے ایک پتا چندرمان کی کلا کے ساتھ ہر روز نکلتا ہے اور پورنماشی کو پندرہ ۱۵ پتے ہو جاتے ہین - پھر اسی طرح کرشن پکش کی پریوا سے ایک ایک پتا گرتا جاتا ہے - اور اماوس کو سب پتے گرجاتے ہین - اور سوم لتا خالی ہو جاتی ہے - سوم نام چاند کا ہے - یہ لتا یعنی بیل چاند کی کرنون سے پیدا ہوتی ہے - اور اُسی سے اس کے پتے نکلتے ہین -

انشومان سوم لتا مین گھی کی طرح خوشبو ہوتی ہے - رجت پربھ مین کند ہوتا ہے منج دان مین ہلدی کی شکل مین کند ہوتا ہے اور لہسن کی طرح پتے ہوتے ہین - سونے کی طرح چمکدار اور پانی مین پیدا ہونے والا سوم چندر سوم گرڑا ہرت سوم اور سوتیا کبش سوم ہوتا ہے - یہ پانڈو رنگ کا ہوتا ہے - ان تینون لتاؤن کا

سلسلہ سانپ کی طرح درخت کے اگلے حصہ مین لٹکا رہتا ہے۔ اور بھی کسی طرح کے نقش اُن کے پتون پر ہوتے ہین۔ ہر ایک سوم مین پندرہ[15] ہی پتے ہوتے ہین۔ اُن مین دودھ۔ کند اور لتا ہوتی ہے۔

سری کانت۔ کیا آپ اس کے استعمال کا طریقہ بھی بتا سکتے ہین۔

دُرلبھ داس۔ انشومان سوم کو سونے کے برتن مین کوٹ کر نکالے چندرمان سوم کو چاندی کے برتن مین نکالے۔ باقی تمام سومون کو تانبے اور مٹی کے برتن اور روہت چرم مین نکالے۔

مہرشیون نے لکھا ہے کہ سوم رس برہمن۔ چھتری اور ویش پی سکتے ہین۔ لیکن شودر اُس کو نہ پیئے کیونکہ وہ پی کر اگر اجرام ہوگیا تو نہ معلوم کس قسم کا نقصان اُس سے اور لوگون کو پہونچ جاے۔ اس طریقہ پر سوم رس نکال کر جو بھٹے مہینہ پورنماشی کے دن صاف زمین پر برہمنون کی پوجا کر کے باہر نکلے۔ جو سوم رس کو پیتا ہے۔ وہ کئی ہزار برس تک نیا جسم رکھتا ہے۔ آگ۔ پانی۔ زہر۔ ہتھیار وغیرہ اُس کو مطلق نقصان نہین پہونچا سکتے۔ بالکل جوان ساٹھ سال کے ہاتھی مین جو طاقت ہوتی ہے ایسے ایک ہزار ہاتھیون کی طاقت اُس شخص مین آجاتی ہے۔ گویا بھیم وغیرہ مین جو ہزارون ہاتھیون کی طاقت بیان کی جاتی ہے۔ وہ گپ نہین ہے بلکہ ممکن ہے کہ سوم رس پی کر ایسی طاقت زمانہ گذشتہ کے ایسے بہت سے لوگون مین پیدا ہوگئی ہو جس نے سوم رس پیا ہے وہ سمندر قطب شمالی وجنوبی یہانتک کہ اندر لوک جا سکتا ہے کوئی طاقت اُسے روک نہین سکتی۔ وہ چندرمان کی طرح بیحد خوبصورت ہوجاتا ہے۔ اور سب وید دن کو پڑھکر یاد رکھ سکتا ہے۔

سوم رس پینے کا یہ طریقہ لکھا ہوا ہے کہ جو شخص سوم رس پینا چاہے۔ وہ عمدہ زمین پر ایک مکان تین[3] کونے کا بنوائے یعنی باہر کی طرف تین[3] کمرے نکلے ہون۔

اُن مین ضروری سامان رکھ دے۔ اور کرم کانڈی برہمنون کو بلوائے۔ پھر پاخانہ جاکر
اور گلے مین انگلی ڈال کر قے کر دے۔ تاکہ پیٹ بالکل صاف ہو جائے۔ ان بعد زود ہضم
کھانا کھائے اور پھر شبھ تتھ (تاریخ) شبھ نکشتر اور شبھ مہورت مین النشومان سوم کو اگنیشوم
طریقہ سے لاکر ریتویج برہمنون سے اُسے کٹوائے۔ اور ہون کرائے۔ پھر گھر مین بیٹھ کر منگل پاٹھ
کرائے۔ سوم کند کو سونے کی سلائی سے چیرے۔ اُس کے رس کو سونے کے برتن مین
بھرے۔ اس مین ایک انجلی بھر کر بغیر ذائقہ لیئے پی جائے۔ پھر پانی سے آچمن
کرے۔ اور باقی سوم رس کو پانی مین ڈال کر یم نیم سے من کی چنچل ورتی (کیفیت)
کو روک کر مون سادھے یعنی کسی سے گفتگو نہ کرے۔ اور اُسی مکان مین اپنے
رشتہ دارون اور دوستون کے ساتھ رہے۔ ایسے شخص کے لیے یہ ضروری ہے
کہ من کو اُسی سوم لتا مین لگائے رہے۔ کبھی ٹہلے کبھی بیٹھے لیکن سوئے نہین شام
کے وقت کھانا کھائے اور منگل پاٹھ سُنکر کشا پر مرگ چھالہ بچھا کر رشتہ دارون کے
ساتھ رات کو سوئے۔ اگر پیاس لگے تو ذرا ذرا سا ٹھنڈا پانی پیئے صبح کو اُٹھ کر
منگل پاٹھ کرے۔ پھر گائے کو چھو کر مکان مین پورب کی طرف بیٹھے بعض رشی لکھتے
ہین کہ اُس وقت گئو دان کرے۔ یہ سوم رس جب ہضم ہوتا ہے تو قے ہونے لگتی ہے
اور اُس قے مین خون اور کیڑے نکلتے ہین۔ ایسا ہونے پر شام کو خوب گرم کیا ہوا
دودھ ٹھنڈا کر کے پینا چاہیے۔ تب تیسرے دن دست آتے ہین۔ جن سے کیڑے
بھی نکلتے ہین۔ ایسا ہونے پر وہ شخص تمام جسمانی خرابیون سے پاک ہو جاتا ہے۔
شام کو ٹھنڈے پانی سے نہائے اور حسب سابق دودھ پیئے۔ اور ریشمی بستر پر لیٹے
پھر چوتھے دن اُس کے جسم مین ورم آجاتا ہے۔ اور تمام جسم سے کیڑے گرنے لگتے ہین
اُس روز بستر پر اُپلے کی راکھ بچھا کر سوئے۔ اور شام کو حسب سابق دودھ پیئے سیاتوین
دن اُس شخص کا گوشت معہ کھال جاتا رہتا ہے صرف ہڈیان باقی رہجاتی ہین۔ اور

وہ صرف سوم رس کی طاقت سے ہی سانس لیتا ہے۔ اُس روز اُس کے جسم پر گرم دودھ ڈال کر تِل۔ ملیٹھی اور چندن پیس کر لیپ کیا جائے اور دودھ پلایا جائے۔ ازان بعد آٹھوین دن صبح ہی سے گرم دودھ سے جسم پر سینک کرکے چندن لگائے اور دودھ پلائے۔ اور پھر ریشمی بستر پر لٹا دے۔ اُس کے بعد اُس کی ہڈیون پر گوشت آنے لگتا ہے پہلی کھال ہٹ جاتی ہے۔ دانت۔ ناخن اور بال سب گر جاتے ہین۔ نوین دن اُنکو تیل لگاکر سوم کی چھال کے کاڑھے سے جسم کو بھگو دے۔ یہی طرح دسوین دن کرے۔ تب کھال کچھ سخت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح گیارھوین اور بارھوین دن کرے۔ تیرھوین دن سے تین۳ دن تک سوم کی چھال کے کاڑھے سے اشنان کرتا رہے۔ یہی طرح سولھوین دن کرے۔ پھر سترھوین اور اٹھارھوین دو۲ دنون مین دانت نکل آتے ہین۔ یہ دانت نوکدار چکنے۔ ہیرے کی طرح چمکدار اور کڑی شے کو توڑنے والے ہوتے ہین۔

اُس دن سے پچیس۲۵ دن تک پُرانے چاول اور دودھ کا استعمال کرے۔ یعنی عمدہ چاولون کو دودھ کے ساتھ کھائے۔ اس کے بعد ناخن نکل آتے ہین جو بیر بہوٹی کی طرح سُرخ سخت اور چکنے ہوتے ہین۔ اُس کے بعد بال بھی چکنے اور سیاہ نکل آتے ہین اور کھال بھی درست ہو جاتی ہے۔ ایک ماہ کے بعد سر کے بال صاف کرکے کالے تِل اور چندن کو پیس کر سر پر لیپ کرے اور پھر پانی سے دھو ڈالے۔ پھر سات۷ دن کے بعد بالکل سیاہ اور گھونگھر والے چکنے بال نکل آتے ہین۔ اس کے بعد تیسرے دن پہلے کمرہ سے نکلکر دوسرے کمرہ مین آئے۔ کچھ دیر وہان ٹھہر کر پھر اندر چلا جائے۔ اور بلا (بوٹی یا درخت) کا تیل بدن پر ملوائے اور جَو کا اُبٹن لگوائے۔ پھر کسی قدر گرم پانی سے جسم کو دھو ڈالے۔ اگر پاخانہ نہ ہو تو رال کے درخت کی چھال کا کاڑھا پلایا جائے۔ کپاس اور خس کو پانی مین جوش دیکر اُس سے اشنان کرے اور جسم پر چندن

ملے ۔ آملہ کا رس ملا کر مونگ کی دال کھائے ۔ اسی طرح دس دن کرکے دوسرے دن دوسرے کمرہ مین جاے اور دس دن کے بعد تیسرے کمرہ مین آیا جایا کیجے ۔ چونکہ بیحد خوبصورت ہوگا اس لیے شیشہ مین اپنا منھ نہ دیکھے ۔ اُس کے بعد مزید دس دن تک غصہ نہ کرے ۔

یہ طریقہ ہر ایک طرح کے سوم رس پینے کا ہے ۔ سوم رس اٹھارہ تولہ پینا چاہیے اس سے کایا کلپ ہو جاتا ہے یعنی نیا جسم نکل آتا ہے ۔ موت ایسے شخص کے قابو مین ہو جاتی ہے اور وہ بڈھا نہین ہوتا ۔

اس ترکیب کے علاوہ اگر جگیہ مین دیوتاؤن کی نذر پیش کرنے کے بعد کوئی شخص سوم رس کو پیئے تو اُس سے عقل اور کچھ عمر بڑھتی ہے ۔ یہ تو سوم رس کا بیان ہوا اب یُگ کا حال سنو ۔ سوم رس کے ذریعہ سے طاقت اور خوبصورتی حاصل کرنے والے انسان کے بارہ مین یہ نہین کہا جا سکتا کہ اُسکا من بھی اُس کے قابو مین ہوگیا ۔ حصول آنند کے جتنے بھی ذرائع بتلائے جاتے ہین اُن سب مین من کو قابو کرنے پر خاص زور دیا جاتا ہے ۔ اگر من قابو مین ہو جاوے تو اندریان از خود بس مین ہو جاتی ہین ۔ اور آنند ملنے لگتا ہے ۔ جس قدر دنیاوی اشیا سے زیادہ دلبستگی ہوگی ۔ اُسی قدر من کا پھیلاؤ رہیگا آج فلان شے نہین ہے ۔ کل اُس سے اتنا روپیہ ملنا ہے ۔ گائے کیون دودھ کم دینے لگی ۔ فلان رشتہ دار مجھ سے ناراض ہے اُس کو خوش کرنے کی ضرورت ہے ۔ بچون کی بیماری مین علاج کے لیے روپیہ کہان سے آئے وغیرہ خیالات من کو بندر کی طرح ہر وقت نچایا کرتے ہین ۔ من کے اس پھیلاؤ کو روک کر ایک مرکز پر قائم کرنیکا اگر کوئی ذریعہ ہے تو یوگ ہے ۔ پتنجلی جی مہاراج نے اپنے درشن کے پہلے دو سوتر دن مین یہی تعریف یوگ کی کی ہے یعنی من کے ستھر کرنے کا نام یوگ ہے ۔

مُکتی تو کرم اُپاسنا اور گیان سے بھی مل سکتی ہے لیکن سب مین سچا اور سیدھا راستہ

یوگ کا ہے۔یوگ اور تپ کا درجہ بہت بلند ہے۔ اسکا عامل کبھی بُرے راستہ پر چل ہی نہیں سکتا۔ اس سے کل حواس ازخود منضبط ہو جاتے ہین۔ اور پرماتما سے لو لگی رہتی ہے۔یوگ کی آٹھ قسمین ہین۔

یم۔ نیم۔ آسن۔ پرانایام۔ پرتیاہار۔ دھیان۔ دھارنا۔ سمادھی۔

یم۔ دس باتین ملکر یم ہوتا ہے۔

نمبر۱۔ اہنسا۔کسی جاندار کو نہ ستانا۔ نمبر۲۔ ستیہ۔ قول وفعل کی سچائی۔

نمبر۳۔ آستیہ۔چوری نہ کرنا۔ نمبر۴۔ برہمچریہ۔ پرہیزگاری۔

نمبر۵۔ چھما۔معافی دینا۔ نمبر۶۔ دھرتی استقلال رکھنا۔

نمبر۷۔ دیا۔ رحم کرنا۔ نمبر۸۔ آرجو۔ سادہ روی۔

نمبر۹۔ مت اہار۔کم اور زود ہضم غذا کھانا نمبر۱۰۔ شوچ۔ تن اور من کو صاف رکھنا

نیم۔ اس مین بھی دس باتین شامل ہین۔

نمبر۱۔ تپ۔گرمی اور سردی برداشت کرنا۔ نمبر۲۔ سنتوکھ۔صبر

نمبر۳۔ آستکیہ۔ ویداور ایشور کو ماننا۔ نمبر۴۔ دان۔خیرات

نمبر۵۔ ایشور پوجن۔خدا کی عبادت و بندگی نمبر۶۔ سدھانت واک شروَن۔سدھانت بچنون کو سُننا۔

نمبر۷۔ رہی۔ شرم وحیا رکھنا۔ نمبر۸۔ متی۔ اچھی سمجھ کا ہونا۔

نمبر۹۔ جپ۔پرماتما کا نام جپنا نمبر۱۰۔ ہوتم۔اگنی ہوتر کرنا۔

آسن۔ یہ چوراسی قسم کے ہوتے ہین۔

پدم آسن۔سکھ آسن۔سنگھ آسن۔میور آسن۔سدھ آسن وغیرہ جس طریقہ سے بیٹھ کر انسان بھجن دھیان کرے اُسکو آسن کہتے ہین۔

پرانایام۔ اس کو حبس دم کہتے ہین۔اس سے دل ودماغ کی صفائی ہوتی ہے

من کی چنچلتا دور ہوتی ہے - عمر بڑھتی ہے اور آنند ملتا ہے - سانس کو کھینچکر اوپر چڑھانے کو "پورک" کہتے ہین جتنی دیر سانس روکی جاے اُسکو کمبھک" کہتے ہین - اور پھر اُسی رکی ہوئی ہوا کو باہر نکالنے کو "ریچک" کہتے ہین -

اسکی آٹھ قسمین ہین -

سورج بھیدی - روجائی - بھسترا سیتلی - شیت کاری - کنول - بھرامری اور مورچھا -

پرتیاہار - من کی روکاوٹ کے لیے ایک قسم کی مشق -

دھیان - مرشد کی ہدایت کے موافق الیشور کا دھیان کرنا -

دھارنا - دھیان کی ہوئی چیز کا قائم رکھنا -

سمادھی - خدا کے دھیان مین محویت -

جب یوگ سدھ ہو جاتا ہے تو سدھیان حاصل ہوتی ہین - سدھیان تعداد مین آٹھ ہین -

انما - مہما - گرما - لگھما - پراپت - پراکامیہ - ایشتو - وشتو -

ان سدھیون سے خاص طرح کی شکتیان پیدا ہوکر قدرت خدا کے عجیب و غریب تماشے دیکھنے مین آنے لگتے ہین - اور انسان طرح طرح کے محیر العقول کام کرنے لگتا ہے -

(۱) انما کے معنی ہین بہت چھوٹے ہونے کی طاقت - یہ وہ طاقت ہے جس سے آدمی ٹھوس سے ٹھوس چیز مثلاً پتھر مین دخل پا سکتا ہے یا داخل ہو سکتا ہے -

(۲) مہما کے معنی ہین بڑا ہونے کی طاقت - اس سے جتنا چاہے بڑا ہو سکتا ہے -

(۳) گرما - کے معنی ہین بھاری ہونے کی طاقت - اس سے جتنا چاہے بھاری اور بوجھل بن سکتا ہے -

(۴) لگھما کے معنی ہین ہلکے ہونے کی طاقت - اس سے ہلکا ہوکر شعاعون کے ذریعہ سے سورج تک پہونچ سکتا ہے -

(۵) پراپت کے معنی ہین قربت کی طاقت - اس سے چاہے تو اُنگلی کے اگلے حصے سے چاند کو چھو سکتا ہے -

(۶) پراکامیہ کے معنی ہین حسب خواہش کام کر لینے کی طاقت - اس سے چاہے تو پانی کی طرح زمین مین گھس سکتا ہے -

(۷) ایشِتو کے معنی ہین ستیہ سنکلپ ہونے کی طاقت - اس سے آدمی جیسا جیسا خیال کرتا ہے ویسا ویسا ہی ظہور مین آتا جاتا ہے -

(۸) وشِتو کے معنی ہین بس مین کرنے کی طاقت - اِس سے تمام اشیا پر آدمی کو قدرت حاصل ہوجاتی ہے - اور سب اس کے بس مین ہوجاتے ہین -

جو چار اوستھائین جاگرت (ناسوت) سُپن - (ملکوت) سوشپتی (جبروت) اور تُریا (لاہوت) کی بیان کی جاتی ہین اُنمین کی آخری یعنی تریا اوستھا یوگیون کو ہی حاصل ہوتی ہے - اِن چارون اوستھاؤن کا مطلب یہ ہے -

جاگرت - یعنی حالت بیداری - جب دسون اندریان اور من بُدھی کام مین لگے ہوے ہون -

سپن - یعنی عالم خواب - اسمین اندریان معطل ہوجاتی ہین لیکن من اُس حالت مین بھی اپنا فعل نہین چھوڑتا - اور اندریون کے بشیوؤن کے ذریعہ سے اس حالت مین بھی سُکھ اور دُکھ بھوگتا ہے - یہ حالت ہر شخص خواب مین محسوس کرتا ہے -

سوشپتی - یعنی خواب غفلت - اس مین اندریان من اور بدھی سب مین اگیان آجاتا ہے - صرف بھگوان کے آنند کا انش اور عدم گیان کی وجہ سے اگیان رہتا ہے - اسکا تجربہ اس سے ہو سکتا ہے کہ انسان کو خواب غفلت کے بعد

اس بات کا خیال رہتا ہے کہ وہ خوب آنند سے سویا۔

تُریا۔ یہ صرف یوگیون کو حاصل ہوتی ہے۔ یوگی جب سمادھی لگاتا ہے۔ اور پران وایو برہمانڈ مین چڑھ جاتی ہے توشوسپتی کی سی حالت پیدا ہوجاتی ہے فرق صرف اتنا رہتا ہے کہ سوشپتی مین اگیان رہتا ہے اور تُریا مین اپنے سروپ کا پرکاش اور آنند موجود رہتا ہے۔ چنانچہ بھگوان گیتا مین آٹھوین ادھیائے کے بارھوین اور تیرھوین اشلوکون مین فرماتے ہین کہ جو شخص سب راہین بند کرکے من کو آتما مین ستھر کرکے پیشیانی کے اندر دونون بھوؤن کے درمیان اپنی پران وایو کو ٹھہراکر یوگ ابھیاس مین ستھر ہوتا ہے اور میرا دھیان کرتا ہوا مرتا ہے وہ اُتم گتی کو پراپت ہوتا ہے۔

سری کانت۔ پرانایام کا حال تو مین نے بھی اکثر آدمیون کی زبانی سُنا ہے۔ مگر آج تک ایسے آدمی نہین دیکھنے مین آئے جو اس کے عامل بھی ہوتے

دُرلبھ داس۔ یہ خالہ جی کا گھر نہین ہے۔ یہ علم سینہ ہے نہ کہ علم سفینہ۔ کتابون سے پڑھکر اسے کوئی نہین سیکھ سکتا۔ اگر کوئی نافہم بغیر کامل اُستاد کی مدد کے شروع بھی کردیتا ہے تو بیماریون مین پھنس جاتا ہے۔ اور خلل دماغ ضعف بصر یا تپ دق کا شکار ہوجاتا ہے۔ اس کے عامل کو سب سے پہلے برہمچریہ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ معمولی کام نہین ہے۔ لفظ برہمچریہ کا اُردو یا انگریزی مین ترجمہ ہی نہین ہوسکتا۔ کیونکہ ان زبانون مین اس کے لیے کوئی لفظ نہین ہے۔ غور کیجیے کہ انسانی جسم مین سب سے افضل اور اعلیٰ چیز ویرج ہے صحت کا دارومدار اس کے روکنے ہی پر ہے۔ اور اسی لیے شاید کوئی شخص اسے ضائع کرنا پسند نہ کرتا مگر چونکہ بقائے نسل اسی سے ممکن ہے لہذا قدرت نے اُس کے اخراج مین ایک خاص لذت پیدا کردی۔

یوگ کے ساتھ ساتھ اگر برھمچریہ نہین ہے تو یوگ کبھی سدّھ نہین ہو سکتا۔ یوگی کی غذا بھی کم ہوتی ہے اور بہت سے تو ایسے یوگی ہین جو مہینون اور برسون کچھ کھاتے ہی نہین مگر اُن کے زور و طاقت مین فرق نہین آتا۔ یوگی غیب کی باتین سُنتا اور جانتا ہے۔ شدنی اور غیر شدنی کو برای العین دیکھتا ہے اور ہر قسم کے کمال کا مجموعہ ہو جاتا ہے۔

سمادھی کے ذریعہ سے جب دل صاف ہو جاتا ہے اور سب عالم برہمہ سروپ دکھائی دینے لگتا ہے۔ اُس وقت جو سرور حاصل ہوتا ہے اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب کمال حاصل ہو جاتا ہے تو انسان مستغنی ہو جاتا ہے

آزاد جب ہوا تو خموشی کرے قبول	زیبا ہے شور مرغ گرفتار کے لیے

آتما آنند سروپ ہے اور دل مین نور کی صورت مقیم ہے۔ وہ دھارنا اور سمادھی سے نظر آتا ہے اور اپنے نور مین اس طرح پر ملا لیتا ہے کہ پھر آداگون کی تکلیف نہین ہونے پاتی پس جب یہ بات ہم صرف یوگ ہی کے ذریعہ سے حاصل کر سکتے ہین تو دوسرے کامون کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیونکہ اصل غرض تو یہی کہ پردۂ دوئی دور ہو جائے اور اصل سے وصل ہو جائے۔

مالا جپنا و پاٹھ کرنا اُن نامحرمون کا کام ہے جو اجپا جاپ کی قدرت سے محروم ہین اور اس شغل لطیف سے بے بہرہ ہین۔ ترکال اشنان اُنکو زیبا ہے جو اپنے دل کی صفائی کی ماہیت سے ناواقف ہون اور دل کے صاف کرنے کی قدرت نہ رکھتے ہون۔ گلے مین سالگ رام کی مورت باندھ کر گھومنا اُنکا کام ہے جو اپنے مالک حقیقی کو اپنے پاس حاضر نہ جانتے ہون اور پرماتما جو محیط کل ہے اُسے اپنے جسم کے اندر اور باہر موجود رہنے کی حقیقت سے لاعلم ہون۔ بہار بندرابن مین لکھا ہوا ہے کہ مسجد تیار کرانا بادشاہون کا کام ہے۔

روزہ رکھنا اور ادا ے رکعت اور نماز پڑھنا گنہگارون کا کام ہے۔ حج کرنا مسافرون کا کام ہے۔ کھانا کھلانا دردمندون کا کام ہے۔ پرہیز کرنا بیمارون کا کام ہے غسل کرنا ناپاکون کا کام ہے گلے مین قرآن یا سالگ رام لٹکا کے گھومنا بار کشون کا کام ہے۔ عبادت کرنا امیدوارون کا کام ہے۔ گوشہ مین رہنا قیدیون کا کام ہے۔ بیم و رجا مین پھنسے رہنا لڑکون کا کام ہے۔ عاشق ہونا عیاشون کا کام ہے۔ خدمت کرنا سعادتمندون کا کام ہے۔ مگر بیخود ہونا مردون کا کام ہے۔ اس لیے پرم آتما مین من لگاے بیخود ہونے کا مرتبہ حاصل کرو۔ جیسے دوئی دور ہونے سے وحدانیت آتی ہے ویسے ہی خودی دور ہونے سے بیخودی آجاتی ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ تمام حواس ظاہری کو کھینچکر دل مین جمع کرے اور دل کو کھینچ کر پران مین رکھے اور خواہش لذات محسوسات کو دور کرکے اطمینان سے بیٹھکر جیو آتما کو آتما مین محو کرے۔ اس حالت کا نام تُریا یعنی لاہوت ہے۔ ازان بعد نوک زبان کو تالو سے لگا کر حلق کے سوراخ کو بند کرے کیونکہ اس سے دل اور حواسون کے حرکات بند ہوجاتے ہین اور دل ذات لطیف مین محو ہوجاتا ہے پس جو شخص یہ عمل کرتا ہے وہ برہمہ کو جو حد سے زیادہ لطیف و روشن ہے پاتا ہے اور ہر قسم کے شک اور یقین اور وہم و گمان سے دور ہوجاتا ہے۔ الحاصل اس مشق سے صفائی قلب ہوتی ہے اور افعال کی نیکی و بدی رفع ہوجاتی ہے اور نگاہ نتیجہ اعمال پر نہین رہتی۔ اُس وقت جیو آتما کے مرتبہ سے گذر کر پرماتما ہوجاتا ہے اور یہی عین سرور لازوال اور منتہاے مراتب کمال ہے۔

اس سلسلہ مین آپکو یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہون کہ جس طرح یہ بیرونی دُنیا نظر آتی ہے اُسی طرح اندرونی دنیا بھی ہے۔ مگر اُس کے دیکھنے کے لیے چشم بصیرت

درکار ہے - اندرونی دُنیا دیکھنے کیلئے سب سے پہلے دل و دماغ کی ماہیت سمجھ لینے کی ضرورت ہے - اسمین شک نہین کہ دل ایک مضغۂ گوشت ہے اور بظاہر بے حقیقت معلوم ہوتا ہے لیکن اُسکی گہرائیون پر اگر غور کیا جائے تو اُسمین ایسے خزانے نظر آئین گے جو ختم و انتہا کے مفہوم سے نا آشنا ہون گے - ہر شخص کے دل کی ترکیب جسمی ایک ہونے کی وجہ سے یہ ضروری تھا کہ اُس کے حالات و کیفیات مین یکسانیت ہوتی - مگر ایسا نہین ہے - شاعر کا دل ایک گہرا سمندر ہے جو محبت کے آبدار موتیون کی تلاش مین متموّج رہتا ہے - ظالم کا دل خونریز تماشون کے دیکھنے کا عادی ہوتا ہے - عاشق کا دل بےچین مضطرب زخمی ہوتا ہے - صوفی کا دل محبوب حقیقی کی جستجو مین منہمک رہتا ہے اور فلسفی کا دل دنیا کے جھگڑون سے الگ تحقیق اور ماہیت اشیاء کی تلاش مین سرگردان رہتا ہے - الغرض ہر ایک کی کیفیت جداگانہ ہے -

دل کی خاصیت ہے کہ آٹھ قسم کے اشغال کی جانب آدمی کو لے جاتا ہے - اسی لیے اِسے اشٹ دَل کمل کہا ہے - اسکی شکل کمل کی سی ہے جسمین آٹھ پنکھڑیان ہین - یہ معمولاً اُلٹا ہوتا ہے یعنی نال اوپر اور پنکھڑیان نیچے پنکھڑیان جانب شمال - جنوب اور مشرق و مغرب ہین - اور ہر دو دو سمتون کے ہر درمیانی گوشہ مین ایک ایک ہوتی ہے جب دل مشرق جانب والی پنکھڑی کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو نیک افعال کی خواہش ہوتی ہے - اور غیر کا نفع کرنا چاہتا ہے - جب مغرب کی جانب آتا ہے تو ظرافت و خوش مزاجی اور ناچ و رنگ وغیرہ جی بہلانے والے سامان کی جانب توجہ ہوتی ہے - شمال کی جانب آنے سے تمنّائے مجامعت ہوتی ہے - اور جانب جنوب پہونچنے سے ظلم اور مردم آزاری کراتا ہے گوشہ شرق و جنوب[1] کی طرف جب متوجہ

---

[1] اس کو اگنیئے کہتے ہین -

ہوتا ہے تب خواب ۔ کاہلی سستی و آرام کی خواہش ہوتی ہے ۔ جب جنوب[۵۱] و مغرب والے گوشہ کی جانب مائل ہوتا ہے تب پست ہمتی کا مرتکب ہوتا ہے ۔ گوشۂ مغرب[۵۲] و شمال مین جب دل جاتا ہے تب سفر دور و دراز اور حرکت کرنیکے ارادہ پر مستعد ہوتا ہے اور جب شمال[۵۳] و مشرق کے گوشہ مین جاتا ہے تو سخاوت اور فضول خرچی کی طرف خواہش ہوتی ہے ۔ لیکن جب دل بجاے خود رہتا ہے تو ترک لذّات اور تجرّد کے خیالات کی خواہش کرتا اور پرماتما کی وحدانیت کی جانب متوجہ ہوتا ہے ۔

جب دل کا مالک یعنی آتما دروازہ سوراخ دل پر آتا ہے تب بیداری ہوتی ہے اور جب دائرہ کے اندر آتا ہے تب خواب طاری ہوتا ہے ۔ جب چھوٹے سوراخ دل مین جو چانول کے برابر ہے آتا ہے تب حالت خواب غفلت ہوتی ہے ۔ جب صاحب دل دل کو چھوڑتا ہے اور مرتبہ تُریا مین جاتا ہے ۔ تب یہ جیو آتما آتما سے ملجاتا ہے اور انہد شبد سُنتا ہے ۔ اور جب تعیّنات سے رہا ہوکر اور انہد شبد سُن کے مست ہوجاتا ہے تب پرم آتما ہوجاتا ہے ۔ الغرض اس دل کی کیفیت کے سمجھنے والے پرم پد کو پہونچ جاتے ہین ۔

دل کی قدرت اور طاقت کو دیکھو کہ یہ ہر قسم کا فعل کرتا ہے اور ہر عضو سے کام لیتا ہے ۔ تمام قواے افعالی اور حواس ظاہری و باطنی دل کے محکوم و فرمانبردار ہین ۔

یہ دل جس طرح حالت بیداری مین سب کام کرتا ہے اُسی طرح ملکوت مین بھی کرتا ہے ۔ پس سب سے بڑی ضرورت دل کو قابو مین کرنے کی ہے اجتماع دل اُس وقت ہوتا ہے جب آدمی کے مزاج سے پراگندگی دور ہوجاتی ہے ۔

---

[۵۱] اسکو نیرتیہ کہتے ہین [۵۲] اسکو وایو کہتے ہین [۵۳] اسکو ایشان کہتے ہین ۔

اور حواس خمسہ منضبط ہو جاتے ہین۔
دل مثل ایک تالاب کے ہے اُس مین ہَوا یعنی حواسون سے لہرین اُٹھتی ہین جبتک ہَوا رہے گی لہرین پیدا ہوتی اور بگڑتی رہینگی لیکن جب ہَوا بند ہو جائیگی پانی مثل آئینہ صاف ہو جاوے گا اور بلا تکلف اُسمین چہرہ نظر آنے لگے گا۔
اسی طرح جب دل تخئیل محسوسات سے باز رہتا ہے (جس کے باعث اُس مین صفائی آجاتی ہے) تو اُسمین عکس یار اور جمال دلدار نظر آنے لگتا ہے جس طرح آئینہ صاف کرنے کے لیے بہت سے مصالحہ ہین اُسی طرح دل صاف کرنے کیلئے وید۔ ویدانت۔ شاستر وغیرہ ہین جسے شوق ہو اُسے لازم ہے کہ پہلے ان گیارہ باتون کی مشق کرے اور بعدازان اُس کی ماہیت جاننے کی کوشش کرے۔
(۱) کمی غذا۔ (۲) غصہ کو روکنا۔ (۳) کنارہ کشی اور ضبطی حواس (۴) آثار سردی وگرمی زمانہ یعنی رنج وراحت اور تکلیف وعیش کو مساوی سمجھنا۔ (۵) تعریف ومذمت سے مستغنی ہو جانا۔ (۶) کسی قسم کی دنیاوی اور فانی اشیا حتی کہ بہشت کی خواہش نہ کرنا۔ (۷) کسی چیز کو بنفسہ اپنے لیے نہ رکھنا۔ (۸) لاطمع رہنا۔ (۹) مرشد کی رضاجوئی کرنا۔ (۱۰) صحبت جہلا سے کنارہ کشی کرنا۔ اور (۱۱) اپنے خیالات کو کسی دوسری طرف نہ لے جانا بلکہ ایسا مضبوط کرنا کہ پرماتما کا نور اندر و باہر دکھائی پڑے۔
ان گیارہ باتون مین دس نمبر تک دسون اندریان متعلق ہین۔ اور گیارھوین کا کام دل سے متعلق ہے۔ جو شخص اس راز کو سمجھ لیتا ہے منزل مقصود پر پہونچ جاتا ہے۔
ان باتون پر غور کرو۔ دوبارہ جب ملوگے تو دماغ کی نسبت بتلاؤن گا۔

۱۲
بارھوان باب

سری کانت کو یوگ ابھیاس کی باتین کچھ ایسی عجیب و غریب اور دلچسپ معلوم ہوئین کہ وہ دوسرے ہی دن پھر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اُسی مضمون کو چھیڑا۔

باباجی نے فرمایا کہ جیسا مین نے کل بیان کیا تھا یوگ چت کی برتی کے روکنے یعنی خیال کو یکسو کرنے کو کہتے ہین۔ خیال کا مخزن دماغ ہے۔ دماغ بے انتہا قوت کا خزانہ ہے۔ یہان سے کروڑہا ریشے نیچے کو روان ہوتے ہین جن سے ہر قسم کی طاقت اور ہر طرح کے خیالات کل جسم مین منتشر ہوتے رہتے ہین۔ یہین سے دل۔ پھیپھڑا۔ معدہ آنتون وغیرہ مین قوت پہونچتی ہے اور اُسی قوت سے ہم دیکھتے سنتے اور بولتے ہین۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ دماغ تمام طاقتون کا خزانہ ہی قاعدہ ہے کہ جو قوت کا مخزن ہوتا ہے وہ نور کا بھی مخزن ہوتا ہے مثلاً لمپ جب روشن ہوتا ہے تو ہوا کا آکسیجن تیل اور بتی کے جزا کی جانب نہایت تیزی سے دوڑتا ہے۔ اور تیل اور بتی کے اجزا ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے مین بڑی کشمکش کرتے ہین اور ہوا کے آکسیجن کی جانب دوڑتے ہین۔ اس باہمی کشمکش کا نام قوت ہے۔ اور یہی قوت روشنی کی شکل مین ظاہر ہوتی ہے اسی طرح پر بجلی جو کشش اور قوت کا چشمہ ہے سراسر نور ہے۔ آفتاب جو بے انتہا کشش اور قوت کا خزانہ ہے سراسر نور ہے۔ اس لیے دماغ جو قوت اور کشش کا خزانہ ہے نور کا بھی خزانہ ہے۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ وہ نور کا ایک ایسا بحر بے کنار ہے کہ اگر کروڑون آفتاب ایک ساتھ نکل آوین تو اُس نور کا مقابلہ نہین کر سکتے۔

ان سب باتون سے آپ کو اب شاید معلوم ہو گیا ہو گا کہ یرایا نام کیا شئے ہے۔ اور اُس سے کتنا آنند ملتا ہے۔ یوگی کیا نہین کر سکتا اور ایک ہی جگہ بیٹھ

بیٹھا ہوا کیا نہین دیکھ سکتا۔

سری کانت ۔ یہ تو مین ماننے کو تیار ہون کہ یوگی عجیب غریب باتین کرسکتا ہے مگر یہ سمجھ مین نہین آتا کہ ایک ہی جگہ پر بیٹھا ہوا تمام دنیا کے حالات کیونکر جان لیتا ہے یا سب باتین دیکھ لیتا ہے۔

دُرلبھ داس ۔ یہ تو ہم سب لوگ جانتے ہین کہ تمام جہان کا مرکز آفتاب ہی آپنے سائینس مین پڑھا ہوگا کہ مرکز مین یہ قوت ہوتی ہے کہ تمام جگہ کا عکس اُس پر پڑا کرتا ہے یعنی جو کام ہم کرتے ہین اُن سب کا عکس آفتاب مین پڑتا ہے ثبوت اُسکا یہ ہے کہ اگر ہم دو شیشے ایک ہی طرح کے طیار کرکے دو مختلف مقامات پر رکھدین اور اگر ایک پر کچھ نشانات بناکر آفتاب کو دکھلا دین تو وہی نشانات اُسی قسم کے دوسرے آئینہ پر دوسری جگہ نمودار ہو جائینگے۔ لڑائی کے ایام مین جرمن لوگ اسی ذریعہ سے ایک مقام سے دوسرے مقام پر باسانی خبرین بھیجا کرتے تھے۔ اس لیے یہ ثابت ہوگیا کہ ہر فعل کا عکس آفتاب مین پڑتا ہے۔

اب دوسری بات کو لیجیے یعنی ایک چیز کا مرکز دوسری چیز کے مرکز کو کھینچتا ہے۔ یہ بات آپنے فزکس (سائینس) مین پڑھی ہوگی۔

سری کانت ۔ ہان۔

دُرلبھ داس ۔ اچھا تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہمارے دماغی مرکز کی ڈوری آفتاب سے لگی ہوئی ہے اور اسی وجہ سے کل رچنا کا عکس دماغ کے مرکز پر پڑتا ہے مثال کے طور پر دیکھیے مسمریزم کا عامل اپنے معمول کو غافل کرکے حکم دیتا ہے کہ فلان مقام پر جاؤ اور فلان شخص کو دیکھو کہ کیا کر رہا ہے۔ معمول جو باہری دُنیا سے غافل ہو جاتا ہے مرکز کی جانب رجوع ہوتا ہے اور فوراً اُس مقام اور اُس شخص کا حال بیان کرنے لگتا ہے جس کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اگر

کوئی کہے کہ معمول کی روح جسم سے نکلکر باہر چلی جاتی ہے اور سب کچھ دیکھ لیتی ہے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو نبض ساکت ہو جاتی۔ دل کی حرکت بند
ہو جاتی۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ ماننا پڑیگا کہ مرکز ہی پر تمام باتیں دیکھ لیتا ہے
اسی طرح جن یوگیون کی رسائی مرکز پر ہو جاتی ہے تمام جہان کا حال
معلوم کر لیتے ہین۔ یہ مضمون بڑا دلچسپ ہے اور اس کے عامل کے آنند کا اندازہ
نہین کیا جا سکتا۔

اچھا یہ تو یوگ کے متعلق موٹی موٹی باتین ہوئین اب تپ کو لیجیے اتھرون وید کے
منڈل ۱۱۔ سوکت ۵ منتر ۱۹ مین مرقوم ہے کہ تپ اور برہمچریہ سے دیوتاؤن نے موت کو
ہٹا دیا۔ برہمچریہ کی بدولت ہی اُنھون نے پرماتما سے روحانی روشنی حاصل کی۔

تیتریہ اُپ نشد کے بھرگو ولی مین برہم ودیا (علم الٰہیات) کے سلسلہ مین ایک کتھا
آتی ہے کہ بھرگو جو ورن کا بیٹا تھا وہ اپنے پتا ورن کے پاس آیا اور درخواست کی کہ
ہے بھگوان مجھے برہم کا اُپدیش کیجیے اُس نے کہا کہ یہ بھوت (عناصر) جس سے پیدا ہوتے ہین
اور پیدا ہو کر جس سے زندہ رہتے ہین اور آخر کار جسمین داخل ہوتے ہین اُس کو تو بچار۔
وہ برہمہ ہے۔ پتا کا حکم پاکر اُس نے تپ کیا اور تپ کر کے ان (پرتھوی) کو برہمہ سمجھا کیونکہ
پرتھوی سے ہی سب جیو پیدا ہوتے ہین۔ پیدا ہو کر پرتھوی سے ہی جیتے اور اُسی مین
داخل ہوتے ہین۔ اس گیان سے اسکی تسلی نہ ہوئی۔ شک اُس کے دلمین بنا رہا کیونکہ وہ
جانتا تھا کہ پرتھوی خود بھی پیدا ہوتی۔ زندہ رہتی اور مٹ جاتی ہے پس یہ اصلی کارن نہین ہے
اس لیے ایسا سمجھ کر وہ پھر ورن کے پاس آیا اور کہا کہ بھگوان مجھے برہمہ کا اُپدیش کیجیے
اُس نے کہا تپ سے برہمہ کو جاننے کی خواہش کرو۔ تپ ہی برہمہ ہے (یعنی حصول برہمہ کا
ذریعہ ہے) اس طرح پر وہ بار بار اپنے پتا کے پاس آیا اور بار بار تپ کا اُپدیش پاکر
اُس پر عمل کر کے مختلف چیزون کو برہمہ سمجھتا رہا لیکن تسکین نہ ہونے کے باعث بار بار

پتا کی خدمت مین حاضر ہوتا رہا - آخر کار اُس نے بھی تپ سے اُس آنند سروپ کو دیکھا جو اس دُنیا کا اصلی پیدا کرنے والا - حفاظت کرنے والا اور ناش کرنے والا ہے - اُپ نشد یہان پر چُپ ہے - وہ پھر پتا کے پاس نہین آیا اور نہ کوئی اُسے شک رہا شک رہتا ہی کیون - کیونکہ جیسا منڈک اُپ نشد مین لکھا ہے - اس پرماتما کے درشن ہوتے ہی تمام عقدے حل ہو جاتے ہین - تمام شکوک مٹ جاتے ہین اور گناہ دور بھاگ جاتے ہین -

شویت آشوتر اُپ نشد مین تبلایا گیا ہے کہ جیسے تلون مین تیل - دہی مین گھی اور ارنیوب کی لکڑیون مین آگ پائی جاتی ہے اسی طرح جو ست اور تپ سے دیکھتا ہی اُسے آتما پرماتما کے اندر ملجاتا ہے - چھاندوگیہ اور برہدآرنیک مین بھی تپ کو ہی برہمہ لوک کے حاصل کرنے کا ذریعہ تبلایا ہے - منڈک اُپ نشد تبلاتا ہے کہ جو عالم گداگری کرتے ہوے شانت ہو کر جنگل خواہ مقام تنہائی مین تپ اور شردھا پر عمل کرتے ہین وہ شدھ آتما ہو کر سوریہ دوارے وہان پہونچتے ہین جہان وہ امرت اور پورن پرماتما ہے -

بھگوان منو کا ارشاد ہے کہ وید کے جاننے والے ودوان کہتے ہین کہ جو اصلی آنند ہی اُسکی ابتدا اور انتہا تپ ہی ہے -

دوا صحت - علم - ستارے اور سیارون کا علم تپ سے ہی حاصل ہوتا ہے اور تپ ہی ان کا ذریعہ ہے -

جس سے پار اُترنا مشکل ہے جس کا حاصل کرنا مشکل ہے - جہان پہونچنا مشکل ہے اور جسکا کرنا مشکل ہے - وہ سب کچھ تپ ہی سے ملتا ہے - ایسی کوئی شے نہین ہے جو تپ سے نہ حاصل کی جاسکے -

منو جی مہاراج نے اتنا ہی نہین لکھا ہے - بلکہ جہان پر گناہون سے چھٹکارا

پانے کے پانچ ذرائع بتائے ہین - اُن مین تپ کو بھی ایک خاص ذریعہ تبلایا ہے
اور جہان برہ شریر - من بدھی اور آتما کو شدھ کرنے کی مختلف تدابیر ظاہر کی ہین -
وہان پر آتما کی صفائی کے لیے وِدّیا اور تپ ہی دو سادھن بیان فرمائے ہین
مطلب یہ ہے کہ گو وِدّیا ایک مفید چیز ہے - مگر وہ مفید نہین ہو سکتی اگر تپ کے ساتھ
نہین حاصل کی گئی ہے -

الغرض تمام شاستر - سمرتیان اور مقدس شُرتی بھی تپ کی عظمت کو بیان کرتی
ہین - وید اور اُپ نشد تبلاتے ہین کہ ابتدائے آفرینش سے پہلے پرماتما بھی تپ
تپتے ہین - دنیا تپ کا ہی ظہور ہے اور اگر تپ نہ ہو تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے
تپ یعنی ریاضت مین ایسی تاثیر ہے جس سے انسان فرشتہ بنجاتا ہے اور
پرماتما سے بھی ملجاتا ہے -

شریمد بھاگوت کے گیارھوین اسکند کے پندرھوین ادھیائے مین لکھا ہے کہ
ریاضت سے اٹھارہ قسم کی سدھیان حاصل ہوتی ہین جنمین سے آٹھ بڑی اور
دس چھوٹی ہین - انکی تفصیل یہ ہے :-

(۱) اگر پانچون عناصر (یعنی گرمی - سردی وغیرہ) مین انسان صدق دلی اور
کامل تصوّر کے ساتھ معائنہ قدرت حق کرے تو یہ سدھی حاصل ہوتی ہے
کہ انسان اپنے کو مثل لڑکے کے بنا سکتا ہے -

(۲) اگر پانچون بھوت آتما اور پانچون تتو کا دھیان کرے تو اپنے جسم کو حسب خواہش
بڑا و چھوٹا کر سکتا ہے -

(۳) اگر براٹ - روپ نارائن کا تصور کرے تو اپنے جسم کو مثل روئی ہلکا بنا کر
جہان چاہے اُڑ کر جا سکتا ہے -

(۴) اگر جیتر بھوجی چھوٹے سروپ کا دھیان کرے تو اپنے جسم کو ہلکا یا بھاری

کر سکتا ہے۔

(۵) اگر مہت تت روپ کا دھیان کرے تو ہزارون کوس کا حال ایک ہی مقام پر بیٹھے ہوے دیکھ سکتا ہے۔

(۶) اگر اہنکار روپ کا دھیان کرے تو ہزارون کوس کی باتین سُن سکتا ہے۔

(۷) اگر بشن روپ کا دھیان کرے تو جو چیز جہان سے چاہے منگا سکتا ہے۔

(۸) اگر باسدیو روپ کا دھیان کرے تو سب دیوتا اطاعت کرتے رہتے ہین۔

(۹) سیت روپ پرمیشور کا دھیان کرنے سے انسان پر ضعیفی کا اثر نہین ہو سکتا۔

(۱۰) سورج روپی پرمیشور مین تصوّر قائم ہونے سے ہزارون کوس کی چیزین دکھائی دیتی ہین۔

(۱۱) وایو روپ پرمیشور کے دھیان سے چشم زدن مین جہان چاہے چلا جائے۔

(۱۲) جوگ ابھیاس کرکے اگن مین من لگانے سے اپنی شکل حسب دلخواہ تبدیل کرنے کی قدرت ہو جاتی ہے۔

(۱۳) انتہ کرن مین آتما کے دھیان دھرنے سے دوسرے کے جسم مین اپنی جان لے جانے کی طاقت آجاتی ہے۔

(۱۴) ستوگن کے دھیان سے جس کے ساتھ چاہے عیش کرتا پھرے۔

(۱۵) ہر پنج عناصر کا دھیان کرنے والا جلتی ہوئی آگ اور بڑھتا ہوا پانی روک سکتا ہے۔

(۱۶) پرماتما کے دھیان سے دور کی بات سُنائی دیتی ہے۔

(۱۷) نراکار روپ کا دھیان کرنے والا دنیا کی خواہش چھوڑ کر نہایت خوش یعنے پرم آنند کو حاصل کرتا ہے۔

(۱۸) آٹھون پہر اپنی طبیعت مین ہر کام پرمیشور کا حکم اور اجازت سمجھ کر کرنے سے

کبھی زوال نہین آتا۔ اور انسان ہردلعزیز ہوجاتا ہے۔

اس کے علاوہ چار سدھیان اور ہین یعنی جہان چاہے پیدا ہو جسکو جس مرض کی دوا دیوے شفا ہوجائے۔ جو کہے وہ سچ ہو۔ اور آخری سدھی وہ ہے جس کے حاصل ہوجانے پر کسی قسم کی رخنہ اندازی اس پر کارگر نہین ہوسکتی۔

شروع کی اٹھارہ سدھیان تو عمل سے حاصل ہوتی ہین اور اخیر کی چار ریاضت کے باعث حاصل ہوتی ہین۔ واضح ہو کہ یہ سدھیان صرف اُن لوگون کو شوق دلانے اور حصول مطلب کیلیئے ہین جو ریاضت سے جی چُراتے ہین لیکن وہ شخص جو صاحب ریاضت ہو اور اندریون کو اپنے بس مین رکھکر سچے من سے پرمیشور کا دھیان کرتا ہے اور اسکو ہر فعل کا فاعل سمجھتا اور کل شے مین محیط جانتا ہے۔ اسکے سامنے بائیسون سدھیان ہاتھ باندھے کھڑی رہتی ہین۔

ہری کانت۔ کیا آپ مجھے سمادھی کا کوئی آسان طریقہ بتا سکتے ہین۔

درلبھ داس۔ یوگیون کا دستور ہے کہ ایسی باتین آسانی سے نہین بتلاتے۔ مگر چونکہ مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ادھکاری ہین۔ لہذا آپ کو صرف چند ابتدائی باتین بتلائے دیتا ہون۔ ہان اگر آپنے مستعدی اور شوق ظاہر کیا تو کل بھید آپ پر ظاہر کردونگا۔ سُنیئے مثنوی مولانا رومؒ مین ایک شعر ہے مین اسکی شرح کرتا ہون اُس سے ہر قسم کے لوگ مختصراً معلوم ہوجاوینگے۔ شعر یہ ہے ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند ۔۔۔ گر نہ بینی سرِّ حق بر من بخند

اس شعر کے اول مصرعہ مین معرفت کے تین طریقہ جو بیان کیے گئے ہین وے بالکل حادی ہین اور نور لایزال کا پتہ دیتے ہین۔

اوّل چشم بند۔ فن ریاضت مین جسقدر آنکھ کو شرف حاصل ہے کسی دوسرے عضو کو نہین ہے۔ ہر قسم کے کمال اس مین بھرے ہوئے ہین۔ مین آپکو اس وقت سہج سمادھی کا حال بتلاتا ہون۔ یہ ہی چشم سے متعلق ہے۔ اسکی ترکیب یہ ہے کہ عامل خلیہ مین

بیٹھ کے اپنی دونون آنکھون کے محاذی اور متصل بینی کو ایک ہاتھ کی دو۲ انگلیون سے
خوب دبا دے۔ پھر جو اس کو نظر آوے قدرت ایزدی سمجھے۔ یہ امر نہایت اخفا کے قابل ہے
مین نے صرف اشارہ کر دیا ہے۔ اس عمل سے طرح طرح کی روشنی دکھائی پڑنے لگتی ہی
پہلے اودی روشنی ہوتی ہے بعد ازان زرد۔ سبز۔ سفید اور سُرخ دکھائی پڑتی ہے۔
جب مہت تت اور اہنکار اختیار مین آتے ہین تو اُن کے عملدرآمد مین کبھی تاریکی
کبھی دھوان کبھی آفتاب کی طرح کی روشنی کبھی بجلی کی چمک۔ کبھی چاندنی کی طرح کبھی
قلیل سفیدی یعنی میلی روشنی اور کبھی مثل مشعل نظر آتی ہے اور سب سے آخر مین عین نور
پرماتما نظر آتا ہے۔ اُس وقت ایسا نشہ اور سرور ہوتا ہے کہ عامل جو اور اپنی خودی سے
بیخود ہو کر انا الحق کہنا شروع کرتا ہے اور عین برھم ہو جاتا ہے۔

دوم۲ - گوش بند۔ کانون کے بند کرنے سے انہد شبد سُنائی پڑتا ہے یہ آواز۔
ہر متنفس کے دل سے بلا ناغہ اور ہر دم نکلا کرتی ہے۔ اسکی دو۲ قسمین ہین۔ اوّل آواز الفاظ
مرکب اور دوم آواز مطلق یعنی اسمین حروف کی تمیز نہین ہوتی۔ عامل کو چاہیے کہ وہ
دونون آوازون کو انہد شبد سمجھے اور دونون مین مشغول رہے۔ کیونکہ آواز مرکب کے وسیلہ
سے آواز مطلق سُننے مین آنے لگتی ہے۔

آواز مرکب کو برنو بھی کہتے ہین۔ جس طرح مکڑی تارون کے ذریعہ سے
بلندی پر چڑھتی ہے اور دیوتون پہنچتی ہے۔ اسی طرح انسان برنو کے شغل سے بلندی
پر پہونچتا ہے۔ طریقہ عمل یہ ہے کہ دو۲ انگلیون سے دونون کان کے سوراخ بند رکھے
پھر دل کی آواز کو جو ہر وقت ہوتی رہتی ہے بہ تامل بیک لحظہ و بہ ضبطی انفاس و راست و
چپ اور بخیال بالائے دماغ اور اپنے کو مطمئن کر کے سُنے۔ جو آواز سنائی دے اسے انہد
شبد کہتے ہین۔ یہ آواز دس۱۰ قسم کی ہوتی ہے اور جبتک کہ عامل مشاقی نہین ہوتی تب تک
یہ آوازین طرح طرح پر سُنائی دیتی ہین اور اُنکا شمار ان دس۱۰ آوازون مین نہین ہوتا ہے۔

پہلی آواز- مثل چڑیا کی آواز چون چون کے ہوتی ہے اس کے سُننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین -
دوسری آواز- بھی مثل چڑیا کی آواز کے ہوتی ہے مگر کرّر اور مسلسل ہوتی ہے۔ اس کے سُننے سے بدن مین کاہلی اور ایک عجیب قسم کی سُستی پیدا ہوتی ہے -
تیسری آواز گھنٹہ کی طرح کی ہوتی ہے - اس سے عشق و محبّت کا جوش دل مین ہوتا ہے۔

حافظ	کس ندانست کہ منزل گہہ مقصود کجاست این قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید	

چوتھی آواز سنکھ کی سی ہوتی ہے - اس سے مثل نشہ کے سر گھومنے لگتا ہے -
پانچوین آواز- بین کی طرح کی ہوتی ہے- اس سے آبحیات ام الدّماغ سے نیچے کو اُترتا ہے -
چھٹی آواز- تال یعنی تالی کی سی ہوتی ہے- اس سے وہ آب حیات ام الدماغ سے اُترنے کے بعد حلق مین پڑتا ہے -
ساتوین آواز- بالسری کی طرح کی ہوتی ہے -اس سے کشف اور اشراق ہوتا ہے اور ضمیر خلائق پر آگاہی ہوتی ہے اور دُور دُور کی آواز سُنائی پڑتی ہے -
آٹھوین آواز- پکھاوج کی سی ہوتی ہے- اس سے عامل نادیدہ اشیاء کو دیکھتا ہے اور روشنضمیر ہو جاتا ہے- اور وہ آواز جو تمام مخلوق کے دل سے نکلتی ہے عامل نہایت آسانی سے سُن سکتا ہے۔

شاہ بو علی قلندر	ہیچ میدانی لیس این پردہ چیست نغمۂ چنگ ورباب وعود چیست	

نوین آواز- نفیری کی سی ہوتی ہے - اس سے سامع ایسا لطیف ہو جاتا ہے کہ

جہان چاہے اُڑ کے چلا جا سکتا ہے اور عوام کی آنکھون سے پوشیدہ ہو سکتا ہو
اس طرح پر کہ وہ سب کو دیکھے اور اُسے کوئی نہ دیکھے - وہ دیوتاؤن کو بھی دیکھتا ہی
یعنی راہ ملکوت کے نظر نہ آنیکا پردہ جو آنکھون پر پڑا رہتا ہے وہ اُٹھ جاتا ہے -

دسوین آواز - بادل کی گرج کی طرح ہوتی ہے - یہی آواز انہد ہے اس کے
سُننے سے عامل برمھ سے مشغول ہو جاتا ہے اور تمام نیک و بد خیال مفہوم عقلی -
کشف و کرامات سدھیون اور معجزات کو لڑکون کا کھیل سمجھتا ہے -

اس عمل کی مشق سے غیب کی آواز سُننے کی قدرت ہو جاتی ہے مگر غیب کی
باتون کو کسی سے کہنا نہ چاہیئے ورنہ عامل اپنے درجہ سے گر پڑتا ہے اور جبتک نو آوازین
سُنتا رہے اُن کے خیال مین بھول نہ جائے ورنہ اصل مطلب حاصل ہوگا - اُسے
چاہیئے کہ اُن نو آوازون کی جانب توجہ نہ کرے بلکہ دسوین آواز کا متلاشی رہے -
کیونکہ یہی عین مقصود ہے -

یون تو انہد شبد ہر بشر کے اندر ہر وقت خود بخود ہوا کرتا ہے - لیکن چونکہ انسان
محسوسات مین پھنسا رہتا ہے - اس لئے نہین سُن سکتا - اگر دل کو محسوسات سے نہ
روکے گا تو کانون کے بند کرنے سے بھی کوئی لُطف نہ حاصل ہوگا -

سوم - لب بند - یہ طریقہ اسم اعظم - اجپا جاپ - اُوم - سوہنگ - یا تت ست
کی گویا توضیح ہے - یہ اسم اعظم ہر مقصد کا بر لانے والا اور تمام حاجتون کا رفع کرنے
والا ہے - اس عمل سے انسان گناہون سے پاک ہو کر عرفان کا مرتبہ حاصل کرتا ہے
یہ جب بلا حرکت لب و زبان کیا جاتا ہے - اسکا تعلق محض عمل سے ہے - یہ کہنے اور
سُننے سے سمجھ مین نہین آتا ہے - لہذا اس کے متعلق فی الحال مین صرف اتنا ہی بتلا سکتا
ہون - ہان انسانی جسم کی ساخت کے بارے مین البتہ کچھ بتلا دینا چاہتا ہون -
کیونکہ یہ ابتدائی باتین ہین اور انکا جان لینا ضروری ہے -

جسم مثل ایک عجائب خانہ کے ہے اسمین بہتر ہزار ۷۲۰۰۰ ناڑیان ہین - ان مین ۲۴ بڑی ہین اور ان ۲۴ مین بھی دس خاص اور مشہور ہین ان کے نام یہ ہین -

نام	جائے قیام
۱- اِنگلا - اسکو "ایڑا" بھی کہتے ہین	بائین جانب -
۲- پنگلا -	داہنی جانب -
۳- سُشمنا -	ان دونون کے درمیان -
۴- گندھاری -	بائین آنکھ پر -
۵- ہستھ جھو -	داہنی آنکھ پر -
۶- پوشن -	داہنے ہاتھ پر -
۷- یش دنی -	بائین ہاتھ پر -
۸- المبک	ناف پر -
۹- کہوی -	ناک پر -
۱۰- سُنکھنی -	منھ مین -

جتنی مشہور ناڑیان ہین اُتنی ہی پون (یعنی ہوائین) بھی ہین - اُن کے بھی نام سن لو -

(۱) پران[۱] - ہردے مین رہتی ہے - اس سے سانس لی جاتی ہے - اس کی رفتار باہر کے اوپر کی طرف ہے -

(۲) اپان[۲] - گدا جگر مین رہتی ہے - اس کی رفتار اندر پیچھے کی طرف ہے -

(۳) سمان[۳] - نابھی کمل مین رہتی ہے - یہ ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے -

---

[۱] پران ناک کے اگلے حصے - دل - ناف اور پانون کی انگلیون مین رہتا ہے -

[۲] اپان بیٹھ - پایہ اُپستھ مین -

[۳] سمان دل - ناف اور جوڑون مین -

(۴) اودان[۵۱] - کنٹھ چکر مین رہتی ہے - اس کی رفتار اوپر اور نیچے کی طرف ہے -
(۵) بیان[۵۲] - سارے جسم مین رہتی ہے - یہ روکنے والی قوت ہے -
نوٹ :- پران کا رنگ یاقوت کا -
اپان " " بیر بہوٹی کا -
سمان " " بلور اور گائے کے دودھ کا -
اودان " " صندل کا
بیان " " آگ کے شعلے کا
(۶) ناگ وایو - اس سے ڈکار لی جاتی ہے -
(۷) کورم - اس سے آنکھ کھلتی اور بند ہوتی ہے -
(۸) دیودت - اس سے جمہائی لی جاتی ہے -
(۹) کرکل - اس سے چھینک لی جاتی ہے -
(۱۰) دھننجے - مرجانے پر اس سے جسم پھول جاتا ہے -
سری کانت - آپنے جو دو تین چکرون کے نام لیے وہ میری سمجھ مین نہین آئے مہربانی کرکے انکو بھی سمجھا دیجیے -
درلبھ داس - چکرون کی تعداد سات ہے - (۱) گدا چکر یا مول ادھار چکر[۵۳] یہ مقام بول و براز کے درمیان سیون پر ہوتا ہے (۲) لنگ چکر[۵۴] یہ لنگ اور نابھی کے بیچ مین ہے (۳) نابھی چکر

---

۵۱ اودان - گلے - تالو - سر اور ماتھے مین -
۵۲ بیان - تمام جلد مین -
۵۳ اس کو ادھشٹان یا سوادھشٹان بھی کہتے ہین -
۵۴ اس کو منی پورنا یا منی پورک بھی کہتے ہین -

(۴) ہردے چکر (۵) کنٹھ[51] چکر (۶) اگیا چکر ۔ (۷) برمھ[53] رندھر ۔ یہ ساتوں بالترتیب نیچے سے اوپر تک ہیں ۔

ان کے علاوہ دس اندریاں اور انتھ کرن یعنی جسم لطیف جسکی چار پرتی یعنی قوائے افعالی اور بھی ہیں ۔ یہ سب ملکر چودہ[14] ہیں ۔ دس اندریوں میں پانچ گیان اندریاں ہیں اور پانچ کرم اندریاں ہیں ۔

گیان اندریاں ۔ آنکھ ۔ کان ۔ ناک زبان ۔ توچا یعنی لمس ۔

کرم اندریاں ۔ ہاتھ ۔ پاؤں ۔ لنگ ۔ گدا ۔ زبان ۔

انتھ کرن ۔ من ۔ یہ سب کام کرتا ہے ۔

چت ۔ پچھلے کاموں اور واقعات کو یاد رکھتا ہے ۔

بدھی ۔ نیک و بد کا امتیاز کرتی ہے ۔

اہنکار ۔ کل کاموں کا پیشوا ہے یعنی ہم نے ایسا کیا ۔ ہم ایسا کرتے ہیں ۔

یہاں پر یہ بخوبی سمجھ لو کہ اندری نام طاقت کا ہے نہ کہ آلہ کا جیسا کہ عوام کا خیال ہے ۔ مثلاً آنکھ میں جو دیکھنے کی طاقت ہے وہ اندری ہے نہ کہ آنکھ کا ڈھیلا ۔ یہ ڈھیلا محض آلہ ہے ۔ اگر بینائی جاتی رہے تو یہ ڈھیلا بھی بیکار ہو جاتا ہے ۔ جلیسے ہوئیندون کے ہوتا ہے ۔

ہردے کمل اور من کی کیفیت تو میں بیان ہی کر چکا ہوں کہ اسمیں آٹھ پنکھڑیاں ہوتی ہیں اور من جس پنکھڑی پر پہونچ جاتا ہے ویسی ہی اُسکی کیفیت ہو جاتی ہے ۔ اب صرف کہنا یہ ہے کہ یہ من نہایت طاقت ور شے ہے اور اس کو جو پکڑ کر قبضہ میں کر لے وہی سچا بہادر ہے ۔ یوگی لوگ مشق کے ذریعہ سے اسے

---

[51] اسکو اناہت بھی کہتے ہیں [52] اس کو وشدھی بھی کہتے ہیں [53] اس کو سہسرار بھی کہتے ہیں ۔

پکڑتے ہین اور ایشوری گیان مین لگا دیتے ہین - مگر جو شخص ایسا نہین کر سکتا وہ کرم جال مین پڑ جاتا ہے اور جنم مرن کے چکر مین پھنس کر اور اندریون کے سکھ مین غافل ہو کر برھم سکھ کو بھول جاتا ہے اور طرح طرح کی تکلیفین اُٹھاتا ہے -

اب ایک آخری بات اور بتلا کر مین اپنے مضمون کو ختم کر دون گا وہ یہ ہے کہ اس جسم یعنی ستھول شریر کے اندر دو اور جسم ہین جو لطیف اور لطیف تر ہین - اُنکا نام سوکشم اور لنگ یا کارن شریر ہے -

(۱) ستھول شریر - پانچ ستھول بھوتون سے بنا ہے -

(۲) سوکشم شریر - سترہ دربیون ~~[illegible]~~ کا مجموعہ ہے - یہ سترہ دربیہ یہ ہین - پانچ پران - پانچ گیان اندریان - پانچ سوکشم بھوت (یعنی تماترا) من اور بُدھی -

(۳) کارن شریر - یہ پرکرت روپ ہونے سے سوکشم شریر سے بھی سوکشم ہوتا ہے - یہی انندمے کوش ہے (یہی جیواتما ہے) یہی سشپتی ہے اور یہی गुहाशय ہے

لنگ شریر تتوون کا بنا ہوا ہوتا ہے اور اسی کا نام جیو ہے - جیو کے ساتھ چھے اُرمی یعنی علتین لگی ہوئی ہین اُن کے نام یہ ہین - بھوک - پیاس - نیند[1] - سکھ[2] زندگی اور موت - انسان جیسے کرم کرتا ہے ویسے ہی سُکھ اور دکھ بھوگتا رہتا ہے اس لنگ شریر کا علم اُس وقت ہوتا ہے جب اجپا جاپ کیا جاتا ہے - اس جاپ سے ستیہ برھم ملجاتا ہے - انسان کے سب بھرم مٹ جاتے ہین - اور برھم رندھر کا دروازہ کھل جاتا ہے - اسی کا نام " تُریا " اوستھا ہے -

اس کے حاصل ہو جانے پر پہلی تین اوستھائین یعنی جاگرت - سپن اور سُشپتی مٹجاتی ہین اور برھم اور جیو کا بھید دور ہو جاتا ہے - جو شخص اس درجہ پر پہونچ جاتا ہے وہ اس قدر اپنے آنند مین مست ہو جاتا ہے کہ اُس پر ایک قسم کی خود فراموشی کی

---

[1] ان ۲ یعنی نیند اور سُکھ کے بجائے بعض لوگ شوک اور رنج اور موہ کو مانتے ہین -

حالت طاری ہو جاتی ہے - وہ کبھی ناچتا ہے - کبھی گاتا ہے - اور کبھی خاموش بیٹھا رہتا ہے معمولی آدمی اُسکو دیوانہ سمجھتے ہین - اُسکی بڑ ہر ایک کی سمجھ مین نہین آتی اُسکو ہر جگہ ذات واحد دکھائی پڑتی ہے - اُسکا نہ کوئی دوست ہے نہ دشمن - اُس کے لیے نہ کوئی شے قابل حصول ہے نہ قابل ترک - ایسا شخص کامل کہلاتا ہے -

سری کانت - پرانایام کے سلسلہ مین ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ پرماتما سب جگہ بیاپک ہے اور وہ ایسی چیتن شکتی ہے کہ جسکا مرکز ہر جگہ ہے - اس لیے ہم کیون مجبور کیے جاتے ہین کہ پرانون کو دماغ مین لیجائین - ایسا کیون نہین ہے کہ جس مقام پر ہم دھیان کرلین وہی مرکز سمجھا جائے -

دربھ داس چیتن ۲ طرح سے بیاپک ہے - ایک سامانیہ روپ سے اور دوسرا بشیش روپ سے - جیسے چراغ کی روشنی جہان جہان پڑتی ہے وہان چراغ سامانیتا سے بیاپک ہے - مگر لَو کے اندر بشیستا سے ہے - سورج کرنون کے ذریعہ سے سب جگہ بیاپک ہے - مگر سورج لوک مین بشیش سورج ہے - اسی طرح آتما اس جسم مین سرب بیاپی ہے - مگر دماغ مین بشیش چیتن ہے - سامانیہ چیتن مین سامانیہ طاقت ہے اور بشیش مین بے انتہا - اگر سامانیہ چیتن مین بھی کوئی نمایان طاقت ہوتی تو اس جسم سے بشیش چیتن نکل جانے پر اور اُس کے مردہ ہو جانے پر یہ جسم گلنے اور سڑنے نہ پاتا - (کیونکہ سامانیہ چیتن تو کہین نکلکر جا ہی نہین سکتا) - مگر ایسا نہین ہوتا بشیش چیتن کے نکلتے ہی سب لوگ جسم سے کراہیت کرنے لگتے ہین پس جبکہ سامانیہ چیتن معمولی کام بھی نہین کرسکتا تو وہ ہمارا کلیان کیسے کرسکتا ہے - یہ تو بہت بڑا کام ہے - اس لیے جبتک بشیش چیتن کا سہارا نہ پکڑا جائیگا - کلیان نہین ہوسکتا بشیش چیتن دماغ مین ہے اس لیے وہین دھیان کرنا سب سے افضل ہے -

ابھی بہت سی اور بھی باتین بتلانے کے قابل ہین مثلاً اندریون کے دیوتا سورج

وقت تینون شریرون کی حالت۔ شریر کے اندر عالم اصغر کی بناوٹ اور وہ عجیب وغریب
پیڑ جس کا ذکر گیتا اور دیگر مختلف کتابون مین کیا گیا ہے۔ مگر یہ اور اسی قسم کی اور
بہت سی باتین یوگی ذرا مشکل سے بتلاتے ہین۔ کیونکہ بغیر شردھا کے جو بات بتلائی
جاتی ہے وہ ذہن مین نہین آتی۔ اگر آتی بھی ہے تو ٹھہرتی نہین۔ یہ باتین اُسی کو
بتلائی جاتی ہین جسے حقیقت کے جاننے اور ماہیت کے دریافت کرنے کی خواہش ہو یعنی
تم مین شردھا دیکھی اس لیے آپکو بھی بتلا دین۔ میرے پاس بہت سے لوگ آیا کرتے ہین اور
سوال کیا کرتے ہین مگر چونکہ وہ محض ظاہرداری کے طور پر سوال کرتے ہین اسلیے مین بھی
ٹال دیا کرتا ہون۔

یوگ اور تپ کا راستہ نہایت دلچسپ ہے۔ اس مین قدم قدم پر یہ معلوم ہوتا رہتا ہے
کہ انسان نے کتنی ترقی کی۔ اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے انسان
دنیا مین بہت سے بھلائی کے کام کر سکتا ہے۔

سری کانت۔ مین ابھی تک گیان مارگ کو سب سے افضل سمجھتا تھا۔

درلبھ داس۔ گیانی بجز خشک گیان بیان کرنے کے لوگون کو کسی قسم کا نفع یا نقصان
پہونچانے کی قابلیت نہین رکھتے اُن مین سب سے بڑا نقص یہ ہوتا ہے کہ نہ خود کچھ
کرتے ہین اور نہ دوسرون کو کرنے کی ہدایت کرتے ہین۔ وہ صرف بے سر پیر کی بحث
کرکے اپنی فضیلت جتاتے رہتے ہین۔ کچھ کرتے ہوے تو جان نکلتی ہے۔ مگر بحث کرنیکو
آندھی ہوتے ہین۔ دس بیس باتین ادھر ادھر کی یاد کرلین اور اہم چو ما دیگرے نیست
بن بیٹھے۔ اگر کسی نے پوچھا کہ آیا آپ کچھ کرتے دھرتے بھی ہین تو بس یہی ایک جواب دیدیتے
ہین کہ گیان مارگ مین کرنے دھرنے کی ضرورت ہی کیا۔ صرف بچار سے کام لینا چاہیئے
اگر خیالات درست ہوگئے تو سب کام بن گیا۔ میرے خیال مین یہ راستہ
لوگون کو گمراہ کر دیتا ہے۔

سری کانت۔ بھگتی کی نسبت آپکا کیا خیال ہے۔
درکیھ داس۔ اسکا نقص تو بالکل عیان ہے۔ بھگت ہمیشہ پرماتما کو اپنے سے علیحدہ اور دوسرا سمجھ کر عبادت کرتا ہے۔ مین کہتا ہون کہ جب پرماتما ہر گھٹ مین براجمان ہے بلکہ یون کہنا چاہئے کہ درحقیقت وہ کوئی دوسری شے ہی نہین ہے۔ تو علیحدہ ہوتی رکھ کر کیون پرستش کی جائے۔ اپنے ہی سروپ کے جاننے کی کیون نہ کوشش کی جائے یہ محض وہم ہے کہ اپنی ذات اُس سے علیحدہ سمجھی جاوے۔ دھوپ دیکھنے مین آفتاب سے جدا معلوم ہوتی ہے مگر اُسکی اصل وہی آفتاب ہے۔

کثیف اور لطیف کے درمیان ایک حدفاصل ہے جسکو حجاب دوئی کہتے ہین جب یہ حدفاصل دور ہو جاتی ہے تب پرماتما ہی پرماتما رہ جاتا ہے اور یہ بات بغیر یوگ کے حاصل نہین ہو سکتی۔ غرضکہ جس پہلوئے نظر سے دیکھوگے بھگتی اور گیان تو اُسکا ہم پلہ نہین پاؤگے بعض کم فہم اور کاہل لوجود لوگ یوگ کو بھی بُرا بتلاتے ہین ایسون کے لیے بجز اس کے اور کیا کہا جائے کہ پرماتما اُن کو عقل سلیم عطا کرے تاکہ وہ بھلے بُرے مین تمیز کر سکین۔ آجکل باتین بنانے والون کی تعداد زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روزمرہ مذہبی باتون پر فضول بحثین ہوا کرتی ہین۔ مگر کوئی نتیجہ نہین نکلتا۔ سب اپنے ہی مارگ یا مذہب کو اچھا بتلاتے ہین لیکن حقیقت یہ ہے کہ بات وہی سچی مانی جائیگی جس کو عقل تسلیم کرے۔ یہ تو مین نے ثابت ہی کر دیا کہ آپا سنا اور گیان کے مقابلہ مین یوگ افضل ہے۔ اب مختلف مذاہب کے بارہ مین دیکھیے۔ دنیا کے سب ہی لوگ یہ کہا کرتے ہین کہ ہمارا مذہب عالمگیر مذہب ہونیکا مستحق ہے مگر میرا خیال ہے کہ ایسا کبھی نہین ہو سکتا۔ دُنیا مین اگر کوئی مذہب عالمگیر ہونیکا سچا دعوی کر سکتا ہے تو وہ ہمارا مذہب ہے۔ مین کسی کے مذہب پر نہ حرف گیری کرتا ہون اور نہ تعصب کی وجہ سے کہتا ہون بلکہ واقعات کی بنا پر کہتا ہون۔ دنیا کے دیگر مذاہب

کسی نہ کسی تاریخی انسان کی زندگی کے واقعات پر منحصر ہین - اگر اُس انسان کی تاریخی عظمت مین فرق آجاے تو وہ مذہب ریتیلے قلعہ کے مانند زمین پر گر جاے گا - برخلاف اس کے ہمارے عقائد کا انحصار آدمیون پر نہین ہے بلکہ راستی پر ہے - اگر یہ کہا جاے کہ ہمارے یہان کوئی ایسا انسان پیدا ہی نہین ہوا تو غلطی ہے - ہمارے یہان ہزارہا قابل تعظیم بزرگ ہوے ہین لیکن اصل یہ ہے کہ ہمارے مذہب کی سچائیان اُن بزرگون پر منحصر نہین ہین - کرشن بھگوان کی عظمت اس وجہ سے نہین ہے کہ وہ کرشن جی تھے بلکہ اُن کی عظمت اس وجہ سے ہے کہ وہ بہت بڑے یوگی - واعظ اور معلّم تھے - اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو اُنکا بھی نام ہندوستان سے بُدھ دیو کی طرح معدوم ہو گیا ہوتا -

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم ہمیشہ سے اُصولون اور عقیدون کو مانتے چلے آئے ہین نہ کہ انسانون کو - انسان تو صرف اُن عقیدون اور اصولون کے پیرو ہو کر اُنکی راستی اور بزرگی کو اپنی زندگی مین دکھاتے رہے ہین - اگر اصول اور عقیدے موجود ہین تو اُن کی پیروی کرنے والے ہزارون اور لاکھون انسان پیدا ہو جائین گے اگر اصول خراب نہ ہوے اور ان کی پاکیزگی برقرار رہی تو سیکڑون اور ہزارون رام چندر اور کرشن پیدا ہو جائین گے لیکن ہان اگر اصول ہی بگاڑ دیے گئے یا عقیدے بھلا دیے گئے اور تمام قوم کسی تاریخی انسان کے دامن سے بندھ گئی تو مذہب کی حالت نہایت افسوسناک ہو جائیگی کیونکہ ایسا مذہب ہمیشہ خطرہ مین پڑا رہا کرتا ہی .... مثال کے طور پر مہابھارت کو لیجیے یہ در اصل کوئی قصہ یا کہانی نہین ہے بلکہ کرم جوگ سکھانے کا ذریعہ ہے - جو باتین مہابھارت مین لکھی ہین وہ روزمرّہ اور ہر وقت ہمارے ہی جسم مین ہوا کرتی ہین - مہابھارت کو ایک متبرک رشی یعنی بیاس جی نے تصنیف کیا ہے اور حقیقت یہ ہے

کہ وہ ایک دُرِّ بے بہا ہے سرسری طور پر پڑھنے سے اور نیز بے علمون کی تاویلات سے
تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُس زمانہ مین کثیر الازدواجی جائز تھی یعنی ایک مرد کے کئی
بیبیان ہوتی تھین اور چند شوہرون کی ایک مشترکہ بی بی بھی ہوتی تھی۔ حالانکہ
شاستر کی رو سے یہ بالکل ناجائز اور ممنوع ہے۔ لیکن سچ پوچھیے تو یہ عمدہ ترین
رموز اور مسائل حکمت ہین مگر اُن کے سمجھنے کے لیے کوئی شخص اپنی عقل سے کام
نہین لیتا بلکہ بے علمون کا تو یہ خیال خام ہے کہ ایسے مسائل مین عقل سے کام
لینا بھی کُفر ہے۔

جب ارجن نے کورکشیتر کا میدان آدمیون سے جو مور و ملخ سے زیادہ تھے بھرا ہوا
دیکھا۔ اور اُس مین دونون طرف اپنے قریب تر اعزا اور اقربا بھی دیکھے اور یہ خیال
کیا کہ سب کا جام زندگی لبریز ہو چکا ہے اور ایک دم صد ہا لاشے پھڑکتے ہونگے
اور یہ سب عزیز چاشنی مرگ چکھین گے تو اُس کو نہایت رقّت آئی اور از حد افسوس
اور ناامیدی ہوئی۔ اُس نے اپنے دل مین مصمم ارادہ کر لیا کہ لڑنا اور اپنے رشتہ دارون کے
خون مین اپنا ہاتھ آلودہ کرنا خلاف انسانیت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مثل فقیرون کے
اپنی بقیہ زندگی خوشی اور مسرت سے پرمیشور کی یاد مین کاٹ دون مگر سری کرشن
جی نے اُسے ایسا کرنے سے باز رکھا۔ اس کو سُن کر کج فہم لوگ بجائے خود یہ خیال
کرتے ہین کہ کرشن جی نے ارجن کو اُس کے عمدہ ارادہ سے باز رکھا لیکن اہل بصیرت کے
نزدیک اس کے اور ہی معنی ہین اور اس سے وہی لوگ واقف ہو سکتے ہین جو عقل
سلیم سے کام لیتے ہین۔ بیاس جی کی یہ مراد نہین ہے جیسا کہ یہ لوگ سمجھتے ہین بلکہ
منشاء اُن رموز حکمت کا یہ ہے۔

یدھشٹر سے جس کو دھرم کا اوتار کہتے ہین۔ زمین مطلب ہے۔ بھیم اوتار پون یعنی
باد ہے۔ ارجن اوتار اندر یعنی آکاش یا جیو ہے۔ سہدیو اور نکل اوتار اشونی کمار کے

کیے گئے ہین - چونکہ اشونی کمار سورج کے لڑکے تھے اور آفتاب چشمۂ آتش اور
باعث بارش ہے اس وجہ سے اُن سے مطلب آب و آتش ہے - غرضیکہ ان
پانچون بھائیون سے مراد پانچ تتو یعنی عناصر ہین - اصل ہر ایک کی وہی مادّہ ہے
لیکن اُن کے وجود کے اسباب مختلف ہین جیسا کہ مین نے کہا ہے اور جُدا جُدا
باپ سے مراد سبب مختلف ہے - درو پدی اُن کی بیوی سے غرض جوگ مایا ہے -
چونکہ یہ کیفیت محض مادّہ سے متعلق ہے اس لیے پانچون بھائیون یعنی عناصر پر یہ
ایک کیفیت مشترک ہے اور لفظ کرشن سے مراد آتما یعنی روح ہے - چونکہ ہفت
طبقات انسانی مین آکاش یعنی جیو - آتما یعنی روح سے قریب ہے اس لیے ارجن کرشن
کے عزیز قریب اور دلی دوست ہین - خاندان کورو سے مراد ہے اگیان نفسانیت
اور خواہشات بد - چونکہ اگیان اندھا ہوتا ہے اور خواہشات بد اگیان ہی سے
پیدا ہوتی ہین اس لیے کہا گیا ہے کہ کورون کا باپ اندھا تھا - دریودھن سے مراد
اہنکار ہے - جیو نے اہنکار کے دھوکہ مین آکر اپنا راج یعنی آتم آنند کا سُکھ کھو دیا -
جب اُس نے اُس کے پھر حاصل کرنے کی کوشش کی تو اگیان کے سب بیٹے معہ
اپنے بڑے بھائی اہنکار کے مقابلہ مین آگئے - تب کرشن جی نے ارجن کو سمجھایا کہ
جبتک تم اپنے اعزا و اقربا یعنی خاندان کورو کو قتل نہین کروگے تب تک سلطنت
نہین ملے گی - اس بیان سے یہ مراد ہے کہ انسان جبتک خواہشات بد کو نہ مار یگا
تب تک جیو کی نجات ممکن نہین ہے -

کورو کشیتر کے میدان جنگ مین ارجن کی مایوسی اور جوش محبت اعزا سے واضح نے
یہ مُراد رکھی ہے کہ یون تو اکثر لوگ کہتے ہین اور سب چاہتے ہین کہ نفس امّارہ پر غالب
ہو جائین لیکن موقعہ اور معرکہ کے وقت طبیعت کے جوش کو دبانا اور قدیم عادات بد
کو ترک کرنا سخت مشکل ہو جاتا ہے اور بڑی جوانمردی کا کام ہے -

ارجن کے رتھ سے غرض جسم انسان ہے اور کرشن یعنی روح کوچبان ہے۔ رتھ مین ارجن کے بیٹھنے سے غرض جسم مین جان کا ہونا ہے اور اُسکا چلانے والا کرشن یعنی آتما ہے - دنیا مین ہر ایک جوانمرد کو اسی طرح لڑکر فتح حاصل کرنی چاہیئے۔
لڑائی کے پیچھے عرصہ تک سلطنت کا لطف حاصل کرنے کے بعد جب یہ پانچون بھائی مع دروپدی کے بہشت کی طرف چلے توسب سے پہلے دروپدی یعنی مایا غائب ہوئی اور سب سے پیچھے یدھشٹر یعنی اجزاے ارضی رہ گئے
اتنا کہہ کر باباجی خاموش ہوگئے اور تھوڑی دیر بعد سری کانت اپنے گھر چلا آیا

تیرھوان باب

باباڈرلبھ داس کی باتون نے سری کانت کو ایسے چکر مین ڈال دیا کہ کئی مہینے اُسنے غور و خوض ہی مین گذار دیے۔ دن رات سوچ بچار اور مطالعہ کتب مین مصروف رہتا۔ مگر کوئی قطعی فیصلہ نہ کرسکتا۔ آخرکار ایک دن کئی باتین جنکی نسبت دل مین شک پیدا ہوگیا تھا ایک پرچہ پر سوالات کی صورت مین لکھ کر منشی بہاری لال کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ مین آج اپنے کچھ شکوک رفع کرنے کیلئے آیا ہون۔ پہلا یہ ہے کہ آج کئی ہفتہ ہوے مین باباڈرلبھ داس کے پاس گیا تھا اُنھون نے بالکل نئے قسم کا اُپدیش کیا۔ اُنھون نے دھیان یوگ کی فضیلت بیان کی اور چند ابتدائی باتین بھی بتلائین۔ آخر مین یہ بھی کہا کہ مہابھارت کی لڑائی کوروکشیتر کا میدان - پانڈو - کورو - سری کرشن جی مہاراج دراصل کوئی نہ تھے۔ یہ محض ایک طرح کا طرز بیان ہے۔ اُنھون نے تو بہت کچھ کہا تھا مگر مین مختصراً

بیان کیے دیتا ہون - کہ" ارجن سے مراد جیو ہے - سری کرشن جی سے مہان آتما
دریودھن سے اہنکار - اور اُسکی فوج اگیان سے پیدا شدہ کیفیات نفس - کورکشیتر
سے مراد جسم انسانی کیونکہ اُسی مین ہمیشہ لڑائی ہوتی چلی آئی ہے اور روزانہ ہوتی ہی
گیتا کے اُپدیش سے یہ مطلب ہے کہ مہان آتمانے ایشور روپ گورو کی شکل
مین اُپدیش کیا اور جیو کو اُس کے فرض سے آگاہ کر کے جنگ کے لیے مجبور کیا - آخرکار
جیو کو فتح نصیب ہوئی اور کھویا ہوا راج یعنی آتما آنند حاصل کر لیا "

مین یہ جاننا چاہتا ہون کہ اس کی اصلیت کیا ہے کیا سری کرشن جی
دراصل کوئی نہ تھے اور مہابھارت کی لڑائی سچ مچ نہین ہوئی -

بہاری لال - ایک زرخیز دماغ کیلیئے یہ امر مشکل نہین ہے کہ واقعات کو
مختلف دلائل سے محض عالم خیال کی بات یا فرضی قصہ بنا دے - نیپولین کے تواریخی
کارنامے کس کو تسلیم نہین ہین لیکن گذشتہ صدی مین خود ایک فرانسیسی نے ایک
کتاب یہ ثابت کرنے کے لیے شائع کی تھی کہ نیپولین کا دُنیا مین کبھی وجود ہی نہین ہوا
اور یہ کہ نیپولین کا قصہ سورج کے افسانہ کی نقل ہے - نیپولین کے بارہ سپہ سالار
سورج کے بارہ برج ہین اُس کے چار بھائی دنیا کے چار موسم ہین - اسکی پیدائش کا
جس چھوٹے سے جزیرہ مین ذکر ہے وہ طلوع آفتاب سے مراد ہے - اُسکی فتوحات سے
مراد سورج کا آسمان پر گشت لگانا ہے - جاڑے مین نیپولین کی طاقت زائل ہونے
سے یہ مطلب ہے کہ سورج جاڑے مین مدھم پڑ جاتا ہے - جزیرہ سنیٹ ہیلینا مین
نیپولین کی قید کا یہ منشا ہے کہ آفتاب شام کے وقت سمندر مین ڈوب جاتا ہے وغیرہ
اسی طرح پر ایسے بہت سے نکتہ چین حضرات ہین جو یہ کہتے ہین کہ سری
کرشن جی مہاراج - حضرت عیسیٰ مسیح اور شکسپیر وغیرہ دنیا مین پیدا ہی نہین
ہوے بلکہ دنیادارون اور خوش اعتقادون کے عالم خیال ہی مین پیدا ہوکر غائب

ہو گئے - مین یہ دریافت کرتا ہون کہ اگر بفرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ کرشن جی نے بہ حیثیت ایک پورن کلا اوتار کے ارجن کو اُپدیش نہین دیا تو کیا یہ بھی درست ہے کہ اُنکا بانسری بجانا - گوئین چرانا - گوپیون کے ساتھ کھیلنا کنس کو مارنا اور جراسندھ سے لڑنا سب فرضی اور خیالی باتین ہین -

تواریخ کے صفحون کو دیکھو اب سے پانچ ہزار برس پیشتر ہندوستان کی حالت جب خراب ہو گئی تھی - ہندؤون کی طاقت ایک ایسے دریا کے مانند جو بیچ مین سِلٹ (مٹی) جم جانے کی وجہ سے مختلف دھارون مین تقسیم ہو جاتا ہے اور اپنے زور کو کھو دیتا ہے مختلف دھارون مین بٹ چکی تھی برہمن - چھتری - ویش اور شودران چارون کے درمیان جو عمل اتحاد تھا وہ جا چکا تھا - راجاؤن نے اپنا دھرم چھوڑ دیا تھا - عورتون کی بے عزتی کرنا - بچون کو قتل کرنا - دوسرون کا مال متاع فریب سے لے لینا اُن کے بائین ہاتھ کا کرتب ہو گیا تھا - چنانچہ مذکورہ بالا مظالم کے دور کرنے کے لیے - بدمعاشون کو سزا دینے کے لیے اور دھرم کو قائم کرنے کے لیے شری بھگوان نے اپنی کرم - اُپاسنا اور گیان تینون قسم کی طاقتون کا پورا اظہار کیا اور اُس سلٹ کو بہا دیا - گیتا کے قابل قدر اپدیش سے مختلف ذاتون کے لوگون مین اشتراک عمل پیدا کر دیا اور گمراہی و جہالت کو اپنے علم کی روشنی اور قابل تقلید افعال سے مٹا دیا - اُنھون نے کرم ایسے نشکام کیے جنکی نسبت گیتا مین خود ہی ہدایت کی ہے - سب کچھ کرتے ہوئے بھی وہ سدا بیفکر رہتے - آنند ناچتے اور بنسی بجاتے تھے -

اب اُپاسنا کی کیفیت سُنو اسمین چودہ[۱۴] قسم کے بھاؤ ہوتے ہین اور بھگت لوگ کسی نہ کسی طرح کے رس اور بھاؤ کے ذریعہ سے مثلاً ویر بھاؤ - پتی بھاؤ - داس بھاؤ - پتر بھاؤ یا متر بھاؤ وغیرہ سے بھگوان سے پریم کرتے ہین - چنانچہ

سری کرشن جی مہاراج کا اوتار چونکہ پورن کلا اوتار تھا لہذا اسمین تمام بھاؤن کا اظہار ہوا تھا - بھیم کا ویر بھاؤ - گوپیون کا پتی بھاؤ - بدر کا داس بھاؤ - باسدیو کا پتر بھاؤ - اور ارجن کا متر بھاؤ وغیرہ سُننے مین آتا ہے -

تیسری طاقت گیان کا کہنا ہی کیا ہے - اُن کی زبان مبارک سے کہی ہوئی گیتا کا نام کس نے نہین سنا - شریمد بھگوت گیتا کیا ہے - کل ہندو مذہب کی جان اور ہندو فلاسفی کی روح ہے - وہ ایک بے بہا خزانہ ہے جو لازوال اور کبھی نہ ختم ہونے والا ہے - چھوٹے سے کوزہ مین ہندو شاسترون کا دریا بند ہے نہین بلکہ اُس کے ایک ایک اشلوک کے ایک ایک جزو مین یہ دریا موجزن ہے اور دلفریب لہرین لے رہا ہے - آجتک سیکڑون نہین ہزارون تفسیرین اسی بھگوت گیتا پر لکھی جا چکی ہین دنیا کی کوئی مہذب زبان نہین جسمین اسکا ترجمہ موجود نہ ہو اور بہت سی زبانون مین تو ایک نہین بہت سے ترجمے ہو چکے ہین مگر ابھی تک ان ترجمون سے لوگون کی سیری نہین ہوئی - ہر شخص کی یہی خواہش رہتی ہے کہ وہ اس نادر کتاب پر اپنی جدا تفسیر لکھے - اِس مبارک کتاب مین اٹھارہ ۱۸ ادھیائے ہین - پہلے چھ ۶ ادھیاؤن مین کرم یوگ پردھان ہے (دھیان یوگ اسی کرم یوگ کا جز ہے) دوسرے چھ ۶ ادھیاؤن مین اُپاسنا یوگ پردھان ہے اور آخری چھ ۶ ادھیاؤن مین گیان یوگ پردھان ہے -

کرم اور گیان مین اکثر اختلاف رہتا ہے - مثلاً کرمی سنسار کو ست کہتا ہے اور گیانی متھیا بتلاتا ہے نہ کرمی کرم سے ٹلتا اور نہ گیانی اپنے خیال کو دور کرتا ہے چنانچہ بیچ مین اُپاسنا یوگ رکھکر بھگوان نے کرم اور گیان کا جھگڑا اٹھا دیا ہے اور سنسار کو متھیا ماننے پر بھی اُسکو پرماتما کا براٹ روپ سمجھکر جیو کو سیوا کے ذریعہ سے بھگوت پوجا کرنے کی اجازت دیدی ہے - یہی اُن مین گیان کا کمال ہے اور

یہی باتین ہین جنسے انکا پورن کلا اوتار ہونا ثابت ہے۔
الغرض سری کرشن جی مہاراج مین ہر طرح کی صفات تھین اور آج بھی وہ سوسائٹی کے ہر ایک طبقہ کے منظور نظر ہین۔ بچے اُن کے بچپن کے حالات مین دلچسپی لیتے ہوے اُن کو اپنا پیارا سمجھتے ہین۔ نوجوان اُن کی بہادری اور شجاعت کے کامون کے سبب سے اُن کے بھگت بنے ہوے ہین۔ عورتین اُن کے گرہست جیون کے سبب اُن کی دلدادہ ہین۔ بوڑھے ایشور بھگت اُن کے بھگتی کے بھجون پر موہت ہین۔ گیانی اور یوگی اُن کی فلاسفی اور ابھیاس پر فریفتہ ہین۔ الغرض اُن کی زندگی اتنی فراخ اور رنگین ہے کہ سوسائٹی کا ہر ایک طبقہ بڑی خوشی کے ساتھ اسمین دلچسپی لے سکتا ہے۔
دُنیا مین اور بھی بڑے بڑے لوگ مانہ سلف مین ہوے ہین جو مینار روشنی کا کام دیتے رہے مگر ہمارے سولہ کلا اوتار کی سولہ کلا اُن نے جدا گانہ حاجتون اور متفرق ضرورتون کو ایک ساتھ پورا کر دیا۔ مینار روشنی کا کام اگر ایک کلا نے دیا تو دوسری نے کپتان جہاز کا تیسری نے جہاز کے قلی اور چوتھے نے خوراک بہم پہونچانے والے خانساماں کا۔ غرضیکہ سنسار ساگر کے جاتریون کو منزل مقصود پر پہونچا دیا۔
بھگوان کرشن نے چارون ورنون کے کام خود کر دکھائے۔ چارون آشرمون کے سبق خود عمل پیرا ہو کر سکھائے۔ چنانچہ مہاراجہ یدھشٹر کی راجسو یگیہ کے وقت سب مہمانون کے ہاتھ پاؤن دھلانے کی خدمت اعلیٰ پیمانہ پر ادا کر کے شودر ورن کے کام کو کر دکھایا اور "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد" کی کہاوت کو سچ کر دکھایا۔ گوال بال کے ساتھ گائین چرا کر ویش ورن کا سبق پڑھایا۔ رن بھومی مین نمایان حصہ لیکر اور شودر شون چکر چلا کر جسارت و بہادری کا بے مثال نمونہ دکھایا

برھمو دیا کے وہ اُپدیش سُنائے کہ جنکا جواب چراغ لے کر ڈھونڈھنے پر بھی نہین ملتا - یوگیون مین یوگی راج کہلائے - برھمچریہ - گرھست - بان پرست اور سنیاس دھرم کے تمام طور و طریق سکھلائے - الغرض بڈھے - جوان - عورتین اور گوال بال سب نے ایک سُر سے اُنکو اپنا سچّا محافظ وحقیقی یا سدار بنایا بھگوان کرشن کے کارنامے اور اُن کی زندگی کا ہر لمحہ اُن کی پیدائیش اور موت سبق آموز ہونے کے علاوہ اعلیٰ اور ارفع تھا - اُنکا پیارا موہن نام اُن کی دل لبھانے اور چت چرانے والی صورت اُنکا قدوقامت - اُن کی رسیلی اور کٹیلی آنکھین اُنکی بول چال اُنکا چلن اور بیوہار اور سب سے بڑھ کر پریم اور پیار ہر جاندار کے لیے سر کا چھتر اور گلے کا ہار ہو رہا تھا - سچ مچ بھگوان کرشن سونے کی طرح رنگ مین روپ مین - تاو مین پتاو مین بمقابلہ دیگر نادر ہستیون کے نمایان فرق رکھتے تھے

آہ پیارے کرشن -

چھب نیاری ہے سری کرشن تری خلق ساری ہے سری کرشن تری	بات پیاری ہے سری کرشن تری یاد جاری ہے سری کرشن تری

ذکر ہر لب پہ ہے گھر گھر تیرا
نام ہے مُرلی منوہر تیرا

جلوۂ نور صداقت تو ہے جو ہر مذہب وملّت تو ہے	شعلۂ شمع ہدایت تو ہے صاف آئینۂ حکمت تو ہے

عکس سے تیرے ہے پرُنور جہان
ذرّہ ذرّہ سے تجلی ہے عیان

رنگ دُنیا کا ہے مایا تیری یاد مین کرشن کنھیا تیری	اک طلسمات ہے لیلا تیری ہم پہ ہو جائے گی کرپا تیری

سُن لے اے پردہ وحدت والے
تجھ سے کہتا ہون حقیقت والے

جلوۂ ذات دکھا دے آکر
دُو دِلی دِل سے بُھلا دے آکر

محوِ دیدار بنا دے آکر
رنگ یک رنگی جما دے آکر

ہم سے چھپنے کا یہ سامان کیون ہے
پردۂ راز مین پنہان کیون ہے

اپنی بنسی کی صدا کے صدقے
شان کے طرز جُدا کے صدقے

نغمۂ ہوش رُبا کے صدقے
نئی سج دھج کے ادا کے صدقے

راگ وحدت کا سُنا دے ہم کو
مست توحید بنا دے ہم کو

درشنون کی ترے آشا ہے ہمین
آرزو کیا کہین کیا کیا ہے ہمین

تجھ کو دیکھین یہ تمنا ہے ہمین
تجھ بنا ہیچ یہ دنیا ہے ہمین

آنکھ مین نور کی صورت آجا
دل مین بنکر کوئی حسرت آجا

ان سب باتون پر غور کرکے تم اس خیال کو اپنے دل سے نکال ڈالو کہ سری کرشن جی مہاراج درصل کوئی نہ تھے اور یہ محض فرضی نام ہے اور یہ کہ مہابھارت کی لڑائی ہوئی ہی نہین -

سری کانت - میرے دل مین تو پہلے ہی سے کرشن جی کی عظمت تھی مین نے صرف در لبھ داس جی کی باتین آپ سے کہی تھین - اُن سے میری یہ مراد ہرگز نہ تھی کہ مین اُنکا ہمخیال ہون -

بہاری لال - دنیا مین جس کے پاس جاؤ اور کچھ پوچھو تو وہ ایک اپنا علیحدہ ہی

راگ الاپتا ہوا سُنائی دیتا ہے - اِسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے یہاں بیشمار پنتھ اور مت مثلاً نانک پنتھ - کبیر پنتھ - اگھور پنتھ - کونڈا پنتھ - دادوپنتھ - گوکا پنتھ جین مت - پلٹو داسی مت - رادھاسوامی مت - جگجیون داسی مت - شاکت مت - نراکاری مت انامی مت شیونرائینی مت - بلوک داسی مت - وغیرہ رائج ہو گئے اور لطف یہ ہے کہ ہر ایک پنتھائی اپنے آپ کو اچھا کہتا ہوا دوسرون کو بُرا بتلاتا ہے -

کہتے ہین کہ مہترون کے گرو لال بیگ نے مہترون سے کہا کہ سوائے تمھارے کوئی بیکنٹھ نہین جا سکتا کیونکہ تم لوگ ہمارے چیلے ہو - مہترون نے پوچھا کہ مہاراج پھر اور لوگون کا کیا حشر ہوگا - کہا اور لوگ بھی تمھارے ہی ذریعہ سے بیکنٹھ جائین گے یعنی جب تم سڑکون اور گلیون مین جھاڑو دو گے اور اُس سے جو خاک اُڑے گی وہ آنے جانے والون پر پڑے گی - اُس سے وہ بھی پاک ہو جائین گے اور بیکنٹھ کے حقدار ہو جائین گے -

مین کہتا ہون کہ اگر کوئی شخص آج ایک نیا پنتھ قائم کردے اور وہ بھی دوسرے پنتھون کو نکمّا بتلانے لگے تو کیا اس کے یہ معنی ہون گے کہ اُس سے پہلے کے تمام پنتھ دراصل بُرے ہین - اصلیت یہ ہے کہ یہ فرقے انسان کو بجائے آزاد رکھنے کے غلام بنا لیتے ہین اور اُن کے خیالات کو محدود کر دیتے ہین -

پانی اگر گھڑے مین ہے تو صرف وہی لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہین جو گھڑے کے پاس آدین اور اُس سے پانی اُنڈیل لین - لیکن اگر وہ گھڑا توڑ دیا جائے اور اُسکا پانی کسی دریا یا سمندر مین ملا دیا جائے تو وہ بہت سے آدمیون کو فائدہ پہونچا سکتا ہے - یہانتک کہ بغیر طلب وہ ہر شخص کی خدمت کر سکتا ہے - بالکل یہی حال مذہبی خیالات کا ہے انسان جبتک قیود مین گھرا رہتا ہے تھوڑے ہی آدمی مستفید ہو سکتے ہین - مگر جب وہ ان قیود کو توڑ دیتا ہے اور اُس کی محبت عالمگیر

ہوجاتی ہے تو سب کو نفع پہونچنے لگتا ہے ایسا مہاتما جہان پہونچ جاتا ہے وہ سرزمین پاک ہوجاتی ہے جیسا کہ کہا ہے ؎

ہر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود	سالہا سجدہ صاحب نظران خواہد بود

مذہبی مباحثون مین تم نے دیکھا ہوگا کہ لوگون مین اکثر بے سر پیر کی بحث چھڑ جاتی ہے اور باتون باتون مین جب گرما گرمی ہوجاتی ہے تو گالیون پر بھی اُتر آتے ہین - مین کہتا ہون کیس مذہب کی تعلیم ہے کہ آپس مین گالی گلوج کی جائے - ایسی بحثین اکثر کئی دنون تک متواتر ہوتی رہتی ہین - مگر مین نے آج تک نہ سنا کہ ان سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نکلا ہو - ہان اتنا البتہ ہوا ہے کہ تعصب بڑھ گیا ہے اور ایک دوسرے کی شکل سے بیزار ہوگیا ہے - مین سمجھتا ہون کہ شاید ہر شخص نے اپنی لیاقت اور ضرورت کے موافق اپنا خدا ازراے فیشن کا بنا لیا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ خدا کو وہی کام پسند ہون گے جو اُسے پسند ہین اور غالباً اسی خیال کی بنا پر قربانیان بھی اُسی کے نام پر کی جاتی ہین - سمجھ مین نہین آتا کہ خدا خون کا پیاسا ہے یا وہ رحم و عدل مجسم ہے - یہ ایسی موٹی موٹی باتین ہین جن پر ہر شخص کو دھیان دینے کی ضرورت ہے - ہمارا فرض ہے کہ مذہبی بحث مین نہ پڑکر ہم دوسرون کو نہایت شانتی کے ساتھ ہر ایک بات سمجھا دین - لڑنے جھگڑنے سے کوئی فائدہ نہین حاصل ہوسکتا کیونکہ یہ بات یاد رہے کہ محض کسی کے کچھ کہہ دینے یا لکھ دینے سے کوئی اپنی ضد کو نہین چھوڑ دیتا -

اگر کسی مذہب مین دو چار باتین قابل اعتراض ہین تو اُسکے یہ معنی نہین ہین کہ وہ مذہب بہ حیثیت مجموعی بُرا از عیب ہے یا وہ بمقابلۂ دیگر مذہب محض نکما ہے - اگر انسان تھوڑا سا بھی غور و خوض کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ ہر مذہب کے اصل اصول ایک ہین صرف فروعات مین فرق ہے -

اچھا تمھارا دوسرا سوال کیا ہے -

سری کانت - آجکل کے فقیرون کی نسبت آپکا کیا خیال ہے -

بہاری لال - ایسے بہت کم فقیر ہین جو مہاتما کے نام سے پکارے جا سکتے ہین زیادہ تعداد ایسون کی ہے جو محض دُنیا سازی کے لیے فقیری بھیس مین ہین اُن سے خلق اللہ کی دل آزاری ہی ہوتی ہے فائدہ کچھ بھی نہین ہوتا - مگر افسوس تو اس بات کا ہے کہ ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے ہم ہی ایسے اندھے ہو گئے ہین کہ سیرت کا خیال ہی نہین کرتے - جہان کسی کے رنگے ہوے کپڑے دیکھے ہاتھ جوڑ کر ہر طرح پر خدمت کے لیے تیار ہو گئے - ان لوگون نے ہماری ہی بے وقوفی سے فائدہ اُٹھایا اور ہمارے رہنما بن بیٹھے - بغیر سوچے سمجھے جنکو ہم اپنا پیر و مرشد اور ہادی بنا لیتے ہین وہ ایک ایکدن دھوکہ دیکر ہمین منجدھار مین ڈبو دیتے ہین - اُسوقت بجز کف افسوس ملنے کے اور کچھ نہین ہوتا اور یہی کہنا پڑتا ہے کہ ؎

خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم	ما ز یاران چشم یاری داشتیم

ان لوگون کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور ہوتا ہے - خواجہ حافظ نے شاید آجکل کے ہی بزرگان دین کی نسبت یہ فرمایا تھا ؎

چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند	واعظان کین جلوہ در محراب و ممبر میکنند

یہ لوگ دوستی کے لباس مین پوشیدہ ہو کر وہ چالین چلتے ہین کہ ہمارے فرشتون کو بھی خبر نہین ہوتی اور ہم بیخبری سے انکو اپنا معتمد اور سب کامون مین کرتا دھرتا سمجھتے رہتے ہین ؎

واے بر آن گل کہ او را باغبان گلچین شود	سخت مشکل گر مربی در مقام کین شود

بڑے بڑے میلون مین تم نے بھی دیکھا ہوگا کہ سادھوؤن کے دَل کے دَل نکلتے ہین آگے آگے اونٹون یا گھوڑون پر نقارے ہوتے ہین اُس کے بعد مختلف قسم کے

علم اور نشان - پیچھے سنکھ اور گھنٹے بجتے ہین - اُس کے پیچھے کوئی سنہری جھول سے آراستہ ہاتھی پر سوار ہے - کوئی سجے ہوے گھوڑے پر - کوئی معرق پالکیون پر اور چیلے چھتر لگاے چنور ہلاتے چلے جاتے ہین - اب بھلا بتاؤ کہ ان باتون کو ریاضت سے کیا لگاؤ ہے - یہ اور اسی قسم کے گندم نما جوفروش سادھو ہم ہی گرھستون سے روپیہ اینٹھتے ہین اور مزے اُڑاتے ہین - اگر کوئی گرھست چیلا اتفاقاً غریب ہو گیا تو پھر اُس کے یہان جھانکتے بھی نہین - کیونکہ اُس سے کچھ ملنا تو ہے ہی نہین - پھر بتاؤ کہ ایسون سے کیا اُمید ہو سکتی ہے "پیر خود درماندہ کرا شفاعت کند" کل باتون کا خلاصہ یہ ہے کہ آجکل دُنیا ہے اور مطلب ہے مطلب نکل جانے کے بعد کوئی کسی کا نہین -

دوہا

گرج پڑے کچھ اور ہی گرج مٹے کچھ اور - تلسی بھانور کے پڑے ندی سرادت موکر

اس لیے میری راے ہے کہ ہر کس و ناکس پر آنکھ بند کر کے اعتبار نہ کرلینا - آجکل کے سادھوؤن کی کیفیت یہ ہے -

بھجن

یہ نرات کے بھئے نہ اُت کے

اُت کو پریم بھگت نہین اوپجی اِت نہین ناری سُت کے

انترہ - گھر سے نکس کاہ اُن کینھو گھر گھر بھکشا مانگی

بانا سِنگھ چال بھیڑن کی سادھو بھئے کہ سوانگی

یہ نرات کے بھئے نہ اُت کے

انترہ - تن موڑا پر من نہین موڑا - انہد جیت نہین دینھا

اندری گیان پھنسے لشین سُون - تک تک تک تک کینھا

یہ نَرایت کے بھئے نہ اُت کے

انترہ - مالا کرئین سُرت نہ ہَرین یہ سُمرن کہو کیسا
باہر سے برکت ہو بیٹھے - بھیتر پیسہ پیسہ
یہ نَرایت کے بھئے نہ اُت کے

انترہ - ہنسا - اہنت - کو بُدھ نہ تیاگی - ہردے ساچ نہ آیا
چرن داس شکدیو کہت ہے بانا پہر لجایا
یہ نَرایت کے بھئے نہ اُت کے

موجودہ تہذیب صرف سوسائٹی کے ریفارم کی طرف راغب ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہشیار اسکول اور گونگے - بہرے - اندھے لوگون کے لیے اسپتال موجود ہین - مگر روحانی مریضون کے لیے کوئی انتظام نہین ہے اور وہ اپنے ہی حال پر چھوڑ دیے گئے ہین - اچھا تیسرا سوال کیا ہے -

سری کانت - برت رکھنے کی کیون ہدایت کیگئی ہے اور اس سے کیا فائدہ ہے -

بہاری لال - ہر ملک اور ہر مذہب کی تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اُسمین برت یا روزے رکھے جانے کی رسم تھی - یونان اور روم مین بھی برت رکھنے کا رواج تھا - انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودیون کے یہان روزے رکھے جاتے تھے مسلمانون مین تو روزون کے لیے ایک ماہ ہی مقرر ہے - اہل ہنود کے یہان مختلف اوقات مین برت رکھے جاتے ہین اور قریب ہر مہینہ مین بہت سے برت ہین اگر کوئی رکھنا چاہے -

برت دو قسم کے ہوتے ہین - ایک نرجل برت اور دوسرا پھل آہاری - ان کے فوائد ہر شخص اپنے عقیدے کے بموجب مانتا ہے بعض آدمی یہ سمجھتے ہین کہ اناج کھانے سے معدہ مین گرانی زیادہ ہو جاتی ہے اور پھل وغیرہ ہلکی غذائین ہین

چونکہ معدہ کی گرانی کی حالت مین عبادت نہین ہو سکتی - اس لیے ہلکی غذائین کھانے کی ہدایت ہے تاکہ باسانی عبادت ہو سکے بعض نئے تعلیم یافتہ اصحاب برت سے صرف ایک ہی فائدہ سمجھتے ہین اور وہ یہ ہے کہ اس سے معدہ کی کثافت جو عرصہ سے مختلف چیزون کے کھانے سے جمع ہو جایا کرتی ہے رفع ہو جاتی ہے -

برت کے متعلق میری رائے ہے کہ اس سے بہت سے فوائد متصوّر ہین -

(۱) برت رکھنا ایک قسم کا تپ یا ریاضت ہے اور جس طور پر رفع امراض جسمانی کے لیے استعمال دوا اور پرہیز ضروری ہے اسی طرح پر امراض نفسانی کے لیے جو اس سے بدرجہا سخت ہین تپ اور ریاضت کی ضرورت ہے اور صرف اسی سے رفع ہو سکتے ہین -

(۲) ہر مذہب کے عقیدے کے موافق اس سے گناہ دُور ہو جاتے ہین اور پرماتما کی خوشنودی کا باعث ہوا کرتا ہے -

(۳) مختلف قسم کے برت مختلف دیوتاؤن سے مختلف مرادون کے پورے ہونے کے لیے رکھے جاتے ہین اور جو صاحب اعتقاد ہوتے ہین اُنکی مرادین پوری ہو جایا کرتی ہین -

(۴) انسان ہر روز کھانے پینے کی لذتون مین ایسا پھنسا رہتا ہے کہ پرماتما نے جو ہزارون قسم کی مزے دار چیزین پیدا کی ہین اُن کی قدر نہین کر سکتا - لہذا جب فاقہ یا بھوک کی تکلیف وہ اپنے اوپر برداشت کرتا ہے تو خدا کی نعمتون کا وہ بھی قدردان ہو کر شکریہ ادا کرنے لگتا ہے -

(۵) دولتمندون اور امیرون کو طرح طرح کی چیزین کھانے کو ملا کرتی ہین اور وہ ہر وقت اپنے شکم کو پُر رکھتے ہین - وہ غربا اور مساکین کی تکلیفات کو جو بیچارے نانِ شبینہ کو بھی محتاج رہتے ہین یون محسوس نہین کر سکتے - مگر جب برت کے

باعث انکو بھی لذیذ کھانون سے ہاتھ کھینچنا پڑتا ہے تو وہ شدت بھوک کی تکلیف مین غریبون پر رحم کھانے کے خوگر ہو جاتے ہین۔

(۶) معدہ کی کثافت رفع ہو جاتی ہے اگرچہ یہ ادنیٰ ترین فائدہ سمجھا گیا ہے۔

(۷) سب سے بڑھکر فائدہ یہ ہے کہ اس سے ثواب عظیم حاصل ہوتا ہے۔ اور سورگ ملتا ہے۔

آخرالذکر فائدہ سب سے بڑھکر ہے۔ برت یا روزہ کے دن مرنا ہر مذہب والا اچھا سمجھتا ہے۔ ہمارے یہان یہ لکھا ہے کہ ایکادشی یا رام نومی کے دن جو مرجائے اُسے اچھی جگہ ملتی ہے۔ ایکادشی یا بھگوان کا کوئی برت رکھتے ہوے اگر مرجائے تو بھگوان کے دوت اُسے بیکنٹھ کو لے جاتے ہین مسلمانون کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ روزہ کے دنون مین مرنے والے کی موت اچھی ہوتی ہے اور جنت کا دروازہ اُس کے لیے کھلا رہتا ہے۔

برت مین علاوہ کھانے پینے سے پرہیز کرنے کے دیگر مذموم باتون کی ہر مذہب مین ممانعت ہے۔ مثلاً غصّہ نہ کرنا فحش نہ بکنا کسی کو آزار نہ پہونچانا اور نفس پرستی سے باز رہنا وغیرہ۔ اور اچھی باتون کے کرنے کی ہدایت ہے مثلاً سچ بولنا۔ عبادت کرنا اور مذہبی کتب کا پڑھنا اور سننا وغیرہ۔

اچھا اب کونسا سوال ہے؟

سری کانت —— ایک آخری اور ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے یہان کھانے پینے مین اتنی چھوت چھات کیون ہے۔

بہاری لال ۔ ہندوستان کے آدمی ہمیشہ سے فلسفیانہ مزاج کے ہین۔ جس طرف توجہ کرتے ہین ترکیب و تحلیل کو اس طرح کام مین لاتے ہین کہ معمولی باتون کو بھی سائنس کے درجہ پر پہونچا دیتے ہین۔ چنانچہ یہی حال

ہر بات مین سمجھلو۔ کوئی بات مصلحت سے خالی نہین ہے۔ گو آجکل بوجہ عدم واقفیت بہت سی باتین فضول اور لغو معلوم ہوتی ہین۔

کھانے پینے مین احتیاط۔ صفائی اور چھوت چھات کا طریقہ نہایت افضل ہے سوامی دیانند سرسوتی ایسے ریفارمر نے بھی اس بات کو مانا ہے ستیارتھ پرکاش کے دسوٗین سملاس مین سوامی جی نے کھانے پینے کے مسئلہ پر اپنے خیالات ظاہر کیے ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ نیچ بھنگی۔ چمار وغیرہ کا چھوا ہوا کھانا کبھی نہ کھائے کیونکہ گوشت و شراب کے کھانے و پینے والون کا چھوا ہوا کھانا جسم اور عقل پر خراب اثر پیدا کرتا ہے۔ یورپ کے لوگ بھی اس امر کو سمجھنے لگے ہین۔ وہ تو یہان تک آ پہونچے ہین کہ ہاتھ ملانے کو بھی بیماری پیدا کرنیکا ذریعہ بتلاتے ہین۔ اور یہ درحقیقت درست بھی ہے۔ ڈاکٹر لوگ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہین کہ بہت سی بیماریان جیسے آتشک۔ سوزاک کھجلی اور دیگر جلدی بیماریان محض چھونے سے ہو جاتی ہین انگریزون کی دیکھا دیکھی آجکل بوسہ بازی کی بھی رسم پڑ گئی ہے۔ بہت سے لوگ جب کسی چھوٹے بچے یا لڑکے کو دیکھتے ہین تو اظہار الفت کے طور پر اسکا مُنھ چوم لیتے ہین۔ یوروپین ڈاکٹرون کی راے مین یہ بھی مضر ہے کیونکہ خون کی خرابی کی وجہ سے بہت سی بیماریان ہو جاتی ہین چھونے سے ایک شخص کی بیماری دوسرے کے جسم مین داخل ہو کر طرح طرح کی خرابیان پیدا کر دیتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ہمارے بزرگ دوسرے کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہین کھاتے تھے۔ اُس زمانہ مین اتنی بیماریان بھی لوگون کو نہین ہوتی تھین۔

اپنے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا لذیذ معلوم ہوتا ہے جسم مین پھرتی پیدا ہوتی ہے۔ آگ کے پاس بیٹھنے سے بہت سی بیماریان دفع ہو جاتی ہین۔ اس لیے بھی یہ طریقہ افضل ہے۔ لیکن آجکل کے کالجون اور اسکولون مین پڑھنے والے نوجوان اسے اچھا نہین

سمجھتے اور وقت کی بربادی کا سبب بتلاتے ہین - یہ اُن کی غلطی ہے اُنھین صاف صاف یہ کہدینا چاہیئے کہ اُن سے کاہلی کی وجہ سے یہ کام نہین ہوسکتا اس لیے وہ دوسرون کے ہاتھ کا پکا ہوا کھا لیتے ہین - بزرگون پر الزام لگانا اچھا نہین صفائی اور احتیاط کے بارہ مین یہ سب باتین ایسی ہین جنھین ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے - اب ذرا گہرے فلسفہ کو دیکھو کہ ہمارے بزرگون نے کتنا سوچ بچار کر اس چھوت چھات کی رسم کو قائم کیا تھا -

جسے ہم جیو کہتے ہین اُس کے پانچ کوش یا غلاف ہوتے ہین - اُن کے نام یہ ہین

(۱) انّ مے کوش - یہ کھال سے ہڈی تک ہے -

(۲) پران مے کوش - یہ پانچ پرانون کا مجموعہ ہے -

(۳) منو مے کوش - اسمین من اور پانچ کرم اندریان ہوتی ہین -

(۴) بگیان مے کوش - بُدھی اور پانچ گیان اندریون کا مجموعہ ہے -

(۵) آنند مے کوش - اسمین پریم - خوشی اور سُکھ ہوتا ہے -

نمبر (۱) کا آدھار :- استھول شریر ہے" یعنی اسکا تعلق اِس جسم سے ہے اور یہ غذا سے بنتا ہے اور اُسی سے اُسکی نشو و نما ہوتی ہے - یہ کثیف ترین ہے اور نمبر (۲) لغایتہ (۴) کا آدھار سوکشم شریر ہے یعنی ان کا تعلق پران - من اور بدھی سے ہے اور یہ سب بتدریج لطیف ہوتے چلے گئے ہین - نمبر (۵) کا آدھار کارن شریر ہے یعنی اسکا تعلق آتما سے ہے - یہ اتنا لطیف ہوتا ہے کہ اسمین آتما کا آنند چھنتا ہے - ظاہر ہے کہ یہ سب کوش جتنے ہی زیادہ کثیف ہون گے اُتنا ہی آتمانند پر زیادہ کثیف پردہ پڑے گا اور جتنے ہی لطیف ہون گے - اُتنا ہی یہ کاش کا زیادہ بھان ہوگا - انّ مے کوش کا تعلق محض غذا سے ہے پس غذا کی احتیاط مقدم ہے - اگر معدہ مین فساد ہوگا تو دماغ کبھی ٹھیک کام

نہین کر سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ کھانے کی اچھائی یا بُرائی کا اثر من بدھی وغیرہ پر پڑتا ہے۔ اس لیے۔ ان سے کوشش کے لیے غذا مین اور اُس کے ذریعہ سے اندریون کے بشیون مین اور من وخیالات اور بدھی کے بچار مین جتنی پاکیزگی اور صفائی رکھو گے اُتنا ہی بلندی پر چڑھنے مین سہولیت ہوگی۔

کھانے مین جتنی صفائی درکار ہے اُس سے کئی گنا زیادہ اس امر کی ضرورت ہے کہ جس روپیہ سے کھانے کی چیز خریدی جاے وہ نیک کمائی کا ہو۔ کیونکہ اسکا اثر سب سے زیادہ پڑتا ہے۔ مہابھارت کے اختتام پر جب بھیشم پتامہ بان سجیا پر لیٹے ہوے تھے اور یدھشٹر کو راج نیت وغیرہ سکھلا رہے تھے تو دروپدی نے دریافت کیا تھا کہ اس وقت تو آپ گیان کا سمندر بہا رہے ہین مگر یہ خیالات اُسوقت کہان چلے گئے تھے جب بھری سبھا مین دشاسن مجھے برہنہ کرنا چاہتا تھا اور آپ خاموش بیٹھے ہوے تھے۔

بھیشم پتامہ نے جواب دیا تھا کہ اُس وقت مین نے دریودھن کی بے ایمانی سے کمایا ہوا دھن کھایا تھا اس سے میری عقل خراب ہو گئی تھی۔ اب اس بان سجیا پر لیٹنے اور پراشچت کرنے سے وہ نقص دور ہو گیا ہے۔

ایسی ہی ایک اور بھی روایت ہے کہ کسی راجہ کے یہان ایک سنت رہتے تھے۔ کسی سُنار کا مال ضبط ہو کر آیا اور اُسمین اناج بھی تھا۔ اُسمین سے اُنھون نے بھی کچھ کھایا تو ان کی نیت بدل گئی۔ راجہ کی لڑکی کی مالا چُرالی۔ اس کے بعد جب غور کیا تو وجہ معلوم ہوئی فوراً راجہ کے پاس جا کر کہا کہ مین گم شدہ مالا کا پتہ لگا سکتا ہون۔ مگر شرط یہ ہے کہ میری مرضی کے مطابق چور کو سزا دیجاے۔ راجہ نے منظور کر لیا۔ تب سنت نے اپنے کو چور ظاہر کیا اور کہا کہ میرا منھ کالا کر کے اور گدھے پر سوار کر کے شہر مین پھرایئے وجہ دریافت کرنے پر سنت نے سب حال بتلایا۔ سنار طلب ہوا اور

اُس نے قبول کیا کہ وہ اناج درحقیقت بے ایمانی سے کمائے ہوے روپیہ سے خریدا گیا تھا۔

القصہ اس قسم کے صد ہا واقعات ہوے ہین جنسے یہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ بُری کمائی کا دھن کبھی نہ کھانا چاہیئے۔ آجکل ان باتون پر کوئی دھیان بھی نہین دیتا بلکہ جو کوئی کچھ کہنے کو تیار بھی ہوتا ہے تو لوگ اُسے احمق بتاتے ہین۔

اچھا یہان تک تو تمھارے سوال کا جواب ہوا۔ مگر چونکہ ذکر آ گیا ہے۔ لہذا اسی سلسلہ مین چند اور باتین بھی بتاے دیتا ہون۔ یہ مت سمجھنا کہ اس چھوت چھات کو ہم نے مسلمانون سے سیکھا ہے۔ اُن کے زمانہ مین ہمارے یہان ہوٹل وغیرہ نہ تھے اور نہ جوتے کپڑے پہن کر کھانا کھایا جاتا تھا بلکہ برخلاف اس کے اُس زمانہ مین پاکیزگی کا سب سے زیادہ لحاظ رکھا جاتا تھا۔ یہ سب یوروپین شایستگی کی تقلید ہے۔ ہم لوگون نے جب دیکھا کہ یوروپین اقوام نہایت شایستہ ہوتے ہوے بھی ایسا کرتی ہین تو فوراً مان لیا کہ یہ چھوت چھات ہندوؤن کی محض حماقت ہے کیونکہ اگر فی الحقیقت اس سے کوئی فائدہ ہوتا تو مغربی اقوام ایسا ہرگز نہ کرتین۔ ہم لوگون نے شایستگی کے معیار کو بھلا دیا اور ظاہرا ٹیم ٹام اور ریل۔ تار وغیرہ سے ہی سمجھ لیا کہ یہ لوگ دراصل ہم سے زیادہ شایستہ ہین۔ دوسری وجہ یہ بھی ہوئی کہ کل یوروپین اور گوری اقوام اپنے کو نہایت شایستہ تصور کرتی ہین اور دیگر اقوام کو وحشی ناشایستہ اور غیر مہذب کا خطاب دے رہی ہین۔ چنانچہ اسکا بھی اچھا خاصہ اثر ہوا۔ لہذا اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حقیقی اور اصلی معنون مین شایستگی کیا ہے اور کن باتون مین ترقی کرنے سے کوئی قوم اصلی معنون مین شائستہ کہلائے جانے کی مستحق ہے سب سے پہلے شاید یہ کہا جائیگا کہ دولت وحکومت کا ہونا شایستگی کی علامت ہے۔ آجکل امریکہ اور یوروپین اقوام

کے پاس دولت کے انبار لگے ہوے ہین - کیونکہ وہ تجارت وحرفت مین ممتاز ہین اس بنا پر وہ ضرور شایستہ ومہذب ہونیکا دعوی کرینگی مگر منطقی دلائل کے بموجب ایسا مان لینا درست نہین سمجھا جاسکتا کیونکہ یہ اقوام صرف ڈو یا تین صدیون سے برسر عروج ہین - اور صرف گذشتہ صدی ہی کے اندر انھون نے انتہائی ترقی حاصل کر لی ہے - ڈو صدیون کے قبل اُنکی حالت بدرجہا خراب تھی - اور اگر ہزار یا دو ہزار سال قبل کی حالت پر غور کیا جائے تو تواریخ اس کی شاہد ہے کہ وہان کے تمام باشندے نا مہذب وحشی اور خونخوار تھے - بہتیرے ننگے گھوما کرتے تھے اور محض شکار اور جانورون کے گوشت پر اپنی زندگی بسر کرتے تھے - حالانکہ اب سے ڈو ہزار سال قبل ہندوستان مین راجہ بکرماجیت تھے جو یہان کے قابل ترین فرمانروا سمجھے جاتے ہین پس اس سے ثابت ہوا کہ دولت حشمت یا حکومت کسی طرح پر علامت شائستگی نہین مانی جاسکتی کیونکہ زمانہ ہر وقت کسی قوم کے موافق نہین رہتا - اگر آج کوئی قوم برسر عروج ہے تو ممکن ہے کہ کل زمانہ کے ہاتھون وہ پامال کردی جائے اور عذاب الٰہی مین گرفتار ہوکر تباہی ونکبت مین پڑ جاوے -

اب دوسرا سوال شاید یہ کیا جاویگا کہ کیا مشینین اور کلین اقوام کیلئے شایستہ ہونے کی دلیل نہین ہین - اگر مغربی اقوام اپنے کو اس بنا پر شائستہ ومہذب مان رہی ہین کہ اس وقت ان کے یہان سائینس کی ترقی ہے اور ریل - تار - ہوائی جہاز ٹیلیفون وغیرہ ہر قسم کی کلین حتی کہ بال وگھاس کاٹنے کی بھی کلین موجود ہین تو پھر اسپر بحث چھڑ جاوے گی کہ کلون اور مشینون سے انسان کو کہان تک راحت میسر ہوسکتی ہے - ہم دیکھتے ہین کہ کلین اور مشینین ہوتے ہوے بھی اب بیسوی صدی مین ہر ملک کی رعایا نالان وگریان ہے کشمکش حیات اس قدر بڑھی ہوئی ہے اور ضروریات زندگی اسقدر گران ہین کہ زیادہ تر انسان ہر جگہ مفلس ونادار ہو رہے اور بلائے فاقہ کشی

مین مبتلا ہین اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ جیون جیون انسانون کی خوشحالی وفارغ البالی مین کمی ہوتی جاتی ہے تیون تیون کشمکش حیات بڑھتی جاتی ہے جس کے ساتھ ہی ساتھ بے روزگاری پریشان حالی۔ فاقہ کشی۔ جھگڑے وفسادات۔ بلوے۔ بےچینی و انقلابی سازشین بڑھتی جاتی ہین پس ثابت ہوا کہ کلون اور مشینون کا زیادہ ہونا انسانون کی راحت قلب کا باعث نہین ہوسکتا۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ مغربی اقوام کا دعویٰ شائستگی بھی رد ہوچکا۔

یہ مبحث طویل فرصت وگنجائش چاہتا ہے۔ اس لیے اب مین صرف یہ بتلانا چاہتا ہون کہ ہماری شائستگی کی بنیاد کس چیز پر قائم تھی۔ ہمارے یہان کسی وقت سائنس کی بڑی ترقی تھی مگر اُسکو سرور وراحت کا باعث نہین تصوّر کرتے تھے۔ ہمارے یہان ہزارہا سال سے یہی خیال ہے کہ راحت وسرور روحانی ترقی سے نصیب ہوسکتا ہے نہ کہ مادّی ترقی سے یا دولت وحکومت کے ملنے سے۔ ہمارے یہان کے سادھو سنت رشی منی وغیرہ دنیاوی اشیا کو ہیچ و پوچ مانا کرتے تھے وہ دُنیا اور اُسکی لذات مین پھنسنا باعث عذاب روح وہلاکت جاودانی سمجھتے تھے اور اُنکی تعلیم ہمیشہ یہ ہوتی تھی کہ دنیاوی عیش وعشرت سے اپنے دل کو ہٹالو اور اسمین کبھی نہ پھنسو۔ یہ لوگ عمدہ غذاؤن نفیس کپڑون۔ مال ودولت۔ بڑی بڑی عالیشان عمارتون کی فکر مین اپنے کو نہین ڈالتے تھے۔ ہزارون رشی منی جنگلون مین رہ کر اور روکھا سوکھا کھانا کھا کر زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر پرمیشور کی عبادت ودھیان مین ہر وقت مصروف رہا کرتے تھے۔ روپیہ پیسہ۔ مال ومتاع کو یہان کے خداپرست لوگ محض ہیچ تصوّر کرتے تھے۔ چنانچہ کبیرداس جی فرماگئے ہین ؎

جن جن کلین محل بناوین لوگ کہین گھر میرا ہے
نا گھر میرا نا گھر تیرا چڑیا رین بسیرا ہے

گوسائین تلسی داس جی کا مقولہ ہے :-

تلسی یہ جگ آئے کے کچھوپت بھئے اینک مین - میری کہتے ہوئے نہ گئے برتن ایک

المختصر مذکورۂ بالا و نیز دیگر خدا پرستون کے خیالات سے ثابت ہوا کہ جو شخص سرور روحانی و راحت جاودانی کا خواہان ہو اُسکی نظر مین دنیاوی چیز ہیچ ہین - میرے نزدیک اگر کوئی شخص محض دنیاوی اشیا کی فکر مین سرگردان رہا اور اُس نے علم معرفت نہ حاصل کیا تو اُسکی زندگی اور جانورون کی زندگی مین کوئی فرق نہین ہے -

بعض معترضین یہ اعتراض کرین گے کہ اگر ایسا ہے تو پھر یہان کے کل باشندے فقیر کیون نہین ہوجاتے - اسکا جواب یہ ہے کہ مہاتماؤن کی یہ تعلیم نہین ہے کہ ہر شخص خواہ مخواہ لنگوٹی باندھ فقیر ہی بن جاوے - مذہب کی تعلیم کا یہ مطلب ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ پاک زندگی بسر کرے - گرہست آشرم مین اپنے فرائض خانہ داری پورے طور پر انجام دے - دھرم کے ساتھ زندگی بسر کرے - جھوٹ - چوری - بے ایمانی - فریب دغابازی زناکاری وغیرہ سے پرہیز کرے - دھرم کے ساتھ کسی گرہست کا زندگی بسر کرنا بھی اس کے لیے بمنزلہ طاعت و عبادت ہے - اور آخرت مین اُس کی روح کے لیے راحت و آرام کا باعث ہے - ہمارے یہان کی ساری تعلیم کا لب لباب یہی ہے کہ اپنے فرائض مذہبی انجام دیتا رہے اور کاروبار دنیا بھی کرتا رہے - "دل بیار و دست بکار"، ہم لوگون کا مشرب ہے - دُنیا پرست ہونا سخت ترین فعل بد ہے - کیونکہ جس کے دل مین دنیا کی اُلفت اپنا گھر کرے گی اُس کے دل مین خدا کی محبت کہان سے آسکتی ہے پس دھرم کے ساتھ زندگی بسر کرنا معیوب نہین بتلایا گیا ہے بلکہ دنیا پرستی کی مذمت کی گئی ہے -

اتنا کہہ کر جب منشی جی خاموش ہوگئے تو تھوڑی دیر بعد سری کانت اپنے گھر

گھر چلا آیا - دوسرے دن پھر گیا اور دیر تک بیٹھ کر اُن کی باتین سنتا رہا۔ اسیطرح دن مین ایک بار یا تو منشی جی کے پاس یا کسی سادھو سنت کے پاس ضرور جاتا - اور ست سنگ سے فائدہ اُٹھاتا - رفتہ رفتہ کئی ماہ گذر گئے اور اُس کے شکوک بھی سب رفع ہو گئے - ایک دن دفتر مین اُسے اپنی مان کی علالت اور پیارے موہن کی وفات کا تار ملا - اُس نے فوراً رخصت حاصل کی اور فیض آباد کے لیے روانہ ہو گیا -

---

۱۴ چودھوان باب

مکان پر آکر سری کانت نے اپنی مان کا حال دگرگون دیکھا جس ڈاکٹر کا علاج ہو رہا تھا اُس سے مشورہ کر کے اور نرنجن داس کی مدد سے شہر فیض آباد مین ایک مکان کرایہ کا لے کر مریضہ کو لے آیا - ڈاکٹر نے نہایت توجہ سے علاج کیا ایک ہفتہ کے اندر صحت کے آثار نظر آنے لگے - اور دوسرے ہفتہ مین مریضہ اس قابل ہو گئی کہ اپنے گھر واپس جا سکے - سری کانت صرف تین ہفتہ کی رخصت لیکر آیا تھا - اور اُسمین سے قریب ۱۷ یا ۱۸ دن تیمارداری مین صرف ہو گئے تھے - جب مان کی طرف سے اطمینان ہو گیا - تو ایک دن نرنجن داس کے ہمراہ پیارے موہن کے یہان ماتم پرسی کے لیے گیا - اُسے پیارے موہن کی وفات کا بڑا افسوس تھا راہ مین اُسی کا تذکرہ ہوتا رہا - سری کانت نے کہا کہ کیسا رنگیلا - آزاد اور رند مشرب آدمی تھا - جب دیکھو شراب کباب یا چنگ و رباب یا کسی ماہوش پری رو کے ساتھ عیش و نشاط مین زندگی بسر کرتا تھا مگر کیسی بُری طرح سے مرا - شراب اور عیاشی نے

اُسے ہلاک کردیا۔ نرنجن داس اُسکی بیماری اور موت کی مفصل کیفیت بیان کرتا رہا کہ کتنی جلدی بیچارہ لقمۂ اجل ہوگیا۔ اسی طرح کی باتون مین اُسکا مکان آگیا نرنجن داس اندر چلا گیا اور جب پیارے موہن کی مان (اُرملا) کو سری کانت کے آنے کا حال معلوم ہوا تو یہ کہہ کر "کہ وہ بھی تمھارا اور بھیا کا دوست تھا اُس سے پردہ فضول ہے۔ وہ بڑا نیک لڑکا ہے"! اُسے بھی اندر بلا لیا۔ سامنے چوکی پر اُرملا بیٹھی ہوئی تھی۔ اور یہ دونون برآمدہ مین کرسیون پر بیٹھ گئے۔ سری کانت کو دیکھ کر اُرملا زاروقطار رونے لگی۔ رسم زمانہ کے موافق سری کانت نے تشفی کی اور گیان اُپدیش کیا۔ تھوڑی دیر بعد جب طبیعت کسی قدر ہلکی ہوئی تو رو رو کر پیارے موہن کی بیماری۔ بے وقت وفات۔ اور اپنی بیکسی و بےبسی کا حال کہنے لگی۔ دوران گفتگو مین علاقہ کے انتظام اور کورٹ ہو جانے کی افواہ کا بھی ذکر کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ پریما (پیارے موہن کی بہن) بھی شادی کے قابل ہوگئی ہے۔ اگر شادی ہو جاتی تو داماد علاقہ کا کام سنبھال لیتا اور کوئی خرابی نہ ہونے پاتی۔

سری کانت نے اُس کی رائے سے اتفاق کیا۔ اور کہا کہ اگر کوئی لائق لڑکا ملجائے تو اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے۔

اُرملا۔ پیارے موہن تمھارا دوست تھا۔ اور ہمیشہ تمھاری تعریف کیا کرتا تھا بلکہ اُس نے تمھاری نسبت ایسی ایسی باتین بتائی تھین جو عام طور پر جوان لڑکون مین نہین پائی جاتین بلکہ بڑے بوڑھون مین ہوتی ہین۔ نرنجن بھی ہمیشہ تمھاری تعریف کیا کرتا ہے اگر بُرا نہ مانو تو ایک بات کہنا چاہتی ہون۔

سری کانت۔ کہیئے۔

اُرملا۔ مین چاہتی ہون کہ پریما کو تم اپنی داسی بنالو۔

یہ سُنتے ہی سری کانت کے چہرہ کا رنگ اُڑ گیا - اُسکا شروع ہی سے شادی کرنیکا ارادہ نہ تھا - جیسا کہ وہ کئی بار ظاہر کر چکا تھا - اُسکی مان ناراینی بھی کہتے کہتے تھک گئی تھی - مگر وہ راضی نہ ہوا تھا - اس لیے اس وقت وہ عجیب مخمصہ مین پھنس گیا اور بالکل خاموش ہوگیا - بالآخر اُرملا کے کئی بار دریافت کرنے اور جواب طلب کرنے پر اُس نے یہ کہا کہ مین ایک بالکل معمولی آدمی ہون - یہ آپکی شان حیثیت کے خلاف ہے کہ مجھ ایسے شخص سے رشتہ جوڑا جائے -

اُرملا - شان تو پیارے موہن اور اُسکے والد کے ساتھ گئی - مین عورت ذات کیا شان کرونگی - میرے تمھارے خاندان مین کئی شادیان ہوچکی ہین - یہ شادی نئی نہ ہوگی - غریبی امیری سب ایشور کے آدھین ہے - وہ چاہے تو آج فقیر کو راجہ کردے اور راجہ کو بھکاری بنادے - تم میری اس درخواست کو ضرور منظور کرلو مین نے پیارے موہن کی زبانی سُنا تھا کہ تمھاری طبیعت فقیری کی طرف مائل ہے گھر گرہستی مین نہین پھنسنا چاہتے ہو - مگر یہ بھی تو سوچو کہ فقیری بھی تو اسی لیے کی جاتی ہے کہ دُنیا کا بھلا کیا جائے - پھر بھلا کیا مجھ بیکس بیوہ کی امداد ایک بہت بڑا نیک کام نہ ہوگا -

سری کانت نے ہر چند ٹالنا چاہا مگر اُرملا نے کوئی حیلہ نہ سُنا اور برابر اصرار کرتی رہی آخر کار سری کانت کے یہ کہنے پر کہ اسکا جواب پھر دونگا اُسنے پیچھا چھوڑا -

باہر آکر سری کانت نے منشی رام سیوک کے یہان چلنے کے لیے کہا اور دوسرے دن دس بجے کا وقت مقرر کیا - وقت مقررہ پر دونون اجودھیا پہونچے اور منشی جی سے ملاقات کی وہ حسب معمول نہایت کشادہ پیشانی سے ملے - پیارے موہن کی وفات کا حال سُنکر اظہار رنج کیا - تھوڑی دیر بعد گذشتہ ملاقات کے حوالہ سے رامائن کا ذکر چھیڑا - سری کانت نے نرنجن داس کا حال بیان کیا جسے سُنکر منشی جی نہایت

محظوظ ہوئے۔ باتون باتون مین بابا ڈربھ داس کا بھی تذکرہ ہوا۔ منشی جی نے کہا کہ یوگ کا راستہ دلچسپ ضرور ہے مگر خطرات سے پُر ہے۔ یوگ کی سدھیان عموماً عامل کو راستہ ہی مین روک لیتی ہین اور یوگی اپنی طاقت کے زعم مین آکر نیچے گر جاتا ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ یوگ صرف من کے روکنے ہی کے لیے تو کیا جاتا ہے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ اگر خالص بھگتی ہو تو یوگ کی ضرورت نہین۔ پریم سے خود ہی من سُتھر ہو جاتا ہے اور تن بدن کی سدھ نہین رہتی۔ یوگی جس تُریا اوستھا کو سمادھی کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے وہ بھگت کو اپنے پیارے کے خیال مین ہر وقت مگن رہنے سے از خود حاصل ہو جاتی ہے ؎

تسبیح ملک را و صفا رضوان را	دوزخ بد را و بہشت مر نیکان را
دُنیا جم را و قیصر و خاقان را	جانان ما را و جان ما جانان را

اِدھر اُدھر بیکار تگ و دو کرنے سے یہ بہتر ہے کہ انسان ہمیشہ ایشور سے ملنے کی فکر کرتا رہے۔ اُس کے ملتے ہی سب سدھیان آپ ہی آپ حاصل ہو جاتی ہین بھگوت بھگتی ہی سُکھ کا ساگر ہے۔ لیکن فی زمانہ نئی روشنی والے اسے ایک قسم کا جنون خیال کرتے ہین۔ اور سناتن دھرم کو توہمات سے منسوب کرتے ہین۔ یہ نہین سمجھتے کہ ہندو مذہب محض کسی مسئلہ پر اعتقاد لانے یا خاص خاص رسمیات کی پیروی اور اُن کے ادا کرنے پر مبنی نہین ہے بلکہ اگر کوئی ایسی روح ہے جو مادہ نہین ہے یا کوئی ایسا قادر مطلق ہے جو عدل و رحم مجسّم ہے تو ہندو اُسکو اپنی جسمانی اور روحانی آنکھون سے دیکھنا چاہتا ہے۔

انسانی زندگی تھوڑی ہے اور دنیاوی معاملے بہت ہین۔ اور ادق ہین اگر انسان محض اپنے خیالات کی بنا پر کام کریگا تو اندیشہ ہے کہ بہت سی غلطیان کر جائے چنانچہ اسے اپنے بزرگون کے کارنامون سے سبق سیکھنا پڑتا ہے۔ اور

اُن سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت پڑتی ہے - وید شاستر وغیرہ سب اُن ہی بزرگان اور رہنمایان کی ہدایات و تجربات کے ذخیرے ہین ۔ اُن سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا تو اپنے اختیار مین ہے - مگر ہمین یہ کب اختیار حاصل ہے کہ اُن کی نسبت یہ کہین کہ وے لغویات سے پُر ہین - بمثیلاً مسئلہ بُت پرستی کو لو - آجکل اس پر بڑا زور دیا جا رہا ہے - یہ جاننے کی بھی کوشش کوئی نہین کرتا کہ دراصل مورتی پوجن کی علت غائی کیا ہے - بلکہ محض سُنی سُنائی باتون کو لے کر ہر شخص بحث کرنے کو تیار ہو جاتا ہے - مین بھتین تبلاتا ہون کہ مورتی پوجن کی اصلیت کیا ہے

کسی زمانہ مین مورتی پوجن کا رواج علاوہ ہندوستان کے عرب - روم مصر شام وغیرہ مین بھی تھا - بلکہ ابتک تصویر پرستی عیسائیون کے فرقہ رومن کیتھولک مین ہوتی ہے ۔ یہ کیون ہے - اگر یہ کوئی بُری بات تھی تو بزرگان سلف نے ایجاد ہی کیون کی - اس سے ظاہر ہے کہ اس طریقہ عبادت مین ضرور کوئی نہ کوئی خوبی پوشیدہ ہے جسے مدت دراز گذرنے کی وجہ سے اُس کے پرستارون نے اصلی منشا کو بھلا کر کچھ کا کچھ کر دیا ہے - دیکھو نڈر سے نڈر عورت اور بدشوق سے بدشوق شاگرد اور ناخلف سے ناخلف اولاد اور کاہل سے کاہل ملازم بھی اپنے شوہر اپنے اُستاد اپنے والدین اور اپنے آقا کی موجودگی مین کچھ نہ کچھ خیال خوف - رعب اور غصہ کا کرکے کارمنصبی کو انجام دیتا ہے اور اُس کے خلاف نہایت فرمانبردار بیوی - حد سے سوا ذہین اور محنتی طالب علم - اعلیٰ درجہ کا سعادتمند لڑکا اور ہوشیار خدمتگار اپنے خاوند اپنے معلم اپنے والدین اور اپنے حاکم کی غیر حاضری مین ضرور تھوڑا بہت غیر معتدل طریقہ چلنے پھرنے اُٹھنے بیٹھنے - سونے - جاگنے - کھانے پینے - ہنسنے بولنے مین اختیار کرتا ہے لیکن شرافت و تہذیب و دیانت کے قواعد پر پورے طور سے چلنے والا وہی شخص قابل تعریف ہے جو اپنے حکام کی (خواہ شرعی ہون خواہ مجازی)

حاضری و غیر حاضری مین یکسان نیک چلنی سے ہر کام کو انجام دے - چونکہ ایسے آدمی بہت کم ہین - اس لیے حاکمان مجازی کو بھی نگرانی کی زیادہ تکلیف اُٹھانا پڑتی ہے -

اب ایک منکر خدا یہ کہہ سکتا ہے کہ انسان کو ان زحمتون سے بچانے کے لیے خدا نے اپنے آپ کو دنیا مین ظاہر کیون نہ کر دیا جس سے سب لوگ خبردار رہتے اُسکا جواب یہ ہے کہ کوئی نادان سے نادان شخص بھی اس بات کو گوارا نہین کر سکتا کہ اُسکا افسر آٹھ پہر دیو کی طرح اُس کے سر پر کھڑا رہے - بلکہ عام مثل ہے کہ حاکم کی پچھاڑی اور گھوڑے کی اگاڑی مین آرام ہے - اگر ایشور بھی ہر شخص کے ساتھ ہر وقت لگا لگا پھرتا تو دنیا کے رہنے والون کی ناک مین دم آجاتا اور وہ مطلب بھی نہ نکل سکتا جو دنیا کو پیدا کرنے مین منظور تھا یعنی ہم جو کچھ اچھا یا بُرا کرتے ہین وہ بالکل ایسے سوالات کے امتحان کا حل ہے جسکا نتیجہ اچھا یا بُرا ضرور ملیگا - دیکھو ممتحن کبھی امتحان دینے والون کے سرون پر نہین پھرا کرتا - کیونکہ اگر وہ ایسا کرے تو کچھ طالب علم رُعب مین آکر کچھ بھی نہ لکھین اور کچھ بیٹھے منھ ہی تکا کرین - اب رہا ایشور کی موجودگی کی بابت سو اُس کے نظر نہ آنے کے کئی عقلیہ سبب ہین - منجملہ اُن کے ایک یہ بھی ہے کہ یہ آنکھین دراصل اس قابل نہین ہین کہ اُس کے لاانتہا وجود کو دیکھ سکین - کیونکہ جب ہم اُسکی ایک ادنی مخلوق آفتاب ہی کی گرمی اور روشنی سے آنکھین نہین لڑا سکتے تو خالق یعنی نرنکار جوتی سروپ کی قوت کو کیسے دیکھ سکتے ہین - ان سب باتون کو مدنظر رکھکر اور نیز اس خیال سے کہ کسی مادی شے پر گھڑی گھڑی کے آنے جانے والے خیالات اور ہر چہار طرف پھیلنے والی نگاہ کا رُکاؤ ایک ہی نقطہ پر کر کے ایشور کا دھیان رکھا جائے بت پرستی ایجاد ہوئی -

لیکن آجکل اسکی اصلیت مفقود ہو گئی ہے اور گو اس وقت بے شمار مندر ہین اور اُن مین مورتیان موجود ہین - لیکن وہان کچھ کا کچھ ہو رہا ہے - نہ تو کوئی اُن مورتیون سے

دھیان لگاتا ہے اور نہ انکو نگاہ اور خیالات کے روکنے کا آلہ تصوّر کرتا ہے - بلکہ جہان دیکھو مندرون اور شوالون مین صبح و شام اُن پر سے آرتی اُتاری جاتی ہے - بھوگ لگایا جاتا ہے - پھول اور پانی چڑھایا جاتا ہے - گھنٹے اور سنکھ بجائے جاتے ہین مگر کوئی پجاری اس بات کو نہین کہہ سکتا کہ وہ اُن مورتون کو دن و رات مین ایک گھنٹہ بھی اُس اصلی غرض کے پیش نظر رکھتا ہے جو موجد کے مدّنظر تھی -

بُت پرستی کے ذریعہ سے جب رفتہ رفتہ خیالات کی یکسوئی ہونے لگے اور انسان اپنے آپ کو ایشور بھگتی کے قابل سمجھنے لگے تو رفتہ رفتہ یہ طریقہ پرستش چھوڑا جا سکتا ہے -

تری نظر و نین جو کچھ خوبصورت اور پیارا ہے	جو دیکھے تو اُسی کے عکس رخ کا طفیل سارا ہے
نظر آئے تجھے جب عکس تو بڑھ اصل کی جانب	کہ بیشک اصل رہتا ہے ہمیشہ عکس پر غالب
نظر کر اصل پر گر ہے بقا کی آرزو تجھ کو	نگہ رکھو اصل پر گر ہے وفا کی جستجو تجھ کو

مین کہتا ہون کہ اگر بُت پرستی بُری شے ہوتی تو دیگر مذاہب کے باکمال اشخاص سے کبھی اچھا نہ کہتے - ایک ایسے مہاتما جو ہندو نہ تھے - کہا کرتے تھے کہ درخت ہمیشہ پھلون سے پہچانے جاتے ہین - مین نے اُن آدمیون مین جو بُت پرست کہلاتے ہین وہ شرافت وہ خلوص ارادت اور روحانی عشق دیکھا جو اور کہین نہین پایا جاتا تو خود اپنے دل مین سوال کیا کہ کیا گناہ سے نیکی پیدا ہو سکتی ہے "

ہمارے مذہب کا اصل اصول حق شناسی ہے - لہذا بُت، صنم خانہ، کلیسا، کتابین وغیرہ انسان کے روحانی لڑکپن کی مددگار رہین - ان ہی کے ذریعہ سے وہ ترقی کرتا جاوے گا -

اب دیکھو کہ ترقی کس طرح پر ہوتی ہے - بُت پرستی سے شردھا پیدا ہوتی ہے - شردھا سے گورو اور شاستر کے بچنون مین اعتقاد اور یقین ہوتا ہے - اس کے بعد سنتون کی

تلاش کرکے اُن سے ست سنگ کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ ست سنگ سے بھگوت بھجن ہوتا ہے۔ اس سے انرتھ دور ہوتا ہے۔ اُس کے بعد بھگوت نشٹھا ہوتی ہے نیشٹھا سے رُچ - رُچ سے بھاؤ - بھاؤ سے پریم - پریم سے پتیم ملتا ہے۔ اور پتیم سے ملاپ ہونے پر پریمی اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔ یہانتک کہ پریمی کا ابھاؤ ہو جاتا ہے۔ اور صرف پتیم ہی پتیم رہ جاتا ہے چنانچہ شاعر کہتا ہے۔

اگر خواہم غم دل با تو گویم جا نمی یا بم	اگر جائے شود پیدا ترا تنہا نمی یا بم
اگر یا بم ترا تنہا و جائے ہم شود پیدا	زشادی دست و پا گم میکنم خود را نمی یا بم

دیکھو شردھا پیدا ہو جانے کے بعد جو تدریج ترقی ہوتی ہے وہ ست سنگ ہی کی بدولت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ست سنگ کی مہا بہت ہے۔ یہانتک کہ ارباب تصوف بھی کہتے ہیں کہ ؎

گر تو خواہی ہم نشینی با خدا	پس نشین تو در حضور اولیا
گر شوی دور از حضور اولیا	در حقیقت دور گشتی از خدا

ایک دوسرے بزرگ کا قول ہے۔ دوہا

ہر سے تو جن ہیت کر - کر ہر جن سے ہیت
مال ملک ہر دیت ہیں - ہر جن ہر ہیں دیت

گوسائیں جی نے تو یہانتک لکھدیا ہے کہ

ایک گھڑی آدھی گھڑی آدھی ہو میں پُن آدھ	تلسی سنگت سادھ کی کٹیں کوٹ اپرادھ

زیادہ کہنا فضول ہے۔ سری مہاراج جی نے اُتر کانڈ میں خود ہی فرمایا ہے۔

بڑے بھاگ پائے ست سنگھا	بنہ ہر یاس ہوئے بھو بھنگا

اس کی وجہ یہ ہے کہ سنت بڑے رحمدل ہوتے ہیں۔ اُن کے فیض کی ہوا چاروں طرف بہتی رہتی ہے۔ اگر کوئی اُن کے ساتھ بُرائی بھی کرے تو وہ بھلائی ہی

کرتے ہین جیسے۔

جم کبھا رچندن آچرنی	سنت آسنتن کی اس کرنی
نج گن دیے سوگندہ بسائی	کاٹے پرشو ملے سن بھائی

سادھوؤن سے ملنے مین یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ بیچ مین کوئی پردہ نہ رہے بلکہ بالکل گھل مل جائے۔ اگر اس طرح پر نہ ملیگا تو کوئی فائدہ نہین ہو سکتا۔ دیکھو پھول اور کانٹے پاس ہی پاس ایک ہی پیڑ مین ہوتے ہین مگر بہ سبب علیحدگی پھولون کی خوشبو کانٹون مین نہین آتی۔ مگر وہی پھول جب تلون کے ساتھ ملا دیے جاتے ہین تو اپنی خوشبو اُن تلون کو دیدیتے ہین اور اُن تلون سے ہر طرح کا خوشبودار تیل تیار کر لیا جاتا ہے۔

ایک شخص ایک مہاتما کے پاس جایا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ "شاہ جی رنگ دیجیے" ایکدن شاہ جی نے اُس سے کہا کہ طاق پر لوہے کی ڈبیہ مین پارس پتھر رکھا ہے اٹھالاؤ۔ اُسکو حیرت ہوئی کہ پارس رہتے ہوئے ڈبیہ لوہے کی کیونکر رہ سکتی ہے مگر جاکر دیکھا تو سچ مچ اُسمین پارس کا ٹکڑا تھا۔ لیکن لوہے اور پارس کے بیچ مین ایک باریک کپڑا تھا۔ شاہ جی نے فرمایا دیکھو ذرا سی آڑ سے پارس کی خاصیت لوہے مین اثر نہین کر سکتی۔ مطلب یہ ہوا کہ جو شخص کچھ بیچ نہ رکھکر مہاتماؤن سے ملتا ہے تو آپ ہی آپ رنگ چڑھ جاتا ہے۔ مہاتما لوگ ہر شخص کو اپدیش کیا کرتے ہین مگر جن مین صلاحیت ہوتی ہے وہ اُنکے نصائح کو اپنے مین جذب کر لیتے ہین دوسرے نہین۔

سری کانت۔ اس قول مین کہان تک صداقت ہے کہ بغیر گورو کے نجات ممکن نہین۔ رامائن مین لکھا ہے کہ۔

جو برنچ شنکر سم ہوئی	گورو بن بھوندھ ترے نہ کوئی

میرا خیال ہے کہ یہ محض گوسائین جی کا حُسن اعتقاد ہے۔

منشی جی- مین اس مسئلہ کو دو مثالون کے ذریعہ سے سمجھاؤن گا - ذرا دھیان دے کر سننا -

(۱) فرض کرو کہ کسی کھیت کی متی خوب جوت کر ہموار کردی گئی ہے اور ایک ایک کنکری چنکر پھینکدی گئی ہے۔ اب کُل زمین مثل آٹے کے تیار ہے۔ لیکن کیا کوئی اُس متّی سے اناج پیدا کرسکتا ہے - اگر اُسمین تخم پاشی نہ کی جائے! اسی طرح اگر کسی نے نیک اعمال کے ذریعہ سے اپنی اندرونی صفائی کرلی مگر کوئی دوسرا شخص بیج بونے والا نہ تلاش کیا تو اُسکا حال اسی کھیت کے مانند ہوگا جس کی زمین تو ہر طرح پر تیار ہے مگر بیج بونے والا کسان نہین ہے - ایسی زمین کا حشر یہ ہوگا کہ برسات مین سخت ہوجائے گی اور مالک کو پھر اُس کے جوتنے کی فکر ہوگی - وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہیگا اور ممکن ہے کہ تھوڑی سی بھی غفلت اس مین پھر کنکر پتھر پیدا ہوجانے دے - علاوہ ازین جبتک اُس زمین سے کوئی نفع نہ حاصل ہو محض بیکار ہے -

(۲) ایک شخص کچھ لکڑ یان اور تیل فراہم کرکے رکھتا ہے اور آگ جلا کر کھانا پکانا چاہتا ہے لیکن اگر اُس کے پاس گورو روپی دیا سلائی نہین ہے تو وہ تمام سامان رکھتے ہوئے بھی اپنی ضرورت کو پورا نہین کرسکتا بس اسی طرح پر قیاس کرلو - یہی فرق عالم اور فقیر مین ہے - علم اور شے ہے اور فقر اور شے ہے -

بہت سے گوروؤن کو کھیت بالکل تیار ملتا ہے اور صرف بیج بودینے کی ضرورت ہوتی ہے - مگر بہت سے ایسے بھی ہوتے ہین جو زمین کو بھی تیار کردیتے ہین - اور ویراگ روپی بیج بھی بودیتے ہین - ایسے بہت سے واقعات کتابون مین درج ہین کہ گورو کے صرف ایک بچن نے چیلے کو کہین سے کہین پہونچا دیا - خوش قسمتی سے اگر کسی کو کامل گورو ملجائے تو بس ایک ہی مرتبہ مین بیڑا پار ہے - کبیر صاحب

فرماتے ہین ؎

کبیرا ہم گورو رس پیا۔ باکی رہی نہ چھاک پاکا کلس کمھار کا بہور نہ چڑھسی چاک	

لفظ گورو سے میری مراد اُن نام نہاد فقیرون سے نہین ہے جو آجکل ہشیار ہوگئے ہین اور ہر کس وناکس کو ٹھگتے پھرتے ہین اور جنکی نسبت راماٗن مین لکھا ہے کہ۔

نر آچار جو شرت پتھ تیاگی جا کے نکھ اور جٹ لبشالا	کلجگ سوئی گیانی بیراگی سوئی تالیس پرسدّھ کلکالا

بلکہ اُن مہاتماؤن سے مطلب ہے جو خداشناس ہین۔ اور جنکے اصول مذہبی صلح کل پر مبنی ہین۔ جو تمام مذہبی اختلافات کو ترک کرکے روحانی ترقی حاصل کرچکے ہین۔

مہاتما لوگ پہلے دھرم کا اُپدیش کرتے ہین۔ شانتی کی تدابیر بتاتے ہین۔ اور اس سے اوپر چڑھکر بھگوان کی بھگتی کے ادھکاری کو راستہ تبلاتے ہین۔ رسالہ شانتی رتنا مین لکھا ہے کہ اگر چیونٹی اونچے پہاڑ پر جانا چاہے تو اُسکے لیے ناممکن ہے لیکن اگر وہ کسی پرندے کے پر سے لپٹ جائے تو نہایت آسانی سے جاسکتی ہے اسی طرح مہاتماؤن کا سہارا منفعت بخش ہوتا ہے۔

سری کانت۔ میری طبیعت شروع ہی سے ویراگ کی طرف مائل ہے ابھی تک شادی بھی نہین کی۔ والدہ کی وجہ سے مجبوراً نوکری کررہا ہون۔ میری دلی خواہش یہ ہے کہ جتنی جلدی ہوسکے تعلقات دُنیاوی سے منھ موڑلون۔

منشی جی۔ مین ایسے ویراگ کے ہمیشہ خلاف رہتا ہون۔ گرھستی کیا کوئی کانٹا ہے۔ کیا اسمین رہ کر ایشور کا بھجن نہین ہوسکتا۔ میرا تو خیال ہے کہ اس سے بہتر کسی دوسرے آشرم مین ممکن ہی نہین۔ ہر انسان کے ذمہ تین رن ہوتے ہین۔

پتر رن ۔ رشی رن اور دیو رن ۔ پتروں سے جسم ملتا ہے ۔ رشیوں سے علم ملتا ہے اور دیوتاؤں سے پرورش ہوتی ہے ۔ یہ تینوں رن انسان گرہست آشرم میں ہی رہ کر ادا کر سکتا ہے ۔ بالخصوص پتر رن تو دوسرے آشرم میں ادا ہو ہی نہیں سکتا گرہست آشرم سب آشرموں میں افضل ہے ۔ اہل تصوف کا بھی قول ہے ؎

نمی گویمت کہ از دنیا جدا باش	بہر کارے کہ باشی با خدا باش

انسان اگر صرف ان چند باتوں پر جو میں ابھی بتلاؤں گا عمل کرتا رہے تو گرہست آشرم سکنیٹھ کی طرح ہو جاوے ۔

(۱) اگر کسی کو فائدہ نہ پہونچا سکے تو کسی ذی روح کو ایذا بھی نہ پہونچائے ۔

(۲) اپنے آپ کو گرہستی کے تنگ دائرہ میں محدود نہ رکھے بلکہ ساری دنیا کو اپنا عزیز و قریب سمجھنے کی کوشش کرے ۔

(۳) اپنے چال چلن پر شک نہ آنے دے ۔

(۴) مصیبت پڑنے پر گھبرائے نہیں اور نہ بے صبری کے کلمات منہ سے نکالے ۔

(۵) کمند حرص و ہوا میں کبھی گرفتار نہ ہو ۔

(۶) ہمیشہ سچ بولے ۔

(۷) موت کا اسقدر خیال رکھے کہ وہ یقینی ہے اور دفعتاً آئیگی ۔

(۸) خالق دوجہان کے سعادتمند بچہ بننے کی خواہش کرے ۔

(۹) راہ طریقت سے قدم نہ ہٹاوے ۔

(۱۰) خودی کو دور کر کے بیخودی کا جامہ پہن لے ۔

نرنجن داس ۔ منشی جی آپ کی زبان مبارک سے میں بھگتی کے متعلق کچھ مزید باتیں سننا چاہتا ہوں ۔

منشی جی ۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے کم آدمیوں کا آنند ہے ۔ اُس سے بہتر دیوتاؤں کا ہے

دیوتاؤن سے بڑھ کر راجہ اندر کا آنند ہے - مگر برھسپتی کا سا آنند دیوتاؤن کو بھی نہین میسر ہے - اس کے آگے برھم لوک کا آنند ہے جس کے سامنے برھسپت لوک کا آنند حقیر ہے لیکن جو بھگوان کے سچے بھگت ہین اُن کو برھم لوک کا بھی آنند حقیر نظر آتا ہے -

بھگتی نو[9] قسم کی ہوتی ہے جسکو نودھا بھگتی کہتے ہین -

شروَن[1] کیرتن[2] - سمرن[3] - چرن سیوا[4] - ارچن[5] - بندن[6] - داس بھاؤ[7] - سکھا بھاؤ[8] آتم نویدن -

سب سے اونچا درجہ پریم لکشنا بھگتی کا ہے اور یہ لاکھون مین کسی خوش نصیب کو حاصل ہوتا ہے - مایا کے جو سات آورن یعنی پرتھوی[1] - جل[2] - وایو[3] - اگنی[4] - آکاش[5] - اہنکار[6] اور پردھان[7] ہین - ان سب سے پریم لکشنا بھگتی والا خوش قسمت انسان اونچا ہوتا ہے مگر یہ مایا بغیر بھگوان کی کرپا کے دور نہین ہوتی چاہے جتنی کوشش کی جاوے - چاہے پورا چاند مع ستارون کے نکل آوے اور سب پہاڑون مین آگ لگا کر روشن کر دی جاوے مگر بغیر آفتاب کے رات کی تاریکی دور نہین ہو سکتی - کٹھ ولی اپنشد مین لکھا ہے کہ بہت پوتھی پڑھنے سے یا بدھی کے چمتکار سے بھگوت پراپت نہین ہوتا - بلکہ وہ جسے چاہتا ہے اُسے برتا ہے جیسے سوئمبر مین بہت سے راجاؤن کے ہوتے ہوئے جس کو راج کنیا چاہتی ہے - اُسی کے گلے مین جے مال ڈالتی ہے -

بھگت کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھلا دے - وہ ہمیشہ یہ سوچتا اور سمجھتا رہے کہ مین ایک ذرۂ بے مقدار ہون - مین کچھ نہین کر سکتا - جو کچھ کرتا ہے ایشور ہی کرتا ہے - مین اپنے آپ کو اُس کے حوالے کرتا ہون وہ جیسا حکم دیگا مین کرتا رہونگا - مجھکو اُسکی مرضی کے موافق کام کرنے چاہئین - مجھکو اپنی طاقت اور زور کے بھروسہ پر کچھ نہ کرنا چاہیے -

اے خدا سب کا کارساز ہے تو — اے خدا سب کا دلنواز ہے تو
سب سے بالا ہے سب سے برتر ہے — سب سے اعلےٰ ہے سرفراز ہے تو
تو ہی خالق ہے تو ہی رازق ہے — تو مُربّی ہے جان نواز ہے تو
اختر و مہر و ماہ ارض و سما — بانی جملہ برگ و ساز ہے تو
جتنی خلقت ہے سب ہی حاجتمند — اک فقط ذات بے نیاز ہے تو
تیرے بھیدون سے ہم نہین واقف — ہان مگر راز دانِ راز ہے تو
تو ہے حاجت روا غریبون کا — دل شکستون کا دلنواز ہے تو
کام بگڑے ہوے بناتا ہے — اپنے بندون کا کارساز ہے تو

جب اُسکا یہ خیال پختہ ہوجاتا ہے اور ایسا ہی عملاً کرنے لگتا ہے تو ایشور اُسکی دستگیری کرتا ہے۔ بھگوان تو صرف من کا سچا بھاؤ چاہتے ہین۔ اُن کو کسی چڑھاوے وغیرہ کی ضرورت نہین۔ کیونکہ سمندر مین اگر کوئی چلو دو چلو پانی ڈال دے تو کیا سمندر آسودہ ہوسکتا ہے۔

بھگوان اپنے بھگتون کے ساتھ کیسی کیسی باتین کیا کرتے ہین۔ بھگت اُن کو کِس کِس بھاؤ سے پوجتے ہین اور بھگوان کس کس طرح پر اُن کی مدد کرتے ہین۔ اس کے متعلق بہت سی روایات ہین۔

(۱) ایک سنت کمل کی ٹوپی پہنے ایک پیڑ کے نیچے بیٹھے تھے۔ آکاش بانی ہوئی کہ اپنی ٹوپی بیچو گے۔ سنت نے کہا ہان۔ مگر کیا تیرے پاس میری ٹوپی کی قیمت ہے ندا آئی کہ جو قیمت مانگوگے دونگا۔ سنت نے کہا کہ تیرے پاس بجز دُنیا اور آخرت کی دولت کے اور کیا ہے اور یہ میری ٹوپی کی قیمت نہین ہوسکتی۔ آواز آئی کہ گستاخی مت کرو ورنہ یہ تمھاری بات دنیا مین مشہور کردی جائیگی اور تم کو کوئی سنت نہ کہے گا۔ اس پر لاڈلے سنت نے جواب دیا کہ مین بھی آپکے لطف و کرم کی شہرت کردونگا۔ پھر آپ کی عبادت

دپرستش کوئی نہ کریگا - ندا آئی کہ اچھا نہ مین تمھاری کہون اور نہ تم میری کہو-

(۲) ایک بھگت سری رام چندر جی کو اپنا داماد مانتے تھے - ایک بار اُن کو اجودھیا جانے کا اتفاق ہوا مگر اس خیال سے کہ بیٹی کے گانوٗن مین جانا اور وہان کا پانی پینا مناسب نہین - سرجو کے اُس پار ہی ٹھہر گئے - چونکہ سچے بھگت تھے - اس یے سری مہارانی جی رات کو اُن سے ملنے آئین - اُسوقت سری سیتا جی ململ کی سفید ساری پہنے ہوے تھین - اُنھین دیکھ کر بھگت نے کہا کہ بیٹی مین نے تو راجہ دسرتھ کو امیر کبیر سمجھکر تجھے اُن گھر بیاہا تھا - مگر معلوم ہوا وہ تجھے کپڑے بھی پہننے کو نہین دیتے - زیور کی کون کہے - مہارانی جی نے کہا کہ نہین سامان تو سب کچھ ہے مگر گرمی کی وجہ سے مین نے خود نہین پہنا -

(۳) ایک بھگت سادھوٗون کی خوب سیوا کیا کرتے تھے - ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ اُن کے یہان کچھ کھانے کو نہ تھا - اور اتفاقاً ایک سادھو آگیا - اُنھون نے اپنی بیوی کے زیور و کپڑے رہن رکھکر اُس سادھو کو کھانا کھلایا - رات کو بھگوان اُسی بھگت کے بھیس مین مہاجن کے یہان جاکر اور روپیہ دیکر کپڑے لے آئے اور اپنے ہاتھ سے اُس بھگت کی بیوی کو پہنائے - وہ سمجھین کہ یہ میرے شوہر ہی ہین - صبح کو جب یہ حال معلوم ہوا اور بھگت جی نے اپنی لاعلمی ظاہر کی تو سب کو بڑا تعجب ہوا بھگت جی رونے لگے کہ ہے دیندیال آپنے مجھے درشن کیون نہ دیے -

اسی طرح پر ایک اور بھگت کی کتھا ہے جنکی بیوی کو نتھ پہنائی تھی - غرضکہ کسی کے یہان چوکیدار بنکر کسی کے یہان نوکر بنکر کسی کے یہان لڑکے بنکر اُن کے کام کیے بخوف طوالت مین ہر ایک کا مفصل حال بیان کرنا نہین چاہتا - بھگوان کا قول ہے کہ وہ ہمیشہ بھگت کے پیچھے پیچھے رہتے ہین - پھر بھلا ایسے بھگت تبل بھگوان کو چھوڑ کر دنیا وی دھندون مین پڑنا نادانی نہین تو کیا ہے -

سوئی پاؤن سوئی سوبھاگ شریرا	جو تن پائے بھجے رگھوبیرا

یوگی اور گیانی کو اپنی شکتی اور آتم گیان کا غرور ہوتا ہے۔ اسلیے یہ کبھی کبھی اپنے درجہ سے گر بھی جاتے ہین۔ لیکن بھگت کے لیے کوئی اندلیشہ ہی نہین وہ ہمیشہ پرماتما کے سہارے پر رہتا ہے اور اُس کے لیے تو بھگوان کی کرپا ہی سب کچھ ہے۔ جیسے مچھلی کو دریا کا پانی اوڑھنا بچھونا تکیہ سب کچھ ہے۔ وہ ہر وقت اپنے پیارے کے آنند مین ڈوبا رہتا ہے کسی دوسرے سے بات ہی نہین کرنا چاہتا۔

کہتے ہین کہ ایک بزرگ تنہا بیٹھے ہوے تھے۔ ایک شخص آیا۔ اور پوچھا آپ اکیلے کیون بیٹھے ہین۔ بزرگ نے فرمایا۔ ابتک تو تنہا نہ تھا۔ اب تم آئے اور یاد خدا سے دل ہٹا دیا تو تنہا ہوگیا۔

ایسے بھگتون کا قول ہے کہ کلام بے ذکر (ذکر خدا) لغو۔ سکوت بے فکر (بچار) سہو اور نظر بے عبرت لہو (کھیل) ہے۔ بھگتی کا لطف ہی یہ ہے کہ جسم کا ہر عضو بھگوت سیوا مین لگا ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ عضو بیکار رہے۔ گوسائین جی فرماتے ہین

جے ہر کتھا سُنین نہین کانا	شرون رندھرا ہی بھَون سمانا
نینن سنت درشن نہین دیکھا	لوچن مور پنکھ کر لیکھا
تے شر کٹ تو مر سم تولا	جے نہ نمت ہری گورو پد مولا
جے ہر بھگت ہردے نہین آنی	جیوت شو سمان تے پرانی
جے نہین کرت رام گن گانا	جیہہ سو دادُر جیہہ سمانا
کلش کٹھور نٹھر سوئی چھاتی	سُن ہر چرت نہ جو ہرکھاتی

ایسا بھگت جو تن من دھن سب ایشور پر نچھاور کیے ہو کیا نہین کرسکتا ایسے ہی بھگتون کے لیے کہا گیا ہے کہ کرم کی ریکھ پر میکھ ماردی جنکی قسمت مین اولاد نہ تھی اُنھین اولاد دی۔ مردے زندہ کر دیے اور خط تقدیر مٹا دیا۔

روایت ہے کہ ایک دن حضرت رابعہؒ بصری سے حضرت حسنؒ بصری نے کہا کہ تمھاری پیشانی مین تمھاری شادی ہونا لکھا ہے پھر تم کیون شادی سے انکار کرتی ہو۔ اُنھون نے اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ اب حرف تقدیر پڑھو حضرت حسنؒ بصری نے دیکھ کر کہا کہ اب تو وہ پہلی تحریر نظر نہین آتی اور اُس زاہدہ کے قدمون پر گر کر کہا کہ بلاشک تمھاری شادی خدا کے ساتھ ہو چکی ہے تم اُسکی پیاری ہو اور وہ تمھارا پیارا ہے۔

اس قسم کے اور بہت سے واقعات ہین اگر کسی اور دن آئو تو بشرط فرصت سُنا سکتا ہون۔ کل باتون کا خلاصہ یہ ہے کہ پریم مارگ نہایت آسان اور سب سے افضل ہے۔ لیلا پرشوتم بھگوان کرشن چندر نے بھی گیتا مین بھگتی کو ہی سب سے بڑھکر بتلایا ہے۔ میرے خیال مین بھگتی سے بڑھکر دوسرا سادھن نہین۔ کتنا ہی جوگ۔ جپ یا تپ کرو اور گیان چرچا کرو۔ مگر بغیر بھگتی کے کوئی لطف نہین۔

بھگتی ہین گن سب سُکھ کیسے	لون بنا بہو بنجن جیسے

میری دعا ہے کہ بھگوان تم دونون کو بھگتی کی دولت سے مالا مال کرین۔

منشی جی کے یہان سے اُٹھکر دونون فیض آباد آئے اور دوسرے دن سری کانت متھرا واپس گیا۔ دفتر مین ابھی بمشکل ایک مہینہ کام کیا ہوگا کہ پھر مان کی علالت کا تار پہونچا۔ اُسنے فوراً رخصت کی درخواست دی۔ سری کانت کا کام ہمیشہ اچھا رہا کرتا تھا اس لیے اُس کے بہت سے حاسد بھی تھے۔ چنانچہ اسوقت ان حاسدون کو منشی جی کا اچھا موقع ملا۔ اُنھون نے حاکم کو سمجھایا کہ ان کی بیماری کا محض بہانہ ہے ابھی تھوڑے ہی دن ہوے اسی حیلہ سے رخصت لی تھی۔ اور اب پھر ویسا ہی تار گھر سے منگوا لیا۔ تاکہ رخصت ملجائے۔ حاکم باتون مین آگیا اور رخصت نامنظور کردی۔ سری کانت کو یہ بات بُری معلوم ہوئی وہ حاکم کے پاس گیا اور بیچ حال

بیان کیا۔ مگر اس نے ایک نہ مانی۔ دیر تک بات چیت ہوتی رہی اور اس دوران مین حاکم کی زبان سے یہ کلمہ نکلگیا کہ تم جھوٹے ہو۔ سری کانت کو یہ فقرہ سخت ناگوار ہوا۔ اُس نے کہا کہ مین ہر طرح پر آپ کو یقین دلاتا ہون کہ معاملہ سچ ہے۔ بہانہ نہین ہے۔ مگر آپ کو یقین ہی نہین آتا۔ اس لیے جہان سچ کی قدر نہین ہے وہان رہنا ہی بیکار ہے۔ چنانچہ اُسنے استعفا داخل کر دیا جو دوسرے دن منظور کر لیا گیا۔ چارج دیکر منشی بہاری لال کے پاس آیا اور سب ماجرا کہہ سُنایا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میرے لیے شاید اب کچھ بہتری ہونے والی ہے۔ ملازمت کی طرف سے ہمیشہ سے نفرت تھی مگر جبرا کر رہا تھا۔ اچھا ہوا کہ نجات ملگئی۔ منشی جی نے کہا کہ خیر۔ جو ہوتا ہے بھگوان کے حکم سے ہوتا ہے۔ ممکن ہے اسمین بھی کوئی مصلحت ہو۔ اچھا جاؤ اور جہان رہو۔ خوش رہو۔ یہی میری دعا ہے۔ تم خود ہی عقلمند ہو۔ زیادہ کہنا بیکار ہے۔ چند آخری نصیحتین اور کیے دیتا ہون انکو ہمیشہ یاد رکھنا۔

(۱) جوانمرد محنتی آدمی کے پاس دولت خود بخود پہونچتی ہے لیکن کم ہمت و کاہل آدمی (ازراہ حسد) کہتے ہین کہ تقدیر کا نتیجہ ہے۔ لہذا انسان کو چاہیئے کہ جہانتک ممکن ہو کوشش کرے اور اگر کوشش کارگر نہ ہو تو تمہین اُسکا کوئی قصور نہین ہے۔

(۲) جس طور سے رتھ صرف ایک پہیّہ سے نہین چل سکتا اسی طور بدون تدبیر کے تقدیر کا مسئلہ درست نہین آتا۔

(۳) پہلے جنم کے کیے ہوے کرمون کے نتیجہ کو قسمت کہتے ہین۔ اسلیے انسان کو لازم ہے کہ اس زندگی مین نہایت محنت اور احتیاط سے ہر ساعت و ہر لحظہ عمدہ افعال کرتا رہے اور آیندہ قسمت کو بہتر بناتا رہے۔

(۴) جس طور سے مٹی کے لوندے سے جس قسم کی نفیس تصویر کمہار چاہتا ہے بنا لیتا ہے

اسی طور سے انسان کے اختیار مین ہے کہ اپنے کرم کو ایسا عمدہ بنائے کہ اُس سے سعادت دارین حاصل کرے۔

(۵) عیب جو خواہ عیب نکالین۔ خوشامدی خواہ تعریف کرین۔ زر کا فائدہ ہو خواہ نقصان ہو۔ موت کا سامنا خواہ آج ہو خواہ بعد ایک مدت کے لیکن عقلمند اور مستقل مزاج راہ نیک سے کبھی نہین ہٹتے۔

(۶) صرف دھرم ایک ایسا دوست ہے جو موت کے بعد بھی ساتھ دیتا ہے اور باقی سب باتین جسم کے ساتھ ضائع ہو جاتی ہین۔

(۷) سچ سے بڑھ کر نہ کوئی دھرم ہے نہ گیان ہے اور جھوٹ سے بڑھ کر کوئی گناہ نہین ہے اس لیے انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ راستی کا برتاؤ رکھے۔

(۸) وہ شخص جسمین تمیز کا مادّہ نہین ہے جو بے پرواہ ہے اور جو صرف اپنے پیٹ بھر جانے کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اُسمین اور حیوان مین کوئی فرق نہین ہے۔

(۹) موت دُنیا مین ہر وقت پھرا کرتی ہے اور جیوون کو اُسی طرح نگل لیتی ہے جیسے سانپ ہوا کو۔

(۱۰) چلتے پھرتے آرام کرتے جاگتے غرضیکہ ہر حالت مین سب جیوون کا خیال رکھو۔ مثل حیوانون کے خود غرض مت بنے رہو۔

(۱۱) چنتا (فکر) کو چتا سے کم نہ سمجھو۔ چتا کی آگ مردہ کو جلاتی ہے اور چنتا زندہ کو جلاتی ہے۔

(۱۲) ہر وقت خدا سے یہ دعا مانگا کرو۔

مجھکو اے خالق بصیرت کر عطا	حُسن خلق و حسن سیرت کر عطا
ہووے ہر ایک کام مین نیت بخیر	کچھ نہ مانگون غیر سے تیرے بغیر
رات دن کرتا رہون عجز و نیاز	غیر سے ظاہر کرون اپنا نہ راز

عجب و کبر و بخل سے دوری رہے		خاکساری پر نہ مغروری رہے	

اب جاؤ ان باتون کو نہ بھولنا۔

سری کانت گھر آیا۔ اسباب یار دوستون مین تقسیم کر دیا۔ اور فیض آباد کیلیے روانہ ہو گیا۔

پندرھوان ۱۵ باب

اب کی بار سری کانت نے اپنی والدہ کی حالت بد تر پائی۔ وہ ہڈیون کا ایک ڈھانچہ رہگئی تھین اور نشست و برخاست سے مجبور تھین۔ باوجود علاج روز بروز حالت زدی ہوتی گئی اور چونکہ پیمانہ حیات بسر یز ہو چکا تھا لہذا ایک دن چادر حیات سمیٹ لی۔ زمانہ کی رسم کے موافق سری کانت نے کریا کرم کیا اور کل کام سے فراغت پانے کے بعد ایک دن اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے پاس بلاکر کہا کہ شاید تمھین معلوم نہین ہے۔ مجھے اس مرتبہ رخصت نہین ملتی تھی۔ اس لیے مین نے استعفا دے دیا۔ اب والدہ بھی قضا کر چکین۔ مجھپر اب صرف تمھاری تعلیم کا بار ہے۔ مگر خدا کے فضل سے تم انٹرنس کلاس مین ہو اور کافی سمجھدار ہو۔ اپنا بھلا برا سمجھتے ہو اس لیے زیادہ کہنا فضول ہے۔ میری طبیعت دُنیا دی باتون مین شروع ہی سے نہین لگتی تھی۔ مگر اب پورے طور پر آزاد ہو گیا ہون۔ اس لیے مجھے بھگوان کا بھجن کرنے کی خواہش ہے۔ مین گھر بار چھوڑتا ہون۔ آج سے تم مالک ہوے ہر ایک کام کو ہوشیاری کے ساتھ کرنا۔

یہ باتین سنکر وہ آبدیدہ ہو گیا اور گھر پر رہنے کے لیے بہت منت و سماجت کی۔

مگر سری کانت کے دل مین بیراگ پیدا ہو چکا تھا اُس نے ایک نہ مانی - اتنا البتہ کہا کہ گھر مین جو آتا نہ ہے اُسے اپنے کام مین لانا - تھوڑے دنون بعد جب بڑے ہو جانا تب شادی کر لینا اور آرام سے رہنا - اب مجھے جانے دو -

چھوٹا بھائی - آجتک مین کبھی تنہا نہین رہا ہون - میری طبیعت گھبرا رہی ہے کہ یہ تبدیلی یکایک کیسے برداشت کرونگا -

سری کانت - دنیا مین ایسی باتین روز ہوتی رہتی ہین - جب اپنے سر آن پڑتی ہے - انسان سب کچھ کر لیتا ہے - فرض کرو کہ مین مر جاؤن تو اسوقت کیا کروگے - اس لیے عقلمند وہی ہے جو اپنے پیرون کھڑا ہو سکے - ہان ابھی تمھارا طالب علمی کا زمانہ ہے - اس لیے چند باتین بتلا دینا ضروری ہے - میری ان آخری باتون کو دھیان سے سُن لو - اگر ان پر عمل کروگے تو آرام سے رہوگے -

علم دُنیا مین ایک ایسی شے ہے جس کے مقابلہ مین سب کچھ ہیچ ہے - کتابی علم کے علاوہ تعلیم تین طرح کی اور ہوتی ہے جسمانی - اخلاقی - اور روحانی - جسمانی تعلیم وہ ہے جس سے ہماری صحت اچھی طرح قائم رہے مگر نہایت افسوس ہے کہ اس تعلیم پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے - ورزش جسمانی کا شوق یا تو بالکل نہین ہوتا ہی یا نہایت زیادہ - تعلیم یافتہ لوگ اکثر دماغی محنت کرتے کرتے کمزور ہو جاتے ہین اور دائم المرض بنے رہتے ہین ضعف معدہ اور ضعف بصر تو گویا تعلیم علمی کا لازمی نتیجہ ہو رہا ہے - برخلاف اس کے جنکو شروع سے ورزش جسمانی کا شوق ہوتا ہے وہ پہلوان بنجاتے ہین مگر علم نہین حاصل کرتے اس وجہ سے پورے بیل بنے رہتے ہین دراصل ضرورت یہ ہے کہ ہر قسم کی تعلیم اعتدال کے ساتھ حاصل کیجائے اور ہر حالت مین صحت قائم رکھنے کا زیادہ لحاظ رکھا جائے - چنانچہ مین چند نکتے بتلاتا ہون جن پر عمل کرنے سے صحت ہمیشہ عمدہ رہے گی - حالانکہ بہت سے لوگ

ایسا بھی کہتے ہین کہ دُکھ سُکھ ایشور کے ادھین ہے۔ ایسے آدمی اپنی صحت کو درست یا غیر درست نہین رکھ سکتے۔ مگر اُن کا خیال بالکل غلط ہے۔ دُکھ اور سُکھ ہمارے کرمون پر منحصر ہے۔ کسی نے کہا ہے ؎

گندم از گندم بروید جَو ز جَو	از مکافات عمل غافل مشو

ہمین شک نہین کہ دنیا مین ہزارون ایسی بیماریان ہین جن کا ہم نے ابھی تک نام بھی نہین سُنا اور انکا علاج نہین کرسکتے۔ مگر یہ بھی ٹھیک ہے کہ نصف سے زیادہ بیماریان صرف اس سبب سے پیدا ہوتی ہین کہ ہم قوانین صحت کا لحاظ نہین رکھتے یا اُنکی خلاف ورزی کرتے ہین۔ صحت (بلکہ زندگی) کے واسطے سب سے ضروری چیز ہوا ہے۔ ہمکو چاہیئے کہ جہان تک ہوسکے صاف ہوا لین۔ مکانون مین روشندان کھڑکی وغیرہ زیادہ رکھین۔ اُن کو لیپتے پوتتے رہین۔ خوشبودار چیزین جلاتے اور ہون کرتے رہین۔ پرانا یام وغیرہ سادھن جنکا ذکر سندھیا پدّھت مین مفصل درج ہے کرتے رہین۔

ہوا سے دوسرے درجہ پر پانی ہے۔ سب سے عمدہ پانی دریا کا ہوتا ہے۔ دوسرے درجہ پر کنوئین کا۔ اگر میلا پانی ہو تو اُسکو جوش دیکر یا مقطر کرکے صاف کرلینا چاہیئے۔ جس کنوئین کا پانی پینے کے واسطے استعمال ہوتا ہو اُسمین پتے وغیرہ گر کر سڑنے نہ پاوین۔ صحت کے واسطے ان دونون چیزون (ہوا اور پانی) کا اچھا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اسی واسطے جب کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے تب کہا جاتا ہے کہ آب و ہوا موافق نہین یا یہ کہ آب و ہوا خراب ہوگئی۔

تیسرے درجہ پر خوردنی اشیا ہین۔ ان مین سب سے عمدہ دودھ ہے پھر گندم۔ دال۔ چاول۔ سبز ترکاری میوہ وغیرہ۔ میوہ جات بالکل کچے یا

زیادہ پکے یعنی سڑے ہوے استعمال نہ کرنا چاہیے۔ اور گوشت و شراب سے قطعی پرہیز چاہیئے۔ ان ۲ دو چیزون کے استعمال سے دل سخت ہوجاتا ہے اور طبیعت مین وحشت پیدا ہوتی ہے۔ خصوصاً طلبا کو حالت طالب علمی مین گوشت سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اُس کے استعمال سے ایک قسم کی حرارت پیدا ہوتی ہے جو طبیعت کو بیقرار کرتی ہے اور اکتساب علم مین ہارج ہوتی ہے۔ شراب کے استعمال سے عقل خراب ہوجاتی ہے بلکہ بے حس ہوجاتی ہے۔ دولت۔ حرمت۔ صحت سب مٹی مین ملجاتی ہین۔ اس کو پی کر ایسے ایسے بُرے کام لوگون سے سرزد ہوے ہین جنکے سُننے سے بدن تھرّاتا ہے۔ ایک مہاتما کا بچن ہے کہ اگر مفلس ہونا چاہو تو شراب پیو۔ دھوکا کھانا چاہو تو شراب پیو۔ شریر اور آتما کو دکھ دینا چاہو تو شراب پیو۔ غرضیکہ اس سے سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ کھانا کھانے کا وقت مقرر ہونا چاہیئے۔ اور بھوک سے ۲ دو لقمے کم کھانے چاہیئن۔ نیز کھانے کو دانتون سے خوب چبا لینا چاہیئے۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ ہمارے منھ مین بتیس ۳۲ دانت ہوتے ہین۔ پس ہر لقمہ کو فی دانت ایک دفعہ یعنی بتیس ۳۲ دفعہ چبانا چاہیئے۔ چبانے سے غذا باریک ہوکر اور لعاب دہن مین ملکر تر ہوکر معدہ مین پہونچتی ہے اور جلد ہضم ہوجاتی ہے۔ جب کوئی چیز کھاؤ یا پیو۔ تو منھ کو پانی سے خوب صاف کرلو اور روزمرّہ صبح کے وقت تازہ داتون کرلیا کرو۔ اس عمل سے دانتون کے مرض سے محفوظ رہوگے۔ انگریزون مین یہ عمل کم بلکہ بالکل نہین ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اُن کو دانتون کی بیماریان زیادہ ہوتی ہین۔

مثل منھ کے تمام بدن کی صفائی کا خیال رکھنا چاہیئے۔ منوجی کا ایک اشلوک ہے جس کے معنی یہ ہین کہ باہر کا یہ استھول شریر پانی سے صاف ہوتا ہے۔

من سچ بولنے سے صاف ہوتا ہے - آتما علم پڑھنے اور نفس کُشی کرنے سے شدھ ہوتی ہے اور گیان حاصل ہونے سے عقل صاف ہوتی ہے -

کہتے ہین کہ ایک دفعہ اشونی کمار دھنونتر سے ملنے گئے - صبح کا وقت تھا پرندے چہچہا رہے تھے - اُس وقت اشونی کمار نے بھی پرندون کے لہجے مین "کورگ" "کورگ" کہا - یعنی دنیا مین کون شخص اروگ یعنی بلا مرض ہے - دھنونترجی اشونی کا کا مافی الضمیر سمجھ کر جواب مین اس طرح فرمانے لگے کہ دنیا مین وہ اروگ ہے جو کھانے مین بدہضمی نہ ہونے دے - غذا اندازے سے کھائے - سَو قدم چہل قدمی کرے - بائین کروٹ لیٹے اور پاخانہ وپیشاب کو کبھی نہ روکے -

کھانے پینے کی احتیاط کے ساتھ ساتھ جسمانی ورزش کرتے رہنا چاہیئے - ڈنڈ پیلنا - مگدر ہلانا کشتی لڑنا - پٹہ بازی - نشانہ بازی - دوڑنا - کودنا تیرنا ہوا خوری - پیدل خواہ بذریعہ سواری وغیرہ وغیرہ سب جسمانی ورزشین ہین - نہ تو ان مین دن بھر لگا رہنا چاہیئے اور نہ مطلق نفرت کرنی چاہیئے - کم از کم ایک گھنٹہ روز جسمانی ورزش مین صرف کرنا چاہیئے -

تفریح کے واسطے بھی کچھ وقت نکالنا چاہیئے - اکثر طلبا جب امتحان کے دن قریب آتے ہین تو دن رات محنت کرنے لگتے ہین اور تفریح طبع دکھیل وغیرہ کی طرف بالکل متوجہ نہین ہوتے بلکہ ۲۴ گھنٹہ محنت کرنے پر بھی وقت کی شکایت کرتے رہتے ہین - اُن کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر کھیل کے واسطے وقت نہین رکھین گے تو بیماری کے واسطے بہت زیادہ وقت نکالنا پڑے گا - تفریح مین بھی افراط تفریط کا خیال رکھنا چاہیئے - اُسکو ایسا برتنا چاہیئے جیسے دال مین نمک - اعلیٰ درجہ کی تفریح عمدہ اخلاق کی کتابون اور اخبارات کا مطالعہ ہے - علم موسیقی کا بھی چرچا رکھنا چاہیئے یعنی بھجن وغیرہ عمدہ راگ گانے چاہیئن اور مختلف باجے بجانے چاہیئن

فحش کتابون اور راگون سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ چوسر۔ تاش۔ پتنگ بازی۔ بٹیر وکبوتر بازی وغیرہ کھیلون سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بجائے ان کے کلب سبھاؤن وغیرہ مین جانا۔ اسپیچ دینا اور دست سنگ کرنا چاہیئے۔ سونا بھی سب سے زیادہ تفریح ہے۔ مگر جیسے کم کھانے سے کمزوری اور زیادہ کھانے سے بیماری ہوتی ہے ایسے ہی سونے کا بھی حال ہے بعض آدمی کم سوتے ہین اور بعض زیادہ خصوصاً طلبا جب امتحان قریب آتا ہے۔ تمام رات چراغ کے سامنے بیٹھے پڑھتے رہتے ہین۔ اور جب امتحان ختم ہوجاتا ہے دل کھول کر سوتے ہین۔ رات تو در کنار دن کا بھی بہت سا حصہ سونے مین لگا دیتے ہین۔ یہ بڑی غلطی ہے۔ طب کے اصول سے لڑکپن مین ۸ سے ۱۲ گھنٹہ تک۔ جوانی مین ۶ سے ۸ گھنٹہ تک اور بڑھاپے مین جسقدر نیند آوے سونا چاہیئے۔ لڑکپن مین خصوصاً طلبا کو علیحدہ سونا چاہیئے۔ طلبا کو زمین یا لکڑی کے تخت پر سونا بہ نسبت پلنگ کے زیادہ عمدہ ہے۔ بہت تکلف کا یا ملایم اور گدگدا بسترہ ہو بلکہ طلبا کو ہر ایک موقعہ پر موسمون کی گرمی وسردی برداشت کرتے ہوے برہمچریہ سیون کرنا چاہیئے۔

خواہی کہ توانی دُرِ معنے سُفتن	وز خانۂ دل غبار کلفت رفتن
آراستہ دار خویشتن را بسہ چیز	کم خوردن و کم خفتن و کم کم گفتن

جسمانی ورزش اور تفریح کا ساتھ ساتھ اس واسطے ذکر کیا ہے کہ جسمانی ورزش بھی اسی طرح کرنی چاہیئے کہ مثل تفریح کے معلوم ہو۔

مطالعہ کتب کے وقت پوری توجہ اُسمین لگانی چاہیئے یہ نہ ہو کہ زبان سے کتاب پڑھ رہے ہین اور ہاتھ کھیل رہے ہین۔ یا دل سے شطرنج کا نقشہ حل کر رہے ہین یا باغ کی سیر کر رہے ہین۔ طالب علمی کے زمانہ مین اپنے تئین اُمر یعنی کبھی نہ مرنے والا سمجھ کر محنت کرنی چاہیئے۔

تعلیم کی علت غائی آجکل اچھی نوکری ملنی سمجھی گئی ہے - یہ بڑی غلطی ہے علم حاصل کرنیکا اصل مطلب اپنے تئین اور پرماتما کو پہچاننا - جھوٹ سچ کی تمیز کرنا اور سچ پر عملدرآمد کرنا ہے اور یہ بات اُسی وقت حاصل ہو سکتی ہے - جب عام تعلیم کے بعد اخلاقی اور مذہبی تعلیم اعلیٰ درجہ کی حاصل کی جاوے - افسوس ہے کہ ہزارون برس سے اخلاقی تعلیم سے محروم رہنے کے سبب ہم لوگون مین سچائی بہت کم بلکہ بالکل نہین رہی ہے - اور جھوٹ فریب بہت پھیل گیا ہے - سیکڑون لڑکے ہزارون روپیہ کے صرف سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم پاتے ہین - گریجوئیٹ کہلاتے ہین - قانون پڑھکر وکیل بنتے ہین - اعلیٰ درجہ کے عہدے حاصل کرتے ہین - ولایت جاتے ہین بیرسٹر ہوکر آتے ہین مگر اپنی ان لیاقتون کے ساتھ ساتھ جھوٹ فریب وغیرہ کو بھی بڑھاتے جاتے ہین - ہپوکرٹ[1] بنتے ہین - اور ذرا سے خوف اور لالچ سے سیکڑون ناکردنی گناہ کر بیٹھتے ہین - ان سب خرابیون کا سبب یہ ہے کہ اخلاقی تعلیم ہمارے یہان مفقود ہے - ابتدائی اخلاقی تعلیم یہ ہے کہ کم بولو چغلی نہ کھاؤ نامناسب تکرار نہ کرو - فحش مت بکو - شیرین گفتار بنو - جھوٹ کبھی نہ بولو وغیرہ اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم یہ ہے کہ کام - کرودھ - لوبھ - موہ - اہنکار وغیرہ خواہشات کا نامناسب برتاؤ نہ کرو - اور ایشور کو حاضر و ناظر جان کر کانشنس[2] کو رہبر اور سچ کو مددگار بنا کر جس کے ساتھ جیسا مناسب ہو ویسا برتاؤ کرو - برادری کا خوف - دوست و رشتہ دارون کا خوف - عام رائے کا خوف - ان سب کو بالائے طاق رکھکر وہ کام کرو - جس سے زیادہ آدمیون کا فائدہ ہو - نیک و بد مین تمیز کرو - جو بات اپنے لیے پسند نہین کرتے ہو اُسے کسی اور کے لیے بھی

---

[1] ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور -

[2] ضمیر -

مت روا رکھو۔

دیکھو یہ اخلاقی تعلیم ہی تھی جس نے دو ہیچ رشی کو اپنا شریر اُپکار مین دینے پر آمادہ کیا جس نے۔ راجہ ہریشچندر کو اپنے ست پر قائم رکھا۔ جس نے سقراط کو زہر کا پیالہ امرت کی طرح پلایا۔ جس نے سری رام چندر جی مہاراج کو راج کے بجائے بن باس دکھلایا۔

پس اعلیٰ اخلاقی تعلیم خصوصاً مارل کریج[1] یا سچ کے معاملہ مین دلیری حاصل کرو جتنی خراب رسوم ہین دلیری سے اُن کی بُرائیان ظاہر کرکے درستی اصلاح کی تدبیر بتاؤ جس قدر خراب عادتین ہین بہادری سے اُنکا مقابلہ کرکے اُنکی غلامی سے آزادی حاصل کرو۔ نیائے کاری ایشور ہر شخص کی محنت کا ثمرہ دیتا ہے۔ تمھارا کام صرف کوشش کرنا ہے اور ایشور کا کام اُس کوشش کا پھل دینا ہے۔ والمیک جی نے رامائن مین لکھا ہے کہ جس وقت سری رام چندر جی پر مصیبت پر مصیبت پڑ رہی تھی بجائے چکرورتی راج کے بن باس ملا تھا۔ پتاجی کے شریر چھوڑنے کی خبر ملی تھی سیتاجی کو راون چُرالے گیا تھا۔ اُس وقت سری رام چندر جی گھبرا گئے تھے اور رولاپ کرنے لگے تھے۔ تب لچھمن جی نے کہا تھا کہ اے سریشٹا پُرش کوشش بڑی چیز ہے۔ جو لوگ بالکل کمزور ہین مگر کوشش کرتے ہین وہ اُن لوگون سے اچھے ہین جو طاقتور ہین لیکن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے ہین اور کچھ نہین کرتے۔ یہ سُنکر سری رام چندر جی نے ہمت کی تھی۔ سیکڑون راکشسون کو ہلاک کرکے راون جیسے مہابلی کو مارا تھا۔ اور سیتاجی کو واپس لیکر مع الخیر اجودھیا کو واپس آکر چکرورتی راج کیا تھا۔ پس ہر شخص کو چھل روپی راون کو مار کر سُکھ سمپت روپی استری کو واپس لینا چاہیے۔ اور راج کرنا چاہیے۔ یعنی سُکھ سے زندگی بسر کرنا چاہیے۔

[1] Moral Courage یعنی جرأت النفس۔

اس کے بعد روحانی تعلیم کا نمبر ہے - یہ وہ اعلیٰ درجہ کی ودّیا ہے جسکا ذکر ہمارے
یوگ اور سانکھیہ وغیرہ شاستروں مین ہے - یعنی یہ سنسار اسار ہے اور سب
کارخانہ اُسکا ناپائدار ہے - صرف ایشور سار اور ہمیشہ موجود و برقرار ہے - یوگ
سوتر کے ایک اشلوک کا یہ مطلب ہے کہ "انت یعنی فانی سنسار اور استھول شریر
وغیرہ مین نت یعنی لافانی کی نشچے رکھنا اودیا یعنی جہالت کا پہلا درجہ ہے - اشوچ
یعنی مل مئے استری وغیرہ اور جھوٹ چوری وغیرہ اپوتر باتون مین پوتر بدّھی دوسرا
بھاگ اودیا کا ہے - بے انتہا بشے سیون روپ دُکھ مین سُکھ کی بدّھی تیسرا بھاگ ہی
اناتما مین آتما بدھ کرنا اودیا کا چوتھا بھاگ ہے - اس کے برخلاف ودیا ہے -
یعنی فانی مین فانی - لافانی مین لافانی - اپوتر مین اپوتر - پوتر مین - پوتر دُکھ مین دُکھ اور
سُکھ مین سُکھ - اناتما مین اناتما - اور آتما مین آتما کا گیان ہونا ودیا ہے - یہ ودیا
وید - اُپ وید - شاستر - پوران وغیرہ کے مطالعہ سے حاصل کی جاسکتی ہے -
اور اگر تمھین شوق ہوگا تو خود ہی حاصل کرلوگے - اچھا اب مین جاتا ہون -
یہ کہہ کر وہ چل کھڑا ہوا اور سیدھا اجودھیا پہونچا - گیانی بابا سے ملکر سب حال
کہا اور سنیاس لینے کی خواہش ظاہر کی - باباجی نے کہا کہ عجلت مت کرو سب باتین
اپنے وقت پر خود بخود ہوجائینگی - چند روز میرے پاس رہو - بعدہٗ دیکھا جائیگا -
سری کانت باباجی کے یہان رہنے لگا - اور باباجی ہر وقت اُس کے حرکات و
سکنات کو بغور دیکھتے رہے - کئی دن کی آزمائش کے بعد ایک دن علی الصباح
وہ سری کانت کو لیکر سرجو کے کنارے ریتی مین جا بیٹھے اور کہنا شروع کیا کہ دنیا مین جتنے
انسان ہین سب راحت کے طلبگار رہین اور اسکی تلاش مین وہ کوئی دقیقہ اُٹھا
نہین رکھتے - مگر چونکہ راحت کے فلسفہ سے عوام واقف نہین ہوتے اس لیے
دائمی راحت نہین پاتے - اگر کوئی یہ سمجھ لے کہ اصلی راحت کہان ہے اور کیسے

ملسکتی ہے۔ تب تو کل مصیبتون کا خاتمہ ہی ہو جائے۔ سُنو مین بتاتا ہون کہ یہ کیسے ملسکتی ہے۔ عام طور پر راحت دنیاوی اشیا مین تلاش کی جاتی ہی مگر چونکہ یہ سب تغیّر پذیر اور فانی ہین اس لیے اُن مین راحت دوام نہین ہی جب یہ معلوم ہوا کہ کل اشیا فانی ہین تو یہ قدرتی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا کوئی بھی چیز ایسی ہے جو لافانی ہے۔ بس اس خیال کو دویک کہتے ہین اور یہین سے گیان کی ابتدا ہوتی ہے۔ دویک کے بعد دیگرے کئی باتین پیدا ہوتی چلی جاتی ہین۔ جنکو مین ایک نقشہ کی صورت مین بنا کر سمجھائے دیتا ہون۔ دیکھو اُن کی ترتیب یہ ہے۔

دویک — ویراگ — کھٹ سمپتی — موکشتا

کھٹ سمپتی: شم — دم — اُپرتی — تتکشا — شردھا — سمادھان

جیسا مین نے تمھین ابھی بتایا دویک کے معنی ہین تمیز حق و باطل۔ اس سے یہ مراد ہے کہ اس دُنیا مین کیا ہست ہے اور کیا نیست ہے یعنی کیا ست ہے۔ اور کیا است ہے۔ چونکہ یہ امر مسلّمہ ہے کہ سوائے ذات باری تعالیٰ دُنیا کی تمام اشیا فانی ہین۔ اس لیے دلبستگی کے قابل نہین ہین۔ جب عقلی دلائل سے ہم اس نتیجے پر پہونچ جائین کہ کیا ست ہے اور کیا است ہے تو اُسکا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ ست کو اختیار کرین۔ اور است سے پرہیز کرین۔ اور جب یہ بات بخوبی ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ تب دوسری یعنی ویراگ کی حالت شروع ہوتی ہے۔ ویراگ کے معنی ہین نفرت از دنیا۔ جہان آدمی کو یہ تمیز ہونے لگی کہ ست صرف

ایک چیز آتما ہے۔ باقی سب جگت جھوٹا ہے تو اُسے دُنیا اور اُسکی چیزون مین دلبستگی نہین رہنی چاہیئے۔ اسی دلبستگی نہ رہنے کا نام ویراگ ہے۔ واضح ہو کہ ویراگ چار قسم کا ہوتا ہے۔ ہمشان۔ لکھوٹا۔ مند اور درڑھ۔

اسمشان ویراگ وہ ہے جو لاش کو دفن کرنے یا جلانے کے وقت ہمراہیون کے دل مین پیدا ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے تو دُنیا ہیچ معلوم ہوتی ہے۔ مگر اپنے اپنے گھر لوٹ کر پھر سب دنیوی کاروبار مین مثل سابق مصروف ہوجاتے ہین۔

لکھوٹا ویراگ وہ ہے جو کسی مصیبت کے پڑنے پر پیدا ہوتا ہے اور جب وہ مصیبت دُور ہوجاتی ہے تو یہ بھی جاتا رہتا ہے۔ اسکا حال مثل لاکھ کے ہے کہ جبتک آنچ کے سامنے ہے نرم ہے اور الگ ہوتے ہی سخت ہوجاتی ہے۔

مند ویراگ وہ ہے جس مین دنیادی امور مین راگ اور ویراگ دونون ہون کبھی تو انسان کو یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ دنیا دلبستگی کے قابل نہین۔ اور اسوجہ سے دل کو اُس کی طرف سے روکتا ہے۔ مگر کبھی ایسی زبردست خواہشین پیدا ہوجاتی ہین کہ وہ ویراگ جاتا رہتا ہے۔ انسان بار بار کوششین کرتا ہے مگر کبھی ویراگ اور کبھی دنیا غالب آجاتی ہے۔

درڑھ ویراگ وہ ہے جسمین پورا پورا ترک ہوجاتا ہے اور دنیا کی اُلفت باقی نہین رہتی یہ ویراگ ہمیشہ ایک سا بنا رہتا ہے۔

القصہ ویراگ کی صفت پیدا ہوتے ہی من دُنیادی اشیاء کی طرف نہین دوڑے گا بلکہ شانت رہے گا۔ یہ کھٹ سمپتی کا پہلا وصف یعنی شم ہے۔

شم کے معنی ہین تسکین قلب۔ جب آدمی سمجھ لیتا ہے کہ دنیا ناپایدار ہے تو قدرتاً اُسکا من شانت ہونے لگتا ہے۔ اور جب قلب مین سکون پیدا ہوگیا تو حواس باہر نہین دوڑتے۔ جس کے یہ معنی ہوے کہ دوسری صفت پیدا ہوگئی جسکا نام دم ہے

دَم سے مراد ضبط حواس ہے ۔ سمین اندریان لبشیون کی طرف نہین دوڑتین یعنی حواس منضبط ہوجاتے ہین جب حواس منضبط ہوگئے تو قدرتاً لذات سے سیری پیدا ہوجائےگی ۔ اور تیسری حالت یعنی اُپرتی آجائیگی ۔

اُپرتی کے معنی ہین سیری ۔ سمین طبیعت دنیاوی چیزون سے سیر ہوجاتی ہے اور انسان کو یقین واثق ہوجاتا ہے کہ سب ہیچ ہے ۔ اس لیے دلبستگی کے لائق نہین ہے ویراگ مین بھی دنیاوی اشیاء سے نفرت ہوتی ہے مگر اُس مین اور اُپرتی مین یہ فرق ہے کہ ویراگ مین اس نظر سے پرہیز کیا جاتا ہے کہ یہ بُری ہے ۔ مگر اُپرتی مین اُسی چیز کو بھوگ کر اور اُس سے آسودہ ہوکر چھوڑ دیتے ہین کہ یہ دل لگانے کے قابل نہین ہے ۔ جب تمام لبشیون سے سیری ہوگئی تو ہر ایک لبشے یکسان نظر آنے لگے گا ۔ اور جب یہ حالت پیدا ہوجائے گی تو رنج وراحت برداشت کرنے کی طاقت ازخود پیدا ہوجائیگی جسکا نام تتکشا ہے ۔

تتکشا کے معنی ہین تحمل یعنی رنج وراحت ۔ نیکنامی و بدنامی وغیرہ کو آسانی سے برداشت کرلینا ۔ اسمین انسان دُنیاوی رنج وراحت برداشت کرلیتا ہے اور کسی سے شکایت نہین کرتا ۔ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جن اعمال سے ہمین موجودہ جنم ملا ہے وہ ہمارے ہی اعمال ہین کسی دوسرے کے نہین ہین پس اُنکا ثمرہ بھی ہم ہی کو بھوگنا پڑیگا ۔ خواہ روکر بھوگین یا ہنس کر ۔ غرضیکہ گریز محال ہے پس شکوہ وشکایت بیکار ہے ۔ یہان پر جبر وقدر کا مسئلہ آجاتا ہے ۔ اس پر مختلف کتابون مین بحث موجود ہے ۔ اس لیے مین صرف اتنا بتلاؤن گا کہ دنیا مین دو طرح کے آدمی ہوتے ہین ایک تو وہ جو تقدیر کے قائل ہین اور دوسرے وہ جو تدبیر کو مانتے ہین ۔ جو لوگ تقدیر کے قائل ہین اُنکا مقولہ ہے کہ ہر ایک انسان کی پیشانی پر جو خط تقدیر لکھدیا گیا ہے وہ کس کی مجال ہے کہ مٹا سکے

اگر یہ بات انسانی طاقت کی ہو تو پرماتما کی قدرت پر حرف آتا ہے۔ اس سبب سے تمام کوششین بیکار رہین۔ کیونکہ وہی ہوگا جو تقدیر مین لکھا ہے۔ گوسائین تلسی داس جی بھی فرماتے ہین ؎

ہوے ہے وہی جو رام رچ راکھا	کو کر ترک بڑھاوے ساکھا

اب دوسرا فریق جو تدبیر کا قائل ہے اس خیال سے متفق نہین ہے وہ کہتا ہی کہ خدا نے ہم کو آزاد اور با اختیار پیدا کیا ہے نہ کہ مثل قیدیون کے اُسکا قول ہی کہ بغیر علاج کے مریض تندرست نہین ہوسکتا۔ تدبیر سے کامیابی ممکن ہے کیونکہ بغیر کوشش کوئی کام نہین ہوتا۔ اگر باوجود کوشش کامیابی نہ ہو تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ تدبیر مین کمی تھی۔

کچھ لوگ اس مسئلہ کا حل یون کرتے ہین کہ جیسے گاڑی ایک پہیئے سے نہین چل سکتی۔ پرند ایک پر سے نہین اُڑ سکتا ویسے ہی تقدیر کے بغیر تدبیر اور تدبیر کے بغیر تقدیر بیکار ہے۔ اس لیے دونون کا ساتھ ساتھ رہنا ضروری ہے۔

بعض لوگون کا یہ خیال ہے کہ میانہ روی ہر حالت مین بہتر ہے۔ دنیا مین کچھ کام ایسے ہین جنکا تعلق تقدیر سے ہے اور کچھ تدبیر کے محتاج ہین۔ ایک مہاتما کا قول ہے کہ ؎

گُم کر دے جو تقدیر کو تدبیر اُسے کہتے ہین
تدبیر سے حاصل نہو تقدیر اُسے کہتے ہین

بعض مہاتماؤن کا قول ہے کہ گو کہنے کو تقدیر و تدبیر دو الفاظ ہین مگر دونون کے معنی یکسان ہین یعنی موجودہ تقدیر گذشتہ تدبیر کا نتیجہ ہے پس تدبیر ہی تقدیر کو بناتی ہے اور تقدیر تدبیر کی دوسری شکل ہے۔

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ انسان کو دو طرح کی فکرین ہوتی ہین ایک فکر دُنیا

اور دوسری فکر عقبیٰ چونکہ دو قسم کی فکرین ہین لہذا علاج بھی دو ہونے چاہیئین چنانچہ پہلی کا علاج تقدیر ہونا چاہیئے اور دوسری کا تدبیر۔ مگر جو مہاتما ہین تقدیر و تدبیر کے پھندے سے نکل گئے ہین اُنکا یہ خیال ہے کہ ؎

ہوگا کیا تدبیر سے مین کیا کرون تقدیر کو
ہوش گم ہین جب سے دیکھا ہے تری تصویر کو

بہرحال یہ مسئلہ ایسا ہے جسمین کوئی کسی کو مجبور نہین کر سکتا۔ ہر شخص اپنی لیاقت اور انوبھو کے موافق اپنی طبیعت کو سمجھا لیتا ہے۔

تتکشا کے بعد شردھا کا نمبر ہے۔ اس کے معنی ہین اعتقاد۔ جب اگلی چارون باتین پیدا ہو جائینگی اور من مین برداشت کی طاقت آجائے گی تو ظاہر ہے کہ من صاف اور شدھ ہو جائیگا اور اُس مین گورو اور شاستر کے بچن مین شردھا پیدا ہوگی۔ اس لیے جو کچھ وہ پڑھے گا یا سُنے گا اُس پر توجہ کرے گا اس شردھا کے معنی یہ نہین ہین کہ آدمی آنکھین بند کر کے شاستر یا گورو کے بچن خواہ اُسکی سمجھ مین آئین یا نہ آئین مان لیا کرے۔ نہین دونون جگہ عقلی دلیلون سے کام لیا جا سکتا ہے اور بحث ہو سکتی ہے مگر بیکار بحث سے کوئی فائدہ نہین کیونکہ بحث وہی اچھی ہوتی ہے جس سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکے۔ ابتدا مین مبتدی کی سمجھ مین شاستر یا گورو کا بچن پورے طور سے نہین آتا ہے اور اُس کے لیے وہ شاستر یا گورو کو قصوروار ٹھہراتا ہے۔ اور اپنی کم عقلی اور بے وقوفی کو نہین مانتا اس ضد کو چھوڑ کر شردھا سے کام لینا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ گورو یا شاستر کے بچن اگر آج سمجھ مین نہین آئے ہین تو کل آجائین گے۔ جب یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے تو نیک نتائج پیدا ہوتے ہین اور کچھ دنون مین جہالت دور ہو کر گیان کی آنکھین کھُل جاتی ہین۔ اس سے ایک نئی حالت پیدا ہوتی ہے جسکا نام سمادھان ہو

شماد ھان یعنی یکسوئی قلب - اس حالت مین شاستر کے بچارین مستغرق ہوتا ہے -

اس کے بعد مموکشتا یعنی طلب نجات ہوتی ہے اور انسان اُس کے لیئے کوشش کرتا ہے -

اب دیکھو کہ سب سے پہلے ہست و نیست کا بچار اور اُس کے بعد دُنیا سے نفرت کی ضرورت ہے - کیون ؟ اس لیے کہ بغیر اس کے ترقی محال ہے - جبتک دنیا سے نفرت نہ ہوگی طالب حق آگے قدم نہین بڑھا سکتا - اس لیے ویراگ ہی گیان کی جڑ ہے اور اسی پر زیادہ زور دینا چاہیئے - اگر یہ مضبوط ہوجائے تو باقی صفات از خود پیدا ہوتی چلی جائینگی -

باباجی یہین تک کہنے پائے تھے کہ یکایک پاس ہی کے گھاٹ پر بڑا شور و غل اُٹھا ---- چند منٹ تک تو باباجی بیٹھے سُنا کیے مگر پھر سری کانت سے کہا کہ دیکھو کیا بات ہے - اُس نے جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک لڑکی ڈوب رہی ہے اور بہت سے لوگ کھڑے چلا رہے ہین مگر یہ کسی سے بھی نہین ہوتا کہ اُسے نکال لاوے -

سری کانت کی طبیعت مین ہمدردی کا فطری جوش پہلے ہی سے مضمر تھا اُس سے نہ رہا گیا - فوراً کود پڑا اور قریب قریب دس منٹ کی کشمکش کے بعد وہ اُس لڑکی کو بالون کے سہارے پکڑ کر پایاب پانی مین لے آیا اور وہان سے دونون ہاتھ مین اُٹھاکر کنارے لاکر رکھ دیا - لڑکی کی مان فوراً دوڑ کر لپٹ گئی اور سری کانت کو بغور دیکھنے لگی - اُسے حیرت تھی کہ یہ یہان کہان سے آگیا - سری کانت نے بھی پہچان لیا کہ اُرملا ہے - اُسے کچھ جھجک سی معلوم ہوئی اور قبل اس کے کہ بات چیت کی نوبت آتی وہ بھیڑ مین غائب ہوگیا -

ناظرین کو اب معلوم ہوگیا ہوگا کہ وہ لڑکی جو ڈوب رہی تھی پریما تھی - اُرملا کے

نوکر چاکر پریمیا کے پیٹ سے پانی نکالنے کی فکر کرنے لگے۔ کوئی کہتا تھا کہ اُلٹا لٹکا دو۔ کوئی کہتا تھا کہ نمک سے ڈھک دو۔ غرضیکہ ہر شخص جدا جدا تدبیر بتلا رہا تھا۔ آخرکار یہ رائے قائم ہوئی کہ فیض آباد پہونچکر ڈاکٹر کی مشورہ سے کام کرنا چاہیے۔ چنانچہ بگھی مین سوار ہو کر سب فوراً ہی فیض آباد آ گئے۔ ڈاکٹر بلایا گیا۔ اُس نے دو گھنٹہ سخت محنت کی اور سب پانی نکال دیا۔ پریمیا نے آنکھین کھول دین اور دھیمی آواز سے کہا کہ کمزوری بہت معلوم ہوتی ہے۔ ڈاکٹر نے مناسب دوا دیدی اور ضروری ہدایات کے بعد اپنی فیس لیکر چلدیا۔

چونکہ اب پریمیا کی طبیعت کسی قدر سنبھل چلی ہے۔ لہذا اُسے چھوڑ کر ہم اپنے ناظرین کو پھر اجودھیا مین گیانی بابا کے پاس لیے چلتے ہین جس وقت ہم وہان پہونچتے ہین تو کیا دیکھتے ہین کہ سری کانت مثل سابق باباجی کے پاس بیٹھا ہوا ہے اور وہ یہ کہہ رہے ہین کہ تم نے دیکھا دُنیا کا یہ حال ہے۔ اس واقعہ سے دو باتین سیکھنا چاہیئن۔ ایک تو یہ کہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہین۔ دوسری یہ کہ دُنیا مین کوئی بھی کسی کا نہین ہے۔ مان کنارے پر کھڑی چلاتی رہی۔ مگر یہ نہ ہوسکا کہ وہ بھی پانی مین کود پڑتی۔ اس پر تمھین ایک قصہ سُناتا ہون۔ ایک ضعیف عورت کے صرف ایک ہی بیٹی تھی اور اُسکا نام مہستی تھا۔ مان اُسکو بہت پیار کیا کرتی تھی اور ہمیشہ اُس کے شمع حُسن پر مثل پروانہ نثار ہوتی رہتی تھی۔ دفعۃً مہستی بیمار ہو گئی اور دن بدن حالت ردّی ہوتی گئی۔ مان دن رات رویا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ اے پرمیشور مہستی کو اچھا کر دے اور اس کے بدلے مجھے دُنیا سے اُٹھا لے۔ ایک شب کو جبکہ مان گریہ و بکا مین مشغول تھی۔ مکان کے صحن مین بندھی ہوئی گائے اتفاقاً کھُل گئی اور ایک بڑی ہانڈی مین یہ سمجھ کر کہ شاید کچھ کھانا رکھا ہوگا منھ ڈال دیا۔ ہانڈی مین کچھ نہ تھا۔ گائے نے اُسمین کئی بار منھ ڈالا اور

نتیجہ یہ ہوا کہ اتفاقاً وہ ہانڈی دونون سینگون مین پھنس گئی - وہ اسکو اسی طرح لیے ہوئے اِدھر اُدھر پھرنے لگی - کیونکہ اسکی آنکھین ہانڈی کے اندر تھین اور کسے کچھ دکھائی نہ پڑتا تھا - اسی طرح پھرتی پھراتی وہ ضعیفہ کے پاس پہونچ گئی - اُسے دیکھکر وہ ضعیفہ ڈر گئی اور سمجھی کہ شاید ملک الموت ہے اور مہستی کی روح قبض کرنے آیا ہے - اگر تھوڑی دیر مین اُسے نہ پائیگا تو میری جان پر آفت ڈھائیگا - یہ خیال کرکے وہ گائے سے کہنے لگی کہ میرا نام مہستی نہین ہے مین تو اُسکی مان ہون اگر جان لینے آئے ہو تو اُسکی جان لے لو - وہ چارپائی پر پڑی ہوئی ہے - گائے نے کسیکی جان تو نہ لی بلکہ اِدھر اُدھر سر پٹکنے سے تھوڑی ہی دیر مین وہ ہانڈی ٹوٹ گئی اور گائے اپنے اصلی روپ مین ظاہر ہوگئی - یہ دیکھکر وہ ضعیفہ نہایت پشیمان ہوئی - مگر اُسکی محبت کی حقیقت کھل چکی تھی - پس جب مان بیٹی کا یہ حال ہو تو دوست احباب کا کہنا ہی کیا ہے جتنی بھی محبت ہے محض دکھلاوے کے لیے ہے ؎

تڑپتا رہ گیا شعلہ شرر نے قطع منزل کی	کسی کا ساتھ کب دیتا ہے کوئی بیقراری مین

ایسے ہی بہت سے واقعہ ہین جیسے باپ کی بیٹے کے ساتھ - بیوی کی خاوند کے ساتھ بھائی کی بھائی کے ساتھ اور دوست کی دوست کے ساتھ محض بناوٹی محبت کا پتہ لگتا ہے - اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو یہ محبت کسی نہ کسی ذاتی غرض کی وجہ سے ہوتی ہے - بیٹے سے باپ اس لیے محبت کرتا ہے کہ یہ میرا شرادھ ترپن کریگا - اور میرے خاندان کا نام قائم رکھے گا - بیوی خاوند سے اس لیے اُلفت جتاتی ہے کہ اُسی کے دم سے اُسے راحت و آرام ہے - الغرض کسی بھی پہلو سے نظر سے دیکھو کوئی نہ کوئی غرض ضرور مخفی ہوتی ہے - گیان کے متلاشی کا فرض ہے کہ ان سب باتون کو بخوبی سمجھ لے اور اچھی طرح یقین کرے کہ دُنیا مین کوئی کسی کا نہین ہوتا - اب دنیاوی چیزون کو دیکھو - یہان کی کوئی شے دلبستگی کے قابل نہین ہے جیسا کہ

مین نے بتلایا ہے۔ حالانکہ لوگ اُن مین پھنسے رہتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اُن ہی مین لطف ہے۔ کتا جب سوکھی ہڈی چوستا ہے اور اُس کے مسوڑھون سے خون نکلنے لگتا ہے تو اُسے چاٹ کر خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ہڈی سے نکل رہا ہے۔ انسان کا بھی ٹھیک یہی حال ہے وہ سمجھتا ہے کہ سُکھ چیزون مین ہے حالانکہ ایسا نہین ہے۔ بلکہ شے مطلوبہ کو پاکر چونکہ من تھوڑی دیر کیلئے شانت ہو جاتا ہے۔ اس لیے سُکھ معلوم ہوتا ہے۔ سُکھ دراصل اپنے اندر چھپا ہوا ہے نہ کہ کسی باہری چیز مین اور وہ صرف اُس وقت مل سکتا ہے جب من اپنے قابو مین آجاتا ہے۔ اگر صرف چیزون ہی مین سُکھ ہوتا تو ایک ہی چیز ہر شخص کو یکسان طور پر پسند ہوتی۔ لیکن ایسا نہین ہے روزمرہ دیکھنے مین آتا ہے کہ ایک چیز جو کسی شخص کو نہایت پسند ہے دوسرے کے لیے محض بیکار ہے اور دوسری چیز جو دوسرے کو مرغوب طبع ہے پہلے کے لیے فضول ہے۔

اس کے علاوہ دنیاوی اشیاء کا قیام بھی نہین ہے اُن مین ہر لمحہ اور ہر لحظہ نامعلوم طریقہ پر تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ انسان اپنے ہی کو دیکھ لے کہ بچپن سے لڑکپن پھر جوانی اور بعدازان بڑھاپا ایسے طریقہ سے آجاتا ہے کہ پتہ بھی نہین لگتا۔ بس عاقل وہی ہے جو دنیا کی کسی شے مین اپنے من کو نہ لگادے۔

رباعی

دُنیائے دنی کو جو کہ فانی سمجھے
اور قصۂ عمر کو کہانی سمجھے
دریائے حقیقت کو وہی جائے تیر
جو مثل حباب زندگانی سمجھے

دُنیا کا یہ حال ہے۔

غزل

چمن مین موسم گُل کا کبھی زمانہ تھا
شجر شجر پہ عنادل کا آشیانہ تھا

ہزار حیف جو آئے خزان کے سبز قدم	نہ وہ بہار چمن تھی نہ وہ زمانہ تھا
بہار باغ کجا گل کجا کجا بلبل	خزان جو آئی وہ اک خواب کا زمانہ تھا
نہ بگڑے حال مین پرسان ہوا کوئی اپنا	یہ اک کرشمۂ نیرنگی زمانہ تھا
ہماری آنکھ کے کھلتے ہی موت آ پہونچی	بس اتنی دیر کا دنیا مین آب دانہ تھا

جس گھر مین آج چہل پہل ہے کل غمی ہو جاتی ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی وقت ایک ہی گھر مین بچہ بھی پیدا ہوتا ہے اور کوئی موت بھی ہو جاتی ہے کہین پر ایک طرف سے شادی کا جلوس جا رہا ہے اور دوسری طرف سے لاش آ رہی ہے۔ غرضیکہ یہ ایسا نظارہ ہے جس سے گیانی سبق حاصل کرتا ہے۔ مگر اگیانی دھیان بھی نہین دیتا۔ اور جیون کا یتون دنیا مین پھنسا رہتا ہے۔ بعض آدمی کہتے ہین کہ ہمین روپیہ پیسہ۔ اولاد۔ شہرت غرضیکہ کسی شے کی کمی نہین۔ پھر ہم دنیا کو کیون چھوڑین۔ اسے تو وہ لوگ چھوڑین جنکے پاس کچھ نہین ہے اور ہمیشہ تکلیف مین رہتے ہون۔ مین کہتا ہون کہ دنیا مین پھنسنا ہی پابندی ہے خواہ وہ راحت ہی کی وجہ سے کیون نہو۔ بیڑیان چاہے لوہے کی ہون چاہے سونے کی پابندی کے لیے دونون یکسان ہین۔ اگر انسان اس راز کو سمجھ جائے تو پھر کیا کہنا ہے۔ مگر وہ تو ایسا مایا مین پھنسا ہوا ہے کہ بار بار تکلیف بھوگتا ہے اور پھر اُس تکلیف کو بھول کر ویسے ہی کام کرتا ہے جنسے تکلیف ہوئی تھی۔ من کو ان باتون سے ہٹا لینا بہت دشوار ہے جیسا کہ اس بھجن مین کہا گیا ہے۔

بھجن

یہ من نچ سو بھاؤ نہین تیاگے

انترہ	گرہ لیشو سرس بھر مست کامی جن یاوت ہوا ہمانے
	باجت ترآن تاہ سرادیر تدپ کھل کے لاج نہ لاگے

یہ من نج سوبھاؤ نہین تیاگے

انترہ - سکھوت رہت بُدھ سم سوامی اپنی ہٹ ہی بڑھاوے
جیسے پرسو پیر جُودتی تج بھُرپت ہی مین باگے

یہ من نج سوبھاؤ نہین تیاگے

اس دنیاوی چکر مین پڑ کر انسان اپنے سروپ کو بھول گیا ہے اور دنیاوی مار کھا رہا ہے۔ سنت مہاتما دنیا مین پھرتے ہوے ہر شخص کو ہوشیار ہو جانے کا سبق دیتے رہتے ہین۔ مگر دُنیا ہے کہ سو رہی ہے کان مین آواز ہی نہین پڑتی۔ ہان جو ایکے دُکے کسی قدر جاگتے یا اونگھتے ہوتے ہین اُن کے کانون مین آواز پڑ جاتی ہے اور اگر وہ آواز کو سُنکر اُٹھ بیٹھے تو خیر ورنہ پھر جمائی لیکر لیٹ رہے اور سو گئے

روایت ہے کہ ایک کسان جنگل کے کنارے اپنا کھیت گوڑا رہا تھا۔ مزدور کام مین لگے ہوئے تھے۔ کسان بار بار کہتا تھا کہ سندھیا سے پہلے کام ختم کر ڈالو کیونکہ اگر سندھیا آگئی تو بڑی مشکل ہوگی۔ مین سندھیا سے بہت ڈرتا ہون۔ سب کیا کرایا کام مٹی مین ملجائیگا۔ اتفاق سے ایک شیر پاس والی جھاڑی مین بیٹھا ہوا سب باتین سُن رہا تھا۔ اُس نے سوچا کہ سندھیا کونسا جانور ہے جس سے یہ لوگ اتنا ڈر رہے ہین۔ ادھر کسان مع مزدورون کے شام سے پہلے اپنے گھر کو روانہ ہو گیا اُدھر شیر کو سندھیا کا خوف ستانے لگا اور وہ اسی دُھن مین بیٹھا رہا۔ اُسی روز ایسا اتفاق ہوا کہ اُس گانوئن کے دھوبی کا گدھا شام کو گھر پر واپس نہ آیا۔ اُسکی تلاش مین دھوبی باہر نکلا اور دیر تک اِدھر اُدھر ڈھونڈھتا رہا۔ رات کے آٹھ بجے اُس جھاڑی کے قریب پہونچا جسمین شیر بیٹھا تھا۔ جھاڑی کو ڈنڈے سے پیٹنے لگا۔ کہ شاید اسی مین گدھا چھپا بیٹھا ہو۔ شیر کے دلمین تو وہم پہلے ہی سے تھا سمجھا کہ شاید سندھیا آگئی

مارے خوف کے باہر آگیا۔ چونکہ رات اندھیری تھی دھوبی نہ سمجھ سکا کہ شیر ہے۔ اُس کے دھیان مین گدھا بسا ہوا تھا۔ وہ سمجھا کہ گدھا ملگیا۔ چونکہ دیر سے ڈھونڈھ رہا تھا اور عاجز ہو چکا تھا۔ اس لیے مارے غصہ کے چار پانچ ڈنڈے رسید کیے اور کان پکڑ کر لے چلا۔ شیر نے کبھی ڈنڈے کی مار کاہے کو کھائی تھی وہ بلبلا اُٹھا اور سمجھا کہ دراصل سندھیا بڑا بیڈھب جانور ہے۔

القصہ دھوبی نے گدھے کے دھوکے مین شیر کو لاکر مکان مین باندھ دیا اور تھوڑی سی گھاس لاکر اُس کے آگے ڈال دی اور سارا قصہ اپنی بیوی سے کہہ سنایا شیر گھاس کیسے کھاتا وہ چُپکا کھڑا رہا۔ دھوبی کھانا کھا چکنے کے بعد حقہ لیکر باہر آیا تو دیکھا کہ گھاس جیون کی تیون پڑی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر اُسے پھر غصہ آیا اور گالی دیکر دو چار ڈنڈے اور رسید کیے۔ شیر حکیرایا کہ یہ تو بلا وجہ مارتا ہے بڑا ظالم جانور ہے۔ رات جیون تیون کر کے کٹی۔ چار بجے صبح دھوبی نے گرم گرم کپڑون کی گٹھریان باندھ باندھ کر شیر پر لادین اور گھاٹ کی طرف لے چلا۔ شیر کی پیٹھ جھلسی جاتی تھی مگر مارے ڈر کے بُرا حال تھا چُپکا چلا جا رہا تھا۔ اُسے گھاٹ کا راستہ معلوم نہ تھا اس لیے کبھی ادھر اور کبھی اُدھر چلنے لگتا تھا۔ اور اس خطا پر بھی دو چار ڈنڈے ملجاتے تھے۔ ندی کے کنارے پہونچتے پہونچتے صبح کے آثار نمودار ہونے لگے۔ دھوبی اس گدھے نما شیر کو ایک جگہ کھڑا کر کے رفع حاجت کے لیے گیا۔

تھوڑی دیر مین سامنے والی پہاڑی پر سے ایک شیر آیا۔ اُسے کپڑون سے لدے ہوے شیر کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ اُس نے اس شیر سے پوچھا کہ تو نے یہ کیا گت بنائی۔ ہماری قوم مین کوئی کسی کی خدمت نہین کرتا۔ سب آزاد رہتے ہین تو کیسے پھنس گیا اُس نے جواب دیا کہ سندھیا نے میری یہ گت کردی ہے۔ پہاڑی والے شیر نے کہا کہ سندھیا اندھیا ہم لوگون کا کچھ نہین بگاڑ سکتی۔ ہم تو راجہ ہین۔ یہ کہہ کر وہ گرجا اور

دھوبی والے شیر سے کہا کہ تو بھی گرج - جو مین ہون وہی تو ہے - دیکھ لینا کہ میری اور تیری آواز یکسان ہوگی - اُس کے ہمت بندھانے پر یہ زور سے گرجا اور جب اُسے اپنا اصلی سروپ معلوم ہوگیا تو اُسنے گٹھریان الگ پھینکدین اور تڑپ کر اُس شیر سے جا ملا - دھوبی نے جو یہ کیفیت دیکھی تو مارے خوف کے گھر کو لوٹ گیا - اور اُس دن سے اُس گھاٹ کی طرف نہ گیا -

کہنے کو تو یہ قصہ ہے مگر دیکھو اس سے نصیحت کیا ملتی ہے - انسان جو سدا مکت ہے اپنے کو اگیان کی وجہ سے بندھ سمجھتا ہے اور دُنیا کی مار کھا رہا ہے - جب ست گورو ملجاتا ہے اور اُس کو اُس کے سروپ سے آگاہ کر دیتا ہے تو اُسکا اگیان دور ہوجاتا ہے -

دوہا

تیرتھ گئے تو ایک پھل سنت ملے پھل چار
ست گرو ملے اینک پھل کہین کبیر بچار

شعر

دل کی مشعل جل اُٹھی ہر سو اُجالا ہوگیا
وجد کا اور حال کا عالم دوبالا ہوگیا

لیکن سچے گورو کا ملجانا شرط ہے - سچا گورو وہی ہے جسکا دل تمام خواہشات سے پاک ہو اور تمام راز قدرت اُس پر ظاہر ہوگئے ہون - ایسا ہی شخص دوسرون کو ہدایت کر سکتا ہے - کیونکہ قاعدہ ہے کہ صرف ٹھنڈا لوہا گرم لوہے کو سڈول کر سکتا ہے - گرم لوہا ایسا نہین کر سکتا -

ست سنگ کی مہاتم تمنے ضرور ہی سُنی ہوگی - انسان کو ہمیشہ اچھے آدمیون کی صحبت مین بیٹھنا چاہیے - کیونکہ عمدہ باتین اُن ہی سے سیکھی جا سکتی ہین - عطر عطار ہی کی دوکان سے ملیگا - قصائی کی دوکان سے نہین ملسکتا - مہاتما کی

صحبت مین بیٹھنے سے کچھ نہ کچھ فائدہ ہوتا ہی رہتا ہے۔ اور اُن کے پاس آنے
جانے مین آنند ضرور ملتا ہے۔ چاہے وہ مہاتما کوئی نصیحت کرے یا نہ کرے۔
یہی حال بُرے آدمیون کا بھی ہے۔ اُن کے پاس جانے مین طبیعت ضرور مُکدر
ہوگی خواہ وہ کچھ کہین یا نہ کہین۔ ایک کوٹھری پھولون اور خوشبودار چیزون سے
بھری ہوئی ہے۔ اور دوسری سڑی ہوئی مچھلیون سے۔ اب ان دونون کوٹھریون
مین جانے والا چاہے خود خوشبو یا بدبو سونگھنا نہ چاہے۔ مگر اسکا اثر اُس پر ضرور
پڑے گا۔ ایک کوٹھری مین جانے سے اُس کی طبیعت خوش ہوگی اور دوسری
مین پراگندہ۔

مہاتما لوگ ہمیشہ سب کو یکسان نصیحت کرتے ہین مگر جیسا ادھکاری ہوتا ہے
ویسا ہی اُس نصیحت سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ سواتی کی بوند یکسان طور پر سب
جگہ پڑتی ہے۔ مگر مختلف چیزون مثلاً سیپ۔ بانس اور کیلا مین پڑنے سے
جُدا جُدا چیزین یعنی موتی۔ بنسلوچن ادرکافور پیدا ہوجاتی ہین۔

بعض آدمی کوئی خاص غرض لیکر مہاتماؤن کے پاس جاتے ہین۔ اُن کو
گیان اُپدیش سے کوئی نفع نہین پہونچتا۔ کیونکہ اُن کو توصرف اُس بات سے سروکار
رہتا ہے جس سے ان کی مطلب برآری ہو سکے۔

کہتے ہین کہ ایک شخص جنگل مین راستہ بھول گیا اور بھٹکتا بھٹکتا ایک
سادھو کے پاس پہونچ گیا۔ سادھو نے حال پوچھ کر گیان چرچا شروع کردی
اُس آدمی کو گیان چرچا کچھ بھلی نہ معلوم نہ ہوئی۔ اُس نے کہا مہاراج مجھے آپ
راستہ بتلا دیجیے۔ تاکہ اپنی منزل پر جا پہونچون۔ مہاتما نے کہا کہ راستہ ہی تو بتلا
رہا ہون۔ اُس آدمی کی سمجھ مین یہ نکتہ نہ آیا۔ آخرکار اُس کے بار بار اصرار کرنے پر
مہاتما نے اُس سے آنکھین بند کرنے کو کہا۔ اُس نے آنکھین بند کرلین اور جب کھولین

تو اپنے آپ کو ایک راستہ پر پایا۔ اب اُسے بڑا افسوس ہوا کہ ہائے ایسا مہاتما مجھے ملا مگر مین نے اُسکی باتون پر دھیان نہ دیا۔ اُس نے ہرچند کوشش کی مگر وہ مہاتما دوبارہ نہ مل سکے۔ انسان کو چاہیئے کہ ہر موقع سے فائدہ اُٹھاتا رہے اور جو بات مہاتماؤن کے منھ سے نکلے اُس پر غور اور عمل کرتا رہے۔

ان باتون مین چونکہ وقت زیادہ گذر گیا تھا اور کھانا کھانے کا وقت قریب آگیا تھا۔ لہٰذا دونون آشرم کو آئے۔ کھا پی کر تھوڑی دیر آرام کیا۔ شام کو ست سنگی جمع ہوے اور گیان امرت بہنے لگا۔ دس بجے رات تک یہی کیفیت رہی اس کے بعد سب لوگ چلے گئے اور سری کانت اور باباجی بھی لیٹ رہے۔ تنہائی مین سری کانت کو صبح والے واقعہ کا خیال آیا اور اُس کے یاد آتے ہی اُس کے سینہ مین ایک گدگدی سی پیدا ہوئی۔ اُس نے کسی نیم برہنہ نوجوان عورت کو کبھی کاہے کو چھوا تھا حُسن بے نقاب اُس نے اکثر دیکھا تھا مگر یہ آزادی اُسے کب نصیب ہوئی تھی۔ ان ہی خیالات مین غلطان و پیچان اور پریما کی بھولی بھالی صورت کو یاد کرتا ہوا وہ سو گیا۔

محبت ایک ایسا کانٹا ہے جو شباب کے پھول کے ساتھ رہتا ہے۔ یہی محبت سوتے ہوے سری کانت کے دل پر چپکے چپکے اپنا قبضہ جما چکی اور جب وہ صبح سوکر اُٹھا تو عجیب کیفیت محسوس کی۔ یون تو روز ہی صبح ہوتی تھی مگر اُس صبح مین کچھ نرالا لطف تھا۔ وہ دیر تک عالم تصور مین پریما کی خیالی تصویر سے باتین کرتا رہا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ باباجی کے پاس وقت مقررہ پر نہ پہونچ سکا۔ باباجی کے پکارنے پر اُسے ہوش آیا اور اپنے کار منصبی مین مشغول ہوا۔ دن تو جون تون کرکے کٹ گیا۔ مگر شام ہوتے ہی پھر اُسی خیال نے آدبایا۔ اب یہ خیال رفتہ رفتہ اُس پر حاوی ہوتا گیا اور تھوڑے دنون بعد اُسے قریب قریب ہر وقت اُسکی

یاد رہنے لگی - باباجی روز حسب معمول اُپدیش کیا کرتے اور شام کو ست سنگ ہوتا اسمین وہ بھی شریک ہوتا اور گو اُس وقت تھوڑی دیر کے لیے اسکا وہ خیال دور ہو جاتا مگر بعد ازان پھر وہی کیفیت ہو جاتی -

ایک دن ایک شخص ہاتھ مین ستار لیے ہوے باباجی کی خدمت مین حاضر ہوا - اور اجازت ملنے پر یہ بھجن گایا -

بھجن

جڑتا تیاگ بھجے سو گیانی

انترہ - یہ سنسار سکل اُس دیکھے جس گگن بیچ دامنی بھہرائی
جس سپنے مان بھرم اینکین دُکھ سُکھ سکل ست کر مانی

جڑتا تیاگ بھجے سو گیانی

انترہ - برن بار ساگر نبھے کاری تا مین جن بوڑیو بہو بارا
رجو کو سرپ ستیہ کر مانیو جان لیے سوئی آئے بچارا

جڑتا تیاگ بھجے سو گیانی

انترہ - بید پُران کہت کب کو بدسوئی بوجھ جب ہردے بچارے
تب دُکھ روپ سبین سنسرت یہ جائے تے پربھو کرپا اُبارے

جڑتا تیاگ بھجے سو گیانی

اس کے بعد یہ غزل گائی -

غزل

آنکو گر مجھ سے منظور دلگیر کی حاجت نہین
زخم دل کہدینگے جیسا حال ہو دلکا مرے

مجھکو اُن سے بیوفا بے پیر کی حاجت نہین
مجھکو اے پیغامبر تقریر کی حاجت نہین

اُنکا نقشہ ہو بہو پھرتا ہی آنکھوں مین مری	اے مصوّر دیکھنا تصویر کی حاجت نہین
دل سمجھ جاتا ہے مطلب آپ اُنکی بات کا	ایسے قرآن کے لیے تفسیر کی حاجت نہین
دیکھ لو دنیا کو آنکھون سے اگر باور نہین	یہ وہ سچّا خواب ہی تعبیر کی حاجت نہین
حلقۂ گیسوے جانان کا جو ہی حلقہ بگوش	کوئی اُس کے واسطے زنجیر کی حاجت نہین
جو رضا ہے یار کی مجھکو وہی منظور ہے	آپ کٹ جاوینگے دن تدبیر کی حاجت نہین

مثل ہے کہ گانا اور رونا کس کو نہین آتا - اس سے یہ مراد نہین ہے کہ ہر شخص علم موسیقی کا ماہر ہے - بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ جذبہ قدرتی ہے - کوئی محض ناک ہی مین گایا کرتا ہے - اور کوئی باآواز بلند اچھے یا بُرے سُر مین گاتا ہے - کوئی گانا سُن کر صرف خوش ہی ہوتا ہے مگر کوئی بیتاب ہوکر ناچنے بھی لگتا ہے - الغرض خاص جذب کی حالتین ہمیشہ کسی نہ کسی شکل مین دیکھنے مین آتی ہین -

افریقہ کے وحشیون سے لیکر دنیا کی مہذب سے مہذب قومون تک کو دیکھو تو ان قدرتی جذبات کا جوش یکسان طور پر ظہور کرتا ہے - یہان تک کہ بعض بعض حیوانات مین بھی اس قدرتی اثر کا جلوہ صاف نظر آتا ہے - بین کے سامنے سانپ کا لہرانا دیکھا ہی ہوگا - باغون مین چڑیون کی چہکار - گلون پر بُلبُلون کے نغمے سُنے ہی ہون گے -

تہذیب جو ہر مادّی اور اخلاقی چیز کو ترتیب اور آراستگی کے سانچے مین ڈھالتی ہے اُس نے آواز کی قدرتی لہرون مین فن موسیقی کے اصول قائم کرکے انسان کو چھ[۶] راگ اور چھتیس[۳۶] راگنیون مین الاپنا سکھا دیا - قصہ کہانیون مین سُننے مین آتا ہے کہ گانے کی تاثیر سے بہتا پانی ٹھہر گیا - چلتے جانور رُک گئے - فلان شخص نے ملار گائی مینھ برسنے لگا - لیکن جو اثر قلب پر گانے کا ہوتا ہے اُسکو دیکھ کر

پانی کے ٹھہرنے - جانورون کے رُکنے اور مینھ کے برسنے مین کسی طرح کا شک باقی نہین رہتا۔

اہل ہنود مین بڑے بڑے مہاپرش اور مسلمانون مین صوفی باصفا اسی گانے کی تاثیر سے اپنے معشوق حقیقی کی یاد مین روتے اور اشک کے موتی پروتے ہین - بنارس مین وشنوناتھ جی کے مندر مین ایک پنڈت نے صبح کی راگنی مین جو آرتی چھیڑی تو بڑے بڑے اہل دل بیہوش ہوکر گر پڑے یا بدن مین لرزہ آگیا۔

گانے کے اثر کو جو سحر سے تشبیہ دی ہے نہایت ہی موزون ہے جس طرح آلات موسیقی کے پردہ ہاے مستور مین نہین معلوم کونسی چیز توازن تناسب اور ترنم کو ہم رشتہ اور ہم آہنگ کرتی ہے ۔اسی طرح نہین کہا جاسکتا کہ آدمی کے گلے مین کہان سے من موہنے والی قوت کام کرتی ہے اور تار ہاے روح کو ممنون مضراب کرنے والی کونسی چیز ہے۔

گوّیئے نے یہ غزل کچھ ایسے درد بھرے سُرون مین گائی کہ سری کانت کی حالت غیر ہوگئی -وہ اُٹھ کر چلدیا -اور دیر تک سرجو کے کنارے ٹہلتا رہا -جب طبیعت سنبھل گئی تو پھر آکر بیٹھا- باباجی نے سبب پوچھا تو کہا کہ غزل سُنکر نہین معلوم میری حالت کیسی ہوگئی تھی -اب اچھا ہون -

گوّیئے نے ایک اور غزل گائی

غزل

ہین چلتے ٹھہرو - نہین زاہدا وضو باقی
شراب شوق کا پینا ہے اک سبو باقی

حساب پاک ہو جھگڑا نہ پھر رہے ساقی
پلادے آج ہی جو کچھ رہی ہے تو باقی

مین اُن سے وصل مین کہدیتا صاف صاف اگر
ذرہ بھی ہوتی کہین جائے گفتگو باقی

وہ ذبح کرتے تھے مین اُن کے منھ کو تکتا تھا
یہ آرزو تھی نہ رہ جائے آرزو باقی

دکھا گے جلوہ اگر منھ چھپا لیا تو کیا	ہے اُنکا عکس مرے دلمین ہو بہو باقی

غزل ختم ہوجانے پر گویا چلا گیا اور سری کانت کے چہرہ پر ہوائیان اُڑنے لگین۔ سری کانت کی حالت دیکھ کر باباجی تاڑ گئے کہ دال مین کچھ کالا ضرور ہے۔

ادھر سری کانت کا رفتہ رفتہ یہ حال ہوگیا کہ صبح وشام تو ست سنگ مین آ بیٹھتا۔ مگر عالم تنہائی مین پریا کی خیالی تصویر سے باتین کیا کرتا۔

جو شخص اس درد سے آشنا نہین ہے اُسے کیا معلوم کہ اس مین کیا لطف ہے عالم خیال مین اپنے محبوب سے راز و نیاز کی باتین کرنا اور حسرت اور ناکامیون کی زحمت برداشت کرنا آسان نہین ہے۔ انتظار کی لطافت آفرینیان کچھ وہی زیادہ محسوس کرسکتے ہین جنکو زندگی کے میدانی نشیب و فراز مین بہت سے ہمت شکن منازل طے کرنا پڑے ہون۔ حقیقتاً اس سے زیادہ خوشگوار اور اس سے زیادہ ہلاک کن روح انسان کے لیے کوئی جذبہ نہین ہوسکتا ہے۔ تاریک رات اور فضائے آسمانی پر سیاہ بادلون کی اُمنڈی ہوئی فوجین۔ اُف کس قدر مہیب نظارہ پیش کرتی ہین۔ خدا معلوم صبح تک ایک بیچین دل پر کیا کیا گذر جاتی ہوگی۔

سولھوان باب

مکتب عشق کا دیکھا یہ نرالا دستور
اُسکو چھٹی نہ ملی جس کو سبق یاد ہوا

شام کا وقت ہے طپش آفتاب کسی مظلوم کی آہ کی طرح اسوقت سرد ہوگئی ہے تمام دن کے تھکے ہوؤن نے آرام ڈھونڈھا طبعیتون کا آسائش کی طرف میلان ہوا

تمام عالم مشتاق آرام ہوا لگا ہین ابھی دن بھر کے سفر سے تھک کر آنکھون مین بھر آئین - جب اندھیرے نے تمام عالم کو ہماری نظر سے چھپا دیا تو ہم اپنے آپ کو نظر آئے - اندھیرے مین خوف تو ہوتا ہی ہے - امیدین طبیعتون سے لپٹ گئین - تنہائی مین آرزوئین دل کے پاس آگئین - جیسے کسی کی یاد تھی اُسکی طبیعت گھبرائی اور بیچینی بڑھنے لگی بیچاری کو جب سے اپنی مان کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ سرجو ہے اُسے سری کانت نے نکالا تھا ہمیشہ اُسی کو اپنا محسن سمجھ کر یاد کیا کرتی تھی اور تھوڑے دنون کے بعد تو یہ مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اگر شادی کرونگی تو اُسی کے ساتھ ورنہ جنم بھر کنواری رہونگی - جب اُسے یہ بات یاد آتی تھی کہ سری کانت فقیر ہو گیا - تو ایک حوصلہ شکن - یاس افزا اور مصیبت خیز منظر سامنے آجاتا تھا اور پوشیدہ دلخراش تکلیف محسوس ہونے لگتی تھی - اس قسم کے خیالات نے اُسے رفتہ رفتہ پاگل سا بنا دیا اور چند دنون بعد یہ حالت ہو گئی کہ گھنٹون عالم تنہائی مین سری کانت کی اُس خیالی تصویر سے جو اُس نے پچھلی بار اپنے مکان مین دیکھی تھی باتین کیا کرتی تھی - دُنیا مین اب اگر اُسے کوئی بات بھلی معلوم ہوتی تھی تو تنہائی - اُسے نہ کھانے پینے مین کوئی لطف آتا تھا اور نہ کسی سے بولنے کو جی چاہتا تھا ایک دن شام کو اپنی بھاوج کے اصرار سے وہ اُس کے ساتھ پائین باغ مین گئی - وہان بجائے اِدھر اُدھر ٹہلنے کے دیر تک اُس حوض کے پاس کھڑی رہی جسمین چھوٹی چھوٹی مچھلیان اپنی خفیف جنبش سے سیکڑون بے معنی نقوش پانی پر بناتی اور مٹا دیتی تھین - جب وہان بھی طبیعت نہ لگی تو ایک جھاڑی مین جا کر بیٹھ گئی (جہان اُس کے تنفس کی گرمی خوشبو مین پرورش پانے لگی اور اُسکی زلفون نے ارتعاش پر سُنہرا چاند اپنی آسودہ اور خواب آلود چاندنی پھیلانے لگا) تھوڑی دیر بعد اُس جھاڑی سے بھی نکل آئی اور روش پر ٹہلنے لگی اُسکی بھاوج نے

آج غیر معمولی طور پر گھبرائی ہوئی طبیعت اور ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں دیکھ کر کہا کہ جب سے تم پچھلی بار اجودھیاجی سے آئی ہو تب سے نہ جانے کس کے دھیان میں ہر وقت محو رہتی ہو۔ ہمیشہ اکھڑی اکھڑی باتیں کیا کرتی ہو۔ چہرہ پر بجائے خوشی کے تفکر و پریشانی کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی ٹھنڈی سانسیں بھی لیتی ہو۔ آج مہینہ بھر کے قریب ہو گیا تمہارے دل کی کلی ہر وقت مرجھائی سی رہتی ہے۔ میں تمہیں کتنا چھیڑا کرتی ہوں مگر تم ہو کہ سنو باتوں کا جواب ایک خاموشی میں دے دیتی ہو۔ کچھ اپنے دل کا حال کہو تو معلوم ہو کہ کیا بات ہے۔ اگر ہمارے بس کے امکان میں ہوگا تو تمہاری تکلیف دور کرنے کی تدبیر کریں گے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے تمہیں گھائل کر دیا ہے اور تم اُسے چھپاتی ہو۔ اتنے دن ہو گئے تم نے مجھ سے بھی نہ ذکر کیا ورنہ میں اماں سے کہہ کر کوئی تدبیر ضرور کراتی۔ گو ایسی باتیں کہنا میرے لیے اب زیبا نہیں ہیں لیکن تمہاری خاطر میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔

پدما - رو کر ع

جانتا ہے وہی دل پہ ہے گذرتی جب کے ہم کہیں کس سے کہ درپیش ہے حالت کیسی

مجھے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اتنے دنوں اسی نگوڑی شرم ہی کے مارے کچھ نہ کہہ سکی۔ مگر میرا خیال ہے کہ اگر تھوڑے دنوں اور یہی کیفیت رہیگی تو گھل گھل کے مرجاؤں گی اس لیے آج کہے دیتی ہوں ع

بیری قدرت سے اب اخفائے رازِ عشق باہر ہے کہ رنگ آنے لگا ہے آنسوؤں میں خونِ حسرت کا

مجھے آنان کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ بھیا کے متھراوالے دوست نے مجھے سروجی سے

نکالا تھا۔ میری شادی کی نسبت بھی اماں نے اُن سے بات چیت کی تھی۔ مگر اُنھوں نے انکار کر دیا تھا۔ اب سُنتی ہوں کہ وہ فقیر ہو گئے ہیں۔ اس لیے میں سمجھتی ہوں کہ مجھکو جنم بھر کنواری رہنا پڑیگا اور یہ جوانی یوں ہی غارت ہوگی۔

بھاوج۔ اس کے کیا معنی کیا دوسری جگہ شادی نہیں ہو سکتی۔

پریمیا۔ دوسری جگہ مجھے منظور نہیں۔ اُنھوں نے میرے جسم کو چھُوا ہے اور نہیں معلوم کس حالت میں مجھے دیکھا ہو۔ اس لیئے مین نے من مین اُن ہی کے ساتھ بیاہ کر لیا ہے اور چونکہ ہندو استری صرف ایک ہی مرد سے بیاہ کر سکتی ہے اسلیے سوائے اُن کے میں کسی کا خیال بھی دل مین نہیں لا سکتی ہوں۔ اونکا میرے اوپر بڑا احسان ہے اور مین اُن کی ہو گئی ہوں اگر وہ ملے تو خیر ورنہ مین بھی گھر چھوڑ کر فقیرنی ہو جاؤنگی۔ مگر کسی دوسرے کا منھ دیکھنا پسند نہ کرونگی۔

اُسکی بھاوج نے کہا کہ اگر اس بات کو تم نے مجھ سے پہلے ہی کہہ دیا ہوتا تو یہ نوبت کاہے کو آتی۔ خیر اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ اتنا کہہ کر دونوں گھر کو لوٹ آئیں۔ دوسرے دن موقع ملنے پر اُس نے کُل حال اپنی ساس سے کہا۔ اُرملا کو یہ سُنکر بڑی تشویش ہوئی۔ کئی دن تک وہ اسی اُدھیڑ بن مین رہی اور کوئی خاطر خواہ تدبیر نہ سوچ سکی حُسن اتفاق سے اُسی اثنا مین ایک ڈپٹی کلکٹر تبدیل ہو کر فیض آباد آئے۔ اُنکا نام لالہ انند سروپ تھا۔ ان کی نسبت سُنا گیا کہ وہ بڑے نیک اور فرشتہ سیرت بزرگ ہیں۔ اُرملا نے سوچا کہ اُن کے پاس علاقہ کے انتظام کے نسبت پیغام بھیجنا چاہیئے اور پریما کا بھی حال کہنا چاہیئے اگر دراصل نیک ہیں جیسا کہ سُنا گیا ہے تو ضرور مدد کرینگے۔ چنانچہ ایک دن پریما کو لے کر اُن کے یہان گئی۔ جب ڈپٹی صاحب کی بیوی کو (انھیں سب بہوجی کہتے تھے) خبر ہوئی تو تبھی آؤ بھگت کی۔ یہ ایک تعلیم یافتہ اور نیک طینت خاتون

تھین - تھوڑی دیر تک اِدھر اودھر کی باتین ہوتی رہین - اُس کے بعد اُرملا نے اپنے آنے کی غرض بیان کرکے کُل حال کہنا شروع کیا - بھوجی ہر ایک بات غور سے سنتی رہین اور اُس کے بعد نہایت شیرین الفاظ مین تشفی کرتے ہوے کہا کہ ڈپٹی صاحب سے مین ذکر کرونگی اور جیسا وہ کہین گے کہلا بھیجونگی - گھبرانے کی کوئی بات نہین ہے - ایشور چاہے گا تو سب کام بن جاوینگے - یہ کہہ کر اور ہر طرح پر اُرملا کی دلجمعی کرکے وہ پریما کو ایک علٰحدہ کمرہ مین لے گیئن - پریما اُس وقت بجاے صبح خندان ہونے کے شب ماہ تھی اور ضبط اور شوق پنہان کی تفسیر تھی - بھوجی نے اُسکی طرف غور سے دیکھ کر کہا -

بھوجی - تمھاری مان کی زبانی معلوم ہوا کہ تم اپنا بیاہ سری کانت سے ہی کرنا چاہتی ہو اور تمھارا خیال ہے کہ اگر اُن کے ساتھ بیاہ نہ ہوسکا تو تم گرھست آشرم کو چھوڑکر فقیرنی ہو جاؤگی - مین تمھارے اس گرھست آشرم کے چھوڑنے کے خیال کو ناپسند کرتی ہون - کیا تم نے اس آشرم کو خراب سمجھ رکھا ہے - مین کہتی ہون کہ استری کے لیے یہی آشرم سب سے اچھا ہے - یون کہنے کو تو تین[۳] آشرم اور بھی ہین مگر سب سے اعلیٰ صرف گرھست آشرم ہی کہا جاتا ہے - وجہ یہ ہے کہ اسمین جو شخص اپنا فرض اچھی طرح پر ادا کرلے تو سب آشرمون کا کام صرف اس سے ہی ہو جانا ممکن ہے - استری کیلیے پت سیوا ہی خاص کام ہے - اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے پت کو ایشور روپ سمجھ کر اُس کی پوجا پرتشٹھا مین اپنا سب کچھ نثار کرتی رہے ہمیشہ اپنے پت کی مطیع و فرمان بردار رہے اور پریم سے داسی بنی رہے ایسی ایک سادھن سے اُسکی زندگی سپھل ہوسکتی ہے - رامائن مین بھی لکھا ہے ۵

	ایک ہی دھرم ایک برت نیما کایا بچن من پت پد پریما	

پریما - مین تو یہ سمجھتی ہون کہ یہ آشرم عورتون کے لیے زنجیر کے مانند ہے جسکی لمبائی کرٹیون کے بڑھانےسے بڑھ سکتی ہے اور گھٹانے سے گھٹ سکتی ہے - یہ آشرم عورتون کی آزادی کا دشمن ہو - چونکہ میرا بواہ اب ہو ہی نہین سکتا اس لیے مین نے تمام باتون پر جو غور کیا تو یہ نتیجہ نکلا کہ بیاہ عورتون کے لیے ایک جنجال ہے اس سے اپنے آپ کو پھنسانے کی ضرورت نہین سمجھتی ہ

بھوجی - بیاہ کرنا دُنیا کا دستور ہے - اسکو جنجال کہنا درست نہین -

پریما - آپ سے زبان لڑانا میرا دھرم نہین ہے - لیکن چونکہ ذکر آگیا ہے لہذا صرف اتنا کہنا چاہتی ہون کہ جبتک آپ بواہ کے فوائد مجھے نہ بتائینگی - تب تک مین دُنیا کے دستور کو نہین مان سکتی - اگر لوگ دُنیا کے قدیم دستور کو ہی لیے بیٹھے رہتے تو شاید یہ تمام نئی نئی باتین جو دن بدن دُنیا مین پھیلتی جاتی ہین نہ ہوتین - گرہست آشرم مین ہزارون بُرائیان ہین مگر مین صرف تھوڑی سی بیان کرتی ہون سُنیے -

(۱) بواہ ہونے سے اِستری کی آزادی جاتی رہتی ہے -

(۲) پَتی مہاراج اور ساس سُسر کی خدمت کرنی پڑتی ہے -

(۳) اولاد کی پیدائش کی مصیبت اُٹھانی پڑتی ہے -

(۴) انکی پرورش و پرداخت مین اور اُنکی رنج و راحت مین تکلیف و آرام ماننی پڑتی ہے اور ساری عمر ان ہی پریشانیون مین گذرانی پڑتی ہے

(۵) پتی کو پرماتما جاننا اور اُسی طرح اُن کی آپاسنا کرنی پڑتی ہے -

مین ان سب باتون کو فضول سمجھتی ہون اور یہ سب گرہست آشرم ہی کی بدولت کرنا پڑتی ہین -

بھوجی - دھرم شاستر کے موافق ہم کو چلنا ہی پڑیگا - پتی برتا ہونا استری کا دھرم ہے - اُس کو چاہیے کہ اپنے دھرم کا پالن کرتے ہوئے مکتی حاصل کرے -

پرمیا - مکتی پراپت کرنے کا سیدھا راستہ ایشور بھجن ہے - ایشور بھجن مین کوئی نیم اور کوئی آڈمبر بیت برہمچرم یا گرہست آشرم کی نہین رکھی گئی ہے - بھگوان کے بھجن اور سمرن مین پریم سے دھیان لگانے سے اور گرہست آشرم سے کوئی تعلق نہین - اس لیے سیدھے راستہ سے چلکر کیون نہ مکتی حاصل کی جائے -

بہو جی - یہ مانا کہ ایسا کرنے سے کچھ حاصل ہو اور بالفرض محال مکتی بھی ملجائے تو وہ محض ذاتی فائدہ ہوگا - زندگی کا مقصد یہ ہے کہ دوسرون کی بھلائی کے لیے ہمیشہ مستعد رہے - یہ صحیح ہے کہ کسی کی محنت رائگان نہین جاتی - اور مکتی چاہنے والون کی خواہش ضرور پوری ہوگی - مگر اُسمین صرف اُن ہی کا فائدہ ہوگا - پرمارتھ اس سے ہرگز نہین ہوگا - گرہست آشرم ہی ایک سچا راستہ ہے جسمین پریوار کی سیوا - پتی کی سیوا - آئے گئے کی خاطر تواضع - غریب دُکھیا کی مدد - سادھو مہاتما کی خدمت غرضیکہ سبھی دھرم اُسمین ہوسکتے ہین - اور یہ سب کام پرمارتھ سے تعلق رکھتے ہین - اس لیے استری کے لیے یہ آشرم سب سے زیادہ پاک ہے اور یہی ایک سیدھا راستہ ہے -

پرمیا - یہ مین جانتی ہون کہ پرمارتھ کا کام سب سے اچھا ہے مگر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ سادھو مہاتما جو مکتی کے درجہ پر پہونچ چکے ہین - پرمارتھ نہین کرتے یا اُنکا دل ایسے اعلیٰ کام کرنے کو تیار نہ ہوتا ہوگا - سچے مہاتماؤن سے ہمیشہ گرہست آشرم کا بھلا ہوتا آیا ہے -

بہو جی - دُنیا کا قاعدہ ہے کہ انسانی جسم پاکر سچے راستہ پر قدم رکھتے ہوے اور مقررہ قاعدون کی پابندی کرتے ہوے دُنیا کا بھلا کیا جائے - یہ کرم گرہست آشرم ہی مین آنے سے سپھل ہوتا ہے جس طرح سے ہمارے مان باپ نے ہمین پیدا کیا - پالا پوسا اور گیان دیا - اسی طرح ہمارا بھی فرض ہے کہ یہ قرضہ معہ سود

اپنے بال بچون کی پرورش کر کے چکا دین -

پرمیا - آپ کا کہنا سب درست ہے مگر بھگوت بھجن سب کرمون مین شریشٹ ہی ہے کوئی آشرم نہین پا سکتا - خاص کر گرہست آشرم تو بالکل گورکھ دھندا ہی

بھوجی - اچھا مان لو کہ بھگوت بھجن اچھا ہے مگر یہ خیال رہے کہ اسکا نبھانا ہنسی کھیل نہین ہے - گھر مین تو بیراگ ہو نہین سکتا اور جہان عورت گھر سے باہر نکلی بدمعاشون کی لوٹ کھسوٹ سے بچنا خالہ جی کا گھر نہین ہے - جب زیادہ عمر والی عورتون کی دُردشا ہو جاتی ہے تو تم ایسی چھوکریون کا تو کہنا ہی کیا ہے - پرماتما کی طرف سے ہی یہ انتظام ہے کہ عورت کبھی تنہا اور آزاد نہ رہے - کیونکہ وہ رہ ہی نہین سکتی - بچپن مین والد کی نگرانی مین رہتی ہے - اُس کے بعد شوہر مالک ہوتا ہے - اور ایشور نہ کرے اگر بیوہ ہو جائے تو مرتے دم تک لڑکا دیکھنے بھالنے کے لیے موجود رہتا ہے - اس لیے میری راے ہے کہ تم اس لچر اور بیہودہ خیال کو اپنے دل سے نکال ڈالو اور شادی کسی دوسری جگہ کر لو -

پرمیا - دوسری جگہ تو ہرگز نہ کرونگی -

بھوجی - اچھا مین تم سے پھر کبھی ملون گی - دیکھو شاید مین تمھاری کچھ مدد کر سکون -

اتنا کہہ کر وہ پھر اُرملا کے پاس آئین اور تھوڑی دیر علاقہ کے انتظام کی باتین ہوتی رہین - اس کے بعد اُرملا اور پرمیا چلی گئین - شام کو کھانا کھاتے وقت بھوجی نے ڈپٹی صاحب سے ذکر کیا - اُنھون نے کہا مین علاقہ کا مناسب انتظام کرا دونگا - کہہ دینا گھبرانے کی کوئی بات نہین ہے - اور پرمیا کی شادی کی بھی کوشش کرونگا - اجودھیا جی مین مین نے سری کانت کو گیانی بابا کے پاس دیکھا ہے - وہ نہایت ہی لائق لڑکا ہی - شاید مین اُسے سمجھا بجھا کر راضی کر لونگا -

ڈپٹی صاحب پورے گیانی اور تارک تھے۔ وہ گرہست آشرم مین ضرور تھے۔ مگر اُسمین اُسی طرح رہتے تھے جیسے پانی مین کمل۔ ظاہرا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ وے گرہستی مین بُری طرح پھنسے ہین۔ مگر اصلیت یہ ہے کہ اُنھون نے دل سے کُل تعلقات توڑ دیے تھے۔ فرض کو صرف فرض سمجھ کر بجا لاتے تھے۔ جنکے آنکھین تھین۔ اُنکو سچا گیانی سمجھتے تھے۔ اور ست سنگ کے لیے اُن کے پاس آیا بھی کرتے تھے۔ ڈپٹی صاحب خود بھی سادھوؤن اور مہاتماؤن کے پاس جایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد اتوار کے دن وہ حسب معمول اجودھیا جی گئے۔ گیانی بابا سے ملاقات کی اور سری کانت کو علحدہ لیجا کر شادی کے متعلق گفتگو کی۔ شروع مین ظاہرداری کے طور پر سری کانت نے معمولی انکار کیا تو ڈپٹی صاحب نے کہا کہ دنیا مین کوئی بھی انسان محبت کی ضرورت سے انکار نہین کر سکتا۔ یہ انسانی زندگی کا خاص جز ہے جب دل سے محبت نکلگئی وہ گوشت و پوست کا ایک تودہ رہ گیا۔ اُسکی حالت اُس کاغذی پھول کے مانند ہو جاتی ہے جو دیکھنے مین تو قدرتی پھول سے مشابہ ہوتا ہے مگر خوشبو نہین ہوتی انسانون یا حیوانون کے دلون کا آپس مین ایک خاص تعلق ہوتا ہے۔ اس لیے ایک کے خیالات وجذبات کا اثر دوسرے پر ہوتا ہے۔ پس اگر ہم دوسرون سے محبت کے خواہشمند ہین تو ہمارے لیے لازمی ہے کہ ہم دوسرون کو دل سے پیار کرین اور اُن کے خیرخواہ ہون۔ جب ہمارے دل مین دوسرون کے لیے سچی محبت اور پیار کے خیالات کا تار بندھ جائیگا تو اُسکا اثر ہر سخت سے سخت دل پر ہوگا اور وہ بلا کسی خاص کوشش کے ہم سے پیار کرنے پر مجبور ہوگا۔ ہمارے شاستر جو آپسمین پریم رکھنے کی ہدایت کرتے ہین یہ بھی بتلاتے ہین کہ اس پریم کا نتیجہ بھی بہت اچھا ملتا ہے یعنی آخر مین لازوال سُکھ حاصل ہوتا ہے۔ اس لازوال سُکھ کو ہی مکتی کہتے ہین۔ اور یہ اُسی حالت مین ملتی ہے جب باہمی محبت کو ترقی دیتے ہوے اُس راحت

مطلق خداوند کریم سے انتہائی محبت ہو جاتی ہے۔ عاشق حقانی بنارسی برہم ہما
کیا خوب کہہ گئے ہیں۔

لاؤنی

صورت اُس ماہرو کی ہر دم آنکھوں میں اپنے بستی ہے
لاکھ عبادت سے زیادہ دنیا میں حُسن پرستی ہے

کیا ہوتا ہے وضو کیے اور کیا مسجد میں جانے سے
کیا ہوتا ہی نماز پڑھ کے سر کو وہاں جھکانے سے
کیا نہ جسنے عشق جہان میں اُٹھا نہ ہاتھ زمانے سے
جیتے جی وہ نہیں ملا تو ملیگا کیا مر جانے سے
عجب مزہ پایا ہی ہمنے آنکھ لڑانے سے
جسمیں دیکھا اُسی کو دیکھا لگا ہو تیر نشانے سے

اسی سبب سے دلمیں میرے آٹھ پہر یہ مستی ہے
لاکھ عبادت سے زیادہ دُنیا میں حُسن پرستی ہے

گیا اگر کعبہ کو تو کیا وہاں خدا مل جاوے گا
حیران ہو کر پھر اُلٹا اپنے گھر کو پھر آوے گا
کوئی اگر دھن لُٹا کے اپنا بتخانہ بنواوے گا
پاس کی دولت کھو کر پھر کیا وہاں پتھر پاویگا
جبتک اُس ماہرو سے اپنی آنکھ کو نہیں لڑاویگا
اس دُنیا میں آکر پھر کیا دیکھیگا دکھلاوے گا

یہی سُنا ہے جہان میں میں نے جہان تلک یہ ہستی ہے
لاکھ عبادت سے زیادہ دُنیا میں حُسن پرستی ہے

رنگے اگر کپڑے اور من نہیں رنگا تو پھر وہ رنگ ہی کیا
چھوڑ کے وہ ماہرو بتوں کا سنگ کیا تو سنگ ہی کیا
تن سے ننگا رہا جو دلمیں ننگ نہیں تو ننگ ہی کیا
نشہ چڑھا نہیں عشق کا پی لی بھنگ تو پھر وہ بھنگ ہی کیا
دلمیں آئی چلی گئی تو ایسی بھلا ترنگ ہی کیا
تن دھویا اور من نہیں دھویا نہیں بھلا یہ گنگ ہی کیا

چشم مری رو رو کے یہی کہتی جسوقت برستی ہے
لاکھ عبادت سے زیادہ دُنیا میں حُسن پرستی ہے

قرآن کی آیتیں پڑھو اور دلمیں ذکر خدا نہ کرو
پھر تمکو کیا خدا ملے تم کتنا ہی سر دُھنا کرو

پیٹ کی خاطر پنڈت گھر گھر جاکر کچھ بھی پڑھا کرو اُلٹے ہو کر یا لٹکو یا آگ جلا کر تپ کرو	دو اکشر نہین پڑھے پریم کے موت سے پھر کسطرح بچو بنا عشق دیدار نہ ہوگا مفت مین چاہے جلا کرو

بنارسی کے اسی سخن پر عاشق ساری بستی ہی
لاکھو عبادت سے زیادہ دُنیا مین حُسن پرستی ہی

غرضکہ کل کام محض محبت اور دوسرون کی خدمت سے ہی ہو سکتے ہین۔ طاعت خلق ہی عبادت خالق ہے۔ پرماتما خود سنسار کے اُپکار کے لیے جنم لیتا ہے۔ ہر شخص کو اپنے دھرم کا پالن کرنا چاہیئے۔ دُنیا مین جس طرح انسان مختلف طبیعتون کے پیدا کیے گئے ہین اُسی طرح اُن کے فرائض بھی جُداگانہ ہین۔ اگر درون آچاریہ اس بات کے لیے عتاب کے مستحق ٹھہرتے ہین کہ برہمن ہو کر اُنھون نے لڑائی کا پیشہ کیون اختیار کیا تو ارجن کو میدان جنگ سے گریز کرنے کی خواہش تک ظاہر کرنے پر بھگوان نے قابل عتاب ٹھہرایا تھا۔

سری کرشن بھگوان نے گیتا مین فرمایا ہے کہ عالم باعمل جیسے کام کرتا ہے ویسے ہی عوام کرتے ہین۔ یعنی اے ارجن تینون لوگون مین میرا کوئی بھی فرض باقی نہین رہ گیا ہے اور نہ کوئی حاصل کرنے کے لائق شے بغیر حصول رہ گئی ہے مگر مین کرم کرتا ہی رہتا ہون۔ کیونکہ اگر مین سُستی کو دُور کرکے باعمل نہ بنون گا تو لوگ میری ہی تقلید کرینگے۔ اگر مین کرم نہ کرون تو دُنیا برباد و نشٹ ہو جائے گی اور ساری پرجا کا میرے ہی ہاتھ سے ناش ہو جائیگا"۔

آجکل بیشتر لوگون نے یہ سمجھ لیا ہے کہ کرم چھوڑ دینا ہی گیان ہے اس لیے وہ کل تعلقات توڑ گھر چھوڑ اور سنسار سے منھ موڑکر چل دیتے ہین۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا ایسا کرنے والے دراصل گیانی کہے جا سکتے ہین اور آیا درحقیقت اُنکے تعلقات ٹوٹ گئے ہین۔ اگر درڑھ بیراگ کی وجہ سے اُنھون نے ایسا کیا ہے تو خیر ورنہ

ایکدن ایک دن پشنے ضرور اُنھیں کھینچ لا دینگے - اور پھر وہ ایک معمولی بلکہ بدتر انسان ہو جاوینگے - جو شخص سنیاس لیکر پھر پشنے مین پھنس جاتا ہے اُسکی مثال کُتّے سے دیجاتی ہے جو اپنی ہی قے کو خود بعد مین کھا لیتا ہے -

قطع تعلق کرنے سے پہلے ترک تعلق ضروری ہے - اگر کسی بچے سے زبردستی کھلونہ چھین لیا جاوے تو کیا اُسکی طبیعت کھلونون سے ہٹ جائیگی - نہین وہ جب کبھی دوبارہ دیکھے گا تو پہلے سے زیادہ لالچ کے ساتھ لینے دوڑیگا - یہی حال اُن آدمیون کا ہے جو ترک تعلق سے پہلے سنیاسی بنجاتے ہین - تعلقات بغیر گرہست آشرم پیدا نہین ہو سکتے اور جبتک آدمی سب سُکھ یا دُکھ بھوگ نہین لیتا - تب تک ہر بات کا تجربہ ہوتا ہے اور نہ طبیعت ہی سیر ہوتی ہے - جیسے بچہ مصنوعی داڑھی مونچھ لگا کر جوان یا بڈھا نہین بن سکتا ویسے ہی آدمی بھی بغیر شروع کے تین آشرمون مین گذرے ہوے سچا سنیاسی نہین بن سکتا -

یہ مین ماننے کے لیے تیار ہون کہ کچھ آدمی ایسے بھی ہوتے ہین جنکے لیے ہر آشرم سے گذرنے کی ضرورت نہین - ان کے پچھلے جنم کے سنسکار زبردست ہوتے ہین اور گیان پختہ ہوتا ہے - مگر ایسے آدمی ہوتے کتنے ہین - ہزارون مین کہین دو یا ایک نکلیگا - زیادتی تو ایسون کی ہے جو یا تو کام سے جی چرا کے یا کسی خاص رنج یا تکلیف کے باعث گھر بار چھوڑ دیتے ہین - اس لیے پیدایشی بیراگ رکھنے والا اگر کُل منازل تدریج نہ طے کرے تو کوئی مضائقہ نہین - مگر ہر کس و ناکس کو یہ زیبا نہین کہ جب چاہا سر منڈا لیا اور گیروے رنگ کے کپڑے پہن لیئے - یا جٹائین بڑھا لین اور راکھ مَلکر بیٹھ گئے - یہ رنگے کپڑے اور بڑھے ہوے بال تو اُن لوگون کی علامتین تھین جنھین اپنے پیارے کی یاد یا اپنے سروپ مین مگن رہنے کی وجہ سے یہ خیال ہی نہین پیدا ہوتا تھا کہ اُن کے جسم کا کیا حال ہے - ایکبار کپڑے

رنگوا لیے مہینوں اور برسوں کی چھٹی ہوگئی - یا بال اور ناخن اگر بڑھ گئے ہین تو بڑھنے دو - اُنھیں نہ اسکی خبر رہتی تھی اور نہ پرواہ - لیکن اس کے برخلاف آجکل یہ دیکھنے مین آتا ہے کہ فقر و ریاضت تو بعد مین ہوتی ہے پہلے جٹائین بڑھالی جاتی ہین اور کپڑے رنگا لیے جاتے ہین -

اس بنا پر ترقی کے دو راستے مقرر کیے گئے ہین - ایک کا نام پرورتی مارگ اور دوسرے کا نام نورتی مارگ - پہلے کے معنی ہین منزل بمنزل چلنا اور دوسرے کے معنی چھلانگ مار جانا -

پرورتی مارگ والون کو گرنے کا اندیشہ کم رہتا ہے - اس لیئے یہ ماننا پڑیگا کہ جو لوگ گرہست آشرم کے اعلیٰ فرائض ادا کرتے ہین - اور گیان کے کوچہ مین بھی چلتے رہتے ہین اُنھون نے نہایت محفوظ راستہ اختیار کیا ہے اور اُن کے لیے دُنیا بھی تکلیف دہ نہین رہتی - وہ ہر بات کو گیان درشٹی سے دیکھتے ہین - اور فرض کو فرض سمجھ کر ادا کرتے ہین - ایسے لوگ دُنیا مین رہتے ہوے دُنیا سے الگ رہتے ہین اور سچے سنیاسی کی طرح زندگی بسر کرتے ہین - اس دار العمل مین آنے کا جو پھل ہے وہ ان ہی کو نصیب ہوتا ہے - معمولی آدمی ایسے آدمیون کو یکایک پہچان بھی نہین سکتے کیونکہ ظاہرا دے دنیا مین پھنسے ہوے نظر آتے ہین - مگر اصلیت یہ ہے کہ دل سے اُنھون نے کل تعلقات ترک کر دیے ہین -

جب بیاس جی نے شکدیو جی کو راجہ جنک کے پاس اُپدیش لینے کو بھیجا - اور شکدیو جی نے پہونچکر راجہ جنک کو اپنے آنے کی خبر کی تو اُنھون نے یہ دیکھنے کے لیے کہ اُنھون نے غصہ کو جیت لیا ہے یا نہین - یہ کہلا بھیجا کہ پھاٹک پر ٹھہرے رہین - شکدیو جی تین دن تک پھاٹک پر ٹھہرے رہے مگر غصہ نہ آیا - تب چوتھے دن جنک جی نے اُنھین اندر بلا لیا - اندر جا کر اُنھون نے دیکھا کہ راجہ جی سونے کے سنگھاسن پر

بیٹھے ہین چند عورتین اُن کے پاؤن دبا رہی ہین۔ چند گانا گا رہی ہین اور عیش و عشرت کا بہت سا سامان ہر چہار طرف رکھا ہوا ہے۔ یہ کیفیت دیکھ کر شکدیوجی کے دلمین نفرت پیدا ہوئی اور سوچنے لگے کہ پتاجی نے کیون ان کو گیانی سمجھ کر مجھے ان کے پاس بھیجا۔ جنک جی شکدیوجی کے دل کی بات سمجھ گئے اور ایسی مایا رچی کہ لوگون کو معلوم ہونے لگا کہ متھلاپور مین آگ لگ گئی۔ لوگ دوڑے ہوے آئے اور کہا کہ مہاراج شہر مین آگ لگ گئی اور راج محل کے پھاٹک تک پہونچ گئی ہے۔ تھوڑی دیر مین اندر بھی آجائے گی۔ یہ سُنکر شکدیوجی کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ پھاٹک پر تو ہمارا ڈنڈ کمنڈل رکھا ہوا ہے۔ ایسا نہ ہو جل جائے جنک جی اسے بھی جان گئے۔ اور تب ایک اشلوک پڑھا۔ جسکا مطلب یہ تھا کہ میرا جواتم روپ دھن ہے وہ بہت ہے یعنی کبھی ختم نہین ہو سکتا۔ اس متھلاپور کے جلنے سے میرا کچھ بھی نہین جل سکتا۔

اس اشلوک کے ذریعہ سے جنک جی نے اپنا ترک تعلق دکھلایا۔ یہ سُنکر شکدیوجی کو کامل یقین ہو گیا کہ بیشک جنک جی برہم گیانی ہین۔ اس کے بعد راجہ نے اُنھین اُپدیش دیا۔

کہنے کا منشا یہ ہے کہ گیانی کے لیے یہ ضروری نہین ہے کہ وہ دنیاوی کام چھوڑ دے یہ تو مرتے دم تک ساتھ رہینگے۔ اگر وہ ہاتھون پیرون سے کام لینا چھوڑ بھی دیگا تو کھانا پینا اور دیگر قدرتی ضروریات کے رفع کرنے کے لیے ہمیشہ مجبور رہیگا۔ بہر حال کرم اُسے کرنے ہی پڑینگے۔ پس جبکہ صورت حال یہ ہے تو بے وقت سنیاس لینا اور اس سے اپنے لواحقین کو مصیبت مین پھنسانا ہرگز دانشمندی نہین ہے رامائن ہمین سکھاتی ہے کہ جب سری رام چندر جی بن کو چلے گئے اور بھرت جی کو راج دینے کی تیاری ہوئی تو اُنھون نے انکار کر دیا۔ اور سری رام چندر جی سے چترکوٹ مین ملنے گئے

چلنے سے پہلے اُنھون نے اجودھیا کی حفاظت کا مناسب انتظام کر دیا تھا۔ یہ نہین کیا تھا کہ دیوانے ہو جاتے اور یکایک چل کھڑے ہوتے۔ رامائن مین لکھا ہے۔

دوہا

سونپ نگر شیچ سیو کہنہ سادر سبنہ چلائے

سُمر رام سیا چرن تب چلے بھرت دو و بھائے

گرھست آشرم کی نسبت یہ رائے قائم کر لینا کہ اسمین رہ کر ہمیشہ بال بچّون مین الفت بنی رہے گی۔ ٹھیک نہین ہے۔ گرھست آشرم مین ایک نہ ایک دُکھ ہمیشہ بنا ہی رہتا ہے۔ اُس دُکھ کی وجہ سے کچھ نہ کچھ ویراگ بھی بنا رہتا ہے۔ کیونکہ لشٹیون مین تکلیف کا احساس ہی بیراگ ہے اور اُن مین سُکھ ماننا راگ ہے جو لوگ بالکل ہی جاہل ہین اُنکو بھی خفیف سا بیراگ بنا رہتا ہے مگر وہ مند بیراگ ہوتا ہے۔ جب بیوی بچون کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اس وقت انسان اپنے آپ کو اور دنیا کو لعنت ملامت کرنے لگتا ہے لیکن جب وہ تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ تب وہ بیراگ بھی نہین رہتا۔ بیراگ ہمیشہ گرھست آشرم ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ جتنے بڑے بڑے مہاتما ہوئے ہین سب کو گرھست آشرم ہی مین بیراگ ہوا ہے اور جتنے بڑے بڑے سنیاسی ہوئے ہین اُن کو بھی پہلے گرھست آشرم مین ہی بیراگ ہوا ہے اور اُس کے بعد اُنھون نے اس آشرم کو چھوڑا ہے۔ گرھست آشرم ہی مین سب کی پیدائش و پرورش ہوتی ہے اس لیے یہی آشرم سب کی اصل ہے۔

یہ کہین نہین لکھا ہوا ہے کہ گرھست آشرم مین گیان نہین ہوتا ہے کیونکہ راجہ جنک وغیرہ اسی آشرم مین گیانی ہوے ہین۔ گیان کا سبب بیراگ ہی جسکو گرھست آشرم مین بھی ہمیشہ بیراگ اور نہ بچار بنا رہتا ہے اُس کے گیانی ہونے مین کوئی شک نہین ہے۔ اسی طرح سنیاس آشرم مین رہ کر جسکا من دنیاوی چیزون

مین پھنسا رہے اُس کے اگیانی ہونے مین شبہ نہین۔ آتم گیان کے لیے بیراگ ہی سب کچھ ہے۔ اسلیے خواہ برہمچریہ آشرم ہو خواہ گرہست آشرم۔ خواہ بان پرست یا سنیاس آشرم ہو بغیر بیراگ کے گیان نہین ہوتا ہے اور گیان کے بغیر موکش نہین ہوتی ہے ایسا ویدون مین لکھا ہوا ہے۔

گرہست آشرم دیگر تین آشرمون سے افضل بتلایا جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہی آشرم والے باقی تینون کی پرورش و نگہداشت کرتے ہین۔ تھوڑی دیر کے لیے فرض کر لیجیے کہ اگر سب سنیاسی ہو جادین تو سب کی ضرورتون کے کام کون کرے گا۔ اُنکو اناج دینے کے لیے کسان کی ضرورت ہوگی۔ کپڑا بننے اور سینے کیواسطے جولاہا اور درزی کی حاجت ہوگی۔ حجامت کے لیے نائی کی ضرورت ہوگی۔ رہنے کے لیئے مکان یا جھونپڑا بنانے کے واسطے معمار اور مزدور کی ضرورت ہوگی اور یہ سب کے سب گرہست ہی ہون گے پس چونکہ ہر قدم پر اور ہر ضرورت کے لیے گرہست کی ضرورت ہے اسی لیے گرہست آشرم کی فضیلت ہے۔

ان تمام باتون سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ گرہست آشرم افضل ہے اور یہ کیا پرورتی مارگ والے اور کیا نورتی مارگ والے سب ہی ایک نہ ایک دن کامیاب ہو جاتے ہین۔ نظر بر آن دُنیا مین زندگی بسر کرنیکا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دل بیار اور دست بکار رہے۔ اسکا یہ نتیجہ ہوگا کہ تھوڑے دنون بعد انسان خود ہی بام ترقی پر چڑھنے لگے گا۔

مین اپنا ذاتی تجربہ بیان کرتا ہون کہ انسان اگر اپنے آپ کو اس راستہ پر صرف ڈال ہی دے تو ہر قدم پر ایشور اُسکی دستگیری کرتا ہے۔ اور تمام پیچیدہ گیان خود بخود حل ہوتی چلی جاتی ہین۔ بالآخر ایک وہ دن آجاتا ہے جب انسان گوشت و پوست کے جسم مین جکڑا ہونے پر بھی جذبات کے اثر سے بالاتر ہو جاتا ہے

اور یہی جیون مکتی کا درجہ ہے -
سری کانت تیر عشق پہلے ہی کھا چکا تھا - ان باتون نے اپنا فوری اثر کیا اور وہ گرہست آشرم مین رہنے کو راضی ہو گیا - ڈپٹی صاحب نے فیض آباد اگر سری کانت کی رضامندی کا حال اُرملا دیوی سے کہلا بھیجا - اور شادی کا انتظام ہونے لگا - پدیا کی بھاوج نے ایک اعتراض پیش کیا کہ جنم پتر کی مطابقت کے بغیر شادی کیسے ہو سکتی ہے - اس پر ڈپٹی صاحب کی بیوی نے کہا کہ ہندوؤن مین شادیان آٹھ قسم کی ہوتی ہین - برہم - آرش - اُسر - راکشس - گندھرپ - دیو - پرجاپت اور پیشاچ - انمین سے نمبر (۵) (۶) اور (۷) اچھی ہین اور باقی خراب - نمبر ۷ مین جنم پتر وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے مگر نمبر (۵) اور (۶) مین ضرورت نہین ہوتی - اور چونکہ پدیا اور سری کانت کی شادی ان ہی مین سے ایک قسم کی ہے اس لیے جنم پتر کے مسئلہ کو خواہ مخواہ پیدا کر دینا غلطی ہے -
القصہ ایک طرف اُرملا دیوی نے انتظام کرنا شروع کیا - اور دوسری طرف ڈپٹی صاحب نے - تاریخ اور وقت معینہ پر نہایت دھوم دھام سے شادی ہو گئی اور سری کانت اپنی سسرال ہی مین رہنے لگا - اپنے چھوٹے بھائی کو بلا کر علاقہ کا انتظام اُس کے سپرد کر دیا اور خود اُسکی نگرانی کرتا رہا - جب ہر طرف سے اطمینان ہو گیا - تو ایک دن موہنی کی یاد آئی - نرنجن داس کو لیکر اُس کے مکان پر گیا اور اُس کے یہان کا انتظام دیکھ بہت خوش ہوا - موہنی کا شوہر مر چکا تھا اور اب اُس نے ایک کنیا پاٹھ شالا اپنے ہی مکان پر کھول رکھی تھی - محلہ کی سب لڑکیان پڑھنے آتی تھین - اور وہ نہایت شوق کے ساتھ اُنھین پڑھاتی تھی - باقی وقت ایشور بھجن مین صرف کرتی تھی - سری کانت دیر تک اُس سے باتین کرتا رہا - اور اُس کے ہر ایک کام سے اپنا اطمینان ظاہر کرتا رہا - اُسکو بھی جب سری کانت کی سرگذشت کا حال معلوم ہوا تو بہت خوش

ہوئی۔ اور ہنس کر کہا کہ میرا تو وہ قدیم گھر ہے۔ اب علانیہ طور پر آیا کرونگی۔ سری کانت کو بھی پرانا واقعہ یاد آگیا۔ اور کہا کہ پچھلی باتون پر خاک ڈال دینا چاہیئے۔ انسان جب سے سدھر جائے تب ہی سے اچھا ہے۔ غرضکہ اسی طرح کی باتین کرکے تھوڑی دیر بعد واپس آیا۔

سری کانت دن بھر تو گھر اور علاقہ کا کام دیکھتا مگر شام کو ضرور ڈپٹی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوتا اور کبھی کبھی نرنجن داس بھی ہمراہ ہوتا۔ ایک دن ڈپٹی صاحب سے کہا کہ ست سنگ کے لیے اگر کوئی مستقل اور باقاعدہ انتظام ہوجاتا تو بہت اچھا ہوتا۔ کیونکہ خالی خولی بیٹھکر بچار کرتے رہنا اور من کو یکسو کرنا ذرا دشوار ہے۔ البتہ جب کتھا وغیرہ مین دھیان رہیگا تو تھوڑی دیر کے لیے من ضرور شانت ہوجائے گا۔ اور اسکا اثر عوام پر بھی اچھا پڑیگا۔ اور سب لوگون کو سدھرنے کا موقع ملیگا۔ ڈپٹی صاحب نے اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ گو اسمین شک نہین کہ راستہ صرف وہی شخص دکھلا سکتا ہے جس نے دیکھا ہو اسلیئے اُپدیش تو دراصل جیون مکت پرش ہی کرسکتا ہے۔ کیونکہ مکتی حاصل کیے بغیر گیان کی باتین کرنا محض لفظی بحث ہے۔ مگر چونکہ انسان صرف منزل بمنزل ہی چل سکتا ہے اس لیے ابتدا مین علم الیقین کے لیے گیان چرچا کرنا۔ گیان کی کتابون کا پڑھنا۔ پڑھانا۔ سُننا سُنانا ضروری ہے۔ علم الیقین کے درجہ سے گذرکر جب انسان عین الیقین کے درجہ مین آجائے تو پڑھنے لکھنے کی ضرورت کم ہوجاتی ہے اور بچار سے کام لیکر انوبھو ہونے لگتا ہے۔ آخری درجہ حق الیقین کا ہے۔

چونکہ زیادہ تعداد ایسے لوگون کی ہے جو دنیا مین بُری طرح پھنسے ہوئے ہین اس لیے اُن کو راہِ راست پر لانے کے لیے گیان چرچا ضروری ہے۔ چنانچہ اُنھون نے اپنے ہی مکان پر رامائن۔ گیتا اور جوگ بسشٹ کے پڑھے جانے کا

اہتمام کیا۔ صیغہ رامائن کے منیجر نرنجن داس مقرر ہوے۔ گیتا کے سری کانت اور جگ لبشٹ کے خود ڈپٹی صاحب ہوے۔ روزمرہ شام کو وقت مقررہ پر کام شروع ہو جاتا تھا اور دو گھنٹہ تک سب کے کانون مین امرت رس پڑتا رہتا تھا۔ پاس پڑوس کے بھگت اور حق کے متلاشی بھی آکر شامل ہوتے تھے۔ اور ست سنگ سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ ڈپٹی صاحب باریک اور پیچیدہ مضامین کی خود ہی تشریح کرتے تھے اور ایسے عام فہم پیرایہ مین سمجھا دیتے تھے کہ سُننے والون کے دل مین وہ باتین فوراً جم جاتی تھین۔

سترھوان باب

ایک دن گیتا کا وہ اشلوک پڑھا گیا جسکا مطلب تھا کہ کرم مین اکرم اور اکرم مین کرم دکھائی پڑتا ہے۔ ترجمہ کرنے والون نے اس اشلوک کے معنی مثالون کے ذریعہ سے سمجھائے تھے کسی نے کشتی اور دریا کی مثال دی تھی کسی نے ریل گاڑی کی دی تھی اور یہ لکھا تھا کہ جیسے کشتی یا ریل گاڑی مین بیٹھنے والے کو کنارے کے درخت کھیت وغیرہ چلتے ہوے معلوم ہوتے ہین۔ مگر اپنے آپ کو بے حرکت سمجھتا ہے اسی طرح کرم مین اکرم اور اکرم مین کرم دکھلائی پڑتا ہے یعنی جہان پر کوئی کرم نہین ہو رہا ہے۔ وہان پر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کرم ہو رہا ہے۔ جیسے دریا یا ریل کی سڑک کے کنارے کے درخت اور جہان دراصل کرم ہو رہا ہے۔ وہان اکرم دکھائی پڑتا ہے جیسے کشتی یا ریل گاڑی مین بیٹھنے والا شخص۔ کسی اور مترجم نے اپنے علم اور لیاقت کے زور سے کسی اور طرح سے سمجھایا تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سب

ترجمے دلنشین نہین ہوتے تھے - ڈپٹی صاحب نے اسکا مطلب اِس طرح پر سمجھایا
کہ ایک شخص جو پورا گیانی ہے وہ کرم صرف اس لیے کرتا ہے کہ دنیا کے لوگون کا
بھلا ہو ورنہ اُسے اپنے لیے کسی کرم کے کرنے کی ضرورت نہین ہے اس لیے ایسے
کرم اُسے اپنے جال مین نہین پھنساتے اور وہ سب کام کرتے ہوے بھی الگ
رہتا ہے - یہ حالت کرم مین اکرم کی ہے - یعنی کرم کرتے ہوے بھی وہ کچھ نہین
کرتا - اس کے خلاف دوسرا شخص جو کاہل تو نہین ہے مگر سب کرم چھوڑ
بیٹھا ہے اور کوئی کام ظاہرا نہین کرتا - مگر چونکہ پورا گیانی نہین ہوا ہے اور
من اودھر اُدھر بھٹکتا رہتا ہے اس لیے وہ اندریون سے کام نہ لیتے ہوے
بھی دل ہی دل مین تمام باتون کو سوچا رہتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُسکا
خیال ہی اُس کے بندھن کا باعث ہوجاتا ہے - یہ حالت اکرم مین کرم کی ہی
یعنی ظاہرا وہ شخص کچھ کرتا دھرتا نہین دکھائی پڑتا - مگر باطن مین ہر وقت
دنیا دی مخمصہ مین پھنسا رہتا ہے - پس وہ شخص جو ان دونون قسم کے کرمون
کے فرق کو معلوم کرے اُسی کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ وہ کرم مین اکرم اور
اکرم مین کرم کو دیکھتا ہے -

ایک دن ظہور عالم کا مسئلہ چھڑا - ڈپٹی صاحب نے ایک ہی فقرہ مین اسکو
حل کردیا - اُنھون نے کہا کہ اسکا جان لینا نہایت دشوار ہے کیونکہ مخلوق غیر مخلوق
کا محیط نہین ہوسکتا -

مسئلہ تناسخ کے سلسلہ مین یہ ذکر آیا کہ انسان کو گذشتہ جنمون کا حال کیون
نہین یاد رہتا - ڈپٹی صاحب نے کہا کہ نظام عنصری کے درہم برہم ہونے سے انسان

پچھلے جنم کا حال بھول جاتا ہے۔ موٹی مثال یہ ہے کہ جب حالت خواب مین نظام عنصری موجود ہوتے ہوئے بھی موجودہ سامان اُس کے ذہن سے جاتا رہتا ہے تو نظام عنصری کے بغیر وہ کیسے یاد رکھ سکتا ہے۔

ایک دن سری کانت نے پوچھا کہ شریر سے جو کام ہوتے ہین اُن مین آتما کیون نہین لپت ہوتا اور اسپر اثر کیون نہین پڑتا۔ ڈپٹی صاحب نے کہا کہ گیان روپ آتما جو راگ اور دویش سے رہت ہے اور صرف پریرک ہے اُسکا ابھاس جب انتہ کرن مین پڑتا ہے تب انتہ کرن کی جڑتا مٹ کر اُس مین چیتنا پیدا ہوتی ہے اُس وقت من بُدھی چت اور اہنکار اپنا اپنا کام کرنے لگتے ہین۔ اور چونکہ من کا تعلق اندریون سے ہے۔ اس لیے اندریان سب اپنا اپنا کام کرنے لگتی ہین۔ اور بشیون کی طرف جھپٹتی ہین۔ من اور اندریون کے اپنے بشیون کی طرف دوڑنے کا سُبھاؤ پرکرتی کے موافق ہے۔ اس لیے جو کام شریر سے ہوتے ہین اُن کو شریر ہی بھوگتا ہے۔ آتما صرف انتہ کرن مین چیتنا پیدا کر دیتا ہے کیسی خاص اچھے یا بُرے کرم کرنے کی ہدایت نہین کرتا۔ یہ سب من اور اندریون کا فعل ہے۔ آتما سب مین ایک ہی ہو مگر جسکا جیسا سبھاؤ ہوتا ہے اُس سے ویسے ہی کرم ہوتے ہین۔ آتما سے کوئی مطلب نہین۔ کھیت کی ایک کیاری مین پیاز۔ لہسن۔ مولی۔ گاجر۔ کیلا۔ لیمو اور نارنگی وغیرہ کے پیڑ لگے ہوے ہین۔ پانی سب مین ایک ہی طرح سے پہونچتا ہے مگر اپنی سرشت کے موافق ہر ایک جدا جدا ذائقہ رکھتا اور پھل دیتا ہے۔ آفتاب جو کُل دُنیاوی کامون کا کارن ہے تمام دُنیا کو روشن کرتا ہے۔ مگر کسی شے مین لپت نہین ہوتا بالکل یہی حال آتما کا ہے۔

نج سروپ کے پہچاننے کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ؎

بکعبہ چند روی مدعا کجاست کہ نیست
زیارتِ دلِ خود کن خدا کجاست کہ نیست

ترک خودی اور دوئی دور کرنے کی بابت ایک دن کہا کہ اُس قادر مطلق کو ایک کہنا بھی تو دوئی مین داخل ہے۔ کیونکہ کہنے والا دوسرا ہو جاتا ہے پس نہ وہ ایک ہے نہ دو۔ جو کچھ ہے وہی ہے ؎

دخل دوئی ہو خانہ وحدت مین کس طرح
ہم ہین تو تم نہین ہو جو تم ہو تو ہم نہین

اور اُسی کے ساتھ یہ بھی کہا کہ پرماتما کے پاس جانے کے لیے دوسرے کی مدد کی ضرورت نہین ؎

تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ
ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہے

جبتک خودی نہین دور ہوتی پرماتما سے ملاپ نہین ہوتا۔

لاؤنی

نہین ملین ہر دھن تیاگے نہین ملین رام جی جال تجے
نارائن تو ملین اُسی کو جو کوئی دیہہ ابھمان تجے

انترہ۔ ست دارا یا کٹم کو تیاگے یا اپنا گھر بار تجے
نہین ملے ہے کبھی وہ ہرگز جگت کا سب بیوپار تجے
کند مول پھل کھاے رہے اور اناج کا بھی آہار تجے
بستر کو تیاگے ننگن ہو رہے اور پیرائی نار تجے

تو بھی ہر نہیں ملیں یہ تیاگے چاہے اپنے پران تجے
نارائن تو ملیں اُسی کو جو کوئی دیہہ ابھمان تجے

انترہ۔ تجے پلنگ پھولون کا چاہے ہیرا موتی لال تجے
ذات کو اپنی تجے اور چاہے کُل کی ساری جال تجے
بن ہین نس دن بچرے چاہے اور اس دنیا کا جنجال تجے
دیہہ کو اپنی جلا دے چاہے شریر کی بھی کھال تجے

برمھ گیان نہیں ہو تو بھی چاہے وہ اپنی شان تجے
نارائن تو ملیں اُسی کو جو کوئی دیہہ ابھمان تجے

انترہ۔ رہے مون بولے نہیں مُکھ سے اپنی ساری بات تجے
بال پنے سے جوگ لیے چاہے پتا تجے چاہے مات تجے
شِکھا سُوتر تیاگن کر دے اور اُتم اپنی مات تجے
کبھی جیو کو نہیں مارے چاہے گھات تجے ابگھات تجے

اتنا تجے تو کیا ہووے جو دیہہ کا نہیں گمان تجے
نارائن تو ملیں اُسی کو جو کوئی دیہہ ابھمان تجے

ایک دن ایک بھگت نے مالا کی ساخت اور جینے کی ضرورت کو دریافت کیا
تو فرمایا کہ جس مقام پہ زندگی کی میعاد مقرر کی جاتی ہے وہاں نہ سورج ہے نہ چاند
اس لیے بجائے دنون کے سانسون کا شمار رکھا جاتا ہے اور ان ہی کی گنتی پر
زندگی کا دارومدار ہے۔ جب ان کی تعداد ختم ہو جاتی ہے شریر کا ناش ہو جاتا
ہے یعنی انسان محض سانسون کے شمار کا ایک طلسم ہے۔ جو آخری سانس کے
بعد دفعتًا ٹوٹ جاتا ہے۔ انسان دن رات مین ۲۱۶۰۰ مرتبہ سانس لیتا ہے

مالا پھیرنے کا منشا یہ ہے کہ ہر سانس پر رام نام نکلے۔ اس گنتی کو اگر ۲۰۰ سے تقسیم کر دین تو ۱۰۸ ملتے ہین چنانچہ مالا مین ۱۰۸ دانہ ہوتے ہین۔ اگر دن رات مین ۲۰۰ مرتبہ مالا پھیری جاوے تو اُس کے یہ معنی ہون گے کہ ہر سانس کے ساتھ رام نام نکلا۔

نوٹ:۔ پورک۔ کمبھک۔ ریچک کے ذریعہ سے جو پرانا یام کیا جاتا ہے اس مین پورک کے بعد کمبھک مین جو سانس روک لی جاتی ہے اس سے زندگی بڑھ جاتی ہے۔

باتون باتون مین ایک دن یہ ذکر آیا کہ انسان اگر بہت دنون تک دُنیا ہی مین پھنسا رہے اور صرف آخر وقت مین یاد خدا کرے تو کوئی نیک نتیجہ نکل سکتا ہے یا نہین۔

ڈپٹی صاحب نے کہا کہ اسکا جواب تو گیتا ہی مین ہے۔ بھگوان کہتے ہین کہ مرتے وقت بھی جو شخص میرا دھیان کر لیتا ہے وہ اُتم گتی کو پاتا ہے۔

یہ بڑی نکمی عادت ہے کہ لوگ اُس شخص پر جو سن رسیدہ ہونے پر اپنے اعمال کی درستی کی جانب مائل ہوتا ہے ہنستے ہین اور کہتے ہین کہ ستر چوہے کھا کے بلّی حج کو چلی۔ ہنسنے والے یہ نہین سوچتے کہ اُن مین ہی کتنے نقص پہلے موجود تھے اور اب بھی ہین۔ اگر کوئی اُن پر ہنستا تو کیا اُنھین بُرا نہ معلوم ہوتا۔ ہنسی اُڑانے سے اصلاح نہین ہوتی۔ کیونکہ نفرت تنزل کا سبب ہے۔ سچی ترقی کا صحیح ذریعہ سچی محبت ہے۔ ہنسنے والا شخص جس حالت کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے کیا خود کبھی وہ اُس ذلت کی حالت مین نہین رہا جو اورون کی لغزش پر ناک بھون سکوڑتا ہے۔ کیا ہیچ یا ایسے ہی گناہ اُس سے نہین ہوے۔ کیا اُس کے قدم اس راہ پہ نہین لڈکھڑائے تھے۔ اُسکو چاہیے کہ اُن گنہگار گھڑیون کو یاد کرے جب

اُس نے اوروں کا بُرا چاہا تھا۔ جب حسد کی آگ نے اُسکی روح کو جلا کے
خاکستر کردیا تھا۔ جب وہ اپنے مُحسن کی تباہی کی دعائین اُسی خدا سے مانگ رہا
تھا جو خود اُسی کے علم مین ایک کیے پر کسی دوسرے کو ملیا میٹ نہین کرتا۔
اُس کو سوچنا چاہیئے کہ اُس نے کتنی بار بُرے کامون پر کمر باندھی تھی نفسانیت
کے جال مین پھنسا تھا۔ ظاہری حُسن کی فریبی اداؤن کا شکار رہا۔ غصّے کے
دانتون سے اپنی زبان کو کاٹا اور پھر ندامت سے سر جھکا لیا۔ فاقہ کرنے والون کے
ہوتے نفیس کھانون کی چاشنی سے لطف اُٹھایا اور مال و دولت اپنا پیدائشی
حق سمجھا۔ ہنسنے والا شخص ہمیشہ اس بات سے اپنی تسلی کرلیتا ہے کہ دنیا مین لاکھون
اُس سے زیادہ سیاہ دل ہین اور ہزارون اُس سے زیادہ کمینے۔ اس زعم مین
وہ ایسے لوگون کی بھی پھبتی اُڑاتا ہے جو دراصل اُس سے زیادہ پاکیزہ ہین۔ انسان
نہین سمجھ سکتا کہ کائنات حقیقت مین ایسی ہی ہے جیسی نظر آتی ہے۔ پیڑ مین جو
دکھائی دیتی ہین دراصل پردے ہین۔ جب اُسے اپنے ہی جسم و روح کے کارخانے
کا علم نہین تو اورون کے بھید کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔ کیا وہ طعنہ دینے والا شخص
یقین رکھتا ہے کہ اُسکی عادتین نیک ہین اور کیا یہ ممکن نہین کہ واقعات کی وہی
صورتین اور حالات کی وہی مجبوریان اُسے بھی اُس بُرے جال مین گرفتار اور
حرکت کردین یا کردیتین جیسے اُس صید ہوس کو کیا ہے۔ کیا یہ اغلب نہین کہ
وہ بھی عشرت کے قدمون مین بالکل اُسی کی طرح بے کس و بے بس ہو کر لوٹ جاتا
ان سب باتون پر بخوبی غور کرنا چاہیئے اور اپنے تئین اُسی حال مین سمجھ کر
ہوش ہو جانا چاہیئے۔ زندگی کا اگر ایک لمحہ بھی خدا کی یاد مین بسر ہو جائے تو
نہایت اچھا ہے۔ انسان جب سے سنبھل جائے تب ہی سے غنیمت ہے۔
کسی شہر مین ایک شخص رہتا تھا جسکا پیشہ یہ تھا کہ جنگل سے لکڑیان کاٹ کر لاتا اور

اُسکا کوئلہ بناکر بیچتا - چونکہ عیالدار تھا - اس لیئے تکلیف سے گذر ہوتی تھی
اور افلاس کے باعث وہ بہت دُکھی اور کمزور تھا - ایک دن وہ شخص جنگل مین
اپنے کام مین مصروف تھا کہ اُس ملک کا راجہ بھی وہان پہونچ گیا - اُسے اُس شخص
کی حالت زار دیکھکر افسوس ہوا اور حال دریافت کیا - کل واقعہ معلوم ہونے پر
راجہ کو ترس آیا - اور اُس سے کہا کہ کسی روز میرے دربار مین حاضر ہو - مین
تیری تکلیف دور کردونگا - دو تین روز بعد شخص مذکور دربار مین حاضر ہوا - راجہ
نے حکم دیا کہ میرا چندن کا باغ اس کو دیدیا جائے تاکہ یہ آرام سے زندگی بسر کرے
سپاہیون نے اُسے باغ دکھلا دیا اور اب وہ بجائے جنگل کو جانے کے اسی باغ
سے لکڑیان کاٹ کر اور کوئلہ بناکر بیچنے لگا - کئی ماہ گذر جانے کے بعد ایک دن
راجہ نے سوچا کہ اب اُسکی حالت ضرور بہتر ہو گئی ہوگی ذرا دیکھین تو کہ کس حالت
مین ہے - چنانچہ اُسے طلب کیا - مگر جب اُسے اُسی حالت مین پایا جسمین پہلے
تھا تو تعجب ہوا اور سبب دریافت کیا - اُس نے کہا کہ مہاراج آپ کی دیا سے
اب جنگل جانے کی زحمت سے بچ گیا ہون - آپ ہی کے باغ سے لکڑیان کاٹ
لیا کرتا ہون اور اُسی کا کوئلہ بناکر بیچتا ہون - راجہ کو بہت افسوس ہوا کہ
اس نے چندن کی قدر نہ کی - حکم دیا کہ اچھا اب جاکر اُسی باغ سے لکڑی کاٹ لاؤ
اور بغیر کوئلہ بنائے ہوے بازار مین لے جاؤ - جو قیمت ملے مجھ سے آکر بتلاؤ بغیر
میری اجازت نہ فروخت کرنا - اُس نے ایسا ہی کیا - بازار مین بہت قیمت ملنے
لگی اور اُسے تعجب ہوا کہ آج کوئلہ بنانے کی بھی زحمت سے بچا اور قیمت بھی بچاس
گنی مل رہی ہے اسکا کیا سبب ہے - سارا ماجرا راجہ سے آکر عرض کیا - راجہ
نے کہا کہ چلو مین باغ دیکھونگا - راجہ باغ مین گیا - دیکھا تو صرف چار پانچ پیڑ
باقی رہ گئے تھے - اور سب کٹ چکے تھے - اُنھون نے اُس شخص کو چندن کی خواص

اور اُسکی قیمت سے آگاہ کیا - نیز یہ بھی بتلایا کہ اِس کو جلا کر کوئلہ نہ بنانا چاہیئے
اس کی لکڑی ہی فروخت کرنا چاہیئے - یہ سنتے ہی اُس شخص کو بڑا افسوس ہوا
کہ کروڑون روپیہ کی جائداد کو مین نے ناسمجھی سے غارت کردیا - اور بیہوش ہوگیا
تھوڑی دیر بعد جب ہوش آیا تو راجہ نے سمجھایا - کہ افسوس مت کر - بقیہ درخت
اب بھی تیرے لئے کافی ہین -

اس قصہ سے رہبر کامل کی ضرورت کے علاوہ ہم یہ بھی سیکھتے ہین کہ اگر ہمنے
بھول مین پڑکر اپنی زندگی غارت کردی تو اُسکا افسوس کرکے خودکشی یا کوئی اور
ایسا ہی کام کرنا اچھا نہین - جو وقت باقی ہے اُسی کو یادِ خدا مین لگا دینا چاہیئے -

---

ایک دن نرنجن داس کے اس سوال پر کہ سب جگہ برہم کیوں اور کیونکر دکھلائی
پڑتا ہے - ڈپٹی صاحب نے جواب دیا کہ یہ حالت اُسی وقت ہوسکتی ہے جب
انسان خودی کے تنگ دائرہ سے نکلکر وسیع النظر اور راسخ الخیال ہوکر مجسم محبت ہوجائے -

رباعی

ہر آئینۂ دل مین ہے نقشہ تیرا	ہر دیدۂ بینا مین ہے جلوہ تیرا
آنکھین ہون تو انسان بعینہ دیکھے	ہر پردہ مین در پردہ تماشا تیرا

جب سوامی رام تیرتھ جی مہاراج امریکہ مین تھے تو ایک دن ایک فلسٹن ایبل
لیڈی اُن کے پاس آئی اور کہا کہ کیا آپ بتلا سکتے ہین کہ غم پر کیسے فتح حاصل
کی جاسکتی ہے - میرا اکلوتا بیٹا مرگیا ہے اور مجھ سے یہ صدمہ برداشت نہین ہوتا کیا
آپ مجھے کوئی تدبیر بتا سکتے ہین - سوامی جی نے فرمایا کہ ہان "خدا کو پانے کی کوشش
کرو" لیڈی نے متعجبانہ لہجہ مین کہا کہ "خدا کے پانے کی کوشش کرون" ! "کیا
یہ ممکن ہے کہ خدا ملجائے" ؟ "کیا خدا اسی طرح پر ہے جس طرح پر مین ہون یا

آپ ہین؟" سوامی جی نے فرمایا کہ ہان خدا کو پا جانا ٹھیک اسی طرح ممکن ہے۔ جس طرح تم نے مجھے پا لیا یا مین نے تمھین۔ اگر ضرورت ہے تو صرف یہ کہ صحیح راستہ اختیار کیا جاوے۔ اچھا میرے ایک سوال کا جواب دو۔ کیا تم اُس حبشی بچہ کو جو سامنے سڑک پر کھیل رہا ہے اپنی گود مین مثل اپنے بچہ کے لے سکتی ہو۔ لیڈی نے حقارت آمیز لہجہ مین کہا کہ یہ کبھی نہین ہو سکتا کہ مین اس گندے حبشی بچہ کو اپنی گود مین لون۔ یہ سُنکر سوامی جی نے فرمایا کہ تم خدا کو نہین پا سکتی ہو۔ خدا کی بادشاہت تمھارے یا تمھارے ایسے لوگون کے لیے نہین ہے۔

ایک دن کہا کہ اس دنیا مین اس طرح رہنا چاہیے کہ جیسے مسافر سرائے ہوٹل یا دھرم شالہ مین رہتا ہے۔ یعنی اپنے رہنے سہنے اور کھانے پینے کے لیے سب انتظام کرتا ہے مگر محض عارضی طور پر۔ اُسکا دھیان ہر وقت اپنی بیوی بچّون مین لگا رہتا ہے اور وطن کو واپس جانے کی ہر وقت فکر رہتی ہے۔ دھرم شالہ وغیرہ کی مثال اس وجہ سے دی کہ یہ دُنیا مثل دھرم شالہ کے ہے جس مکان مین ہم لوگ آج رہتے ہین اُسمین کسی وقت ہمارے باپ دادا رہتے تھے اور اُن سے بھی پہلے اُن کے باپ دادا رہتے تھے۔ چند دنون رہ کر سب چلے گئے۔ حالانکہ جتنے دنون زندہ رہے مکان کو اپنا ہی کہتے رہے۔

روایت ہے کہ ایک مہاتما پھرتے پھراتے شام کو ایک شہر کے کنارے جا پہونچے چونکہ شہر پناہ کا پھاٹک بند ہو چکا تھا اس لیے باہر ہی لیٹ رہے۔ اتفاق سے اُس شہر کا راجہ مر چکا تھا اور تخت و تاج کا کوئی وارث نہ تھا۔ اس لیے یہ رائے قرار پائی تھی کہ صبح کے وقت پہلا مسافر جو شہر کے اندر داخل ہو وہی راجہ بنا دیا جائے۔ چنانچہ صبح کو جب پھاٹک کھولا گیا تو بابا جی سب

پہلے اندر داخل ہوے ۔ لوگ منتظر تو تھے ہی ۔ اُنھیں راج محل مین لیگئے اور سنگھاسن پر بیٹھنے کو کہا ۔ وہ بہت کچھ عذر و انکار کرتے رہے ۔ مگر لوگون نے نہ مانا ۔ بالآخر اُنھون نے مجبوراً درخواست منظور کی اور حکم دیا کہ اُنکی دونون لنگوٹیان ایک صندوق مین بہ حفاظت رکھدی جائین ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہ راجہ بنکر بیٹھ گئے ۔

چونکہ راج کاج مین اُن کی طبیعت نہ لگتی تھی اس لیے وہ خود کچھ نہین کرتے تھے صرف دستخط کر دیا کرتے تھے ۔ کام سب وزیر اور دیگر اہلکار کیا کرتے تھے ۔ تھوڑے دنون مین یہ خبر پھیل گئی ۔ اور دوسرا راجہ اُن پر چڑھ آیا ۔ چڑھائی کی خبر سُنکر لوگ اُن کے پاس آئے اور تدبیر پوچھی ۔ اُنھون نے کہا کہ وہ صندوق کہان ہے جسمین میری لنگوٹیان رکھی ہین ۔ لوگون نے صندوق لاکر حاضر کیا ۔ اُنھون نے لنگوٹیان نکلوا کر ایک پہن لی اور دوسری بغل مین دبائی اور یہ کہہ کر چلدیے کہ اتنے دنون مین نے حلوا پوری کھائی اب دوسرے کو بھی راج کر لینے دو ۔

ایک دن دنیا کی بے ثباتی اور عوام کی بے التفاتی کے سلسلہ مین کہا کہ دیکھو

غزل

سب چلے جاتے ہین یارب یہ تماشا کیا ہے	نقش پا بھی نہین ملتا یہ معما کیا ہے
پردۂ خاک مین پنہان ہو گئے کیا کیا	حال تک کچھ نہین کھلتا کہ یہ پردا کیا ہے
چار دن کیلیے یہ شور ہے کیون کیون ہے فساد	زیست کیا چیز ہے یہ دولت دنیا کیا ہے
ہم تو کیا چیز ہین حیران رہے اچھے اچھے	کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ ہوتا کیا ہے

روزمرہ دیکھنے اور سننے مین آتا ہے کہ فلان شخص مرگیا ۔ فلان جان بلب ہے

فلان بیمار رہے مگر لوگ اپنے لئے شاید یہ سمجھے ہوئے بیٹھے ہین کہ وہ کبھی نہ مرینگے اہل دنیا کا حال مثل اُس گلہ کے ہے جسمین سے قصاب روزانہ چند بکریان ذبح کرتا ہے مگر جو باقی رہتی ہین وہ خوشی کے ساتھ چراگاہ مین گھاس چرا کرتی ہین اور یہ خیال بھی نہین کرتین کہ ایک دن اُن پر بھی چھری چلے گی۔ حالانکہ ایک دن وہ بھی اسی مخمصہ مین پھنس جاتی ہین۔

اگر لوگ اس راز کو سمجھ جائین تو کیون دنیا مین پھنسے رہین اور آواگون کے چکر مین پڑین۔

مسدّس

جس کو کہتے ہین زمانہ وہ ہے چرخی جس کے ۔ مہ و خورشید ہین دو بیل گھمانے والے
آب حیوان جو کنوئین مین ہی بھرا ڈیلچے ۔ کھینچتے ہین اُسے دن رات کے دو چرسون سے
اب بہت جلد ہے وہ وقت بھی آنے والا
پانی کھنچ جائے گا اور چاہ یہ خالی ہوگا

سانپ کاٹے جسے تریاق سے وہ اچھا ہو ۔ جسکو آسیب ہو افسون سے اُتار اُسکا ہو
ہو جو نادار زر و مال سے آسودا ہو ۔ اُسکا رہبر ہو خضر راستہ جو بھولا ہو
جملہ امراض کی آتی ہے اطبّا سے دَوا
مرض موت کا بیمار ہے محروم شفا

چمن دہر گلستان کے ہے مانند اگر ۔ کم گل سُرخ سے زنہار نہین جسم بشر
دہر تالاب ہے تو جسم گل نیلوفر ۔ خوشنما اور شگفتہ ہے برنگ گل تر
مگس شہد کی مانند ہے وقت گذران
جو کہ اس پھول سے رس چوستا ہی ہر آن

موت انسان کے ساتھ ایسی ہو جیسے سایا ۔ اور دشمن کی طرح کرتی ہے اُسکا پیچھا

اس لیے نیک عمل چاہیئے ہر دم کرنا
اچھے اعمال کا ہوتا ہے نتیجہ اچھا

اچھے کامون ہی سے ہوسکتی ہے فرحت تجھکو
نیک باتون ہی سے ہوسکتی ہے راحت تجھکو

جو مصائب تو اُٹھاتا ہے جہان مین غافل
جو تکالیف تو پاتا ہی جہان مین غافل
رنج جو روز تو کھاتا ہے جہان مین غافل
غم جو یہ دل کو جلاتا ہی جہان مین غافل

تیرے اعمال کے گویا ہین نتیجے یہ سب
اور افعال گذشتہ کے ہین ثمرے یہ سب

آشنا و پسر و خویش و پدر اور مادر
مرگھٹے تک تیرا جائین گے جنازہ لیکر
آن کی آن مین وہ کرکے تجھے خاکستر
سب چلے آئینگے اک ایک وہان سے پھر کر

ساتھ تیرے تو کوئی اور نہین جائے گا
دہر سے تو تن تنہا ہی کہین جائے گا

اقربا اور اعزا سے ہے اُلفت بیسود
یار و دمساز و احبا سے مُروت بیسود
ہر گھڑی خواہش آرائش و لذت بیسود
حُسن کی اور حسینون کی محبت بیسود

جسقدر چیزین ہین عالم کی وہ سب ہین فانی
یہ مُلمع ہے اُتر جاتا ہے اسکا پانی

نوع مخلوق مین ایسے ہین کہان موجودات
ہین موالید ثلاثہ مین کہان وہ ذرات
ہے کہان ایسا قبیلہ کوئی یا کوئی ذات
روح نے جسمین نہ پائی ہو حیات و اموات

ایک دو بار نہین سیکڑون اور لاکھون بار
کتنے قالب ہوے معلوم نہین اُنکا شمار

ہائے افسوس ہے دُنیا کا بھی کیسا چکر
اپنے اعمال کی شامت سے جہان مین آکر
کبھی مان ہوتی ہے بیوی کبھی بیوی مادر
نوکر آقا کبھی ہو اور کبھی آقا نوکر

باپ ہوجاتا ہے بیٹا کبھی فرزند پدر
کبھی بیٹی ہو بہن گاہ بہن ہو دختر

رحم مادر مین جو ناپاک ہی اور تیرہ و تار
وہ بھی اک بار نہین سیکڑون اور لاکھون بار

اپنے اعمال سے تو ناہ کیا تونے قرار
دیکھ تو شامت اعمال کو اے بد اطوار

زندگی پہلے اگر پاک بسر کی ہوتی
روح ناپاک مقامات مین پھر کیون بھرتی

اور کچھ اگر نہ کر سکے تو انسان اپنی موت ہی کا خیال رکھے اسی سے بہت سے گناہون سے بچ سکتا ہے۔

کہتے ہین کہ ایک فقیر کامل کے پاس بہت سی عورتین اپنے اپنے اظہار غرض کی نیت سے جایا کرتی تھین۔ یہ دیکھ کر چند بد وضع لوگ بھی جانے لگے۔ تھوڑے دنون مین ایک شخص ایک حسین عورت پر فریفتہ ہوگیا اور اپنی غرض کو اُس مرد مرتاض سے ظاہر کیا۔ فقیر نے اُس کے باپ کو طلب کر کے ضروری ہدایات کین اور دونون کے یکجا رہنے کی تمنا کو پورا کرنے کے لیے حکم دے کر اس مغلوب الشہوت سے کہہ دیا کہ تم کل کچھ دن چڑھے مرجاؤگے۔ جب وہ بدشعار اپنے گھر گیا اور فقیر کا کہنا یاد آیا تب اُسے خوف مرگ اس قدر غالب ہوا کہ اُسکی شہوت وغیرہ سب غائب ہوگئی اور اپنے بُرے اعمال کو یاد کر کے کانپنے لگا۔ اور باوجودیکہ عورت ناز و ادا کے ساتھ اُس کے پاس آئی اور بیٹھی مگر وہ خوف مرگ سے ایسا بدحواس تھا کہ خیال ہمبستری تو درکنار بات کرنے کا روادار نہ ہوا۔ القصہ صبح ہوئی اور وقت معینہ آگیا بلکہ گذر بھی گیا تب وہ شخص معہ اُس عورت کے اُس مرد کامل کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ واہ صاحب مین تو آپ کو نہایت سچا جانتا تھا اور درویش کامل مانتا تھا۔ تمام رات مجھے ایک قیامت سی معلوم ہوئی مگر آپ کی بات جھوٹی نکلی

فقیر نے کہا تو نے سُنا نہیں ہے

کیا ٹھکانا ہے زندگانی کا	آدمی بُلبلا ہے پانی کا

چونکہ موت کا خوف ہمیشہ بدافعالی سے بچاتا ہے۔ اس لیے مین نے ایسا کہدیا تھا اور دیکھ تو بچ بھی گیا۔

اس لیے اگر انسان یہ سمجھ لے کہ نہین معلوم کس وقت موت آجائیگی تو وہ ہر وقت سفر آخرت کے لیے تیار رہیگا اور بداعمالیون سے محفوظ رہ کر اپنے خیالات کو درست رکھے گا۔ بُرے خیالات گویا اپنے گھر کے چوہے ہین جو اپنے ہی گھر کے اسباب کو غارت کیا کرتے ہین۔

مختلف دیوتاؤن کی پرستش کے سلسلہ مین ایک دن کہا کہ حسب عادات دیرینہ یہ طریقہ عام پسند ضرور ہے مگر اس سے کوئی دلکش تصویر نہین بنتی۔ ایک ضعیف جذبہ ہے۔

ہندو مذہب مین سوائے ایک پرمیشور کے اور کسی سے کچھ غرض رکھنا یا سجدہ کرنا یا تعظیم بجا لانا جائز نہین۔ دوسرے مذہب والے کسی نہ کسی پیغمبر۔ رسول۔ یا بڑے آدمی کو اپنا شفیع مانتے ہین مگر یہ نہین سوچتے کہ پرمیشور تو اُس پیغمبر یا مہاتما کا بھی شفیع ہے۔ اسی طرح کے آدمیون کی جہالت سے مردم پرستی شروع ہو گئی۔ یہ بخوبی سمجھ لینا چاہیئے کہ دنیا مین کوئی بھی انسان پرستش کیے جانے کے قابل نہین ہے کیونکہ وہ مکمل نہین ہے۔ ایک مہاراجہ وسیع سلطنت اور لامحدود اختیار رکھتے ہوئے بھی کسی کو صحت یا حیات نہین بخش سکتا۔ اسی طرح ایک رحمدل اعلیٰ اخلاق کا مفلس انسان کسی کی مالی امداد نہین کر سکتا۔ اسی طرح ہر دیوتاؤن کی بھی طاقت محدود ہے۔ اور وہ بھی پرمیشور کے سہارے رہتے ہین۔

اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک آدمی مختلف دیوتاؤن کی پرستش کیا کرتا ہے۔ ایسے آدمی کا حال اور بھی ابتر ہوتا ہے۔ کہتے ہین کہ چار آدمیون نے ملکر ایک گھوڑا مول لیا اور اپنا اپنا اسباب لادکر سفر کو روانہ ہوے۔ منزل پر پہونچ کر سب نے اپنی اپنی گٹھری اُتار لی اور گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ دانہ گھاس کی کسی نے خبر نہ لی۔ کیونکہ ہر ایک خیال کرتا تھا کہ دوسرا شاید دیدے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ گھوڑا بیچارا بھوک سے بیتاب ہوکر اِدھر اُدھر کی گھاس چرنے لگا اور کسی نہ کسی طرح اپنا پیٹ بھر لیا۔

اسی طرح پر بہت سے دیوتاؤن کے ماننے اور پوجنے والے آدمی پر سب ہی دیوتا اپنی اپنی گٹھریان لادتے ہین (یعنی سب کی خدمت اُسکو کرنی پڑتی ہے) لیکن حصول مدعا کے لیے اپنی ذمہ داری دوسرے پر ٹالتے ہین۔

گیان مارگ کی مخالفت کرنے والون کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ بجز ایک پرمیشور کی عبادت اور برمھ گیان کے رہائی ناممکن ہے۔ گیتا مین بھگوان کرشن چندر خود کہتے ہین کہ مختلف خواہشات وجذبات نے جنکا گیان دور کر دیا ہے وے اپنی اپنی عقل وعادت کے مطابق مختلف دیوتاؤن کی پرستش کرتے ہین۔ چنانچہ نوین ادھیاے کے پچیسوین (۲۵) اشلوک مین کہا ہے کہ دیوتاؤن کی پرستش کرنے والے دیولوک پاتے ہین۔ پترون کی پرستش کرنے والے پترلوک۔ بھوتون کی بھگتی کرنے والے بھوتون کے پاس جاتے ہین۔ اور میری بھگتی کرنے والے میرے پاس آتے ہین۔

ایک دن فرمایا کہ یہ عالم اسباب مثل پیاز یا کیلے کے درخت کے ہے جتنی ہی چھان بین کی جاے گی بجز چھلکون کے کچھ مغز نہ حاصل ہوگا۔ یہ عالم مثل خواب و خیال کے ہے۔ حالت بیداری مین دنیا اور اُس کے سب سامان اگرچہ سچے

معلوم ہوتے ہین - مگر خواب مین جھوٹے معلوم ہوتے ہین - اسی طرح خواب کی
حالت مین جو چیزین پیش نگاہ ہوتی ہین وہ بھی اُس وقت جھوٹی نہین معلوم ہوتین
مگر جاگنے پر جھوٹی معلوم ہونے لگتی ہین - چشم خدا شناس اور عقل معرفت بین رکھنے
والے کو ہر وقت سب سامان بے اصل نظر آنے چاہئین ایسا شخص
دنیا کو محض آتشبازی کا ہاتھی سمجھتا ہے - جو دیکھنے مین تو بڑا ہوتا ہے مگر جب
آگ لگا دی جاتی ہے تو جلکر خاک ہوجاتا ہے اور نام و نشان بھی باقی نہین
رہتا - اسی طرح جب سنسار ردپی ہاتھی کو گیان کی آگ جلا دیتی ہے تو سنسار
باقی نہین رہتا -

گیتا کے تیسرے ادھیاے مین لکھا ہے کہ جتنے اجسام نظر آتے ہین ابتدا
مین نہین تھے اور انجام مین بھی نہین ہونگے صرف حال ہی مین دکھائی
دیتے ہین اس لیے اُن کی مفارقت کا رنج نہ کرنا چاہیئے -

فرض کرو کہ ہمارے ہاتھ مین ایک جلتا ہوا فتیلہ ہے اور ہم اُسے گھما رہے
ہین - اُس کے گھمانے سے ایک مدور حلقہ بنجاتا ہے جو ہم کو اور سب کو دکھائی
پڑتا ہے اُسے دیکھکر ایک نادان بچہ البتہ یہ خیال کرسکتا ہے کہ دائرہ ہے
مگر کیا کوئی عقلمند بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ دائرہ فی الحقیقت موجود ہے - وہ تو
یہی کہیگا کہ یہ محض خیالی دائرہ ہے اگر واقعی ہوتا تو گردش سے پہلے اور
اُس کے بعد بھی موجود ہوتا اور نظر آتا -

بالکل یہی حال دنیا کا ہے - یہ محض عالم خیال ہے - یہان پر جو شے
نظر آتی ہے اسکی اصلیت کچھ بھی نہین ہے مگر چونکہ ہمیشہ زمانون سے ہم اسے
اسی طرح پر دیکھتے آئے ہین اس لیے اسے سچ مان رہے ہین ورنہ امر واقعہ
یہ ہے کہ "ایکو ہم بہو سیام" کے خیال نے وحدت مین کثرت پیدا کردی -

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ خیال کرنے ہی سے دنیا کیونکر بن سکتی ہے تو اسکا جواب اس مثال سے سمجھ مین آسکتا ہے کہ انسانی دماغ جسم کا مرکز ہے اور وہین سے پہلے خیال پیدا ہوتا ہے۔ اُس خیال کے آتے ہی طرح طرح کی تصویرین دکھائی پڑنے لگتی ہین یا اُس خیال کے بموجب طرح طرح کے کام ہونے لگتے ہین اس واسطے ہر کام کا نمت کارن خیال ہے اور خیال ہی مین رچنا شکتی ہے پس اس سے ثابت ہے کہ ہر واقعہ عیان ہونے سے پہلے نہان مین موجود رہتا ہے۔ نہان اصلی ہے اور عیان اُسکا عکس ہے۔ نہان نمت کارن ہے اور جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ اُسکا عکس ہے۔ لہذا خیال ہی دُنیا کا نمت کارن ہے

اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ خواہش پرماتما کی ذات مین پہلے ہی سے موجود تھی یکایک خیال نہین پیدا ہوا تو یہ اعتراض غلط ہے کیونکہ جیسے انسان کے جسم مین کوئی جگہ خواب کے رہنے کی نہین ہے لیکن خواہش کے وقت آموجود ہوتا ہے ایسا ہی حال پرماتما کی بھی خواہش کا ہے۔

اب دیکھو کہ باوجود تمام دُنیا کو پیدا کرنے کے پرماتما سب سے الگ اور سب مین شامل کس طرح پر ہے۔ جیسے انسان عالم تصوّر مین ایک دُنیا بنا کر کھڑی کر لیتا ہے مگر نہ تو ان خیالی تصاویر کا کوئی بوجھ اُس شخص پر پڑتا ہے اور نہ یہی ہوتا ہے کہ اتنی دیر کے لیے اُسکا تصوّر ہی اُس سے جدا ہو جاے جتنی تصاویر ہین اُسی کے خیال کا نتیجہ ہین اور اُس سے الگ نہین ہوسکتین۔ یہی طرح پر پرماتما ایک سے اینک ہو جاتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ مخلوق پیدا شدہ ہے اس لیے اُس کو فنا ہے اور خالق پیدا نہین ہوا ہے اس لیے اُسکو بقا ہے۔

ایک دن ایک شخص نے سوال کیا کہ بھگتی مارگ اچھا ہے یا گیان مارگ۔

ڈپٹی صاحب نے جواب دیا کہ یہی سوال ارجن نے بھی بھگوان سے کیا تھا یعنی جو شخص نرگن برمھ کا اُپاسک ہے وہ افضل ہے یا وہ شخص جو آپ کی مورتی کو دل مین رکھکر اُپاسنا کرتا ہے ۔ بھگوان نے جواب دیا تھا کہ دونون بھجنے تو مجھکو ہی ہین ۔ فرق صرف یہ ہے کہ جو اپنے حواسون کو قابو مین کرکے ذاتِ بیرون از وہم وخیال کی اُپاسنا کرتے ہین اُنھون نے دشوار گذار راستہ اختیار کیا ہے لیکن جو لوگ اپنے سب کرم مجھکو ارپن کرکے اور مجھ پر بھروسہ رکھکے حضور قلب سے میرا دھیان کرتے ہین اور میری خدمت کرتے ہین اُنکو مین بہت جلد سنسار ساگر سے پار کردیتا ہون ۔

گیانی لوگ جب ندھیاسن کرتے ہین یعنی چت کی برتی کو باہر جانے سے روک کر آتما کار کرنے کی مشق کرتے ہین اُس وقت مشق کرتے کرتے جب برّتی آتما کار ہوجاتی ہے تب سوشپتی کی سی حالت ہوجاتی ہے اور وے آتما کے آنند مین مگن ہوجاتے ہین ۔ اسی کو نرو کلپ سمادھی کہتے ہین یہی تریا دشا ہین یوگی کو پراپت ہوتی ہے ۔ لیکن لوگ اور گیان کے ذریعہ سے جو تُریا دستھا حاصل ہوتی ہے وہی پریمی کو پریم سمادھی مین سُکھ ملتا ہے جسمین اپنا اشٹ پرماتما ہر جگہ ذرہ ذرہ مین نظر آنے لگتا ہے ؂

اُسی کا نور ہر ایک شے مین جلوہ گر دیکھا
وہی وہی نظر آیا جدھر جدھر دیکھا

اُسوقت خودی دور ہوکر وہی وہ رہ جاتا ہے ۔ بھگت لوگ اُسکو تریا سے بھی اوپر کی اوستھا یعنی تُریا تیت کہتے ہین بس اگر دیکھا جاے تو دونون راستون مین کچھ بھی فرق نہین ہے ۔

ایک دن موت کا مسئلہ چھڑا اور کسی نے کہا کہ ہمین کیا اصلیت ہے کہ

بموت وحیات و بہ وصل و بہ ہجر
مراد ترا اختیارے نباشد

ڈپٹی صاحب نے کہا کہ اس کلام کی صداقت مین کسی کو انکار نہین ہوسکتا۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ مین سفر کو جارہا ہون تیرے لیے کتنا روپیہ رکھ جاؤن۔ اُسنے کہا اتنا جس سے زندہ رہ سکون۔ اُس شخص نے کہا زندگی میرے اختیار مین نہین ہے۔ بیوی نے جواب دیا کہ روزی بھی تمھارے ہاتھ مین نہین ہے۔

جسم انسانی مثل ایک ایسے پنجڑے کے ہے جسمین نو دروازے ہین۔ اور اُسمین جیو مثل پرند کے رہتا ہے۔ تعجب تو دراصل اس بات کا ہے کہ اتنے دروازہ ہوتے ہوے یہ پرند جب چاہے تب کیون نہین نکل کر اڑجاتا بلکہ وقت معیّنہ تک رہتا ہے اور خاص وقت پر نکلتا ہے۔

اسی سلسلہ مین یہ بھی کہا کہ موت کے خیال سے ڈرنا نہین چاہیے۔ کیونکہ یہ محض ایک تبدیلی ہے۔ موت ہمارے واسطے ایک بہتر اور زیادہ خوشی دینے والی زندگی کے لیے پروانہ راہداری لاتی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو زندگی کیون روکر شروع ہوتی اور خاموشی اور سکوت کے ساتھ ختم ہوتی ہے۔

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہمہ خندان بُدند تو گریان
آنچنان زی کہ وقت مردن تو
ہمہ گریان بوند تو خندان

ایک دن ایشور کے مختلف نامون کا ذکر آیا اور سوال کیا گیا کہ کونسا نام سب مین افضل ہے۔ ڈپٹی صاحب نے کہا کہ نام مین کیا رکھا ہے کسی نام سے

یاد کرو۔ گلاب کے پھول مین اُتنی ہی اور ویسی ہی خوشبو رہے گی خواہ اُسے کسی نام سے پکارو۔ مختلف مذاہب والون کا یہ خیال کہ جس نام سے وہ خدا کو یاد کرتے ہین وہی سب سے اچھا ہے غلطی پر مبنی ہے۔ ثبوت یہ ہے کہ ؎

نیست غیر از یک صنم در پردۂ دیر و حرم
کے شود آتش دو رنگ از اختلاف سنگہا

انسانی عادتون کا ذکر کرتے ہوے ایک دن فرمایا کہ کُتّے مین دس عادتین ایسی ہین کہ اگر وہ انسان مین ہون تو کامل ہو جاے۔

(۱) بھوک مین نہ چلّانا۔

(۲) گھر نہ بنانا۔

(۳) مرنے کے بعد کوئی چیز نہ چھوڑنا جس سے لوگ آپسمین لڑائی جھگڑا کرین۔

(۴) مصیبت مین اپنے مالک کا ساتھ نہ چھوڑنا۔

(۵) تھوڑی سی جگہ مین گذر کر لینا۔

(۶) کوئی اُسکی جگہ لے لے تو بغیر لڑائی جھگڑے کے چھوڑ دینا۔

(۷) کوئی مارے اور پھر بُلا وے تو چلے جانا۔ بُرا نہ ماننا۔

(۸) کھانے کے وقت دُور بیٹھنا۔

(۹) جو ترچھی نظر سے دیکھے اُسکی طرف سے منھ پھیر لینا۔

(۱۰) رات کو نہ سونا۔

اور کہا کہ

رباعی

افعال سے خود اپنے پشیمان ہو جائے
دانا خود اگر ہر ایک نادان ہو جائے

انسان جو اپنے حال پہ خود غور کرے	تو مجھکو یقین ہے کہ انسان ہو جائے

مہاتماؤن کی بے نیازی کا ذکر کرتے ہوے فرمایا کہ ایک آزاد فقیر ایک دن بے توشہ بیٹھا ہوا تھا۔ کوئی بادشاہ اُدھر آ نکلا۔ فقیر کو دیکھ کر کہنے لگا کہ اے درویش مجھ سے کچھ درخواست کر۔ اُس نے کہا کہ مجھے مکھیان ایذا دیتی ہین بادشاہ نے کہا کہ جو میرے اختیار کی چیز ہو وہ مانگ۔ اُس نے کہا کہ مکھیان اتنی حقیر ہوتے ہوے بھی تیرے اختیار مین نہین ہین تو مین تجھ سے کیا مانگون۔

ایک دن ایک شخص نے سوال کیا کہ بعض پیشوایان مذہب کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف تو وہ مصیبت زدون کے لیے ہمدرد تھے۔ باہمی اُلفت رکھنے کے حامی تھے اور گناہ کرنے کو بُرا کہتے تھے مگر دوسری طرف جانورون کے لیے انہین رحم نہ تھا۔ وے گوشت اور مچھلی کھاتے تھے جانورون کی قربانی جائز رکھتے تھے۔ جنگ مین عورتون کو پکڑنے کی اجازت دیتے تھے اسکی کیا وجہ ہے۔

ڈپٹی صاحب نے جواب دیا کہ ان سب باتون کی وجہ یہ تھی کہ وے آتما کے گیان سے بے بہرہ تھے۔ جس شخص مین تھوڑی سی بھی روحانی طاقت آجاتی ہے تو اُس مین نفرت و اُلفت دونون ہوتی ہین۔ مگر خالص اُلفت صرف آتما کے گیان سے ہی حاصل ہوتی ہے اور اُسوقت مرنجان و مرنج کے صلح کل اصول پر عمل ہوتا ہے۔

ایک دن ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر کوئی سا لہا سال مہاتماؤن کی اس

امید مین صحبت کرے کہ شاید اُن مین سے کوئی بندہ خدا حقیقی راستہ بتا سکے یا برسون مذہبی کتابون کا مطالعہ کرے کہ شاید ان ہی مین کوئی بخطا نسخہ موجود ہو اور اگر یہ سب تلاش ناکامیاب ثابت ہو تو کیا کرے۔

ڈپٹی صاحب نے جواب دیا کہ ہمت نہ ہارے اور طریق حقیقی کی تلاش ریاضت اور یاد الٰہی مین عمر گذار دے۔ ایک نہ ایک دن دنیا کے رنج و غم کا راز اُسپر ضرور افشا ہو جائیگا۔

ایک شخص ایک فقیر کے پاس گیا اور کہا کہ مین آپ کی خدمت مین چند روز رہنا چاہتا ہون۔ فقیر نے کہا اگر مین نہ ہوتا تو کس کے پاس رہتا۔ کہا کہ اپنے خدا کے پاس۔ جواب دیا کہ مین نہین ہون تو ہمیشہ اپنے خدا کے پاس رہ۔

دھن دولت کے مصرف کے بارہ مین ایک دن فرمایا کہ روپیہ اگر بسر اوقات سے زیادہ ہو تو دوسرون کی امداد کرنا چاہیئے۔ مثال یہ ہے کہ کشتی روپی زندگی پانی روپی دولت پر چلتی ہے لیکن اگر وہی پانی کشتی مین آکر بھر جائے اور اُسمین سے باہر نہ پھینکا جائے تو کشتی ڈوب جاتی ہے۔

دُنیا مین عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ محتاجی سے کفایت شعاری پیدا ہوتی ہے۔ کفایت سے دولت۔ دولت سے عیش۔ عیش سے غفلت اور غفلت سے پھر محتاجی شروع ہوتی ہے۔ اس لیے مبارک ہے وہ دولت جو فنا مصرف سے نکلکر بقاے دوام کے خزانہ مین داخل ہوگئی ہے۔

ایک دن گیتا پڑھتے وقت ایک شخص نے براٹ روپ کے بارہ مین شک ظاہر کیا۔ ڈپٹی صاحب نے سمجھایا کہ براٹ روپ دکھلاتے وقت ارجن کو خاص نظر

عطا کرنے سے بھگوان کا یہ منشا تھا کہ معمولی آنکھوں سے انسان خدا کو نہیں دیکھ سکتا۔ براٹ روپ سے یہ مراد ہے کہ خدا کو ہر جگہ حاضر و ناظر جانے اور یہ سمجھے کہ ہمارا اشٹ دیو ہم سے دور نہیں ہے۔ بلکہ گھٹ گھٹ بیاپی ہے اُسکو جہان ڈھونڈھوگے پاؤگے۔

ایک دن ایک شخص نے بھگتی کی نسبت سوال کیا تو کہا کہ بھگتی کی مثال یہ ہے کہ جیسے پتنگا محبت کے جوش مین آکر شمع مین جل جاتا ہے۔ جیسے عورت اپنے مردہ شوہر کے ساتھ جل جاتی ہے یا جیسے پنہاری پانی کا گھڑا سر پر رکھکر چلتی ہے اور راہ مین سہیلیون سے باتین بھی کرتی ہے مگر دھیان گھڑے ہی کی طرف رکھتی ہے۔ جیسے سانپ اپنی منی کو علیٰحدہ رکھ کر خود اِدھر اُدھر اوس جا ئے چلا جاتا ہے مگر دھیان منی مین لگائے رہتا ہے اور اُس کے غائب ہونے پر پران کھو دیتا ہے۔ اسی طرح پرایکانت بھگتی وہی ہے جسمین بجز ذات پرماتما کسی دوسری شے کی طرف دھیان نہ جاوے چاہے دکھلاوے کے طور پر سب کام کرتا رہے۔

کبت

آگے رام پاچھے رام دائین رام بائین رام اِدھر رام اُدھر رام رام کو پسارا ہے
بیٹھے رام اُٹھے رام سوئے رام جاگے رام کھاؤن پیون کچھ رام سون نیارا ہے
دیکھے رام سُنے رام لیوے رام دیوے رام ڈولے رام بولے رام رام ہمارا تہارا ہے
مین بھی رام تو بھی رام یہ بھی رام وہ بھی رام بھیتر رام باہر رام رام کو اچار ہے

ایسے شخص کے ہر چہار طرف سکھ ہی سکھ رہتا ہے اور وہ کسی کا محتاج نہین رہتا۔ بھگوان اُسکی ضرورتون کو خود ہی پورا کرتے ہین۔

چوپائی

جم سر تا ساگر پہنچ جا ہین	یدپ تاہ کا منا نا ہین
ہم سُکھ سمپت بن ہی بُلائے	دھرم سیل پہنچ جاے سو بھاے

"بزرگی بہ عقل است نہ بسال" کے مسئلہ پر ایک دن کہا کہ اسمین شک نہین کہ اگر کوئی گیانی کم عمر کا بھی ہو تو بھی واجب التعظیم ہے جیسا کہ اشٹا بکر اور بام دیو جی کے قصہ سے ظاہر ہے۔ مگر لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ ۷۷ برس۔ ۷ مہینہ اور ۷ دن سے زائد گنہگار زندہ نہین رہ سکتے۔ اس عمر کا نام بھیم رتھی رات ہے جو اس عمر تک پہونچے اُسکو دیوتا کے مانند سمجھنا چاہیئے۔

ایک دن سری کانت نے کہا کہ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہین کہ گیانی پرمھ مین ملکر معدوم ہو جاتا ہے اور اپنی ہستی کو کھو دیتا ہے پس وہ مکتی حاصل کرلنے کے بعد کیسے آنند بھوگتا ہے۔ ڈپٹی صاحب نے کہا کہ جیو آتما کبھی معدوم نہین ہوتا بلکہ پرماتما مین واصل ہو جاتا ہے اور واصل ہو جانے کے بعد پھر جدا نہین ہوتا۔ جیسے قطرہ دریا مین ملکر جدا نہین ہوتا مگر ساتھہی ساتھ اپنی اصلیت کو بھی نہین کھوتا۔ اسی طرح گیانی بھی پرمھ مین واصل ہو کر فنا نہین ہوتا بلکہ بجاے جُز کے کُل ہو کر آنند کو بھوگتا ہے۔

ایک دن ایک شخص نے کہا کہ پورانک مصوّرون نے وشنو کی جگہ کشیر ساگر مین قائم کی ہے جس سے سمندر کے تمام رتن پیدا ہوتے ہین اور شیو کی جگہ کیلاش ہے یعنی کیلاش چوٹی ہے جو اصل مین سمیر کی انتہا ہے۔ اس لیئے سوال

پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر شیو کو پہاڑ کی چوٹی پر جگہ دی گئی تو وہ وشنو سے اونچے ہوے کیونکہ ظاہراً سمندر نیچے اور پہاڑ اونچے نظر آتے ہین۔ ڈپٹی صاحب نے جواب دیا کہ ستھول جگت مین پہاڑ عناصر کی کثیف صورت اور پانون کی حیثیت رکھتے ہین اور سمندر ستھول رچنا مین سرکا رتبہ رکھتے ہین جہان زندگی ہے۔ لطافت ہے پاکیزگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وشنو کی شیر ساگر مین جگہ قائم کی گئی ہے اور شیو کی کیلاش مین

ایک دن ایک شخص نے سوال کیا کہ اجودھیا جی کی اتنی عظمت کیون ہے اور یہ کیون کہا جاتا ہے کہ وہان پر رہنا اچھا ہے۔ ڈپٹی صاحب نے جواب دیا کہ اجودھیا جی کی تعریف تو بھگوان رام چندر نے خود ہی اپنی زبان مبارک سے کی ہے بس اس سے بڑھکر اسکا جواب اور کیا ہو سکتا ہے۔ رامائن مین لکھا ہے کہ جب بھگوان رام چندر لنکا سے واپس آرہے تھے تو انگد وغیرہ سے کہا تھا کہ

چوپائی

جنم بھوم مم پوری سہاون
جے مجھین نے بنھ بر پاسا
اَت پریا موہین یہان کے باسی
یدّپ سب بیکنٹھ بکھانا
اودھ سرِس پریا موہین نہ سوُ

اوتر دش سرجو بہے پاون
مم سمیپ نر پاوین باسا
مم دھام داپری سکھ راسی
وید پران بدت جگ جانا
یہ پرسنگ جانے کوُ کوُ

لفظ الیودھیا کے معنی ہین کہ یُدھ مین جس سے کوئی نہ جیتے۔ یا یہ کہ अ य उ ध्या یعنی وشن۔ برہما اور مہیش کے ذریعہ سے دھیان کرنے یوگیہ ہو۔ سری اودھ گیان۔ بیراگ بھگتی۔ یوگ اور مکتی کی اودھ ہے بھگوان کی اُپاسنا کے چار انگ ہین۔ نام۔ روپ۔ لیلا۔ اور دھام۔ چنانچہ

دھام اجودھیا مین ایسے ہین کہ سوتے جاگتے چلتے پھرتے یہان کے رہنے سے اکھنڈ اُپا سنا بنھ سکتی ہے۔ اگر منھ سے رام نام نہ نکلے۔ تو کان مین ضرور ہی آواز پڑتی رہتی ہے اور اسی سے کلیان ہوجاتا ہے۔

اب سرجو کو لیجیے۔ سرجو کے معنی ہین سب دریاؤن کا سردار یعنی یہ سری گنگا جی اور جمنا جی سے سرشیشٹ ہین کیونکہ گنگا جی بھگوان کے چرنون سے نکلی ہین۔ اور سرجو جی آنکھون سے۔ دوسرے گنگا جی جہنو کی کنیا ہین اور اُنکو بھاگیرتھ لائے تھے۔ (جمنا جی سورج کی کنیا ہین) مگر سرجو جی ان سب گرو سری بششٹا جی کی پُتری ہین۔

ساٹ پُری جو بیان کی جاتی ہین اُن مین سری اودھ پُری کا درجہ اوّل ہے اور حالانکہ سب پُری مکتی کی دینے والی ہین لیکن سزا کا بھوگ کرا دینے کے بعد ایسا کرتی ہین مگر سری اودھ مین یہ خصوصیت ہے کہ یہان تینون قسم کے کرم کا ناش ہوکر مکتی ملجاتی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ کیسا ہی انسان کیون نہو یہان تک کہ انسان کے بجائے حیوان یا کوئی اور جیو کیون نہو سب کے لیے یکسان ہی ہے

	رام پرایَن سو پھُر ہوئی		کو نیو جون اودھ بش جوئی	

اب دیکھیے کہ گیانی اس بات کا حل کیونکر کرتے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ انسانی زندگی کا نام اودھ یعنی میعاد ہے۔ اس کے پاس سرجو یعنی گیان روپی دھارا بہتی ہے۔ جو اودھ مین رہ کر سرجو مین اشنان کرتا ہے یعنی جو جامہ انسانی مین آکر برھم بچار مین سرشار رہتا ہے وہ بلا شبہ مکتی پاجاتا ہے۔

الغرض ڈپٹی صاحب نت نئی باتین تبلایا کرتے تھے اور سب لوگ نہایت شوق کے ساتھ سُنتے تھے اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ جب

ایک سال گذر گیا تب سالانہ جلسہ ہوا۔ شہر کے سب لوگ شریک ہوے اور ڈپٹی صاحب نے کرم کے مسئلہ پر ایک پُر مغز تقریر کی اور حاضرین کے ذہن نشین کر دیا کہ کرم کرنے ہی سے نجات ملتی ہے۔ یہ جو بے وقت سنیاس لے لینے کا دستور ہے وہ نہایت مُضر ہے۔

من کی مختلف حالتون کی رو سے کرمون کی پانچ قسمین (یعنی (۱) کرم (۲) بکرم (۳) اکرم (۴) نشکرم اور (۵) کرماتیت) کرکے ہر ایک بات کو سمجھاتے ہوے اُنھون نے کہا کہ کرم پردھان ہے۔ کرم کا پھل بھی ضرور ملتا ہے۔ لیکن جہان کرم کرنا انسان کے اپنے ہی اختیار مین ہے وہان انسان کے سامنے ادائیگی فرض مین بہت سی رکاوٹین ہین۔ ان کا تعلق راگ اور دولیش سے ہے کیسی کے ساتھ دوستی اور کسی کے ساتھ دشمنی یہ باتین انسان کو اُس کے فرض کی ادائیگی مین روکتی ہین۔ بیجا دوستی و دشمنی کی وجہ انسان کی جہالت ہے اور جہالت کے معنی ہین فانی کو غیر فانی اور غیر فانی کو فانی سمجھنا لیس جو شخص ان باتون کو بخوبی سمجھ لے وہ بہ آسانی اپنے فرائض کو ادا کرتا ہوا نجات کا مستحق ہو سکتا ہے۔

بعد اختتام تقریر سری کانت نے کرم۔ یوگ بھگتی اور گیان کے بارہ مین دریافت کیا کہ انمین کون افضل ہے ہر شخص اپنے اپنے مارگ کی تعریف کیا کرتا ہے ڈپٹی صاحب نے کہا کہ اسے کل سمجھاؤن گا۔ دیکھنے مین تو سب راستے جُدا جُدا ہین مگر مقصد سب کا ایک ہو جاتے ہین کل مین تمھین کل باتین سمجھا دونگا۔ اور امید ہے کہ تمھارے سب شکوک رفع ہو جائین گے۔

اٹھارھوان باب

وقت مقررہ پر سری کانت ڈپٹی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا معمولی بات چیت کے بعد ڈپٹی صاحب نے اپنی تقریر یون شروع کی۔

ڈپٹی صاحب۔ مین نے ضمناً ہر ایک بات موقع موقع پر تم کو سمجھا ہی دہی ہے اب صرف سب کا خلاصہ بتا دینا ہے وہ بتلاتا ہون۔ ذرا جی لگا کے سُننا۔

دُنیا مین بیشمار مذاہب ہین اور ہر مذہب مین بہت سے جُدا جُدا فرقے ہین مختلف مذہب والون کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ ہر فرقہ والا اپنے آپ کو اچھا اور دوسرے کو بُرا سمجھتا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ مثل دیگر دُنیاوی باتون کے مذہب کی تعلیم مین بھی عجیب قسم کا تضاد پایا جاتا ہے۔ ہندو دھرم کے چار بڑے بڑے راستے آجکل رائج ہین۔ ان کے علاوہ بودھ۔ عیسائی۔ اور اسلام تین اور مذہب ہین۔ یہ چار بڑے راستے یہ ہین۔ (۱) ناستک۔ (۲) بشسٹادویت (۳) دویت اور (۴) ادویت۔ مین مختصراً ہر ایک کا حال بیان کیے دیتا ہون۔

(۱) آجکل بہت سے لوگ ایسے ہو گئے ہین جو مادہ پرست کے نام سے موسوم کیے جاتے ہین۔ ان کے خیال مین خدا کوئی شے نہین ہے۔ اُنکا قول ہے کہ گوشت۔ خون۔ استخوان وغیرہ کی ترکیب سے انسان مین ایک عنصر وصف یعنی گیان پیدا ہو جاتا ہے لیکن جب یہ ترکیب ٹوٹ جاتی ہے تو وہ گیان بھی فنا ہو جاتا ہے۔ نہ کوئی سزا ہے نہ جزا ہے۔ نہ ایشور ہے۔ نہ بہشت ہے

نہ دوزخ ہے - اس لیے انسان کو بےخوف زندگی گذارنا چاہیئے - البتہ سوسائٹی کے چند قواعد کی پابندی کرتے رہنا چاہیئے تاکہ باہمی کشمکش نہ ہو انکا مقولہ ہے Eat, drink, and be merry

مین نے محض تقریر کے سلسلے کے لیے انکا ذکر کردیا ورنہ آج کے مضمون سے ایسے آدمیون کو کوئی سروکار نہین ہے -

(۲) نیاے شاستر تین وجود کا قائل ہے - مادّہ - روح - اور ایشور - یہ بشسٹا دویت ہے - اس فلسفہ کے ماننے والون کا خیال ہے کہ روح مین من کے ملنے سے گیان پیدا ہوتا ہے - چونکہ ارواح بیشمار ہین اور مختلف کرم کرتی ہین - اس لیے اُن کے اچھے یا بُرے کرمون کی سزا و جزا دینے والا بھی کوئی ہے اور وہ ایشور ہے - وہی دُنیا کو پیدا کرتا ہے اور مخلوق کی پرورش کرتا ہے - انسان کو لازم ہے کہ وہ اُس کی بندگی کرے کیونکہ اسی مین اسکی بھلائی ہے -

(۳) سانکھیہ والے دو وجود مانتے ہین - مادّہ اور روح یا پرکرتی اور پرش یہ دویت فلاسفی ہے - پرش اگیان سے اپنے کو کرتا سمجھتا ہے اس واسطے کرمون کے بندھن مین پڑتا ہے حالانکہ وہ کرتا اور بھوگتا نہین ہے بلکہ شدھ سروپ ہے - کرتا - بھوگتا اور بھوگیہ یہ تینون پرکرتی کے دھرم ہین ست رج اور تم ان تینون کی سم اوستھا کو پرکرتی کہتے ہین - پرکرتی سے بدھی پیدا ہوتی ہے - بدھی سے اہنکار اور اہنکار سے گیارہ اندریان - پانچ تن ماترا - اور سب کے ملاپ سے سرشٹی پیدا ہوتی ہے اور جدائی ہونے سے پرلے ہوجاتی ہے - انتھ کرن پرکرتی کا پرنام ہے - پرش کو بندھ اور مکت روپ کرنے والی صرف پرکرتی ہے - ورنہ وہ نہ بندھ ہے نہ مکت ہے - جب پرکرتی پرش

کے سامنے ہوتی ہے تب سرشٹی اتپتن ہوجاتی ہے اور جب سامنے سے ہمٹ جاتی ہے پرلے ہوجاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ پرکرتی عالم کا سبب ہے اور پرش اسمین دائرد سائر ہے۔ یہ آجکل کی مہذب قومون کا خاص مذہب ہے اور یہی Evolution Theory ہے۔

(۴) ویدانتی وحدت وجود یعنی ادویت فلاسفی کے قائل ہین۔ اُن کے خیال مین صرف ایک گیان روپ ذات احد ہے اور وہ انادی اگیان کے سمبندھ سے جیو بھاؤ کو پہونچتا ہے۔ یہی جیو جب شاسترون کے بچار اور مختلف سادھن وغیرہ عمل مین لاکر اپنی حقیقت سے واقف ہوتا ہے اور اس دُنیا کو محض خواب کا نقشہ اور اپنے کو ان تماشون کا دیکھنے والا جانتا ہے تب اگیان اور اس کے فعل ختم ہوجاتے ہین اور جیو اپنی عظمت مین قائم ہوکر مکت کہلاتا ہے

اب بودھ مذہب کو لیجیے۔ اس مذہب والون کا عقیدہ ہے کہ سرب شونیہ ہے یعنی جتنی اشیا ہین سب شونیہ ہین۔ مطلب یہ کہ ابتدا مین نہین تھین اور نہ آخر کو رہینگی۔ حال مین جو نظر آرہی ہین وہ بھی صرف موجودہ وقت کیلئے ہین بعد مین نیست ہوجائینگی۔ ان مین چار فرقے ہین (۱) مادھیمک۔ (۲) ویبھاشک (۳) یوگاچار اور (۴) سوترانتک۔ پہلے اور دوسرے فرقہ کا عقیدہ دنیا کی ہستی وغیرہ کے متعلق قریب قریب ایک ہی ہے مگر تیسرے کا عقیدہ یہ ہے کہ پربرتی (دنیوی اشیا مین رغبت) عذاب مجسم ہے کیونکہ چیزون کے حصول سے سیری ہرگز نہین ہوتی۔ ایک چیز ملتی ہے تو دوسری کی خواہش پیدا ہوجاتی ہے۔ چوتھے فرقے والے یہ مانتے ہین کہ سب اشیا اپنی اپنی علامتون سے پہچانی جاتی ہین مثلاً گائے کی علامتون سے گائے کا علم ہوتا ہے گویا صفات ہی موصوف کی ہستی کا سبب ہین۔ ان چارون

فرقون کے اعتقاد کے موافق دنیاوی خواہشات اور محبت ترک نجات کا وسیلہ ہے۔

عیسائی مذہب کی اشاعت کرنے والے ہمین یہ تبلاتے ہین کہ مسیح کی روحانی تعلیم سب سے اعلیٰ ہے کیونکہ مسیح نے ہی یہ نصیحت کی کہ تم اپنے دشمن سے محبت کرو اور یہ کہ سوئی کے سوراخ مین سے آدمی کا نکلنا ممکن ہو سکتا ہے لیکن دولتمند کا بہشت مین جانا ممکن نہین وغیرہ۔

اہل اسلام صرف ایک خدا کو مانتے ہین اور کسی کی عبادت کرتے ہین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا پیغمبر اور شفیع مانتے ہین۔

معمولی مذاہب مین جو باتین سب سے اونچی تبائی جاتی ہین اور جہان پر اُن مذاہب کی تعلیم ختم ہو جاتی ہے اُن باتون کو فلاسفی کے میدان مین لاکر پرکھنے سے اُنکی کوئی وقعت نہین رہتی۔ جب انسان کا دماغ اخلاق اور پالیٹکس وغیرہ سے ذرا آگے ترقی کرتا ہے تو اُسے آتمک شانتی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور یہ آتمک شانتی فلاسفی کے گہرے مسائل سے ہی مل سکتی ہے۔ فلاسفی کے میدان مین جاکر ہم ایک اور قسم کے چکر مین پڑ جاتے ہین اور اُس وقت نہ دھرم کا کچھ پتہ لگتا ہے نہ کرم کا۔ بھیشم پتامہ جیسا شخص گھبرا کر یہ کہہ اُٹھتا ہے۔ "وید اور کہتے ہین۔ سمرتیان اور کچھ کہتی ہین۔ کوئی فلاسفر نہین جسکا دوسرے سے اختلاف نہین۔ دھرم کا اصلی راز چھپا ہوا ہے"۔ اسی طرح کرم کی گتی کو سمجھنا بھی امر محال معلوم ہوتا ہے کہ کرم کیا ہے۔ کون کرم کرتا ہے۔ کرم کا پھل کس کس کو ملتا ہے۔ تو ہین کن کرمون کے کرنے سے دُکھ اُٹھاتی ہین۔ غرضکہ دھرم اور کرم کی فلاسفی کے گہرے مسائل کو حل کرنا بڑا معمہ ہے۔ جس پر بڑے بڑے انسانون نے طبع آزمائی کی ہے۔

اگر مجھے کوئی کتاب ایسی دکھلائی دیتی ہے جسمین معمولی اخلاق کو نہایت اعلیٰ درجہ کی فلاسفی کے ساتھ اور جسمین فلاسفی کے نہایت باریک مسئلون کو اونچے سے اونچے اخلاق کے ساتھ مطابق بنا کر دکھایا گیا ہے تو وہ کتاب سری کرشن مہاراج کا اپدیش "بھگوت گیتا" کے نام سے مشہور ہے۔ مختلف درشنون کے رچنے والے اپنی فلاسفی کو دنیا کی ایک ہی شکل سے شروع کرتے ہین اور وہ شکل یہ ہے کہ دنیا کو دکھ ہی سمجھ لیا ہے اور یہ کہ دکھ کیسے دور کیا جا سکتا ہے۔ ہر ایک مصنف درشن اپنے طریقہ پر اس دکھ کا سبب بتاتا ہے اور اُس کے بعد اُس کے دور کرنے کی تجاویز بتلاتا ہے۔ معمولی پڑھنے والا جہان تک دیکھ سکتا ہے اُسے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان سب نے دکھ کے وجوہات اور اُس کے دور کرنے کے طریقہ کو ایک ہی طرح کا بتایا ہے اگرچہ اُنھون نے انکی مختلف نامون سے تعبیر کیا ہے۔ ان سب فلاسفرون سے کرشن کی فلاسفی بالکل نرالی ہے۔ کرشن جی بھی دکھ کو دیکھتے تو ہین لیکن ساتھ ہی اُس کے دور کرنیکا طریقہ عجیب طرح کا بتلاتے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ دکھ اور اُس کے ساتھ دکھ کا کارن دنیا سے اُسی وقت دور ہو جائے گا جب ہم دکھ اور سکھ کو یکسان سمجھنے لگین گے"۔ ابھی تک کسی نے یہ نہین بتایا تھا کہ سردی گرمی۔ دکھ سکھ۔ زندگی اور موت اگرچہ ایک دوسرے کے متضاد ہین لیکن حقیقت مین ایک ہی چیز ہین۔ گیتا کا مطالعہ اس بڑے عقدے کو حل کرتا ہے۔ مین حیران ہون گیتا کو اعمال کی کتاب کہون۔ اخلاق کی کتاب کہون یا مذہب و روحانیت کی کتاب کہون۔ مجھے گیتا مین سب مضامین ایک ہی جگہ اکٹھا دکھائی دیتے ہین گویا سب کا عطر نکال کر ان سب کو ایک دوسرے کے ساتھ ایک کر دیا ہے۔ کرشن جی اعلیٰ سے اعلیٰ گیان اور ویراگ کی تعلیم دیتے ہین۔ اور

ساتھ ہی اس دُنیا کو ایک لونڈی بنا کر اُس کو بھوگنے کا بھی اُپدیش کرتے ہین۔ الغرض اس کے سات سو اشلوک عجائبات زمانہ ہین جن مین کرم۔یوگ۔ بھگتی اور گیان کے مسئلون کی پوری پوری وضاحت کی گئی ہے۔ اس کتاب کا گرھستی بھی عاشق ہے اور بھگت بھی شیدائی ہے۔یوگی بھی اسکا دلدادہ ہے اور گیانی بھی فریفتہ ہے۔غرضیکہ ہر درجہ کا طالب حق اسکو پڑھتا ہے اور اپنی سمجھ کے موافق تسکین قلب ہو جانے سے یہ سمجھتا ہے کہ جیسا مین نے گیتا کو سمجھا ہے ویسا کوئی نہین سمجھا۔

چونکہ متلاشیان حق کرم۔یوگ بھگتی اور گیان ہی کے ذریعہ سے حق کو پاتے ہین لہذا یہان یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ یہ راستے کیا ہین اور کیسے ہین۔ دُنیا مین جتنے انسان ہین وہ چار حصّون مین تقسیم کیے جا سکتے ہین ایک وہ جو کچھ کام کرنے کے شائق ہوتے ہین۔ اِن کے دلون مین کام کرنے کا شوق بھرا ہوتا ہے کہ خالی نہ بیٹھو کچھ نہ کچھ ضرور کرتے رہو۔ ایسے آدمیون کی تعداد کثیر ہے اور یہ اپنے اور دوسرون کے لیے کام کرنا بہتر سمجھتے ہین۔ اُنکا قول ہے کہ جبتک جسم کا ساتھ ہے کام سے کوئی خالی نہین رہ سکتا آدمی کو چار و ناچار کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ دوسرون کی بھلائی مین اپنی بھی بھلائی دیکھتے ہین۔

دوسری قسم کے لوگ وہ ہین جو صرف اپنی روحانی ترقی کے لیے کام کرنے کا جوش رکھتے ہین۔ ایسے آدمیون کا دوسرا نام یوگی ہے۔ بالعموم یوگ اس غرض سے کیا جاتا ہے کہ کرنے والے مین سدّھیان اور شکتیان پیدا ہو جائین اور وہ اپنے ابنائے جنس مین ممتاز اور صاحب قدرت ہو جائے۔

تیسری قسم کے لوگ وہ ہین جنھین جذبات یا فیلنگس[1] زور پر ہوتے ہین - یہ عشق و محبت کی طرف کھینچے ہین - انکا مارگ بھگتی ہے -

چوتھی قسم کے لوگ وہ ہین جنکی عقل نہایت تیز ہوتی ہے اور بچار اور کشف ذات کی طرف مائل رہتے ہین - ان کا مارگ گیان ہے -

چونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ موکش بغیر گیان کے نہین ہوتی لہذا گیان کا درجہ سب سے اونچا مانا گیا ہے - گیان مارگ بہت کٹھن ہے گو بادی النظر مین آسان معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسمین کچھ کرنا کرانا نہین پڑتا - صرف بچار کا کام ہے مگر بچار آسان اور ہر شخص کا کام نہین ہے - اس کے لیے پختہ کار عقل - غور و فکر کرنے والی طبیعت اور فلسفانہ دماغ درکار ہے - یہان پر یہ سوال ہوتا ہے کہ جنھون نے ایسی عقل نہین پائی وہ کیا کرین - اور آیا اُنھین موکش ملے گی یا نہین اسکا جواب یہ ہے کہ ہمارا ہندو دھرم ہمہ گیر ہے اسمین سب ایک ہی لکڑی سے نہین ہانکے گئے ہین - بلکہ ہر طبیعت کے جذبات کو نگاہ مین رکھ کر اُسی کے مطابق تعلیم روحانیت دی ہے گیتا کی تعلیم مین یہ خوبی ہے کہ بھگوان جہان گیانی کو اونچا مقام دکھاتے ہین اور اُس پر چڑھنے کا طریقہ سکھاتے ہین وہین بھگت یوگی اور کرمی کو بھی ہاتھ کا سہارا دے کر ہونچایا چاہتے ہین تاکہ اُن کی تعلیم کے فیض سے خاص طبائع ہی فیضیاب نہ ہون بلکہ سب کو یکسان فیض روحانی حاصل ہو - بھگوان نے جن جن ذرائع سے ہر ایک کو گیان کے بام بلند پر چڑھنے کا راستہ بتایا ہے اُنکا بیان کرنے سے پہلے مین ایک مثال کے ذریعہ سے ہر ایک کی مجموعی حالت سمجھانا چاہتا ہون - اُس سے آیندہ ہر بات کے سمجھنے مین آسانی ہو گی -

[1] Feelings

فرض کرو کہ ایک بہت بڑا ریلوے اسٹیشن ہے جہان پر ہر پندرہ یا بیس منٹ کے بعد گاڑیاں آتی اور جاتی ہین - اب وہان ایک مسافر آتا ہے اور وہ کسی خاص مقام کا ٹکٹ لیے ہوے ہے اور وہ اُس گاڑی مین سوار ہونا چاہتا ہے جو اُسے اُسکی منزل مقصود پر پہونچا دے - اگر مسافر بالکل ناواقف ہے تو ہر ایک سے پوچھتا پھرتا ہے کہ کیون صاحب فلان جگہ جانے کی گاڑی کسوقت اور کس پلیٹ فارم سے جائیگی - اگر کوئی واقف کار ملگیا تو اُسنے صحیح صحیح پتہ بتا دیا اور وہ گاڑی مین سوار ہو کر اپنی منزل پر پہونچ گیا لیکن بجاے واقفکار کے اگر کوئی معمولی آدمی ملا جسے کسی بات کا علم ہی نہین یعنی ؎

او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

تو دو باتین ہوتی ہین یعنی اگر وہ نیک آدمی ہے تو فوراً کہدیتا ہے کہ بھائی مین خود ہی نہین جانتا تمھین کیا بتاؤن لیکن برعکس اس کے اگر شریر ہے تو اپنی جہالت کے چھپانے اور مشغلت جتلانے کے لیے کچھ نہ کچھ بتلا ہی دیتا ہے اور وہ مسافر بیچارہ اُس کے کہنے کے بموجب عمل کرتا ہے - اگر اندھے کے ہاتھ بٹیر لگ گئی اور اتفاقیہ صحیح گاڑی ملگئی تب تو خیریت ہے ورنہ غلط گاڑی مین بیٹھ گیا تو دوسرے مقام پر پہونچ جاتا ہے یا ہر کس و ناکس سے دریافت کرنے پر اُسکو غلطی معلوم ہوجاتی ہے اور وہ اُس گاڑی پر سوار ہی نہین ہوتا یا اگر غلطی سے سوار ہوگیا ہے تو کچھ دور جاکر اور غلطی معلوم ہوجانے پر واپس آتا ہے یا جرمانہ دیکر دوسرے مقام پر پہونچ جاتا ہے اور وہان سے ایک دور دراز راستہ سے منزل مقصود پر پہونچتا ہے -

اب ایک تعلیم یافتہ مسافر کو لیجیے - ایسا شخص جبکہ اسٹیشن پر پہونچتا ہے تو وہ ٹکٹ خرید کرکے اور کسی سے کچھ دریافت کیے بغیر اُس گھڑی کو جا کر دیکھ لیتا ہے جسمین یہ لکھا رہتا ہے کہ فلان گاڑی فلان پلیٹ فارم سے فلان وقت پر

جائے گی - وہ سیدھا اُسی پلیٹ فارم پر جاکر اپنی گاڑی مین بیٹھ جاتا ہے - اور سفر مقررہ طے کرکے منزل مقصود پر پہونچ جاتا ہے - مگر کبھی کبھی ایسا بھی دیکھنے مین آتا ہے کہ گھڑی مین پلیٹ فارم کا نمبر وہی لکھا ہے - جہان سے روزمرہ گاڑی روانہ ہوتی ہے لیکن کسی خاص ضرورت کی وجہ سے وہ گاڑی اُس پلیٹ فارم پر نہین ہوتی بلکہ دوسری جگہ ہوتی ہے اور اُسکی اصلی جگہ پر دوسری گاڑی کھڑی ملتی ہے - ایسے وقت مین تعلیم یافتہ مسافر بھی گمراہ ہوجاتا ہے - اور اگر اُس نے احتیاطاً کسی ریلوے ملازم سے دریافت نہین کرلیا ہے تو غلط مقام پر پہونچ جاتا ہے -

اب ان روزمرہ ہونے والی باتون کو ذرا نظر تعمق سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ان سے کیا سبق ملتا ہے - سٹیشن کیا ہے مذہبی دُنیا ہے اور وہان سے مختلف گاڑیون کا جانا بیشمار مذاہب اور فرقے ہین - (بڑے بڑے مذاہب میل ٹرین اور اکسپرس کہے جاسکتے ہین چھوٹے پسنجر اور مکسڈ سمجھے جاسکتے ہین اور اُس سے چھوٹے فرقے لوکل ٹرین کے نام سے موسوم کیے جاسکتے ہین) مسافر سے مراد طالب حق ہے - سٹیشن کے ملازم کیا ہین راہ طریقت کے واقفکار ہین - ایک معمولی مسافر اپنا ٹکٹ یعنی اعمال نیک لیکر عازم سفر ہوتا ہے (اگر اُس کے پاس ٹکٹ نہین ہے تو یا تو گاڑی مین سوار ہی نہین ہوسکتا یا پکڑے جانے پر نہایت ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے) اور ہر کس و ناکس سے راہ طریقت پوچھتا پھرتا ہے یعنی وہ یہ جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ کس ذریعہ سے منزل مقصود پر پہونچ جاؤن - اس طرح پر پوچھنے مین اُسے یہ بھی ہوش نہین رہتا کہ وہ مسافرون ہی سے پوچھ رہا ہے یا ریلوے کے ملازمون سے - اُسکو تو صرف یہ دُھن ہے کہ منزل پر پہونچانے والی گاڑی کا پتہ ملجائے - اگر کوئی واقفکار یعنی مرشد کامل خواہ وہ بھی ایک

مسافر ہو یا ریلوے ملازم ہو ملگیا تو اُسنے راستہ تبلادیا لیکن اگر اندھا گرو ملا اور بہکا دیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ غریب بھٹکتا پھریگا اور حیران ہو کر شاید یہ بھی کہنے لگے گا کہ ناحق یہان آیا اور گھر ہی پر کیون نہ بیٹھا رہا - اب دانشمند اور ذی ہوش طالب حق کو لیجیئے - وہ اُسی مسافر کے مانند کام کرتا ہے جو وقت اور پلیٹ فارم والی گھڑی کو دیکھ کر اپنی گاڑی تلاش کر لیتا ہے یعنی بغیر کسی کی رہبری کے ٹھیک راستہ پر پڑ جاتا ہے - یہان پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بغیر ٹکٹ یعنی اعمال نیک کے سفر نہین کیا جا سکتا - آدمی خواہ جاہل ہو یا عاقل - اور یہ کہ اُس کے لیے مرشد کامل کی بھی ضرورت ہے جو اُسکو اُس کے خریدے ہوئے ٹکٹ یعنی اعمال و میلان طبع کے موافق موزون راستہ پر ڈال دے - راہ عرفان مین بڑے بڑے عاقلون کے بھی بھٹک جانیکا اندیشہ ہے جیسا کہ ایک تعلیم یافتہ مسافر کیلئے بیان کیا گیا ہے کہ کبھی کبھی گاڑیون کے مقامات کے اَدل بَدل سے وہ غلط گاڑی مین بیٹھ کر تکلیفین اُٹھاتا ہے -

اب شائد تمھاری سمجھ مین آگیا ہوگا کہ اعمال نیک ہر حال مین ضروری ہین اور ہر شخص کو انکا پابند رہنا چاہیئے - رفتہ رفتہ جب ان کے ذریعہ سے دلی کثافت دور ہونے لگے تو کسی کامل شخص کے پاس جا کر راہ نجات دریافت کرے - وہ اُسکی لیاقت کے موافق اُسکو مناسب طریقہ تبلادیگا - یہی سری کرشن بھگوان کی تعلیم گیتا مین ہے -

اب ہر ایک مارگ کو علٰحدہ علٰحدہ لیجیئے -

کرم

کرم کا مسئلہ نہایت باریک اور ٹیڑھا ہے اسی پر سب دارومدار ہے اور اسکا بخوبی سمجھ لینا نہایت ضروری ہے - کرم اور کرم کے پھل ہمیشہ ساتھ چلتے ہین - جو

جیسا کرتا ہے ویسا پاتا ہے۔ بہت سے کرم ایسے ہوتے ہین۔ جنکا بدلہ فوراً ملجاتا ہے مگر کچھ ایسے بھی ہین جنکا نہین ملتا اور وہ دوسرے جنم کے لیے اکٹھا ہوتے رہتے ہین۔ اس لیئے بلحاظ زمانہ کرم کی تین قسمین ہین سنچت - پراربدھ اور کریامان سنچت کرم افعال ماضی کا خزانہ ہے اُسمین سے تھوڑے سے کرم جو پک چکے ہین اور نتیجہ پیدا کرنے کے قابل ہوگئے ہین لیکر پراربدھ تیار کی جاتی ہے اور اُسے بھوگنے کے لیے جنم ملتا ہے - اس جنم مین پراربدھ بھوگتے ہوے ہم نئے کام بھی کرتے ہین اور یہ نئے کام پھر سنچت بنجاتے ہین اور اسی طرح پر آواگون کا چکر چلتا رہتا ہے اور انسان مخلصی نہین پاتا۔ یہان پر بعض آدمی یہ اعتراض کرتے ہین کہ انسان نئے کرم کیونکر کرسکتا ہے وہ تو صرف پراربدھ بھوگتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ انسان کو خدا نے آزاد پیدا کیا ہے - ایسا نہین ہے کہ وہ بےبس ہوکر پراربدھ کے بہاؤ مین بہتا ہے جیسے لکڑی کا لٹھا دریا مین بہتا چلا جاتا ہے - بلکہ پراربدھ بھوگتے ہوے وہ نئے کرم کیونکر کرتا ہے یہ مین ایک مثال کے ذریعہ سے سمجھا دونگا - ایک شخص کسی دفتر مین نوکر ہے اور اُسکا فرض ہے کہ اپنے کار متعلقہ کو نہایت ہوشیاری اور دیانتداری سے انجام دے - اب اگر کوئی بیرونی شخص اپنی کسی غرض سے اس کے پاس آوے اور کچھ لالچ دیکر فریق مخالف کے مقابلہ مین جو شاید حق پر ہو اپنا کام نکال لیجائے تو اُس اہلکار نے جس نے رشوت ملیکر یہ ناجائز کام کردیا ایک ایسا کرم کیا جس کے کرنے یا نہ کرنے مین وہ خود مختار تھا - مگر وہ ہوا و ہوس مین پھنس کر ایک نیا کرم کر بیٹھا اسی طرح پر اور باتون کو قیاس کرلو - اسلیئے کرم کا چکر اُسی روز بند ہوسکیگا جب نئے کرم کرنا بند کردیے جائینگے اور یہ بہت مشکل ہے سوائے گیانیون کے دوسرے نہین کرسکتے - چونکہ کرم کے پھل کا ملنا ضروری ہے اور یہی بندھن کا باعث ہے اس لیئے کسی ایسے طریقہ کے جاننے کی ضرورت ہے کہ آدمی کرم بھی کرے

اور بندھن مین بھی نہ پھنسے۔ گیتا مین بھگوان ہدایت کرتے ہین کہ کرم کرو اور پھل کی خواہش نہ رکھو۔ کرم کرو اور اس مین من کا پھنساؤ نہ رکھو۔ کرم کرو اور کامیابی وناکامی پر بھول کر بھی دھیان نہ دو۔ غرض فرض کو فرض سمجھ کر بجالاؤ اور نتیجہ ایشور پر چھوڑ دو۔ اپنی خودی وخود غرضی کا قدم درمیان مین نہ لاؤ۔ ایسے کرم کو نشکام کرم کہتے ہین۔ یون تو ہر شخص دوسرون کو نشکام کرنے کی ہدایت کردیا کرتا ہے اور اپنے کو بھی نشکام کرمی ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر اصلی معنی مین نشکام کرم کرنا دل لگی نہین ہے زندہ درگور ہوجانا پڑتا ہے۔ آجکل جو کوئی چار پیسہ کا بھی سلوک کسی کے ساتھ کرتا ہے تو اس امر کا خواہشمند رہتا ہے کہ وہ احسانمند ہو اور خواہ اُسکی تعریف اُس کے منھ پر نہ کرے مگر دوسرون سے ضرور کہے کہ فلان شخص بڑے نیک ہین اُنھون نے میرے ساتھ فلان سلوک کیا۔ کرم محض دوسرون کی بھلائی کے لیے کرنے چاہئین اور اُس مین اپنی غرض شامل نہ رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ جو کرم محض نافع الناس ہین اور جنمین خودی شامل نہین ہے وہ باعث گرفتاری نہین ہوتے۔ ہر ایک فرض کو بلا لحاظ نیکنامی وبدنامی۔ فتح یا شکست۔ خوشی یا رنج۔ راحت یا آرام۔ نفع یا نقصان کے ادا کرنا چاہیئے جس طرح آفتاب کی روشنی اور بارش اچھے بُرے سب مقامات پہ ہوتی ہے ویسے ہی انسان کے افعال کا حال ہونا چاہیئے۔ سب کام اس لیے کرنے چاہیین کہ ہم سب پرماتما کے نزدیک ایک ہین اور ادائگی فرض مین کسی راحت۔ ثواب۔ دنیوی منفعت یا آخرت کے انعام کی خواہش نہ ہونی چاہیئے۔ اس طور پر کیا ہوا کرم سچا یوگ سچی تپاسنا اور سچا سنیاس ہے۔

نشکام کرم کی اصلیت اور اُس کے فوائد معلوم ہونے کے بعد اس امر کے جاننے کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ کون سے کرم ہین جو کرنے کے لائق ہین اور کون سے ایسے ہین

جو کرنے کے لائق نہین ہین - کونسا کام اپنے فرض مین داخل ہے اور کونسا نہین ہے اسکا تصفیہ بہت بڑی دانشمندی کی ضرورت رکھتا ہے بغیر اس کے جانے ہوے اکثر لوگ دھوکا کھا جاتے ہین - سنو مین بتلاتا ہون کہ انسانی فرض کیا ہے اور کون سے کام کرنے کے لائق ہین - وہ کام جو دھرم کے ہین کرنے کے لائق ہین یعنی جنسے خلق خدا کا بھلا ہو مگر اس کے ساتھ ساتھ اپنا آتم کلیان بھی ہو اور وہ کرم جنسے صرف دوسرون کا ہی بھلا ہو اور اپنے آتم کلیان کے بجاے نقصان ہو ادھرم مین شمار کیے جاتے ہین - مثال اُسکی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص چوری یا بے ایمانی سے روپیہ پیدا کرکے اپنے خاندان کی پرورش و پرداخت کرے تو گو ایسے کرمون سے دوسرون کی بھلائی ہوتی ہے لیکن وہ ہماری روحانی ترقی مین رکاوٹ پیدا کرتے ہین اس لیے دھرم نہین ادھرم کے کام ہین - چنانچہ اس اصول کی بنیاد پر کرمون کی پانچ قسمین کی جاسکتی ہین اور اُن ہی کے موافق انسان کو کرم کرتے رہنا چاہیئے -

(۱) وہ کرم جو کوئی شخص اپنی روحانی ترقی کے لیے کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ خلق خدا کا بھی بھلا کرتا ہے اعلی درجہ کا ہے -

(۲) وہ کرم جو انسان صرف اپنی روحانی ترقی کے لیے کرتا ہے اور کسی طبقہ یا سوسائٹی کا بھلا نہین کرتا تو وہ شبھ یعنی نیک کرم ضرور ہے مگر دوسرے درجہ کا ہے -

(۳) وہ کرم جو کرنے والے کی نہ تو روحانی ترقی مین معاون ہو نہ تنزل مین بلکہ صرف دُنیا کی بھلائی کے لیے کیا جاتا ہو وہ بھی نیک کرم کہلائے جاتے کے قابل ہے لیکن تیسرے درجہ کا ہے -

(۴) جس کرم سے کرنے والے کی روحانی ترقی تو نہ ہوتی ہو بلکہ تنزل ہوتا ہو اور جس سے صرف کسی طبقہ یا سماج کا بھلا ہو وہ پاپ روپ کرم ہے اچھا کرم نہین ہے -

(۵) اور جس کرم سے نہ کرنے والے کا ذاتی کلیان ہو اور نہ دنیا کا بھلا ہو۔ وہ نہایت ہی نکمّا کرم اور بالکل ادھرم روپ ہے۔

ان کے ذریعہ سے انسان اپنے فرض کو آسانی سے پہچانتا ہوا سب کام کرسکتا ہے اُسکو چاہیئے کہ صرف دھرم کے کام کرے اور وہ بھی شل گیانی کے بے لوث ہوکر نشکام روپ سے کرے تاکہ بندھن مین نہ پھنسے۔ فرض کو محض فرض سمجھکر بجالاوے اور آپ بے تعلق رہے رفتہ رفتہ یہی بے تعلقی کی نظر ایک دن اسے گیان کے بام بلند پر پہونچاوے گی۔ جہان سے وہ دنیا کو محض تماشے کی طرح دیکھنے لگے گا اور یہان آکر کرمی اور گیانی دونون ایک ہو جائینگے۔

یوگ اور تپ

ایک آدمی گرمی کے موسم مین دوپہر کے وقت اپنے چارون طرف آگ جلاکر بیچ مین بیٹھ جاتا ہے اوپر سے کڑکڑاتی دھوپ پڑتی ہے اور نیچے چارون طرف سے آگ کے شعلے نکلتے ہین مگر وہ اس گرمی کو برداشت کرتاہے۔ کیون؟ اس لیے کہ اُس کے خیال مین یہ پنچ اگنی تپ ہے۔ پھر جاڑے کے موسم مین پانی کے اندر رات بسر کرتا ہے اس لیے کہ ایسا کرنا وہ تپ مانتاہے۔ وہ یہ نہین غور کرتا کہ اگر یہی کام تپ مین شمار کیے جاسکتے تو آگ مین ۲۴ گھنٹہ رہنے والا سمندر کیڑا اور دریاؤن مین رہنے والے نہنگ اور مچھلیان سب سے زیادہ تپسوی مانے جانے کے قابل ہین اور دیکھو کہ ایک دوسرا شخص پاؤن مین رسّا ڈال کر اولٹا لٹکتا اور جھولتا رہتا ہے۔ کوئی شخص ہے جو لوہے کی سیخون کو اپنا بستر بناکر اُس پر سیٹ کر دن رات کاٹتا ہے۔ کوئی آدمی ہے کہ اپنے ہاتھ کو اوپر ہی اُٹھائے رکھتا ہے اور رفتہ رفتہ اُسے خشک کر دیتا ہے۔ یہ سب اسی لیے ہے کہ وہ اور دیگر اشخاص بھی ایسے ہی کامون کو تپ سمجھتے ہین۔ وہ سمجھتے ہین کہ جسم کو تپانے اور تکلیف دینے کا ہی نام تپ ہے

مگر یہ اُنکی غلطی ہے جسم کو تکلیف دینے ہی کا نام تپ نہین ہوتا اور نہ ایسے تپانے کا نام ہی تپیا ہے جیسے ہیرے کو خوب جلانے سے کوئلہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ اپنی پہلی قیمت کو بھی کھو بیٹھتا ہے بلکہ تپ ایسے تپانے کا نام ہے جیسے سونا آگ مین تپانے سے کندن ہوجاتا ہے اُسکا میل دُور ہوجاتا ہے اور دمک بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح ہر جو شخص تپ کرتا ہے اُس کے گناہ دور ہوجاتے ہین اور تیج بڑھ جاتا ہے۔

بھگوت گیتا مین لکھا ہے کہ جو شخص اُن گھور تپون کو کرتے ہین جنکا شاستر مین بیان نہین ہے وہ لوگ مغرور ہین اور خواہشات کے پنجے مین جکڑے ہوے ہین وہ بیوقوف بے فائدہ اپنے جسم کو کمزور بناتے اور جیو آتما کو تکلیف دیتے ہین اس طرح پر تین قسم کے تپون کا بیان کرکے پھر اُن تین قسم کے تپون مین ہر ایک تپ ساتوک راجس اور تامس بھید سے تین قسم کا بتلایا ہے۔ گیتا کے ادھیاے ۱۷ اشلوک ۱۷۔۱۹ مین لکھا ہے کہ جب انسان نتیجہ کی خواہش کو ترک کرکے نشکام ہوکر اس تین طرح کے تپ کو نہایت عقیدتمندی کے ساتھ کرتا ہے۔ تب یہ ساتوک کہلاتا ہے اور جو تپ عزت۔ شہرت اور پوجا کے لیے کیا جاتا ہے یا غرور سے کیا جاتا ہے وہ چنچل قائم نہ رہنے والا راجس کہلاتا ہے اور جو جہالت کی وجہ سے محض ضداً اپنے جسم کو تکلیف دیکر یا دوسرے کی ایذا رسانی کے لیے کیا جاتا ہے وہ تامسی تپ کہلاتا ہے۔ یہ فرق اس لیے بتلائے گئے ہین تاکہ تامس اور راجس کو چھوڑکر انسان ساتوک تپ کو کیا کرے۔

منوسمرتی ادھیاے ۱۱ (گیارہ) مین برہمن کا تپ گیان چھتری کا رکشھا ویش کا کاشتکاری۔ تجارت اور مویشیون کے ذریعہ سے دولت پیدا کرنا اور پھر اُسکو احکام شاستر کے مطابق خرچ کرکے ارتھ اور پرمارتھ کو حاصل کرنا اور شودھ کا

تپ سیوا بتلایا ہے۔

مدگل کا پُتر ناک بتلاتا ہے کہ وید کا پڑھنا اور پڑھانا بھی تپ ہے۔ اپنشد مین لکھا ہے کہ سرلتا تپ ہے۔ سچائی تپ ہے۔ شاستر کا سُننا تپ ہے اندریون کا قابو مین کرنا تپ ہے۔ من کا روکنا تپ ہے۔ دان تپ ہے۔ یگیہ تپ ہے۔ پرانون کے دینے والے مصیبت سے بچانے والے سرو جسم برہم کی اُپاسنا کرنا تپ ہے۔

سری کرشن مہاراج تپ کی تین قسمین بتلاتے ہین۔ اول کایک یعنی شریر کا تپ۔ دوئم واچک یعنی بانی کا تپ اور سوئم مانسک یعنی من کا تپ۔

کایک تپ۔ دیو۔ گورو۔ آچاریہ۔ والدین اور دوانون کی عزت اور خدمت کرنا۔ اور جسم کی صفائی۔ سرلتا۔ برہمچریہ اور اہنسا شاریرک تپ کہلاتا ہے۔

نوٹ:۔ جسمانی صفائی کئی طرح کی ہوتی ہین جیسے پانی وغیرہ سے باہری جسم کی صفائی ہوتی ہے۔ مگر دھرم شاستر مین دولت کی صفائی کو سب سے بڑھ کر مانا ہے جسم اناج سے بنتا ہے۔ اس لیے اگر اناج ادھرم سے کمایا گیا ہے تو شریر بھی ناپاک مانا جائیگا۔

واچک تپ۔ ایسی بات نہ کہنا جس سے کسی کو صدمہ پہونچے۔ خوف پیدا ہو یا تکلیف ملے۔ بات سچ ہو مگر وہ سچ پیارا اور نفع رسان ہو۔ ویدون کا پڑھنا اور ویدون کے احکام کی اشاعت کرنا واچک تپ کہلاتا ہے۔

مانسک تپ۔ من کو شانت و نرمل رکھنا۔ من کا دوسرون کی بھلائی مین بھیگتے رہنا۔ من سے زبان کی روانی کو قابو مین رکھنا۔ من کو بس مین رکھنا

لہ جیسا من ہو ویسی ہی شاریرک چیشٹا بنائے رکھنا۔

شدھ بھاؤ رہنا یعنی کسی معاملہ مین کسی کے ساتھ کپٹ نہ کرنا اور من کے سنکلپ کا شدھ ہونا مانسک تپ کہلاتا ہے۔

وہ تپ جس کے تپنے سے برھم ہتیا جیسے گناہ عظیم دور ہو جاتے ہین یہی تپ ہے نہ کہ ہاتھ کو اوپر اُٹھا کر سُکھا ڈالنا وغیرہ۔ وہ تپ جس سے موت پر فتح حاصل کی جا سکتی ہے وہ ہے جسکا نقشہ سری کرشن بھگوان اور منوجی مہاراج وغیرہ رشیون نے کھینچا ہے نہ کہ وہ جسمین غرور کے ساتھ جیٹھ بیساکھ کی گرمی مین چارون طرف آگ سُلگا کر جسم جھلس لیا جاوے۔

اب یوگ کو لو۔ یوگ کے معنی ہین چت کی برتی کو روکنا۔ چت سے مراد من ہے من مین ہر وقت مختلف باتین اور صورتین پیدا ہوتی رہتی ہین اور پھر غائب ہو جایا کرتی ہین۔ اس لیے من کو ہر چہار طرف سے کھینچکر ایک نقطہ پر لگانا یوگ کا کام ہے۔ یوگ کی نسبت عام طور پر یہ غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے کہ یہ ایک عجیب غریب طرح کا عمل ہے اور اس کے جاننے والے اب نہین رہے۔ مین کہتا ہون کہ اس قسم کے خیالات غلطی پر مبنی ہین۔ اگر کوئی اس شاستر کو بغور پڑھین تو انہین معلوم ہو جائے گا کہ اسکا منشا اخلاق کی درستی حصول شانتی اور بالآخر مکتی ہے۔ گو اسکا فلسفہ سانکھ شاستر پر مبنی ہے مگر یہ کرمیون۔ بھگتون اور گیانیون کے لیے بھی ویسا ہی مفید ہے جیسا کہ عملی یوگیون کے لیے۔ اسکی تعلیم اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اسمین علم و عمل۔ ابھیاس۔ گیان۔ سب ہی کچھ ہے۔ ابھیاس یوگ کا صرف ایک جزو ضعیف ہے۔ یوگ تو بڑی بھاری شے ہے جسمین تھوڑا سا حصہ ابھیاس کا بھی ہے۔ فقط خاص خاص سادھون یا درشنون کا نام یوگ نہین ہے۔

ارجن نے جب من کے روکنے کی دقتین بھگوان سے بیان کی تھین تو بھگوان نے اُس کے جواب مین کہا تھا کہ اسمین شک نہین کہ من کا روکنا بڑا مشکل کام ہے

لیکن ویراگ اور ابھیاس سے من قابو مین کیا جا سکتا ہے - اب دیکھیے کہ من کے روکنے کی دو تدابیر بتلائی گئی ہین - ویراگ اور ابھیاس - ویراگ خاص گیانون کا حصہ ہے - اسمین دُنیا مثل خواب کے دیکھی جاتی ہے اور اپنے آپ کو محض ناظر سمجھا جاتا ہے - زبان سے کہدینا کہ دُنیا خواب ہے بالکل سہل ہے مگر بچار کے ذریعہ سے اُسکو ذہن نشین کرنا اور در حقیقت ویسا ہی سمجھنا نہایت مشکل ہے اور ہر ایک کا کام نہین ہے کہ وہ کر سکے اس لیے بھگوان نے دوسری تدبیر بھی بتلادی کہ اگر بچار کے ذریعہ سے کوئی شخص من کو بس مین نہین کر سکتا تو ابھیاس یا یوگ کے ذریعہ سے کرے - یوگ مین وہ طریقے بتلائے جاتے ہین جنسے خیالات ایک نقطہ پر جم جائین جب خیالات سمیٹ کر دوسری طرف لگا دیے جائینگے تو تکلیف راحت مین تبدیل ہو جائیگی کیونکہ من ہی محسوس کرتا ہے اگر من کسی دوسری طرف ہے اور اُس وقت کوئی جسمانی چوٹ لگ جاے تو محسوس نہین ہوتی - ہان جب من یکسوئی کی حالت سے ہٹ جاتا ہے تب چوٹ محسوس ہونے لگتی ہے - غرضیکہ یوگ کے ذریعہ سے من کا پھیلاو سمٹ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ دُکھ دور ہو کر سمادھی کا سُکھ آجاتا ہے - حاصل کلام یہ ہے کہ اصلی معنی مین جسے یوگ کہتے ہین وہ بہت اونچا ہے - بھگوان کو سدھیون اور شکتیون سے مطلق سروکار نہین ہے کیونکہ یہ محض بندھن ہین - ان کی بجاے انھون نے یوگی کو دھیان کا وہ طریق بتایا ہے جس سے وہ سمادھی کی حالت بہم پہونچا سکے - اس حالت مین دوئی اُڑجاتی ہے اور ایک آنند کی حالت مین آدمی مگن رہتا ہے جو یکتائی کی حالت ہے ایسا آدمی سمادھی سے اُٹھنے کے وقت عالم کثرت کی دوئی مین پھنسا نہ رہیگا - بلکہ گیانی کی طرح جیون مکتون کی زندگی بسر کرے گا -

بھگتی

بسری کرشن مہاراج نے اپنی زبان مبارک سے گیتا شاستر کے ششتم ادھیائے مین ارجن سے یہ فرمایا ہے کہ

" جو مجھے سب شے مین مقیم اور وحدت مین قائم جان کر پوجتا ہے وہ ہر حالت مین رہتے ہوئے بھی مجھ مین واصل ہے"

اس لیے تصور ذات حق ہی اُسکا پوجن ہے مگر یہ تصور صدق دل سے چاہیے۔ بعض لوگ صرف عام لوگون کے دکھلانے کے لیے کہ ہم بھی عابد اور زاہد ہین پرماتما کی یاد مین آنکھین بند کر کے بیٹھتے ہین اور طرح طرح سے اُسکی پوجا کرتے ہین مگر جو پوجا دل سے نہین کی جاتی اُس سے کوئی نیک نتیجہ نہین نکل سکتا۔ اصل پوجا اور دھیان وہی ہے جسمین اصل سے وصل ہو جاوے اور کسی قسم کا فصل باقی نہ رہے۔ من تو شدم تو من شدی کا نقشہ ہو جاوے۔ آجکل اگر کسی کے کہنے سُننے سے یا دکھلاوے کے طور پر کوئی پوجن کرنے بیٹھا تو بس بیٹھنے کی دیر تھی۔ مقدمہ کی فکر۔ سفر کا خیال۔ روزگار کا کھٹکا۔ خانہ داری کے جھگڑے۔ گرہستی کے جنجال۔ غرضیکہ ایک نہین پچاسون طرح کے وسوسے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔ برسون کی بھولی بسری ہوئی باتین ذہن مین آنے لگین۔ ان ہی وجوہات سے بہتون نے یہ وظیفہ ہی چھوڑ دیا مگر بعض بزرگون نے ان کے دور کرنے کی بہت کوشش کی اور کہا کہ ایسا کرو ویسا کرو تب دھیان لگے گا۔ یہ سب ان ہی کی کوششون کا نتیجہ ہے کہ بعض لوگ لولا لنگڑا پوجن کسی نہ کسی طرح کر لیتے ہین۔ وجہ یہ ہے کہ آجکل لوگون نے اپنے پیٹ کا دوزخ بھرنے اور تن ڈھانکنے کے واسطے نہ صرف اپنے بلکہ اپنے پورے جسم کو دوسرون کے ہاتھ چند سکون کے معاوضہ مین رہن یا فروخت کر دیا ہے۔ پوجن کا وقت آ گیا ہے مگر

توگویا گلے کا طوق ہی ہوئی ہے۔ اگر کاروباری ہین توکسی حالت مین فراغت وچین نہین ملتا کہ آدھ گھنٹہ باطمینان پوجن کرلین مگر کیا کرین دُنیا کو دکھلانے کے لیے جس طرح ہوتا ہے جلدی جلدی ختم کر کے دل کو تسکین دے لیتے ہین کہ چلو خدا کا فرض ادا کردیا......... ایسے پوجن سے اگر اُنھین کوئی فائدہ نہ ہو تو اُس مین پوجن کا کیا قصور۔ ہان اگر صدق دل سے اور یکسوئیت کی حالت مین دو گھڑی بھی دھیان کرلیا جائے توکچھ دنون بعد وہ اپنا پھل لائے بغیر نہین رہ سکتا۔

پرماتما کا پوجن چراغ۔ عود۔ پھول۔ صندل اور زعفران سے نہین ہوتا بلکہ اُسکی پوجن کے لیے ذات مین محویت شرط ہے۔ دلی تصوّر اور دلی رجوع سے پرماتما کی پوجن ہر وقت ہوسکتی ہے۔ دھوپ دیپ وغیرہ اگر نہ ہون توکچھ حرج نہین بشرطیکہ دلی صفائی اور دلی اخلاص سے اُسکی پاک جناب مین رجوع ہو جس طرح سے ہوسکے اور جب موقع ملے اُٹھتے بیٹھتے۔ چلتے۔ پھرتے۔ سوتے جاگتے اُسی کا تصوّر کرو۔ تصوّر ذات حق سے بڑھکر کوئی اُسکی عبادت نہین جو اُس کے تصوّر مین محو رہتے ہین اُن کی نسبت وہ جانتا ہے کہ یہ میرے سچے بندے ہین اور میرے سوا غیر سے کام نہین رکھتے اور جب وہ یہ جانتا ہے تو یقین لیتا ہے کہ یہ لائق العنایت اور واجب الالطاف ہین اور اُنکا بیڑا پار کردیتا ہے۔

جو کچھ حاصل ہو اُس سے نفرت یا اُلفت نہ کرنا چاہیئے۔ ہمیشہ قانع اور متوکل رہنا چاہیئے۔ ہر وقت اُسی کی یاد رہنا چاہیئے۔ جو ہر دم اُسکو یاد رکھتے ہین یا حاضر و ناظر جانتے ہین وہ بہت ہی کم ممنوعات کے پاس جاتے ہین۔ اس طریقہ پر مشق عبادت کرنے سے خواہشین معدوم ہوجاتی ہین اور مرغوب سے رغبت اور نامرغوب سے نفرت نہین رہتی۔ انسان کو چاہیئے کہ مصیبت اور راحت کے وقت

ایک ہی سی عقیدت اُسکی جناب میں رکھے اور یہ سمجھے کہ جو کچھ ہے اُسی ذات بابرکات کا ظہور ہے اور غیر از حق جو کچھ نظر آتا ہے وہ وہم وگمان ہے۔ دوست ودشمن رنج وراحت۔ عزت وذلت۔ بھلا و بُرا۔ عاقل وجاہل۔ نیک وبد۔ امیر وغریب تعریف ومذمت کو مساوی جانے۔ ان باتون کو سمجھتے ہوے جو دل سے تصور ذات الٰہی مین مصروف رہتے ہین وہ منتہاے مراتب کو حاصل کرلیتے ہین اور جب رنج وراحت کو یکسان سمجھ کر محو فی الحق ہوجاتے ہین تب سرور دائمی حاصل ہوتا ہے۔ جبتک ساجد مسجود اور سجدہ ایک نہ ہوجاوین تب تک لطف عبادت نہین معلوم ہوتا۔

پریم کے تین درجے ہین اور اُن درجون کی مثال پتھر۔ کپڑا اور مصری سے دی جاسکتی ہے۔ معمولی بھگت وہ ہے جو مثل اُس پتھر کے ہے جو پریم روپی جل مین ڈوب توجاتا ہے مگر باہر نکلنے پر خشک ہوجاتا ہے۔ پریم کا رنگ اندر تک نہین پہونچنے پاتا۔ اس سے بہتر بھگت وہ ہے جو مثل اُس کپڑے کی گڑیہ کے ہے جو پانی سے اندر باہر بھیگ کر بالکل تر ہوجاتی ہے اور پریم روپی جل ٹپکایا کرتی ہے۔ مگر اوّل درجہ کا بھگت وہ ہے جو مصری کی ڈلی کی طرح جل مین گھُلکر جل روپ ہوجاتا ہے۔

گیتا مین اُس بھگتی کی تعلیم نہین ہے جو آدمی کو غلام بنائے رکھے اور اونچا نہ اُٹھنے دے بلکہ دیالو بھگوان بھگت کو وہ طریقہ بتاتے ہین جنسے بندغلامی سے آزاد ہوکر گیانی کے درجہ پر پہونچ جاوے۔ زینہ چار ہین۔ بھگت کو چاہیے کہ اوّل وہ فضائل اخلاق اپنی ذات مین پیدا کرے جو گیتا کے بارھوین ادھیائے مین مذکور ہین۔ مثلاً کسی ذیحیات سے دشمنی نہ کرنا۔ سب کا دوست بنا رہنا۔ رحمدل ہونا وغیرہ وغیرہ۔ دوسرے بھگوان کی منوہر مورتی کا دھیان کرتے رہنا تیسرے

ہر شے مین ظہور قدرت دیکھنا - سمندر - پہاڑ - دریا - میدان - درخت - جانور - آدمی - صاف مطلع - بادل - طوفان - چاند - سورج - بجلی - کھیت - باغ - جنگل - آبادی - غرضیکہ کوئی شے جمال یا جلال یار سے خالی نہین ہے.........

بھگوان نے گیتا مین جو یہ کہا ہے کہ مین ویدون مین سام وید ہون ۔ دیوتاؤن مین اندر ہون - اندریون مین من ہون - درختون مین پیپل ہون وغیرہ اسکا مطلب صرف یہ ہے کہ انسان ابتدا مین اگر کل کائنات مین میرا ظہور نہ دیکھ سکے تو ہر طرح کی چیز مین کسی خاص چیز کو سمجھے اور دھیان کرے اصل غرض یہ ہے کہ ہر شے مین خدا کا جلوہ دیکھے اور رفتہ رفتہ کثرت سے وحدت کی طرف آتا جائے - بھگت کو چاہیئے کہ وہ ہر چیز کو دیکھے اور سراہے کہ دھنیہ ہے اپنی صنعتون مین صانع خود جلوہ گر ہو رہا ہے - یہ نظر بہم پہونچانا بھگت کا عین فرض ہے - چوتھے علیحدہ علیحدہ ہر شے کو نہ دیکھے بلکہ کل کائنات کو اس نگاہ سے دیکھے کہ بھگوان براٹ روپ کا درشن دے رہے ہین وہ اپنے آپ تک کو بھول کر اپنے محبوب کے عشق مین ایسا مست ہو جائے کہ اسکو اپنے جسم کی حفاظت کرنے کی مہلت رہے اور نہ کسی سادھن سے سروکار رہے بس اپنا معشوق ہر جگہ دکھائی پڑے جیسا کہ گیتا کے گیارھوین ادھیائے مین دکھایا گیا ہے - یہان آکر دوئی اڑ جاتی ہے اور یکتائی کی نظر بہم پہونچکر بھگت اور گیانی ایک ہو جاتے ہین -

گیان

گیان کا ادھکاری بچار شیل آدمی ہوتا ہے جو صفائے عقل سے گیان کے بام بلند پر چڑھتا ہے - بھگوان کرشن چندر نے کہا ہے کہ جب بہت سے یعنی بیشمار جنم گذر چکتے ہین اسوقت جاکر کہین گیان تکمیل کو پہونچتا ہے اور یہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ یہان ایک ہی ذات بسیط محیط ہے اور اسی مین مایا کا تماشا جلوہ نما ہے

چنانچہ اٹھارھوین ادھیاے مین فرماتے ہین کہ جب انسان کی نظر ایسی ہوجاتی ہے اُس وقت اُس پر لفظ بینا کا اطلاق ہوتا ہے ورنہ آنکھین ہوتے ہوے وہ نابینا ہے وجہ یہ ہے کہ اگیان کے اندھیرے مین اُسے نظر نہین آتا یا کچھ کا کچھ دیکھتا رہتا ہے پس جو شخص بچار سے کام لیتے ہین اور ہمیشہ مشق کرتے رہتے ہین اُن کے لیے ایک دن وہ آتا ہے جب اُنکو آنند اور شانتی کا ایک بحر ناپیداکنار دکھائی پڑتا ہے۔ جب خودی اور خودغرضی کے دائرہ سے انسان باہر آجاتا ہے تو بے لوث مہاتما ہوجاتا ہے۔ ایسے ہی بزرگ ہر ملک و قوم و زمانہ مین فیض رسانی خلائق کے کارہاے عظیم انجام دیتے ہین۔

خودی اور خودغرضی کا دائرہ تنگ ہے اور تنگدل آدمی کچھ نہین کرسکتا محض نمائشی دوکاندار ہوتا ہے۔ اس خودی کو چھوڑکر اوپر اُٹھ جانا چاہیے۔ خودی کے دور ہوتے ہی آتما کا ساکشات گیان ہوجاتا ہے جس سے اودّیا دور ہوجاتی ہے اور اُس کے دور ہوتے ہی اُس کے کام سنسار اور کرم بندھن سب مٹجاتے ہین صرف آتما سچدانند روپ ہے وہ ہی وہ رہ جاتا ہے اور اُس حالت مین دوسری کوئی شے نہین رہتی وہ دیکھتا ہے کہ جو کچھ نظر آرہا ہے سب خواب کا سا نقشہ ہے اور مایا کا کھیل ہے۔ دراصل میرا آتم روپ جو سچدانند سروپ ہے وہی کل پر محیط ہے یعنی ظاہر و باطن جو کچھ ہون مین ہی ہون۔ اسکو "اہم برھماسمی" کہتے ہین اسکی نظر مین دوسری کوئی شے نہین رہتی اور اُس وقت جو آنند ملتا ہے اُسکا شاسترون اور اپنشدون مین ذکر ہے۔ جو اس آنند کو محسوس کرتے ہین وہ جیون مکت کہلاتے ہین

الغرض گیتا مین بھگوان کرمی۔ یوگی۔ بھگت اور گیانی چارون کو ایک ہی منزل کی طرف لے جاتے ہین۔ کرمی کو ہدایت ہے کہ وہ اپنے تمام کرم بھگوان سے

ارپن کردے - یوگی کو ہدایت ہے کہ وہ ایک بھگوان کا دھیان کیا کرے -
بھگت کو ہدایت ہے کہ وہ سب دھرمون کو چھوڑ کر بھگوان کا ہو رہے - اور
گیانی کو یہ ہدایت ہے کہ وہ سب کو ایک باسدیو یا برمھ روپ دیکھے - ایسا
کرنے سے چارون طرح کے آدمی جنمین دنیا کے سب آدمی آگئے موکش کے
ادھکاری بنتے ہین - یہ گیتا کی تعلیم ہے جسمین ہر شخص کو ترقی کا راستہ دکھایا گیا ہے -
اسی لیے یہ ہر دلعزیز سب ہے اور اسکا اُپدیش ہمہ گیر و عالمگیر ہے - مبارک ہین
وہ لوگ جو اس تعلیم سے فیض اُٹھاتے ہین اور دُنیا و آخرت کی بہبودی کے
حصہ دار بنتے ہین -

ہر مذہب اور ہر مارگ کا اصل اصول ایک ہے صرف فروعات مین فرق ہے
لہذا فروعات کے جھگڑے مین نہ پڑکر اصول پر نظر رکھنی چاہیئے - قرآن، انجیل، وید
ژند اوستھا اور گرو گرنتھ صاحب الغرض ہر مذہبی کتاب مین ایک ہی طرح کے
سچے مذہبی مسائل پائے جاتے ہین خواہ کسی نام سے ہون - سب ہی لوگ قادر مطلق
اور خالق ارض و سما کے حکم کے مطابق چلنے کو اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہین - سچ بولنا - غصہ
اور شہوت پر قابو رکھنا - تکبر سے بچنا - چوری نہ کرنا - سب پر رحم کی نظر رکھنا - اپنی
سب حاجتون کو پیدا کنندہ سے عاجزی کے ساتھ مانگنا - کسی دوسرے کو خدائی
کے درجہ کے لائق نہ سمجھنا وغیرہ وغیرہ ہر ایک مذہب جُداگانہ طور سے سکھلاتا ہے
اب رہا قاعدہ پرستش وہ ہر مذہب کے واسطے جُداگانہ ہے - کوئی مشرق کی طرف منھ
کرکے بیٹھتا ہے - کوئی مغرب کی جانب - کوئی مکان کو بند کرکے گوشہ تنہائی مین
بیٹھ کر دھیان مین مصروف ہوتا ہے اور کوئی میدان مین آسن جما کر بیٹھتا ہے -
گو طریقے سب جدا جدا ہین مگر حاصل مطلب سب کا ایک ہی ہے - ہر مذہب مین

جتنے بھی مہاتما- صوفی یا اولیائے کرام ہوئے ہین سب کے کلام ایسے ہین جنمین صلح کل کی تعلیم ہے اور مساجد و مندر- دیر و کعبہ ایک سمجھا گیا ہے اور نبی نوع انسان کو صلح و آشتی کی ہدایت کی ہے- مثلاً گورو نانک صاحب- کبیر داس جی خواجہ حافظ شیرازی اور مولانا روم علیہ الرحمۃ کے نام نامی پیش کیے جا سکتے ہین- ان فقرا کے کلام پاک سے یہی نتائج اخذ کیے جا سکتے ہین کہ حقیقت مین اہل باطن اور مردان خدا کی نظرون مین تمام مذاہب کے پیرو یکسان ہین-

اب سوال یہ باقی رہا کہ خدا خوش کس مذہب والے سے ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر مذہب مین جو نیک ہوگا اور دل آزاری خلائق سے متنفر ہوگا وہی مقبول و برگزیدہ ہوگا- میرا یہ مطلب ہرگز نہین ہے کہ لوگ اپنے اپنے مذاہب کی پابندی نہ کرین بلکہ سب اپنے اپنے طریق پر عبادت و پرستش الٰہی مین مشغول رہین- اگر مذہبی معاملات مین کچھ ظاہری اختلافات رونما ہون تو اُنکو رواداری سے رفع کرین اور اپنے دل مین غور کرلین کہ دنیا کے کُل انسان ایک ہی خدا کے بندے ہین اور اپنے اپنے عقائد کے مطابق اُس کی یاد مین مشغول ہین اور وہ سب قابل قبولیت و مغفرت ہین-

اب صرف ہندو مذہب کے مختلف مارگون کو لیجیے- ان مین بھی صرف ظاہری فرق ہے نفس مطلب سب کا ایک ہے- ایک کوئی بات فرض کرکے اپنا مطلب حل کر لیتا ہے اور دوسرا کوئی اور طرح مان کر مدعا برآر ہو جاتا ہے مگر اصل اصول کو کسی نے بھی نظر انداز نہین کیا ہے-

رباعی

تقریرین مختلف ہین مگر مدعا ہے ایک
شمع و چراغ و آئینہ و برق و مہر و ماہ

باجے ہزارون بجتے ہین لیکن صدا ہے ایک
جلوے ہین لاکھو رنگ کے جلوہ نما ہی ایک

ہمارے چھو شاستر اور مختلف اپنشدون کی تعلیم مبتدی کو بالعموم ایک چکر مین ڈال دیتی ہے اور اُسے یہ سمجھنے مین دقّت ہونے لگتی ہے کہ کون سی بات سچ ہے اور کون سی جھوٹ - لیکن شاستر کے بیچ بچار اور ست سنگ سے یہ عقدہ آخرکار حل ہوجاتا ہے کہ ہمارے یہان آزادی کا لحاظ رکھا گیا ہے جو شاستر کار جس راستہ سے منزل مقصود پر پہونچا ہے اُسی کا اُسے پورا پورا علم ہے اور وہی اُسنے حوالہ قلم کیا ہے - لہذا متلاشی حق کا فرض ہے کہ وہ اپنی لیاقت اور ہمت کے موافق جس راستے کو چاہے اختیار کرے - کل راستے ایک مرکز پر جاکر ختم ہوجاتے ہین - کرم - یوگ - بھگتی اور گیان چارون مارگ مہابھارت کے زمانہ مین اور اُس سے پیشتر مناسب حالتون مین یکسان طور پر رائج تھے اور ہر مارگ کے بہترین آدمی موجود تھے - اس جنگ عظیم کے بعد تاریکی پھیلنے لگی اور رفتہ رفتہ مطلع گردآلود ہوگیا - جب بھگوان بُدھ دیوجی کا اوتار ہوا تو اُنھون نے کرم کو سب سے افضل بتایا اور باقی تین باتین رد کردین - چونکہ کرم بغیر ایاسنا یا گیان کے محض نامکمل ہے لہذا اُسکا لازمی نتیجہ تھا کہ یہ طریقہ کچھ روز بعد مٹ جائے چنانچہ بھگوت پوجیہ پاد شری شنکر آچاریہ نے گیان کی فضیلت بیان کرکے کرم کے مسئلہ کو ایسا نیچا دکھایا کہ آج ہندوستان مین اُسکا نام بھی نہ رہا -

قاعدہ ہے کہ محض گیان بھی بیکار ہے چنانچہ کرم بالکل چھوڑکر جب سب لوگون نے گیانی بننے کی کوشش کی تو بھی کل انتظام درہم برہم ہونے لگا اور ایک عرصہ تک یہی کیفیت رہی اور کچھ دن بعد یہ حالت ہوگئی کہ ہندوستان کی حکومت بھی ہاتھ سے نکل گئی اور مسلمان حکمران ہوگئے رفتہ رفتہ گیان کا بھی زور کم ہونے لگا اور اکبر بادشاہ کے عہد مین گوسائین تلسی داس جی نے بھگتی کا سمندر بہادیا - چنانچہ آجکل بھگتی ہی ممتاز سمجھی جاتی ہے - مگر کجا وہ بہترین بھگتی جو رامائن

مین بیان کیگئی ہے اور تجاوہ جو آجکل کے پجاریون اور مندرون مین دیکھنے مین آتی ہے - اس لیے اگر نظر غور سے دیکھا جاے توان تینون باتون کا ساتھ ساتھ رہنا مناسب ہے - اگر ان مین سے ایک کی بھی کمی ہوگئی تو اندیشۂ نقصان ہے نظر بران صرف ایک ہی بات کی تلقین عام آدمیون کے لیے مناسب نہین - ہان اگر صرف چند بزرگ دھرم کی ماہیت کو سمجھ کر کسی خاص طریقہ کے پیرو ہوجائین تو محل شکایت نہین مگر عوام کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ تینون باتون کو دھیان مین رکھین جسن بھگتی پر آجکل کے بھگت نازان ہین اُس نے ایسی مکروہ صورت اختیار کی ہے جس سے شاید انھین بھی شرم آتی ہوگی - لہذا جبتک گیان کے ساتھ بھگتی نہین ہوتی تب تک محض ڈھکوسلہ ہے بھگتی بغیر گیان کے اندھی ہوتی ہے مگر اس کے ساتھ مین یہ بھی کہونگا کہ گیان بھی بغیر بھگتی کے لنگڑا ہوتا ہے - لہذا دونون باتین ابتدا مین لازم وملزوم ہین اور ایک کے بغیر دوسرے مین کمال نہین ہوسکتا - ہان رفتہ رفتہ جب انسان ترقی کرتا جائے تو اُسے ہر ایک بات خود ہی معلوم ہوتی جائے گی -

ان سب باتون کو دھیان مین رکھ کر ہر شخص کا فریضہ ہونا چاہیئے کہ وہ گرہست آشرم مین رہتا ہوا روحانی ترقی کرتا جائے - گرہست آشرم کو چھوڑ کر فقیر ہوجانا اور اپنے اہل دعیال کی پرورش تو الگ رہی اپنا بھی بوجھ عوام پر ڈال دینا حد درجہ کی ناانصافی ہے -

گیتا کے سوطھوین ادھیاے کے آخری دو شلوکون مین لکھا ہے کہ جو شخص وید شاستر وغیرہ کے خلاف اپنی مرضی کے موافق چلتا ہے اُسکو سکھ نہین ملتا اور سدھ اور اُتم گتی نہین ملتی - اس لیے کونسا کام کرنے کے لائق ہے اور کونسا نہین ہے اس کے جاننے کے لیے شاستر ون کے اقوال کو سند ماننا چاہیئے - اور انہین اپنی حیثیت

اور حالت کے موافق جو فرائض مندرج ہین اُنکو ماننا چاہیئے -
زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اور اُسی کے ساتھ لوگون کے چلن اور ضروریات مین تبدیلی ہوتی رہتی ہے - اس لیے ہر جگہ یہ ہمین یہ نہ کہدینا چاہیئے کہ چونکہ ایسا کام بزرگون نے کیا تھا لہذا ہم بھی ایسا ہی کرتے ہین ؎

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن
کہ جا ہا سپر باید انداختن

ہم کو سب کام صرف اُسی طرح پر نہ کرنے چاہیئین جس طرح پر ہمارے واجب التعظیم بزرگون نے کیے تھے بلکہ اُس طرح پر کرنا چاہیئے جیسے وہ ہماری موجودہ حالت مین رہتے ہوے کرتے - ہان کل کامون کے کرنے مین اس بات کا خیال ضرور رہنا چاہیئے کہ سب کرم نشکام ہون تاکہ باعث گرفتاری نہ ہون - ہمکو چاہیئے کہ نیک کامون کی مدد سے جاودانی زندگی کے زینے پر قدم رکھین - اگر گر پڑین تو پھر چڑھین ناکامی ذلّت کا باعث نہین ہے اور نہ جلدبازی عزت کا ذریعہ ہے - آہستگی اور استقلال کے ساتھ ہر بات کو اپنے مناسب وقت پر انجام دینا چاہیئے اور نتیجہ سے بے فکر رہنا چاہیئے - رفتہ رفتہ اخلاقی فضائل پیدا کرینگا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک دن گوہر مقصود ہاتھ آجائیگا - چنانچہ گوسائین جی کا قول ہے -

دوہا

ست بچن اور دینتا پرتریا مات سمان
یا ہُو سے ہر نا ملین تو تلسی جھوٹھ جبان

لوگون مین علم معرفت کے بارہ مین اکثر اختلاف رہتا ہے - کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ - کوئی کسی راہ پر چلنا افضل بتاتا ہے اور کوئی کسی دوسری راہ کو اچھا کہتا ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ جو جس لیاقت اور جس درجہ کا آدمی ہے اور جن مدارج

مین ہوکر گذر رہا ہے اُس کے ویسے ہی خیالات ہوتے ہین اور ویسی ہی باتین کرتا ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ چونکہ وہ ہمارا ہم خیال نہین ہے لہذا ضرور غلط راستہ پر ہے - ایسے شخص کے بارہ مین کم از کم اتنا ہی سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ معمولی دُنیاداروں سے تو اچھا ہے کیونکہ اُس نے آپ کو اس راستہ پر ڈال دیا ہے وہ ترقی کرتا ہوا ایک دن ضرور موکش پد کو پہونچ جائیگا۔

آجکل زیادہ تر اختلاف بھگتی اور گیان مارگ والون مین رہا کرتا ہے بھگت گیانی کی نسبت یہ کہا کرتے ہین کہ یہ لوگ کچھ کرتے دھرتے تو ہین نہین صرف باتین کیا کرتے ہین اور گیانیون کا یہ مقولہ ہے کہ بھگتی محض ادنیٰ درجہ کی چیز ہے - اس بارہ مین ہمیشہ بحث و تکرار ہوا کرتی ہے مگر میرا خیال ہے کہ ایسی بحث کرنے والے غلطی پر ہین کیونکہ مین بتلا چکا ہون کہ آخر مین سب لوگ ایک ہی مقام پر پہونچ جاتے ہین - ظاہرا فرق جو نظر آتا ہے محض ابتدائی ہے - گوسائین تلسی داس جی بھگتون کے سرتاج ہین مگر اُنکی تصنیف کردہ رامائن کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے گیانی بھی تھے - کیونکہ گیان کا ایسا کوئی نکتہ نہین ہے جسکا ذکر رامائن مین نہ آیا ہو - گوسائین جی کا خود ہی مقولہ ہے -

دوہا

تن سکھائے پنجر کرے دھرے رین دن دھیان
تلسی مٹے نہ باسنا بنا بچارے گیان

نظر برآن گیان کی فضیلت مین کسی کو انکار نہین ہو سکتا مگر اس سے یہ مطلب نہین ہے کہ جو شخص گیان کی باتین کرے وہ ضرور گیانی ہی ہے - آجکل ایسے سادھوون کی تعداد زیادہ ہے جو بکتا گیانی ہین - اور نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اصلی اور نقلی سادھو مین امتیاز دشوار ہو گیا ہے کیونکہ نقلی سادھو گیان کی باتون کو ایسا گرج گر

سُناتے ہین کہ لوگ اُن کے دام فریب مین پھنس جاتے ہین حالانکہ اصلیت یہ ہے کہ صرف زبانی جمع خرچ ہی ہے پلّے کچھ بھی نہین۔

مین تمھین کچھ علامات بتاتا ہون۔ جب کوئی سادھو ملے تو اُن کو ان مین ڈھونڈھنا اگر یہ علامات موجود ہون تو سمجھنا کہ یہ سچا ہے ورنہ دھوکہ باز۔ صرف گیان کی باتین ہی کرنے والا گیانی نہین کہا جا سکتا۔

اوّل۔ سچّا گیانی وہ ہے جو کسی شے سے رغبت نہ رکھے۔ اگر گرھست ہے تو بیوی بچّون سے بھی نہ رکھے۔ اور اگر سنیاسی ہے تو مٹھون۔ چیلون اور دھن دولت سے نہ رکھے

دوئم۔ سب جیوُون اور دوست و دشمن مین اپنی بُدھ کو یکسان رکھے۔

سوئم۔ نہ وہ کسی سے ڈرتا ہو اور نہ اُس سے کوئی ڈرتا ہو۔

جس پیڑ کے کھوکھلے مین آگ لگی ہو وہ بہت دنون تک سرسبز نہین رہ سکتا صرف چند دنون تک رہ سکتا ہے۔ ویسے ہی جس انسان مین حُبّ دُنیا ہے وہ اصلی ویراگی یا گیانی نہین ہو سکتا ایک نہ ایک دن بھانڈا پھوٹ ہی جاتا ہے سچے گیانی کے لیے اسکی کیا ضرورت ہے کہ وہ اپنے آپ کو دنیاوی بکھیڑون مین پھنساتا پھرے اور نام و نمود کا خواہشمند ہو۔ اُسکی نگاہ مین تو دُنیا مثل ایک تھیٹر کے اسٹیج کے ہوتی ہے جسمین سب ایکٹر اپنا اپنا پارٹ ادا کرتے رہتے ہین۔ ایک ہی ایکٹر کبھی راجہ بنجاتا ہے کبھی رانی کبھی سپاہی اور کبھی وزیر وغیرہ۔ مگر وہ ایکٹر اپنے آپ کو راجہ یا رانی سپاہی یا وزیر نہین سمجھنے لگتا۔ وہ صرف تھوڑی دیر کے لیے ویسا روپ بناکر پارٹ ادا کر دیتا ہے مگر اپنے کو بالکل علٰحدہ سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ راجہ رانی وغیرہ کے کامون کا اثر اُسپر کچھ نہین پڑ سکتا۔ بس ایسا سمجھنے والا اور اسی کے موافق عمل کرنے والا سچا تارک اور سنیاسی ہے خواہ وہ کسی حالت مین رہے۔

یہان پر یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ غرور کا قدم ہرگز بیچ مین نہ آنے پاوے۔ کیونکہ یہ حصول گیان مین مانع ہوتا ہے بعض آدمی جہان اپنے آپ مین تھوڑی سی بھی ترقی محسوس کرتے ہین تو خیال کرنے لگتے ہین کہ ہم بھی کسی قابل ہوگئے اور ہر کس و ناکس پر اپنی فضیلت جتانے لگتے ہین .... اہنکار ایک بہت ہی لطیف جذبہ ہے۔ بڑے بڑے سدھ مہاتما اسکی چوٹ سے نہین بچتے اس لیے نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔

اپنے اوپر ضبط حاصل کر لینے کے بعد اگر کچھ شکتیان پیدا ہو جائین تو بجائے مغرور ہو جانے کے انکا استعمال محبت اور انسانی ضروریات کے لیے کرنا چاہیئے اور ہمیشہ پسندیدہ اخلاق رکھنا چاہیئے۔ اخلاق انسانی فطرت کا جزو اعظم ہے اور یہی چند ابتدائی اصول کی پابندی رفتہ رفتہ اصلی شاہراہ کی طرف قدم بڑھانے مین معاون ہوتی ہے۔ مثلاً خوراک و پوشاک مین سادگی و صفائی۔ ہر ذی حیات سے مروت اور ہمدردی کا برتاؤ۔ قواء ظاہری و باطنی کا تحفظ۔ روزمرہ تخلیہ مین بیٹھکر اپنی ذات اور خدا کی اصلی صفات پر غور کرتے رہنا۔ الغرض ہر کام کو اعتدال کے ساتھ اور وقت معیّنہ پر کرنے سے انسان ایسے نامعلوم طریقہ پر ترقی کر جاتا ہے کہ دوسرے دیکھکر متحیر ہو جاتے ہین۔

اسمین شک نہین کہ محسوسات کے متعلق غور و فکر کو کم کیے بغیر عین ذات محویت و استغراق ناممکن ہے۔ تاہم اگر محسوسات سے تعلق کو ایک فرض کی صورت مین ادا کیا جاے اور ذاتی نفع و نقصان کے جھگڑون کی طرف زیادہ توجہ نہ کی جاے تو اصلی استغراق کی حالت روز بروز ترقی پذیر ہوتی جائے گی اور خود بخود اُسے ایسی باتون کا علم ہونے لگے گا جنکا عام طور پر کبھی شان و گمان بھی نہین ہو سکتا تھا اس طرح پر بچار کرتے کرتے جب روح جوان ہو جاے گی تب گورو کی ضرورت ہوگی۔

لیکن گورو کے تلاش کرنے کی ضرورت نہین ہے - جب متلاشی حق مین علم معرفت کی قابلیت آجاتی ہے تو گورو خود ہی اُسے ڈھونڈھ لیتا ہے اور روحانی تعلیم دیتا ہے - روحانی تعلیم کے شروع ہوتے ہی وہ پورا تارک یعنی سنیاسی ہوجاتا ہے اُس وقت وہ کسی خاص جگہ کا پابند نہین رہتا اور نہ دنیاوی اشیاء سے اُس کا تعلق باقی رہتا ہے -

دوسرے سنسکار کو پاتے ہی کٹی چک ہوتا ہے - کٹی سے مراد ظاہری کٹی نہین ہے بلکہ باطنی - اس درجہ کو پہونچکر اُسمین سدھیان پیدا ہوجاتی ہین اور بجائے جسم کثیف کے اجسام لطیف سے بھی وہ کام لینے لگتا ہے - کیونکہ کنڈلنی شکتی جاگ اُٹھتی ہے -

تیسرے سنسکار کو ہنس کہتے ہین - اس مرتبہ کو پاکر انسان دوئی سے رہا ہوجاتا ہے اور وحدت محسوس کرتا ہے - رغبت و نفرت باقی نہین رہتی اور زبان سے انا الحق نکلنے لگتا ہے -

چوتھے اور آخری درجہ کو پرم ہنس کہتے ہین یہ جیون مُکتی سے پہلے ہوتا ہے - اس مرتبہ کو پہونچکر انسان حالت بیداری مین تریا مین پہونچنے لگتا ہے - سب مین ایک ہی آتما نظر آتا ہے اور نور حقیقت کا چشمہ اُسکی آنکھون سے روان رہتا ہے - اُسوقت یہ خیال بھی جاتا رہتا ہے کہ وہ اس اعلیٰ مرتبہ پر پہونچا ؎

فروتنی ست دلیلِ رسیدگان کمال
کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود

اُس وقت پوری شانتی حاصل ہوکر آخری باریک پردہ جو بصیرت کاملہ مین حائل تھا دور ہوجاتا ہے اور جیون مکت ہوجاتا ہے اور کوئی راز قدرت اُس سے مخفی نہین رہتا - اسی حالت کا نام ویدون سے اوپر چڑھ جانا ہے - اس حالت مین

دھرم اور ادھرم سب ہی چھوٹ جاتے ہین۔

بہت سے معمولی آدمی جو اکثر گیتا کے اٹھارہوین[18] ادھیاے کے شلوک نمبر ۶۶ پر یہ اعتراض کر دیا کرتے ہین کہ دھرم کے کام کیسے چھوڑے جا سکتے ہین تو اُس کا جواب یہ ہے کہ ہم ہمیشہ ایک بُری عادت کو دُور کرنے کے لیے کسی اچھی عادت کو سیکھتے ہین اور اُس پر عمل کرتے ہین۔ مثلاً کرودھ (غصہ) کو دور کرنے کے لیے دَیا (رحم) کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن کچھ دنون بعد جب کرودھ رہتا ہی نہین ہے تو دَیا کی بھی ضرورت جاتی رہتی ہے۔ جب کسی کے کانٹا چُبھ جاتا ہے تو اُس کے نکالنے کے لیے اُسے سوئی یا دوسرے کانٹے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن جب اُسکی مدد سے وہ چُبھا ہوا کانٹا نکل جاتا ہے تب وہ سوئی یا دوسرا کانٹا بھی بیکار ہو جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح علم بھی حاصل کرنے کی اُسی وقت تک ضرورت رہتی ہے جبتک اُس قادر مطلق کا علم نہو جائے۔ جب خود وہ ہی ملگیا تو کوئی بات جاننے کے لائق نہین رہ جاتی۔ اسی طرح پر جب سب بُرائیان اور خامیان دور ہو جاتی ہین تب جن عمدہ وسائل سے وہ دور ہوئی تھین اُنکی بھی ضرورت نہین رہتی یعنی اُس وقت کسی بات کی پابندی نہین رہتی اور یہی سب دھرمون کا چھوڑنا ہے۔

اگر یہ درجہ حاصل کرنا ہے اور اُس آنند کا لطف اُٹھانا ہے جسکا ذکر اپنشدون مین ہے تو بہی کوشش کرنی پڑے گی اور ابتدا مین جیتے جی درگور ہو جانا پڑیگا۔ صرف گیان کی باتین ہی کرنے سے کوئی مفید مطلب نہین نکل سکتا۔ اگر کوئی شخص چراغ کا محض ذکر کرتا رہے تو صرف روشنی کا خیال ہی پیدا ہوگا۔ اُجالا اُسی وقت ہوگا جب چراغ روشن کر دیا جاویگا۔ اگر کوئی شخص صرف زبان سے مٹھائی مٹھائی کہتا رہے تو اُسکا منھ میٹھا نہین ہو سکتا تاوقتیکہ وہ مٹھائی کو چکھے نہین۔ اسی طرح صرف گیان کی باتون سے کام نہین چل سکتا۔ مقررہ سادھن اور عمل ضروری ہین اور ان ہی سے

نجات ممکن ہے۔

یہ سب باتین انسانی جامہ مین ہی حاصل ہو سکتی ہین۔ اگر انسان بندۂ ہَوا و ہوس نہ ہو کر اپنی عظمت کو سمجھے اور مناسب ہدایات کی پابندی کرتا ہوا منزل بہ منزل چلتا رہے تو اُس کے لیے تکلیف دہ نہ رہ جاے گی۔ بلکہ چارون طرف آنند کا ایک سمندر موجین مارتا ہوا نظر آئیگا اور وہ سُرورِ ابدی کا لطف حاصل کرے گا ٥

تجھکو سب پر ہے تقدم قدرت و عظمت شرف
آکے قالب مین تری توقیر آدھی رہ گئی

شانتی شانتی شانتی

تمام شد

دلچسپ ناول

مسٹر رینالڈ کے انگریزی ناولون کے اُردو ترجمے

فسانۂ آگہ دین دیلی - مشہور ناول اسٹار آف منگریلیا کا ترجمہ رنگین داستانون کے ضمن مین بہشت و دوزخ کی سیر کرائی ہے پڑھ کر دل دھڑک جاتا ہے - مترجمۂ منشی امیر حسین صاحب تحصیلدار کاکوروی عہ/۱۲

فریب حسن - ناول فاسٹ کا اُردو ترجمہ جس مین قصہ کے پیرایہ مین بدکرداریون کے زبون نتائج دکھائے گئے ہین - عہ/۱۲

فسانۂ سوزن عشق - ناول سٹمبرس کا ترجمہ جس مین دنیا کی خودغرضی اور سیاہ کاری کی ایک عجیب و غریب قصہ کے پیرایہ مین دلکش تصویر دکھائی گئی ہے - عہ/۶

فسانۂ لارنس وروتھ - ایک عفیفہ لڑکی کی داستان فوجی افسرون کی بیباکی چارلس گذشتہ شاہ انگلستان کی بےاعتدالی زنان درباری کی بدکرداری وغیرہ کا خاکہ ترجمہ رائے ہوس بلاٹ مترجمہ سید امیر حسین صاحب - عا/۸

روزا لیمبرٹ - ایک لڑکی الیمبرٹ کی حسرت اور درد بھری سوانح عمری راہ نیک سے انحراف اور چوری جوے دغابازی شراب خواری وغیرہ کے بُرے انجام زبان سلیس اور صاف دو حصہ کامل للعہ/

ایضاً - حصۂ اوّل - عا/۸

ایضاً - حصۂ دوم - عا/

ناول اسرار نیکرومینسر کا بامحاورہ اور سلیس ترجمہ چھ با عصمت اور حسین نمانہ لیڈیون کے دلی جذبات کا خاکہ زمانہ کی حیرت انگیز نیرنگیون اور انقلاب کی عبرت انگیز تصویر - عا/

ویگزونسیڈ - اعقل کو چکر مین ڈالنے والے رازون کا خزانہ ہے شیطانی فریب اور اُن سے بچنے کے طریق اور اچھے انجام - سمندر اور جزائر کی سیر موقع بموقع تصاویر - عہ/۱۲

شام جوانی حصۂ اول - مسٹر رینالڈ کے ناولون مین یہ مشہور ناول ہے جسمین مصنف نے اپنا زور قلم دکھایا ہے مگر

مترجم نے بھی اُردو کے سانچے مین ڈھال کر اُسے اُردو کا بہترین ناول ثابت کر دیا ہے قصہ کی دلچسپی کے ساتھ عبارت کی روانی وغیرہ قابل دید و داد ہے۔ مترجمۂ منشی نوبت رائے صاحب مرحوم ۱۲؍

ایضاً حصہ دوم - ۹؍

دھوکا یا طلسمی فانوس - اس مین بھی قصہ کو نہایت عبرت انگیز پیرایہ مین بیان کیا ہے اور دکھایا گیا ہے کہ اگر انسان کو تمام دنیا کے راز معلوم ہو جائین تو اُسکا کیا نتیجہ ہے اور وہ کیا کر سکتا ہے اور کیسی مالایطاق تکلیف مین پھنس جاتا ہے اسپر جو اُس کے مترجم منشی سجاد حسین صاحب اڈیٹر اودھ پنچ نے ظرافت کی چاشنی دی ہے اُس سے اُس کی عبارت مین اور بھی گل کاری پیدا ہو گئی ہے۔ ۱۲؍

قصہ حاجی بابا اصفہانی - ایڈونچر آف دی حاجی بابا اصفہانی کا ترجمہ جسمین ایرانیون کی طرز معاشرت علم ادب سیاحت جغرافیہ کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اِسکے علاوہ کھانے کمانے کے بہت سے نسخے درج ہین غرضکہ یہ کتاب بڈھون کی دستگیر جوانون کو ایک ناصح مشفق بچون کے لئے دل لگی کا ذریعہ ہے۔ ۱۲؍

بوالہوس - مروجہ سلف کی رسوم منگنی اور نسبت کی مختلف صورتون کا نقشہ کھینچکر عورتون کے استقلال مزاج اور درستی اخلاق اور حسن و عشق کا منظر دکھایا ہے - ۱۲؍

چابک سوار معشوقہ - گھوڑدوڑ کے بُرے انجام کی بدولت ایک بھرے گھر کی تباہی توبہ اور بُرے کام سے پشیمانی کا نیک نتیجہ ہے - ۱۲؍

الف لیلہ دنیا زاد بطرز ناول ترجمہ میرزا حیرت اِس مین وہ عجیب و غریب داستانین ہین جو کسی دوسری جگہ نہین دیکھی گئین سابقہ الف لیلہ سے دلچسپی مین کسی طرح کم نہین - ۱۲؍

بادشاہ سلامت - گردش روزگار کے عجیب و غریب شعبے رعایا کی دلشکنی اور ظلم کے خراب نتیجے - استقلال مزاج کی برکت کا خوشنما اور زرین سین - ۱۵؍

مترجم نے بھی اُردو کے سانچے مین ڈھال کر
اُسے اُردو کا بہترین ناول ثابت کر دیا ہے
قصہ کی دلچسپی کے ساتھ عبارت کی روانی
وغیرہ قابل دید و داد ہے - مترجمہ منشی
نوبت رائے صاحب مرحوم ۱۵؍

ایضاً حصہ دوم - ۹؍

دھوکا یا طلسمی فانوس - اِس مین
بھی قصہ کو نہایت عبرت انگیز پیرایہ مین بیان
کیا ہے اور دکھایا گیا ہے کہ اگر انسان کو
تمام دنیا کے راز معلوم ہو جائین تو اُسکا
کیا نتیجہ ہے اور وہ کیا کر سکتا ہے اور کیسی
مالا یطاق تکلیف مین پھنس جاتا ہے اسپر
جو اُس کے مترجم منشی سجاد حسین صاحب
اڈیٹر اودھ پنچ نے ظرافت کی چاشنی دی
ہے اُس سے اُس کی عبارت مین اور
بھی گل کاری پیدا ہو گئی ہے - ۲؍

قصہ حاجی بابا اصفہانی - ایڈونچر
آف دی حاجی بابا اصفہانی کا ترجمہ جسمین
ایرانیون کی طرز معاشرت علم ادب سیاحت
جغرافیہ کا حال بیان کیا گیا ہے - اِسکے
علاوہ کھانے کمانے کے بہت سے نسخے درج
ہین غرضکہ یہ کتاب بڈھون کی دستگیر
جوانون کو ایک ناصح مشفق بچّون کے لئے
دل لگی کا ذریعہ ہے - عہ؍

بوالہوس - مروّجہ سلف کی رسوم منگنی
اور نسبت کی مختلف صورتون کا نقشہ
کھینچکر عورتون کے استقلال مزاج اور
درستی اخلاق اور حسن و عشق کا منظر
دکھایا ہے - ۱۲؍

چابک سوار معشوقہ - گھوڑ دوڑ کے
بُرے انجام کی بدولت ایک بھرے گھر کی
تباہی توبہ اور بُرے کام سے پشیمانی کا
نیک نتیجہ ہے - ۱۲؍

الف لیلہ دنیازاد بطرز ناول ترجمہ
میرزا حیرت اِس مین وہ عجیب و غریب
داستانین ہین جو کسی دوسری جگہ نہین
دیکھی گئین سابقہ الف لیلہ سے دلچسپی
مین کسی طرح کم نہین - ۱۲؍

بادشاہ سلامت - گردش روزگار
کے عجیب و غریب کرشمے رعایا کی دلشکنی اور
ظلم کے خراب نتیجے - استقلال مزاج کی برکت
کا خوشنما اور زرین سین - ۱۵؍